U7599 5-12-9.

Title - SUKHAN SHORA.

Creator - Abdul Ghafoor Khan Nissakh.

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow).

Date - 1874

Pages - 582.

Subjects - Urdu Shayari - Tareekh-o-Tanqeed; Tazkira Shora - Urdu.

هو الغفور الرحیم

# الشعرا تلامیذ الرحمن

تذکرہ شعرای زبان اردوی معلے موسوم بنام تاریخی

# سخن شعرا

۱۲۹۱

مولوی عبد الغفور خان صاحب

بحسن تصحیح و زیبا تسطیر باوان سعادت اقتران

مطبع منشی نولکشور میں مطبع مزین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس نخلبند گلستان جہانکی رونق افروز چمنستان معانی ہے اور ثنا اوس گلبن آرائے زمین و زمان کی بہار افزاے ریاض نکتہ دانی ہے جسنے عرائس معانی کو رایحین مبانی سے پیراستہ اور ابکار افکار کو روائح ازہار بلاغت اور فوائح گلہاے فصاحت سے آراستہ فرمایا اور نونہالان گلشن لطائف کو عمائل ظرائف سے مزین فرماکے حجب بطون سے منصۂ شہود پر جلوہ نما کیا اور اپنے سحاب لطف و کرم کی آبیاری سے شورستان عدم استعداد کو روضۂ رضوان بنایا سرو قدان باغچۂ احسن تقویم اوسکے بہار خلق کی تعلیم سے مالا مال اور نو بادہ ہاے گلشن تکریم برگ و بار حسن تنظیم سے چمن چمن نہال ہوے شعر

اے موج نسیم کرم الطاف سے تیرے
دیکھا نہین اس گلشن بیخار مین کھٹکا

اور گلدستۂ درود نا محدود و صلواۃ غیر معدود پیشکش بہار گلستان رسالت رونق بوستان نبوت آفتاب درخشان آسمان اہتدا تاجدار لی مع اللہ خدیو انجم سپاہ ہے جسکی نکہت مرحمت سے معطر ہر دماغ اور نسیم مکرمت سے ہر غنچۂ دل باغ باغ ہے خاک پا اوسکا غازۂ رخسار گلشن صنائع کو غازہ ہے اور چمن زار فضاے بدائع اوسکی آبیاری سے تر و تازہ بدیاے علوم

اوس

اوس منبع جود و احسان سے اپنی موجون مین لہراتا ہے اور محیط شرائع اوس گوہر بے بہا ی
امتنان سے آب و تاب مین چشمۂ خورشید کا پہلو دباتا ہے صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ
الاتقیاء الابرار ماطمی البحر الذخار وعتب العجاج التیار بعد اسکے ہیچمیرزا ابو محمد عبد الغفور
خان المدعی متخلص بہ نساخ ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ضلع راجشاہی معروف بہ رامپور بولیہ
ابن منشی قاضی فقیر محمد مرحوم صاحب جامع التواریخ وکیل عدالت عالیہ صدر دیوانی کلکتہ
ابن قاضی محمد رضا مغفور متوطن ضلع فریدپور باشش گزین دار الامارۃ کلکتہ نکتہ فہمان سخن سنجان
زمن کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ جبان ہنوز باغچۂ عمر مین نسیم شعور کی آمد آمد اور فرش سبزہ
رشد و فضای سن و سال مین ممتد بھی نتھا کہ سر مین سودا ے گلگردیان مضامین پیدا ہوا دل
غنچہ لبان معانی کا شیدا ہوا کلام اساتذہ کا شوق رہا غیرون کے سخن سے ذوق رہا سوٹے
دنون مین بہت سی دواوین نظر سے گذرے عرصۂ قلیل مین تذکرہ ہاے کثیر دیکھے ہر ایک نے
داد سخن کی دی ہے جانفشانی و جانکاہی کی ہے ہر مضمون شیرۂ حیات ہے ہر معنی شاخ نبات
ہے ہر انداز شیرین غیرت شان انگبین ہے ہر طرز نمکین رشک لب شیرین ہے جی مینے بھی
چاہا کہ شربت تالیف سے کوزے بھرون اور اس قند کو مکرر کرون یعنی اس طرح کا
تذکرہ لکھون جسمین اشعار آبدار مین اطناب و انجاز ہو اور احوال شعرا مین اختصار و ایجاز
اور حالات ابناے زمان کو بقدر طاقت بشری جامع اور حشو و زوائد کو مانع ہو بحمد اللہ
کہ یہ ناوک عزم ہدف مراد مین دوسار ہوا کہ بارہ ۱۲ برس کی محنت مین یہ تذکرہ شعراے
ریختہ مسمے بنام تاریخی سخن شعرا ۱۲۸۱ تیار ہوا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

## ردیف الالف

آباد تخلص محمد یعقوب علی خان خلف محمد اسحاق خان باشندۂ دہلی

| | |
|---|---|
| ان خراباتیون کی صحبت نے | مجھکو آباد کیا خراب کیا |

آباد تخلص مہدی حسن خان ولد غلام جعفر خان باشندۂ لکھنؤ ناسخ سے اصلاح لیتے تھے
سال تولد انکا ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری ہے انکے تین واسوخت اور ہر بحر مین
غزل کے ایک ایک دیوان ہے بعض دیوان اور واسوخت نظر راقم سے گذرے

ہمیشہ تذکرہ ہے مصحفِ رخسارِ جانان کا
کوئی ثروت مین بھی اندازِ غربت بیچ جاتی ہے
ہجر مین ای رشکِ شیرین جان شیرین تلخ ہے
کیا عجب شوقِ اسیری مین اگر منقار سے
روشنی پائے سخاوت سی جہان مین نام سے
پائیگا اکدن کمال سربلندی شکل بدر
ہے بجا اے گل اگر کہیے تجھے رشکِ بہار
رکھ لیا پردہ مرا قاتل تری تلوار نے
بجلیان روشن کرینگی قبر پہ میرے چراغ
تیرے ہر ایک سخن مین ہین بہم دو پہلو
نورؔ اترتے کے حرف سے ہر حرف ہو جدا
گر سکندر کی طرح ہوتے میرے بخت رسا
طورؔ کم کر نہ مرے بعد جفا کاری کا +
زلفِ دراز و ابرو و رخسار و چشم و لب
واللہ کیا ہے حسن بتِ پرغرور کا
بگڑ گیا جو نکلتے ہی روح کے نقشا +
شعبدے دکھلائے حسنِ یار نے ہر دم نئے
بیتاب وہ ہون چین نہ آئے لحد مین بھی
ہاتھ کیا اونے اوٹھایا سیکڑون بسمل ہوئے
خون گرفتہ نہ کوئی عشق مین ہمسا ہوگا
فقط امید ہے بخشش کی تری رحمت سے
مثالِ قصر گردون جنکے لاکھون قصر عالی تھے
مجھے یاد آگیا سجدہ بتون کی آستانے کا

کتاب عشق نے حافظ کیا ہے مجھکو قرآن کا
نہ بھولا تخت پر یوسف کو صدمہ چاہ کنعان کا
کام نالے کر رہے ہین تیشۂ فرہاد کا
بلبلین دامن پکڑین دوڑ کر صیاد کا
ہر درم گویا چراغ مرقدِ حاتم ہوا
ماہِ نو کی طرح جو بہر تواضع خم ہوا
پھول مرجھاتا نہین تیرے گلے کے ہار کا
جسم عریان پر ہے احسان زخم دامن دار کا
کشتہ ہون اک برق وش کی مین نگاہِ ناز کا
کبھی اقرار سے ہوتا نہین انکار جدا
لکھدون جو خط مین حال کبھی اضطراب کا
ہفت کشور چھوڑ کر مین کنجِ عزلت مانگتا
حوصلہ تا کسی دشمن کو نہو یاری کا
مارا ہوا ہون مین تو انھین تین چار کا
بندون کو شک ہوا ہے خدا کے ظہور کا
طلسم تھا کوئی یا اپنا خانۂ تن تھا
سامنے آنکھون کے میان کیا کیا تماشا ہو گیا
میرے جنازے کو نہو آرام دوش پر
دے رہا ہے عاشقونکو موت کا پیغام رقص
دمبدم سنتِ جلا دیکھا کرتے ہین
دگر نہ عفو کے قابل مرے گناہ نہین
اب اونکی خاک اوڑتی پھرتی ہے دشت بیابان
کسی مسجد مین جب دیکھا کسی مین نے نمازی کو

دل لگانے مین تو ہے جور اوٹھانے کا مزا
لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو

لطف جینے کا یہ ہے جان کسی پر نکلے
نہ جئے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو

کہین فرقت مین جائین اشک ہین لبریز آنکھون مین
تماشا ہی لیے پھرتے ہین ہم کشتی مین طوفانکو

ڈرسے اونکے لگ گئی تقدیر پشت آئینہ
مہرسے اا ہوئی توقید پشت آئینہ

خیاط قطع کر تو سمجھ کے لباس یار
رشتہ مری حیات کا اوس پیرہن مین ہے

ابر تخلص تفضل حسین شاگرد اسیر

خاکساری کا اگر مرتبہ حاصل ہو جاے
ہے ولا پھر طلب نسخۂ اکسیر محبت

آبرو تخلص نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک باشندۂ دلی شاگرد وعزیز سراج الدین علیخان آرزو حضرت محمد غوث گوالیاری کے نبیرون مین تھے محمد شاہ جنت آرامگاہ کے عہد مین وفات پائی بیشتر صنعت ایہام مین شعر کہتے تھے

کیون چھپا ظلمات مین گر اوس لب سے شرمندہ نہ تھا
جان تجھ پانی مرے ہے چشمۂ حیوان کی تیغ

سر سے لگا کے پاؤن تلک دل ہوا ہون مین
یہان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین

دور خاموش بیٹھا رہتا ہون
اسطرح حال دل کا کہتا ہون

شور ہے اوسکی اشکباری کا
آبرو چشم تر قیامت ہے

نہ دیوے لیکے دل وہ جعد مشکین
اگر باور نہ ہو تو مانگ دیکھو

وابن رضا تخلص و نام سید ابن رضا لکھنوی کلکتہ مین آئے تھے راقم نے انکو دیکھا ہے

تجھے رقیبون کے دل مین ہزارون ہی کانٹے
گلون کے گجرے جو ہم یار کو پنہانے لگے

آتش تخلص مرزا غلام حسین ولد مرزا اکرم اللہ بیگ باشندۂ ڈھاکہ شاگرد و داماد میر اجان طپش عدالت دیوانی ڈھاکہ مین وکالت کرتے تھے

آپ تو محو فنا تھے جس طرح کاسنکی اوس
جنبش باد صبا کا اک بہانہ ہو گیا

آتش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی شاگرد مصحفی سنہ ۱۲۶۳ بارہ سو تریسٹھ ہجری مین انتقال کیا و دیوان اونکے نظر راقم سے گذرے سواے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے اشعار انکے پرمضمون و بامزہ ہوتے ہین

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
وصال یار کا وعدہ کب ہے فردای قیامت پر
نہین مٹتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہے آتش نے
حسن پری اک جلوۂ مستانہ ہے اوسکا
وہ یاد ہے اوسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
لیجاے خط شوق کبوتر غریب کیا
آتش یہی دعا ہے خداے کریم سے
کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کی منزل
کیا قتل اوسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
١ عالم منطق مصور ہے تری تصویر کا
کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتی ہین گلے
حیف کی جا ہے نہ دے نرم دہن پستہ تنگی نان
دہن اوس رو سے کتابی مین ہے پیدا پیدا
گھڑی بھر رو کے کوچۂ یار مین یون رنگ لائے
آئے تھے لوگ بیٹھے بھی اوٹھ بھی کھڑے ہوئے
حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا تجھے
دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے
سامنے ہوتی نہین اوس شمع رو کی اپنی آنکھ
اسقدر نازان نہو اے شیخ اپنی زہد پر
کسی کے محرم آب روان کی یاد آئے
شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
عذاب گور سے واعظ نہایت ہے ڈراتا

نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا
یقین مجھکو نہین ہے گور تک اپنی رسائی کا
رہے گا پاے بت پر نقش اپنی جبہ سائی کا
بجا ہے اے صنم گر تجھکو دعوی ہو خدائی کا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اوسکا
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اوسکا
وہان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا
شکوہ کس منہ سے کرون مین بت ہرجائی کا
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا
منہ کتابی قطبی ہے خط حاشیہ ہے میر کا
نقش حب ای ترک جوہر ہے تری شمشیر کا
پرورش پایا ہوا ہے ادھی سے شیر کا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کٹے گھاٹ جا کے کلیجا
مین جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہ گیا
ساربان آج ہی کیون جہاز لیلی اوٹھا
قیس نے محمل باقی نرکھا عذر خواہی کا
اے صبا محفل ست پروانہ کے خاکستر اوٹھا
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہوجائے گا
حباب کی جو برابر کوئی حباب آیا
جگا یا نیند جو افسانہ گو کو خواب آیا
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

اے صنم تیری کج آنکھ سے ثابت ہوا
رنگ اوڑجاتا ہے روئے مردم بیمار کا

طبل و علم ہے پاس نہ اپنے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہوکے کرے گا زمانہ کیا

یار کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا

تکیہ تک پہلو مین اوس گل نے نہ رکھا آتش
تجھ کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا

سیل گریہ سے مرے نیند اوڑی مردم کی
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا

آہ و نالہ سے سوا چرچا خموشی کا ہوا
پاس رسوائی نے ہمکو اور رسوا کر دیا

چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہے یقین یہان رہگیا وہان رہگیا

روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا

خط دیکے کیوا بکی زبانی یہ نامہ بر
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب

جو کہ شاکر ہوا مقدر پر
خط پیشانی کا پڑھا مطلب

خط نے غرور حسن کو کھو دیا ہے مہربان
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ

تار تار پیرہن مین بس رہی ہے بوے دوست
مثل تصویر نہانی مین ہون یا پہلوے دوست

واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
پنجہ شل سے کھلینگے عقدہاے موے دوست

قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مرے
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست

دوم نکلے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلوارون مین شل ہو جاینگے بازوے دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

اوس بلا سے جانسے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست

اللہ رہی صبح عید کی اوس حور کو خوشی
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات

اے ماہ چار دہ یہ گریز اب نہین ہے خوب
پہلے کیا تھا کس لیے خوگر تمام رات

گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
کٹتی ہے ہجر یار مین کیونکر تمام رات

جو پہنے اوسکو جامہ عریانی ٹھیک ہو
اندام پر ہر اک کے ہے یہ پیرہن درست

جانب شیشہ جو دیکھون تو مغان کہتے ہین
آنکھون مین دختر رز کو پیے جاتے ہو عبث

میرے مرنے کی دعا مانگی وہ بت جھک گیا
کس طرف جا کر کرون مین سجدہ شکرانہ آج

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا
پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پہ کمر
پا نشستن مین یار کو مثل سخن ہنوز
کوچہ یار مین سایے کی طرح رہتا ہون
کرتے ہین عبث یار سر داغ پہ طاوس
حرص دنیا حسن عمارتگر کو کرتی ہے خراب
حسرت جلوہ دیدار بہت سے ہے مجھے
مرتے ہین رشک کے مارے لب و بو پہ رقیب
لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا دستے عقیق
جوش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کسکی دیکھیے
برابر جان کے رکھتا ہے اوسکو مرتے تک
عطر گلاب ملکے حلقہ مین یار بیٹھا
خضر و مسیح کاٹتے ہین رشک سے گلا
یہ کہکے گشت گلپر اون کو اوبھارتے ہین
مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
دیدار عام کیجیے پردہ اوٹھا دیجے
رخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
برہمن آنکھونکو ملتا ہے جو پاے بت پہ
شرمندہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
دست رنگین سے ترے بیعت اولے کے ادا
تمہین دیکھیے تو مجنون سے ہوا لیلی جو دیوانی

کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ بن کی شاخ
باندھی ہے اسپ پہ کمر کھولون قرا شلوار بند
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
زخمی کو نہین اوسکے داغ پہ طاوس
بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
چاہیے میرے لیے آئینہ خانہ شب وصل
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم
شہر ہستی سے ہے صحرا اسلے عدم چار قدم
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون
ہماری قبر پہ رو یا کریگی آرزو برسون
بلبل پکارنے آ یا صیاد انجمن مین
تو بھی تو گر شہیدون کی اپنی زیارتین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتی ہین
مرے احسان ہین دشمن پہ ہزارون
پریون نے کمر اکھیون کے پردے اوٹھا دیے ہین
تا چند بند ہاے خدا آرزو کرین
حسین ہونے سے طوفان نوح کے فرزند کر ان
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار کو
نیلگون گنبدا نیا یا مردم بیمار کو
ہاتھ آجاتا اگر بخت مرجان مجھکو
تمھاری دلفریبی ہین نے خسرو سے شیرین کو

چال وہ چلتے ہو دل پستے ہین جسپر ہر قدم
کہتا ہے وہ شوخ آئینہ مین عکس سے آتش
بوسہ خال کے سودے مین ہوا ہون بیمار
شمع رونے مرے اوٹھا سر مجلس جو نقاب
آدمی کے واسطے کچھ اور ہو وے یا نہو
پیالہ میسر نہ ہوا تو خوب ہوا +
کوچہ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
کرینگے یار کو عریان شب وصل
جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
میہمان ہون مین جگہ دین مجھے تکلیف کرین
بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ عیار رہ
تصویر کھینچی اوسکے رخ سرخ فام کی
یہ صدا دیتی ہے خلخال اونکی ہنگام خرام
اکیلا پا کے نہین چھوڑنے کا مین تمکو
جمال حور و پری پر ہے طعنہ زن مٹی
ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
مشتاق اس قدر ہون خدا کے حضور کا
جنکو کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
شب کو دم دیکے لیجاتا ہے کوے یار مین
چلتے مین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے
کچھ عشق مین مجنون سے ہے سودا ہے نہ تو فرہاد

کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسیکا کام ہو
تم کسیسے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ
تولیں مجھسے ترازو مین تو ہو تل بھاری
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری
ساقی و مے سبزہ و آب روان درکار ہے
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے
عیان ہو جائیگا راز نہانی
کسی پردہ نشین کی لنترانی
اوسکے اصحاب ہیں سارا اور ہمین تھوڑی سی
جنکو مقرر ہوتے ہین تمھاری کمال سے
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی
خاک مین ملجاے جسکو حسرت پابوس ہے
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے
بلا سے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی
سجدہ کرون جو بت بھی ملے کوہ طور کا
کشتہ ہی دل مرا شرف امتیاز کا
مین تو سمجھا ہی مجھسے بھی مرشد مراد ہوگیا
پاؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب
بہتر ہے سے کھٹر بیٹھانے کے در پر اندنون
فرے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے
لیلی ہے نہ چھوٹی ہے نہ شیرین ہی بڑی ہے

نیرنگی زمانہ سے آتش عجب نہین | چھلا اوتارے دزد حنا دست یار سے

اکمل تخلص میر عبد الجلیل باشندۂ دہلی شاگرد معنوی جعفر زٹل

زلف ہے چہرے پہ یا جنجال ہے | جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

اثر تخلص حسین علیخان لکھنوی خلف امیر الدولہ حیدر بیگ خان نائب آصف الدولہ بہادر ناسخ کے شاگرد ہین شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان ومثنوی گذری کلکتہ مین بھی آئے تھے

گر تصور مین وہ رشک مہ کنعان ہوتا | دل مرا یوسف یعقوب کا زندان ہوتا
نہین چلتا صنم پر زور اپنی سینہ زوری کا | نہ ٹوٹا وصل کی شب ایک تار انگیا کی ڈوری کا
کسیکی گوری گوری چھاتیون پر مر گیا ہون مین | پیالہ ہو مرے پہلو مین انگیا کی کٹوری کا
دلا سوئے ہین قند لب کا خاطر خواہ بوسہ لے | مثل مشہور ہے دنیا مین گڑ میٹھا ہے چوری کا
تعجب کا محل کیا ہے جو اوڑ سکتی نہین چڑیا | یہ طائر رشتہ پر یا ہے تری انگیا کی ڈوری کا
لیکر وہ آٹھون پہر نام اوس مہ تابان کا ہی | بنگیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا
سلگے مثل شب تا در زندان وہ آکر پھر گیا | شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا
عالم بالا پہ کس خوبین کی رہتی ہے نظر | نصب ہے جو مہر کا چرخ کہن مین آئینہ
کیا دین دہن کو نقطۂ موہوم سے مثال | عنقا کا ذکر کیا کرین عنقا کے سامنے

اثر تخلص سید محمد میر برادر خورد حضرت خواجہ میر درد دیوان او مثنوی انکی نظر سے گذری اشعار انکے پُر درد ہوتے ہین

بیوفا تیری کچھ نہین تقصیر | مجھکو میری وفا ہی راس نہین
مر تو چلے کہان تلک اب در گذر کرین | یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین
نہ لگا لے گیا جہان دل کو | آہ لے جایئے کہان دل کو
صرف غم ہم نے نوجوانی کے | واہ کیا خوب زندگانی کے
دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا | دشمنی پر تو پیار آتا ہے
ہر دم فزون ہین کجروان روزگار کی | کچھ سیکھتا چلا ہے روش میرے یار کی
اور تو کوئی نہین دام وقفس دامنگیر | تنگ آیا ہون فقط دل کی گرفتاری سے

چھپ چھپ کے دیکھنے کے فریب سب یہ اثر
معلوم ہونگے تجھ کبھی اوسنے نگاہ کی

ہین حیرت ہی آپ ہی تجھکو دیوین کیا جواب انکا
کہ تجھ مین اب تلک کسطرح ہینے زندگانی کی

**اثر** تخلص عبد الرزاق ولد عبد الرحمن تمنا مقیم دہلی

ترا ہر ایک سے ملنا بت وفا دشمن
کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا مجھکو

گر چال کا نام آتا ہے آتی ہے قیامت
مضمون تری رفتار کا باندھا نکرینیار گے

کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے مجبور کیا
باتین یہ سب ہین اس دل الفت شعار کی

مین اور یار اور شب ماہتاب ہے
یارب مجھے خیال ہے یا کہ خواب ہے

پامال غیر ہے مری نعش اوس گلی مین آج
مرکر بھی میری خاک پہ کیا کیا عذاب ہے

عشق بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر
دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے

ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پہ وہ
حیلہ اک اور بھی باقی ہے سوم دیکھینگے

**اکمل** تخلص سید غلام مصطفی زمیندار موضع مصطفی آباد متعلقہ الہ آباد

کب تصور مین تری زلف گرہگیر نہین
مجھے سودائی کو کچھ حاجت زنجیر نہین

**اکمل** تخلص شیخ ہزبر حسین ولد شیخ اسد اللہ بلگرامی

انکار مین بوسہ کے کہین تیغ نہ ہو پاس
کیا وصل کی شب آہ یہ تکرار نکالی

**اجمل** تخلص شاہ محمد اجمل الہ آبادی برادر غلام قطب الدین مصیبت نبیرۂ شاہ خوب اللہ
سنہ ۱۲۳۶ بارہ سو چھتیس ہجری مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوگیا تھا کہتے کہتے ابتدا مین اونکا یار
پھر جو دیکھا کل مین اجمل کو وہی دیوانہ تھا

**احسان** تخلص حافظ عبد الرحمن خان خلف حافظ غلام رسول خان استاد و مختار
مرزا فرخندہ بخت بہادر ابن شاہ عالم پادشاہ باشندۂ دہلی سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ
ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

کبھی شادی کبھی غم ہے یہی عالم ہے عالم کا
مہ عید اسطرح گذرا تو چاند آیا محرم کا

سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا

کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان بلب رہنا
کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

موے پہ کون ہے اپنا گر پہ سنگ مزار
براے نام فقط اب سر مزار رہا

مجھ پر نہ ایک بار ہی کچھ خشمگین ہوا
نامہ بھی وا کیا تو وہ چین بر جبین ہوا

سیاہ بختون کے رہنے کو اہل دید سے پوچھ
کہ مثل سرمہ رکھے ہین وہ چشم یار مین جا

گلے سے لگتے ہی چھٹنے لگے تھے بھول سے تنے
وگرنہ یاد تھین ہم کو تسکینین کیا کیا

ہماری جان پہ گرتی ہے برق غم ظالم
تجھے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا

یہ شام ہجر آئی شامت ترے ہم کہان چلے
ہو روسیاہ ایسے ناخواندہ مہمان کا

مجھکو مت ٹھکراو بس چلتے سمجھکر دیکھکر
چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھکر

فائدہ تم جو مجھے نزع مین یار آے نظر
ہے نہ یاراے سخن اور نہ یاراے نظر

مین جو مے پینے پہ آؤن تو سبو پی جاؤن
گر عسس منع کرے اوسکا لہو پی جاؤن

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی
تجھے یاد کافر بہانے بہت ہین

اوسے پوچھے ہے جو احسان وفا پیشہ کبھی
بیوفا کون ہے کہتا ہے وہ عیار کہ تو

کچھ سانس رکا آے ہی رہ رہ کے یہ ڈر ہے
قاصد نہ کہین راہ مین کمبخت رکا ہو

مرنے کے بعد آن کے کٹوائین بیڑیان
آج آپ اپنے کشتے کی سنت بڑھا چلے

کہتے ہین پلٹ گیا وہ رہ سے
تقدیر اولٹ گئی ہماری

حسن تجھکو بھی ہو مجھکو ستانے والے
تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے

آشنا کس کے ہین بے دید ہین یہ دیدۂ دل
ہین یہی دیدۂ و دل الفتہ ڈوبانے والے

اونکے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان
دوڑے پانی کو ہین کیا آگ لگانے والے

## احسن تخلص مولوی محمد احسن ولد مولوی حسن بخش متوطن کاکوری
مقیم مین پوری

تجھسے دشمن کو دوست سمجھا
دل نے مرے ساتھ دشمنی کی

خال ابرو نے مار ڈالا
کعبہ والون نے رہزنی کی

رونے پر آگئے ہنستے تھے ہم
اب روتے ہین بات پر ہنسی کی

احسن کیون چپ ہو کس کی ہے یاد
کچھ ہمسے کہو تو اپنے جی کی

**احسن** تخلص شیخ فرزند حسن ولد شیخ حسین الدین ساکن قصبہ بالی

مو باف حبب پڑے گا تو کیا حال ہوئیگا
بالونکی بوجھ ہی سے وہ بل کھائے جاتے ہین
قربان جاؤن اونکے مین اللہ ری نازکی
پڑتی ہے چاندنی تو وہ کمھلائے جاتے ہین

**احسن** تخلص محمد احسن اللہ معصر آبرو کے تھے

نازک بدن پہ اپنے کرتے ہو تم جو تحریر
موہی ملکرنے تم کو فرعون سا بنایا
آگ سی میرے دل کو لگتی ہے
جل گیا ہون خط کے ہاتھون سے
یہی مضمون خط ہے احسن اللہ
کہ حسن خوبرویان عارضی ہے

**احسن** تخلص میرزا احسن علی خوشنویس دہلوی تلمیذ سودا و ضیا نواب آصف الدولہ مرحوم کی سرکار مین صیغہ شاعری مین ملازم تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

حسن پر اپنے جو اک مہ پارہ گرم لاف تھا
گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
ٹکڑے اوڑ جائینگے سینہ مین جگر کے احسن
تیرے نالون کا کوئی دن جو یہ انداز رہا
اشک گلگون کو نہین لعل و گہر سے پیوند
یہ رکھے سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند
جو دل وہان گیا سو وہ مٹی مین مل گیا
تیری گلی مین خاک کرون جستجوے دل
گل جو اوس ترک ستمگر نے دکھائین آنکھین
برق نے ابر کی چادر مین چھپائین آنکھین
مل گئے خاک مین ہم پھر بھی تو اوس ظالم نے
نہ ملائین ملائین نہ ملائین آنکھین
بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی
دل دہا کہتا ہے کہ میری آنکھین نہ کور نہو
بوٹا سا قد اوسکا ہے اور چال ہین چل پل ہے
ہو کیون نہ بہار اوسپر اٹھتی ہوئی کونپل ہے

**احسن** تخلص حسین علیخان خواجہ سرا مخاطب بہ احسن الدولہ شاگرد محمد رضا برق باشندہ لکھنؤ راقم نے انکو کاہتہ مین دیکھا ہے صاحب سراپا سخن ہے انکا تخلص حصین لکھا ہے

صنم کی آنکھون کی ڈورون کی خلق بسمل ہے
ہر شش مین رکھتی ہے تلوار کا اثر رگ سنگ
صنم کو دیکھ کے پتھر اگئین مری آنکھین
عجب نہین ہے جو ہو رشتۂ نظر رگ سنگ
بتون کے ہجر مین وہ سخت جان ہون عالم مین
بجا ہے رشتۂ جان کو کہون اگر رگ سنگ

**احسن** تخلص احسن اللہ دہلوی شاگرد قاسم صاحب تذکرہ

اوسکی گلی میں احسن شب چوری چوری جانا — یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

**احقر** تخلص سید غلام نبی باشندہ دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

جسوقت فاتحہ کو اوٹھے دلربا کے ہاتھ — ماتم سے شل ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ
ڈور باز ارجنون سے پوچھتے ہو حال کیا — کردیا شہری غزالون نے بیابانی مجھے

**احقر** تخلص بلدیو پرشاد ولد مہاسکھ رائے فرخ آبادی

فراق یار مین اس درجہ ضعف و ناتوانی ہے — کہ اے دل سخت مشکل ہے بدلنا ہمکو کروٹ کا

**احقر** تخلص مرزا جواد علی قزلباش باشندہ لکھنؤ میر حسن سے اصلاح لی تھی کربلا اور نجف اشرف کی زیارت کی تھی

بزم مین اوسکے جو شب چاند کا مذکور چلا — اوٹھ کے مجلس سے وہین وہ بت مغرور چلا
ہووے نصیب جلد کہین وصل یار کا — احوال بے طرح ہے دل بیقرار کا

**احمد** تخلص صمصام الدین خلف انعام اللہ خان یقین مقیم دہلی سپاہی پیشہ تھے

تن کو جلاے یا کہ تو آنسو بہاے شمع — بنتی نہین بیان سمجھے بن سر کٹاے شمع
فراق گلرخان مین کھا کے داغ آہستہ آہستہ — کیا سینے کو اپنے مین نے باغ آہستہ آہستہ

**احمد** تخلص حافظ میر احمد علی شاگرد میر عزت اللہ عشق مقیم دہلی

ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے — وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیون
کیا غضب ہے کہ تو نے احمد کو — اسقدر دل سے ہے بھلایا کیون

**احمد** تخلص احمد بیگ قزلباش باشندہ دہلی قواعد سپاہگری مین خوب دخل رکھتے تھے

غضب سے ہاتھ مین جب اوس نے تیغ کین پکڑی — نہ اوٹھ سکا تری بسمل نے یہ زمین پکڑی
دل نہین وہ شے کہ جو کافر بنے اور ٹوٹ جاے — ہم نہ مانینگے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جاے

**احمد** تخلص حافظ غلام احمد باشندہ پنجاب

گر یہی ہین دست اپنے نارسا — اون کے پاؤن تک رسائی ہوچکی
نہ مجھکو رسائی ہے نہ خواہش ہے تمھین کچھ — پھر کون سی صورت جو ملاقات کی ٹھہرے

احمد تخلص مولوی احمد خان باشندۂ شاہجہان پور

کیا پریشانی مین ڈالا دل کو آج
مین نہ جانون کسنے کی تقریر زلف
مار ڈالے چاہنے والون کو وہ
دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف

احمد تخلص احمد علی سررشتہ دار سرسری مقام الہ آباد باشندۂ سکندرہ

روبرو آئینہ رویون کے رہے ہے رات دن
بل بے قسمت واہ ری تقدیر روے آئینہ

احمد تخلص شیخ غلام احمد ولد شیخ امام بخش خان برادر زادہ کرنیل محمد زمان خان شاگرد الٰہی بخش خان عشقی والد انکے شیخ امام بخش ٹیپو سلطان کی فوج مین کپتان تھے انکا مولد و مسکن کانپور ہے صاحب دیوان ہین

درد دوئی سے صاف رہی کیون نہ عشق مین
پہلو مین شیشۂ مے وحدت ہو جاے دل

احمد تخلص نواب احمد علیخان بہادر مرحوم مسند نشین رامپور حالات انکے مشہور ہین حاجت بیان نہین کبھی رند تخلص بھی کرتے تھے

شوق میخواری تو دیکھو کہ مین بیخود ہو کر
رات دوڑانے لگا ساغر مہتاب پہ ہاتھ

احمد تخلص مرزا احمد شاہ دہلوی چھوٹے بھائی مرزا جمعیت شاہ ماہر کے

بہاے بلبل بیدل کا جب لہو صیاد
تو کیون نہ سامنے گل کے ہو سرخرو صیاد
بچا کے جان کدھر عندلیب زار گئی
پھرین تلاش مین جب اوسکے چار سو صیاد

احمد تخلص مرزا احمد بیگ عم زادہ مرزا فاضل بیگ مقیم دہلی تسخیر اجنہ مین مشہور تھے احمد بیگ قزلباش متخلص بہ احمد اور یہ ایک ہین یا نہین معلوم نہ ہوا اسلیے انکا نام جداگانہ لکھا گیا

ہوئی جو خاک اوس کوچے مین تو یہ آبرو پائی
لگی سو بار قدمون سے لگی سو بار دامن سے

احمدی تخلص مولوی نور الدین حسین ولد مولوی نصیر الدین حیدر وطن انکا امیٹھی مسکن الہ آباد

باغ مین زلفون کو اپنے تم نے جو شانہ کیا
سنبل تر رشک غیرت سے پریشان ہو گیا

احمدی تخلص شیخ احمد باشندۂ قصبۂ زمانیہ

عالم کی تیری چشم نے حالت تباہ کی
دور فلک سے کم نہین گردش نگاہ کی
حیران کریگی آئینہ رویون کی دوستی
صورت کوئی نظر نہین آتی نباہ کی

**احمدی** تخلص خواجہ احمد علی مرحوم دہلوی شاگرد جرأت

جلتے ہی بزم میں جو اوسنے جھکائین آنکھین | جب تلک بیٹھے رہے ہم نہ اوٹھائین آنکھین

**اصغر** تخلص میر اکبر علی خلف میر عبد اللہ سرہندی پیرزادے تھے صنعت آتشبازی مین ید بیضا رکھتے تھے جرأت سے اصلاح لیتے تھے

تمنے کی ہے جا قرگا نیہ جو لخت جگر نکلا | عجب یہ نخل ہے جسمین بشکل گل ثمر نکلا
خواب راحت مین رلا او سکو نہ تو ہاتھ لگا | چونک اوٹھے گا ابھی وہ جو کبھو ہاتھ لگا
اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم | نہ لگی گرد کو بھی جسکی پری کا عالم
بزم مین کس کے رات جاگے تھے | ہے جو اب تک خمار آنکھون مین

**اختر** تخلص خواجہ عبد الغفار رئیس اعظم شہر ڈھاکہ خلف خواجہ عبد الغفور مرحوم شاگرد حافظ اکرام ضیغم متوطن کشمیر انکا مولد و مسکن ڈھاکہ اشعار فارسی و اردو خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

حیرت ہے اوسکے آنے پہ کیا پیشکش کرون | سینے مین دل رہا ہے نہ جان آئی تن مین ہے
پھولا ہوا خوشی سے ہر اک گل ہے اے نسیم | کس نو بہار حسن کی آمد چمن مین ہے
شمع روشن نہ سیہ خانۂ عاشق مین ہوئی | جلوہ گر وہ نہوا کلبۂ احزان مین کبھی

**اختر** تخلص واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اِندنون کلکتہ کے موچی کھولے مین تشریف رکھتے ہین

داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب | مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب
حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہے بہت | آنکھ مین بھی نہ پاپوش سماؤ صاحب
طفل غنچے کے تو یون کان مروڑا نکرو | خندہ زن ہو کے گلستان کو ہنساؤ صاحب
میکدے مین تن لاغر الیلو سا تھے | بادبان کشتی مے کا جو بناؤ صاحب
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا نے مارا | ناتوان ایک یہ جو رنگ ہوا چار کے ہاتھ

**اختر** تخلص قاضی محمد صادق خان بہادر مرحوم ولد قاضی محمد لعل مرحوم باشندہ ہوگلی شاگرد مرزا قتیل لکھنؤ و اطراف لکھنؤ مین ہمیشہ عہدہ عمدہ پر مامور رہے تذکرہ آفتاب عالمتاب

و محاربۂ حیدری و دیوان فارسی و ریختہ و گنج نیرنج وغیرہ بہت سی تالیفات اونکی مشہور ہین زبان فارسی خوب جانتے تھے فن شعبدہ مین کمال تھا کیمیا گر مشہور تھے اور بہت سے فنون مین دخل رکھتے تھے بہت سی تصنیفات اُنکی نظر سے گذری تھوڑا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا

سوزِ دل دیوان کا اپنی باعثِ تنظیم تھا
صفحۂ رنگین خیالی باغِ ابراہیم تھا *

کر لیا بند اوسنے در کو دیکھتے ہی میری شکل
کھولتا تھا بند مین جسکے قبا سے ناز کا

اسے سمے تو سرخرو ہے اس بزم مین مدام
تونے اوٹھا یا یار سے پردہ حجاب کا

لختِ دلِ پیہم جو آتے ہین چلے اشکون کے ساتھ
اشک کا ہر تار اک تسبیح مرجان ہوگیا

لطفِ بیحد سے ترے سب دشمنِ جان ہوگئے
ابرِ رحمت ہاے میرے حق مین طوفان ہوگیا

## قطعہ

کل شیخ نے جو مجھے تند عصر سا تھا
دکھلا کے باغِ سبز ثواب و عذاب کا

کہنے لگا زراہِ تبختر سمجھے یہ ملشد
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا
پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا

گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون
لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا

مے ہو او کنجِ باغ ہو ساقی ہو ماہ وش
اور کوئی بھی مخل نہو باعث حجاب کا

گردن مین ہاتھ ڈالکے وہ شوخ بیحجاب
یہ ریش جس پہ جلوہ ہے رنگِ خضاب کا

کھینچ اسکو اوپر اپنے ملا کر وہ منہ سے منہ
دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا

منت سے یہ کہے کہ ہمارا لہو پیے
گر پی نجاسکے جلد یہ پیالہ شراب کا

اوس وقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو
گر کچھ بھی خوف ہے روزِ حساب کا

اور امتحان اگر ہے تو یہ آپ کا کلام
قائل نہین ہے قبلہ کبھی شیخ و شاب کا

مستی و ہوش کسی نے کہین یکجا دیکھا
ہان تری آنکھون مین ہم پاتے ہین مستاری خواب

نیند بیمار کو ہرگز نہین آتی ہے مگر *
مردمِ چشم تری سکتے ہین بیماری و خواب

جگر آتش دلِ آتش دیدۂ تر شعلۂ آتش
ہوا ہون سوزِ الفت سے سراسر شعلۂ آتش

تہمت سے قبا لاکھ ہو پیراہن یوسف
ہے جامۂ عصمت سے مزین تنِ یوسف

ہر سر مو مرا فوارۂ خون ہے اختر — نہ فقط دیدۂ پرنم ہے مرا محشر اشک
ہے سوز دل کوہ مین بھی لب سے جو تیرے — ہر سنگ سے نکلی ہے شرار شفقی رنگ
کوچے مین پریزادون کے جاتا ہے تو اختر — اوس راہ مین ہم سنتے ہین اکثر خطر دل
دیا بوسہ دہن کا اونسے ہمت اسکو کہتے ہین — یہ تنگی اور بخشش سخاوت اسکو کہتے ہین
ڈر ہے بیگانے نہ میرے بعد اوسکے یار ہون — ورنہ جی دے بیٹھنا کچھ عشق مین مشکل نہین
آہ آتشدم جو شمع خانۂ زنجیر ہو — اشک کا ہر قطرہ وہان پروانۂ زنجیر ہو
عمر جو گذری سو گذری فکر باقی کیجیے — ہے یہ آتش یادگار کاروان سوختہ
بسکہ اوسکا جلوۂ جبین جبین آنکھون مین ہے — ہر نگہ اک حیرت آفرین آنکھون مین ہے
کیون نہ سوجھا حیف یہ نمرود اور فرعون کو — اوسکے بندے ہوکے عالم مین خدائی کیجیے
روز عاشق کو ترے یاد یہ یکتائی ہے — شب کو بے چینی ہے بے خوابی ہے تنہائی ہے
کیا تاسف سے تڑپتے ہین اسیران قفس — کچھ جو اوڑتی سی سنی ہے کہ بہار آئی ہے
ہون نالہ کش اون سرمئی آنکھون کا جو اختر — دود نفس سوختہ سینے مین فغان ہے
ہاتھ سے دل لے گئے جی سے قرار آنکھون سے خواب — یہ چشم جادو بھی تری کیا صاحب تسخیر ہے
عجب ڈھب کی یہ تعمیر خراب آباد بستی ہے — کہ پستی یہان بلندی ہے بلندی یہان کی پستی ہے
حصول جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہین — ہماری سعی باطل دیکھکر تقدیر ہنستی ہے
دور اب وہ ہے کہ اختر جانیے جس نرم تین — ہے شراب دشمنی سے پر ایاغ دوستی
جگر ہر نالۂ سوز آنکھ بھی رونے ہی پر غش ہے — الہی کیا کرون یہ سخت کار آب و آتش ہے
ہم آغوشی میسر کسکو ہوا سے سیمبر تیری — ولی اس فیض پر نازان ترا ملبوس زرکش ہے
قلق ہے درد سے کاہش ہے غم ہے ناتوانی ہے — فراق یار ہے یا بلائے آسمانی ہے
ادھر قاصد گیا ہے اور ادھر جاتا ہے جی اپنا — جواب نامہ تک کسکو امید زندگانی ہے

اختر تخلص مرزا وحید الدین دہلوی نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ بہادر یہ شعر اونکے ایام نابالغی کا ہین

وان اونسے بلایا ہے کہ تو رات کو آنا — یہان ذنکو نکلنا بھی میسر نہین آتا
یہ ڈھ اور عشق کا آزار دیکھنا — اور دل یہ پھر یہ صدمہ شب انتظار کا

**انگر** تخلص حکیم اصغر حسین فرخ آبادی ولد منشی غلام غوث وکیل ملازم نواب سکندر بیگم فرمانروائے بھوپال

نہ پڑھا اوسنے کبھی مثل خط پیشانی
نامۂ شوق کو تحریر مقدر جانا

**انگر** تخلص شیخ محمد عسکری عرف حیدری باشندہ اٹاوہ

رفتار کی ٹھوکر سے جگر تھا تہ و بالا
بجلی جو گری اوڑ گئی اوسان ہمارے
جان عشق نے لی ہے حیدری کی
سوگند ہے مرتضے علی کی

**انگر** تخلص منشی فرزند علی وکیل عدالت مرزاپور باشندہ عظیم آباد

خود نما تھا سب حسینان زمن میں آئنہ
ہے مگر حیران تیری انجمن میں آئنہ

**انگر** تخلص احمد نور خان کوتوال مہوبا متعلقہ بوندیل کھنڈ ولد نور محمد خان امیوری صاحب دیوان ہین

کیا خاک ناتوانی مین خط اوسکو لکھہ سکون
باقی نہین ہے قدرت تحریر ہاتھہ مین

**انگر** تخلص مرزا آغا جان باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان عطش

ہوا ہون ہجر مین تیرے وہ ناتوان صیاد
کہ ایکسان ہے مرا جسم اور جان صیاد

**ادب** تخلص سید احمد حسین خان خلف سید رمضان علی خان شاگرد اصغر علیخان نسیم

ابتدا مین نہ یہہ سمجھے تھے کہ رسوا ہونگے
آخر کار مرے قتل سے پچتا ہے بہت
صبح تک جوشش تمنا مین رہا مین گستاخ
بیقراری سے مرے رات وہ جھنجھلائے بہت

**ادراک** تخلص مرزا باقر ولد مرزا انور علی اوستاد نواب محسن الدولہ بہادر باشندۂ لکھنو
شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

ہے عشق نشتر مژگان جو مشغلہ دل کا
تو پھوٹ پھوٹ کے رو دیگا آبلہ دل کا

**آدم** تخلص جہانگیر خان فرخ آبادی تلمیذ قوت

گرمی صحبت اغیار سے کر دل ٹھنڈا
مجھکو بھاتا نہین جھوٹا یہہ ترا پیار چھیڑ

**آذر** تخلص ذوالفقار علیخان ابن حیات علیخان ابن معتمد الدولہ احمد علیخان ابن نواب یعقوب علیخان قلعہ دار دہلی برادر شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب

شکر پر دہان زبان کھلتی ہے
شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمین
مرے ستانے نے کام اوس سے اک جہان کے لیے
جو ہم نہون تو ہو گردش آسمان کے لیے

آرام تخلص خیر اللہ خان تیرگر باشندہ دہلی ملازم نواب ظفریاب خان صاحب تخلص شروع جوانی مین انتقال کیا

جی مین رکھنا تو جبارا ہو رشک گلشن چھوڑ دے | خاک عاشق پر جھٹکتا کیون ہو دامن چھوڑ دے

آرام تخلص پریم ناتھ راے کھتری باشندہ دہلی تیراندازی اور خوشنویسی مین اچھا دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا | دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا

آرام تخلص لچھمن لال کایتھ شاگرد انشاء اللہ خان باشندہ دہلی

ہمدمو مجھسے یہہ کہتے ہو نہ تو یار سے مل | اوسکو سمجھاؤ ذرا یہہ کہ نہ اغیار سے مل
تری سلک در دندان کے ایسی آبداری ہے | کہ جسکے سامنے پانی در خوش آب ہوتے ہین

آرزو تخلص سراج الدین علیخان اکبرآبادی شاگرد میر عبدالصمد سخن مقیم دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے ریختہ کمتر سنہ ۱۱۶۹ گیارہ سو انہتر ہجری مین لکھنؤ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

اوس تند خو صنم سے ملنے لگا ہون جب سے | ہر کوئی مانتا ہے میری دلاوری کو
جان تجھپر کچھ اعتماد نہین + + | زندگانی کا کیا بھروسا ہے
میخانہ بیچ جاکر شیشے تمام توڑے | زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے
رکھے سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبون کے | چمن مین آج گویا پھول ہین تیرے شہیدون کے

آرزو تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا ابوجعفر تحصیلدار آوریہ ضلع کانپور باشندہ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

زاہد مین نوجوان ہون بھلا کسطرح نہ لون | دے جام سے جو پیر خرابات ہاتھ مین

آرزو تخلص مرزا علاء الدین عرف مرزا کالی خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

پھنکے ہے آگ سے ہر دم یہ آسمان کیسا | چڑھا ہے زور یہ اب نالہ و فغان کیسا
کرے ہے پند ہمین پندگو خدا کی ہے شان | کہان کا آج ہمارا یہ غمگسار آیا

وہان بے نیازیون سے نہین کچھ خیال بھی
ہم لب کو کس امید پہ کھولین دعا کے ساتھ

محفل مین تو اعدا کو بلایا مرے آ گئے
اور باتین بنانے لگے کیا کیا مرے آگے

آرزو کو بھی نہ افسوس قضا نے چھوڑا
عاشقون مین ترے اک یہ ہی رہا تھا باقی

آرزو تخلص سید طالب حسین

کبھی ہے آنکھ مین یہ حسن گلبدن کی بہار
کہ دل پسند نہین ہے کسی چمن کی بہار

ارشد تخلص مفتی ارشد علی خان بہادر وکیل نواب ناظم مرشدآباد کلکتے مین رہتے تھے تھوڑے دن ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

نزدیک اپنے یار ہے اور ہے وہ دور بھی
ہے قلب مین ہمارے سیاہی بھی نور بھی

ارشد تخلص مرزا عبدالغنی دہلوی شاگرد مرزا قادربخش صابر

صاحب ہماری جان بھی صدقے ہے دل تو کیا
بندہ کچھ ان ہٹون سے ہٹایا نہ جائے گا

دل کیا ملائین دل مین کدورت ہے آپ کے
دل ہم سے خاک مین تو ملایا نہ جائے گا

غم ہجر اور اوس پہ رشک رقیب
مرض مین مرض دوسرا ہو گیا

ارمان تخلص شاہ علی برادر بیات جعفر علی حسرت شاگرد جرأت

کون کہتا ہے اجی تم سے نہ گھر جاؤ تم
پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم

تا سر بالین اوسے آنا قیامت شاق ہے
یہ دل بیمار جسکا نزع مین مشتاق ہے

دلا تو بستر غم پر جو یون گرا ہے سہے
بتا تو چاہے ہے وہ بھی جسے تو چاہے ہے

ارمان تخلص راجہ جنم جی متر نبیرہ راجہ نبی کرشن بہادر شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم حوالی شہر کلکتہ مین سوبڑہی مین رہتے ہین راقم سے انسے ملاقات ہے انکا ایک تذکرہ شعرائے اردو نظر سے گزرا

کام اپنا نہ کبھی تجھسے مری جان نکلا
تن سے جان نکلی مگر دل کا نہ ارمان نکلا

رات بھر نالے کیا کرتا ہون گریہ دن کو
پوچھتے کیا ہین حقیقت مری اوقات کی آپ

آزاد تخلص خواجہ ضیاء الدین دہلوی

کہتے ہین نعش پر ترے آیا نہ جائے گا
تو خاک مین بھی اون سے ملایا نہ جائے گا

دعوی آپ کو تاب اور اوس پہ شک مہر سے
منہ بھی تو آئنے سے دکھایا نہ جائے گا

شام وصال کم نہین روز وداع سے
کہتے ہین اکی جاکے پھر آیا نہ جاے گا

آزاد تخلص غلام علیخان مرحوم بلگرامی معاصر خان آرزو بیشتر فارسی و عربی کہتے تھے بہت سی تصنیفات اُنکی نظر سے گذری

کیا دھوان دھار اوس مسی آلودہ کی ہے تحریر لب
دل جلو نکالا یہ ہے دود آہ دامنگیر لب

آزاد تخلص محمد امیر الدین باشندۂ بریلی شاگرد عشرت

بن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ
خندۂ گل نے ہمین خوب رلایا ہوتا

غفلت مین آپ کی مین گیا اپنی جان سے
فرمائیے تو آپ کا کیا مہربان گیا

وصل دلبر نہوا سیکڑون تدبیرین کین
سچ کہا ہے کہ ہر اک کام ہے تقدیر کے ہاتھ

آزاد تخلص سید محمد امین

پھیلا کے پاؤن قبر مین آزاد سو رہیں
درکار ہے ہوا ہمین دو گز زمین ہے کب

آزاد تخلص مرزا اعظم شاہ دہلوی ولد مرزا عادل بن مرزا سلیمان شکوہ بہادر سلیمان تخلص

ہم یہ سمجھے تھے چھپا لے گا گنہگارون کو
پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا

آزاد چپکا رہنا آٹھون پہر برا ہے
پھٹ جائیگا کلیجہ کچھ بات بھی کیا کر

وہ بن سنور کے ترا اینٹھنا وہ شرمانا
وہ دیکھ آئنہ کہنا کہ تم دیکھیں مجھکو

آزاد تخلص رام سنگھ باشندۂ دہلی بعد تحصیل کے اونکی بصارت زائل ہوگئی تھی

انہدنون پیارے تری طرز تکلم اور ہے
طور چشمک اور ہے وضع تبسم اور ہے

آزاد تخلص کپتان الگزنڈر ہیدرلی شاعت سطر جیمس ہیڈسل شاگرد زین العابدین خان عارف سرکار انگریزی مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے ۱۸۶۱ء اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین بتیس ۳۲ برس کی عمر مین قضا کی دیوان انکا نظر سے گذرا

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے
خود نقص آپ مین نہ مری جان نکالیے

ابرو نہو تو تیغ ستم ہر نہ کھینچیے
مژگان نہ ہو تو خنجر مژگان نکالیے

آزاد تخلص میر فقیر اللہ دکھنی

سب منفعتین جہان کی آزاد ہم کو آئین
پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ تخلص مخدوم اعظم جناب مولانا محمد صدرالدین خان بہادر دہلوی متوطن کشمیر صدرالصدور دہلی خلف مولوی لطف اللہ راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا حضرت کے علم وفضل کا حال مشہور ہے حاجت بیان نہین سنہ ۱۲۸۵ ہجری مین انتقال کیا

مرکر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا ‏ ‏ کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا
پرزے پرزے نہ کرو نامہ مرا بن دیکھے ‏ ‏ یہ بھی چھاتی سے لپٹتا ہے کہ منظور نہین
کاش ہی مقبول ہو دعا سے عدو ‏ ‏ کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین
تیری آنکھون کے دور مین کیا کیا ‏ ‏ سحر سوا نہین خراب نہین
مختصر حال چشم و دل یہ ہے ‏ ‏ اسکو آرام اوسکو خواب نہین
عشقبازی کا منہ چڑاتا ہے ‏ ‏ اب وہ موسم نہین شباب نہین
گھر سے گھبرا کے کھلی بالون ہر اک کھٹکے پر ‏ ‏ کیون نکل آتے ہو دھوکے ہین جو بیتاب نہین
اوسی کے سے کہنے لگے اہل حشر ‏ ‏ کہین پرسش داد خواہان نہین
فلک نے بھی سیکھے ہین تیرے سے طور ‏ ‏ کہ اپنے کیے سے پشیمان نہین
اے بلبلان شعلہ دم اک نالہ اور بھی ‏ ‏ گم کردہ راہ باغ ہون یاد آشیان نہین
اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق مین ‏ ‏ اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین
اچھا ہوا نکل گئی آہ حزین کے ساتھ ‏ ‏ اک قہر تھی بلا تھی قیامت تھی جان نہین
کٹتی کسی طرح سے نہین یہ شب فراق ‏ ‏ شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین
مین اور ذوق بادہ کشی لیگئین مجھے ‏ ‏ یہ کم نگاہیان تری بزم شراب مین
تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا ‏ ‏ لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین
یہ عمر اور عشق ہے آزردہ جائے شرم ‏ ‏ حضرت یہ باتین پھبتی ہین عہد شباب مین
تری مجروح کے سینے مین کچھ گرمی سی باقی تھی ‏ ‏ وہین بس ہوگیا ٹھنڈا جو کھینچا تیرے پیکان کو
الجھنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خیر ہے صاحب ‏ ‏ لگایا ہاتھ کسنے آپ کی زلف پریشان کو
مصر مین آج تجھے دیکھکے پچھتاتے ہین ‏ ‏ سادہ لوحی سے جو یوسف کے خریدار ہوئے
عالم خراب ہے نہ نکلنے سے آپ کے ‏ ‏ نکلو تو دیکھو خاک مین کیا گھر کے گھر ملے

دل سے نے ملا دین خاک مین سب وضعداریان — جوان جون رنگ کے وہ ملنے سے ہم مشیر سے ملے
باہم ملاپ تھا یہ ترے دور حسن مین — یہ رسم اوٹھ گئی کہ بشر سے بشر ملے

**ازل** تخلص مرزا آغا حسن خلف مرزا عباس لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

او گل بغیر تیرے جو رہتا ہون باغ مین — روتی ہے میرے حال پہ شبنم تمام شب

**آسمان** تخلص لالہ سیج رام باشندہ الہ آباد

مرنے کے بعد تا بہ حشر آنکھین مری جو وا رہین — مجھکو تو کچھ خبر نہین کسکا یہ انتظار تھا

**اسحاق** تخلص اسحاق علیخان لکھنوی ولد فدا علیخان شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر
اولاد مین نواب سالار جنگ کی صاحب دیوان ہین

باریک مین کو آئیگی کیونکر نظر کمر — تار نگہ سے ہے او بت نازک کمر کمر
آب رواں کی تیغ نے طوفان اوٹھا دیا — اے بحر حسن آگئی کیا موج پر کمر
مشتاق قتل سمجھے او سے چاند عید کا — تیغ ہلالی سے جو ہوئی جلوہ گر کمر
نہ کوئی گل ہے نہ بلبل نہ باغبان نہ صبا — خزان کے ہاتھ سے برباد ہے چمن کی بہار

**اسد** تخلص میر امانی باشندہ دہلی شاگرد سودا شاہ عالم پادشاہ کی عہد مین لکھنو کی
راہ مین رہزنون کے ہاتھ سے مارے گئے

ٹک تو نے ہی گرم کی بغل رات — ہم سرد ہوئے تھے ورنہ کل رات
بزم بتان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس — کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ذکر کرون
مانے ہی کوئی وہ بت گمراہ کسو کے — گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی
اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی — مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

**اسرار** تخلص مرزا سپہر شکوہ دہلوی ابن مرزا طہماسپ ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر
ساری عمر تلاش و صحبت اہل کمال مین بسر کی پندرہ سولہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ جب سنتے ہین مین کہتا ہون یارب — یہ بجلی دیکھیے گرتی کہان سے ہے
پھر محو خیال رخ جانانہ ہوا ہے — پھر شیشہ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

[illegible] شاگرد صاحبقران

صاحب دیوان گذرے

بعد فنا بھی کمود یو میدر سے مزار پر — ان کمیون سے کوئی نہ اپنا لگائیے دل

**اسعد** تخلص مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

تو اسعد نصیب ہے کہ ہاتھون سے تیرے — نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

**اسلام** تخلص شیخ الاسلام باشندۂ سہارنپور

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا — ہین یہ بازو سے عقاب اب جو بنی تیر کے پر

**اسیر** تخلص تلمیذ از نصرالی مقیم دہلی شاگرد شاہ نصیر بڑا زور آور تھا

شمع فانوس ہین در پردہ جلی ہے دیکھو — شعلۂ آہ نکالی ہے جگر سے باہم
ہم اوس آئینہ رو کے ہجر مین یان زیست کرتے ہین — کر سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

**اسیر** تخلص خلیفہ گلزار علی خلف و شاگرد نظیر اکبرآبادی صاحب دیوان ہین —

ہم لے گئے وہ ہڈیون کی ڈھیر لحد مین — گرمان زمین بھی ہوئے سیر لحد مین
خط کبوتر کو دیے لاکھ طرح کے ہین خیال — خاطر وسوسہ پرداز کا دیوانہ ہون
اک مین ہے نہین زخمی ابروے ستمگار — خورشید بھی تر خون مین نکلا ہے سحر کو

**اسیر** تخلص ہدایت علی وکیل عدالت دیوانی میرٹھ خلف سید امیر علی باشندۂ زیدپور توابع لکھنؤ شاگرد مصحفی و حسین علیخان اثر فارسی مین اسیری تخلص کرتے ہین

ہرن موسے اوڑاتے ہین تمہارے ہاتھ پاؤن — چار نخل آتشین ہین اب ہمارے ہاتھ پاؤن
گوہر مقصود ہاتھ آیا نہ پایا آشنا — بحر الفت مین دلا لاکھون ہی مارے ہاتھ پاؤن

**اسیر** تخلص منشی مظفر علی خان مخاطب بہ تدبیر الدولہ ولد میر مدد علی باشندۂ امیٹھی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی دیوان انکا نظر سے گذرا

ازل سے سلسلہ ہے اس جنون فتنہ ساماں کا — شگاف خانۂ کن چاک ہے میرے گریبان کا
نشان کیا پوچھتے ہو تم ہمارے جسم لاغر کا — کہ رفتہ رفتہ سایہ بنگیا قد پیمبر کا
کم شرر سے نہ تھی مری ہستی — آنکھ کھلتے ہی مین تمام ہوا
موت مشاطہ کو آئی تو ملا بوسۂ زلف — شرط بیچ مین دلال تو سودا ٹھہرا

خوف سے بھاگتے پھرتے ہیں پری و جو آدم
ابن آدم میں نہ ٹھہرا کوئی حوّا ٹھہرا

شیشہ ہاتھ آیا نہ پہنچے کوئی سا غر پایا
ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا

بام پر چڑھتے اوترتے ہو بہت کیا باعث
سچ بتاؤ ہے کلیجا تہ و بالا اپنا

آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ اولٹا
سچ ہے صاحب روش اولٹی ہے زمانہ اولٹا

عالم کو عجز بد بینا دیکھا دن میں +
لا بھر دے ساقیا مرے چلو میں آفتاب

کہنے کو یون جہان میں ہزاروں ہیں یار دوست
مشکل کے وقت ایک ہے پروردگار دوست

مست ایسا کر دیا مجھکو شراب شوق نے
محتسب سے پوچھتا ہوں میں رہ میخانہ آج

جس دن وہ تنہا بوسہ لینگے ہم زبردستی
ہمارا دانت سے ثبت ہو اوس سیب زنخدان پہ

قد ہے اگر خمیدہ تو لازم ہے تار اشک
لازم ہے اس کمان پہ چلّا چڑھاؤں میں

امید مجھکو طائر رنگ حنا کرے
ماتم سرا میں ہاتھ کسیکے نہ آؤں میں

ترقی کچھ جوانی میں نہیں ہے بیقراری کی
ہلا کرتا تھا گہوارہ ہمارا خود لڑکپن میں

نہ سہی گر تمہیں منظور ملاقات نہیں
کعبہ گھر آپ کا اے قبلۂ حاجات نہیں

قد جو دونوں کے خمیدہ صورت شمشیر ہیں
ابرو سے پیوستہ قاتل بھی کشتی گیر ہیں

چاندنی میں کون آیا پاؤں میں ملکر حنا
جا بجا ہیں سرخ بوٹے چادر مہتاب میں

الفت دندان جانان میں کٹی جاتی ہے عمر
ہے روان کشتی ہماری موتیوں کے آب میں

گل تازہ ہے جو تن پہ ہمارے زخم کاری ہے
مگر شمشیر قاتل موجۂ باد بہاری ہے

بسکہ آنکھوں میں روشنائی ہے
خار مژگان دیا سلائی ہے

چین سے سوئے شاہد مضمون +
جو رباعی ہے چار پائی ہے +

پینگے ہم ملا کر بادۂ انگور تاڑی میں
اسے تاکا ہے ہمنے ساقیا اور اوسکو تاڑا ہے

**اسیر** تخلص میر کرم علی ولد میر کرم علی باشندہ بریلی مقیم دہلی شعر بہت کم کہتے ہیں

یہ بھی کوئی ادا ہے کہ شوخیون کے ساتھ
باتیں ہیں ہم سے اور نظر اغیار کی طرف

**اسیر** تخلص سید مثال نبی برادر خورد سید آل نبی الاشعر خلف غلام نبی احقر باشندہ دہلی اپنے برادر کلان سے کسب سخن کرتے ہیں۔

اکثر بات بے وقت آتی ہین اسیر / وقت مردن ہین کسیے یاد آگیا
جواب نامہ نہ لکھنے سے یہ ہوا ثابت / ارادہ رکھتے ہین شاید وہ آپ آنے کا
خون ابھی ہاتھو نسے کشتون کا ہوا میرے بعد / رنگ لائی تری ہاتھون کی حنا میرے بعد
خط بغیر کا اوس شوخ کو آیا مرے آگے / آیا مری تقدیر کا لکھا مرے آگے
قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط / ایسا نہو وہ جواب دے دے

**اسیر** تخلص مولوی محمد حسن خان بہادر صدر الصدور مراد آباد ولد مفتی ابو الحسن باشندۂ بریلی

اب حبس دائمی کا گلہ کس لیے اسیر / زلفون مین کیون پھنسا تھا یہی ہے سزاے دل

**اشتیاق** تخلص شاہ ولی اللہ ولد شاہ محمد گل باشندۂ سرہند

چھوڑ کر تجھکو ہمین اور سے جو لاگ لگی / نہین مہندی یہ ترے تلوونسے ہے آگ لگی

**اشراق** تخلص حکیم محمد رضا خان لکھنوی ولد رضا علیخان ابن آقا یار بیگ خان رسالدار خواہر زادۂ امیر الدولہ حیدر بیگ خان لکھنوی شاگرد بحر صاحب دیوان ہین

صید کرنا ہے کسے بلبل دل کا منظور / تمنے پھولون سے جو گلدام بنائے گیسو

**اشرف** تخلص شیخ اشرف علی خوش نویس ولد شیخ مظہر علی باشندۂ قصبۂ مصطفی آباد عرف کسمنڈی مقیم لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی صاحب دیوان ہین راقم نے انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے

سودا ہے اوسکا بعد فنا سر سے جائیگا / اشرف بلای جان رکھا ہم نے نام زلف
جواب تک بھی نہین یار [illegible] منہ مین / یہ خامشی ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین
بسان آسیا گردش ہے بخت کو ہر دم / پہونچنے دیگا نہ دانا بھی آسمان منہ مین
کچھ ایسی آپ کو بھائی ہے لذت انکار / نہین کی جا کبھی آتا نہین ہے ہان منہ مین

**اشرف** تخلص اشرف حسین خان متوطن الہ آباد شاگرد مہدی حسین خان تصدیق عدالت دیوانی شہر بنارس مین عہدۂ نظارت پر مامور تھے

ہے چرخ پر کبھی تو کبھی کوہ و دشت مین / یکجا نہین مقام ہمارے غبار کا

**اشرف** تخلص اشرف حسین باشندۂ بنارس شاگرد ہادی علی بیخود [illegible]

اعلی صدرامین کانپور کے ہین

اوس بتِ کافر کا قامت تو بلا خیز ہے اشرف ||| اسواسطے ہے رنج دوبالا مرے دل کا

**اشرف** تخلص حافظ غلام اشرف دہلوی شاگرد میر قدرت اللہ خان قاسم موسیقی مین کمال رکھتے تھے

مطلب ہے لا مکان سے نہ کچھ کائنات سے ||| ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

**اشرف** تخلص محمد اشرف ولد امام الدین باشندہ کاندھلہ

آتش دل سے ہوا ہے مجھکو یہ ڈر پیدا ||| کر مرے سینہ مین ہوتے نہ سمندر پیدا

**اشرف** تخلص میر اشرف علی خلف میر برعلی سب اسسٹنٹ سرجن اکبر آباد باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ ضمیر راقم کے دوستون مین ہین —

تو تا ہے بیڑا اوٹھاتا نامہ لیجاے کو وہان ||| اگر موسیٰ تو سر خود یہ سبز یہ ہو جائے گا

**آشفتہ** تخلص عظیم الدین خان مرحوم عرف بہور تخان افغان باشندۂ دہلی میر محمدی مائل اور فرزند علی مضمون سے اصلاح لیتے تھے بشیر مقطع مین اسکے زلف کا مضمون ہوتا ہے آخر ایام مین شعرگوئی ترک کرکے کسب باطن کی طرف مشغول ہوگئے تھے صاحب دیوان گذرے

ناخواندہ مرے خط کو اولٹا سے پھرالایا ||| قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا
نیٹرت پوچھو ہاتھ دکھاؤ فال کھلاؤ کوئی ہر ||| بخت جو ہون برگشتہ اپنے کسکے پھیرے پھرتے ہین
پانون کو توڑ جو بیٹھے ترے در کے آگے ||| سر دیا یار پہ اک گام نہ سر کے آگے
برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہین کم کسی نے ||| جب ہم ہوئے مقابل وہ منہ کو موڑ بیٹھے
نبی کو خاطر اصحاب کیون نہو منظور ||| کہ زیب و زینت مجلس ہے چار یار ونسے

**آشفتہ** تخلص منشی محمد علی خان راجہ پٹیالہ کی سرکار مین متعلق ہین راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

خوب کرتے ہو عیادات اے مرے رشک مسیح ||| آئے تب بالین پہ جب بیمار کا قل ہوگیا

**آشفتہ** تخلص حکیم مرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبر آبادی مقیم لکھنو شاگرد میر سوز

جی تھا آنکھوں مین یار تھا دل مین — اس قدر انتظار تھا دل مین
دم آخر جو ہچکی آتی تھی — وہ فراموش کار تھا دل مین
جلاتے کب کو آشفتہ یار سا بنکر — خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے
مر گیا اک صنم پر آشفتہ — موت ایسی خدا نصیب کرے
ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے — الٰہی موت دے گذرا مین ایسے جینے سے

آشفتہ تخلص گلاب سنگھ کھتری باشندہ دلی مونا می ایک زن خانگی پر عاشق تھا جب جور فلک سے تنگ آیا خنجر آبدار سے اپنا سر کاٹکر مر گیا اس واقعہ کو پینتیس ۳۵ برس کا زمانہ گذرا

پوچھتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مر گیا — اوسمین کیا باقی رہا تھا بندہ پرور مر گیا
جان دی عاشق نے تیرے شب کو اک نالہ کے ساتھ — آدمی تھا آخرش صدمہ اوٹھا کر مر گیا
ہے جدائی مین زبس آشفتہ جینے سے تنگ — سن ہی لوگے اک نہ اک دن پھوڑکر سر مر گیا
ہی یہہ غیرون سے کہنا اوسکا رک رک کر اسا — مجھکو مت چھیڑو کہین آشفتہ یہان آجائیگا
زلفون سے بھی زیادہ کیا رخ نے دل پہ جور — کافر جو تجھے سوجھے یہ مسلمان کو کیا کرون
اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم — شکوے سو سو زبان پہ آتے ہین
دم کا مہمان ہے اور آشفتہ — بیخبر تجھکو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ تخلص امرناتھ پنڈت باشندہ دہلی شاگرد تنویر

اندنون تم جو ہو آشفتہ پریشان خاطر — کس پہ ہوش آپ نے کھوئے ہین کہان دل آیا
آشفتہ بزم یار مین ساقی بنا ہے غیر — کیونکہ پیون کہ کرتی ہے ٹکڑے جگر شراب
کی ہوگی اوسنے بادہ کشی بزم غیر مین — تلخی رہی جو میری زبان پہ تمام رات
دل مین آشفتہ ہے بتون کا خیال — لب پہ باتین ہین پارسائی کی

آشفتہ تخلص حکیم سید منور علی خان سررشتہ دار ضلع میرٹھ ولد سید علی نواز رضوی شاگرد مومن خان و نواب مصطفےٰ خان شیفتہ وطن انکا بارہ مولد دہلی

ہم وحشیون کا گھر ہے کہ گردون کا کھیل ہے — دن مین ہزار بار بنا اور بگڑ گیا
پرسش حال نے پھر یاد دلائی اونکی — گور مین بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا

جو نامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہاں
اب جی میں ہے رقیب کو ہم نامہ بر کریں

ہے وصل میں بھی فراق کا غم
ظاہر میں ہوں پاس پر جدا ہوں

تم غیر سے ملے ہیں کسی سے ملا نہیں
سچ ہے کہ بیوفا ہوں میں تم بیوفا نہیں

ان کے قتل کا خیال انہیں اور نہ موت کو
قسمت میں کیا خدا نے مرے مرنا لکھا نہیں

ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے
ستم کو وہ بدخو ادا جانتا ہے

غش ہونگے ہم آشفتہ تاب رخ جانان سے
پوچھے گا قیامت میں بیہوشوں سے کیا کوئی

سیر ابھی کیا قصور ہے بیتاب و بیقرار
جز غیر اور کون نہیں تیرے واسطے

سنا تھا ہم نے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے
کئی دن ہو گئے اور سادہ جیتا ہے نہ مرتا ہے

**آشفتہ** تخلص حاجی منشی عبد اللہ باشندۂ سلہٹ خلف عبد الحمید شاگرد حافظ نصیر فارسی وارد و خوب کہتے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

دیکھنا شوق شہادت عاشق دلگیر کا
کیا تڑپ کر چوم لیتا ہے گلا شمشیر کا

قبر کی کیوں بناتے لوگ ہیں حیران ہوں میں
کیا تن بیجان کو بھی ہے حوصلہ تعمیر کا

آج کل مائل ادھر ہے دل مت بے پیر کا
یہ اثر کب تھا الٰہی نالۂ شبگیر کا

وا وہی وحشت میں ایسا پاؤں پھیلا ہے مرا
دیدۂ مجنوں بیابان حلقۂ زنجیر کا

ہوا نہ حور میں انداز اس پری کا سا
تو رنج خلد میں ہوگا میں ستمگر کا سا

کھل گیا ہے سیکشی میں جوہر انوار قدس
ہے تماشاگاہ بزم قدس کی مظہر شراب

رکھے زانو پر بت نے بیرنشت آئینہ
ہوں میں حیران یا تو پر پشت آئینہ

**آشفتہ** تخلص عزار الدولہ ضیغم الملک نادر علیخان بہادر قائم جنگ خلف نواب حیدر علیخان بہادر برادر مختلف البطن نواب محسن الدولہ بہادر باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانعلی سحر

خون سے میرے حنابندی کسی منظور ہے
چشم ناخن سے جو کرتے ہیں اشارے باتھ پاؤں

**اشک** تخلص مولوی بادی علی خلف مولوی شیخ حسین علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد برق کلکتے بھی آئے تھے بیت اللہ شریف کی زیارت بھی کی ہے راقم کے دوستوں میں ہیں اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے ہیں

چاند سورج تیری بالون مین نہین بالا سہر
ہوگئے ہین مہر و مہ شب کو قرین بالاے سر

سر چلے وہ چال کہ دل سیکڑون ہوئے پامال
لگا لے آپ نے کیا عالم شباب مین پاؤن

وہ رند ہون کہ جہان ہون وہین گزک ہو پہنچے
گلین شراب مین پر ساقیا کباب مین پاؤن

انھین یہ سوجھی فلک سیر کی ترنگ مین آج
کہ چلے دھوئیے اب ظلمت آفتاب مین پاؤن

ہجر کے صدمے سے کل جان نکل ہی جاتی
گر خیالِ لبِ جان بخش نہ ہوتا دل مین

در بدر پھرتے ہی اب بنت محتسب قید مین
پوچھتا کوئی نہین دور شہ عادل مین

جنبش لب سے تری کشتہ نے جب جان پائی
دم بخود رہ گئی شرما کے مسیحا دل مین

ہماری آہ سے ڈر ہی رقیب لازم ہے
نہ ہو یہ تیر ہوائی دو سار پہلو مین

دلِ ستم زدہ و یاس و حسرت و حرمان
انیس ہین یہی دو تین چار پہلو مین

سُنی نہ ایک مری بات ہاے صد افسوس
سُنا یا حال دل اوسکو ہزار پہلو مین

**اشک** تخلص سید علی حسن ولد سید آغا میر لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید سلسلہ انکی نسب کا حسن الاصغر بن حضرت امام زین العابدین سے ملتا ہے اولاد مین میر عماد خوشنویس کے ہین

اب کیا ہوئی وہ آپ کی آنکھو نکی موہنی
باتون مین تھا جو سحر کا عالم کہان گیا

ترک چشمان سیہ مست کو ہم کیا چھیڑین
قہر ہو جائے اوٹھائین جو کبھی سر پلکین

**اشکی** تخلص مرزا غلام محی الدین عرف مرزا ممن خلف مرزا غلام حیدر نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد میر نظام الدین ممنون و مفتی محمد صدر الدین خان بہادر آزردہ

کیا پاس کسی کا ہے کہ مرتا ہون ولیکن
شکوہ نہین کرتا شب ہجران کی جفا کا

قسمت کو تو دیکھو کہ پھر آنا مرا اوس دم
جس وقت مرے سر پہ تقاضا ہے قضا کا

آئے تو نہ دشمن کے خطر سے مرے گھر مین
اور مفت مین بد نام کیا نام حنا کا

کچھ وجد نہین نغمہ مطرب ہی پہ موقوف
کافی ہے بیان نالہ پر ربط درا کا

**آشنا** تخلص میر امیر علی ولد میر سنبر مرشد آبادی شاگرد مرزا غلام حسین آتش بیس[۲۰] برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ حسن جلوہ گر ہے وہ رخ بے نقاب ہے
لیکن کچھ اپنی آنکھون کا پردہ حجاب ہے

مجھ کو تو بات کل کی نہیں یاد آشنا
کہتے ہیں روز حشر کو دینا حساب ہے

**آشنا** تخلص سید محمد مرحوم خلف اکبر سید حافظ وارث علی مرحوم لکھنوی شاگرد ناسخ

کیونکر نہ رگڑوں آنکھیں میں ہر بار پاؤں میں
اے دل لگی ہے خاک در یار پاؤں میں
زنجیر دستے باندھیے دست گناہ گار
جو کفش کا کاٹ ڈال دے دلدار پاؤں میں

**آشنا** تخلص میر زین العابدین عرف میر نواب متوطن گجرات باشندۂ دہلی خلف حکیم اصلح الدین خان آرزو کے معاصر تھے

ہم سے بندوں پہ ظلم کرتے ہیں
ان بتوں کا کوئی خدا بھی ہے

**آشنا** تخلص مولوی عبد الکریم خان منشی فورٹ ولیم کالج باشندۂ کشن نگر کلکتے میں رہتے تھے شعر بہت کم کہتے تھے لیکن جو کہتے تھے نہایت پاکیزہ کہتے تھے سات آٹھ برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستوں میں تھے

جو قطرہ خون کا مرے دل کے داغ سے ٹپکا
تو گویا شعلہ ترا اک چراغ سے ٹپکا
چھاتی اٹھی تری دل خلق کا خورسند ہوا
شکر للہ شجر حسن برومند ہوا
ضبط نالہ باعث چاک گریبان ہو گیا
کام یوں دست جنوں کا اپنے آسان ہو گیا

**آشوب** تخلص میر اسد اللہ علی فرزند میر روشن علیخان فرخ باشندۂ دہلی شاگرد میر نظام الدین ممنون

ناوک غم سے چھپنا یہاں تک تن لاغر کا
اسی تن پر ہے گمان میری ہی رگ و دم کا
گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہنچ نہ سکے
اسی میں پردہ رہا [illegible] کا
پوچھا جو میں نے یار سے انجام سوز عشق
شوخی سے شب چراغ کو اس نے بجھا دیا
دل کو سمجھے تھے کہ اوس بزم سے آ جائے گا
ہائے اپنا بھی ہوا واں سے پھرنا مشکل
عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کریں
وصل کی رات گر ملی [illegible] کریں
دل کہیں دیدہ کہیں صبر کہیں تاب کہیں
ہائے آشنا شب ہجران [illegible] پریشان ہو گئیں

**اصالت** تخلص سید فضل علی فرزند سید وارث علی [illegible] شاگرد امانت

بوسہ جو مانگتا ہوں تو انداز و ناز سے
مجھکو دکھا کے [illegible] انگوٹھا ہلا کے ہاتھ

**اصغر** تخلص میر امجد علی مرحوم باشندۂ اکبرآباد

شاید کہ شوخ دیدے کا دیدا ہو نصیب
پھڑکے ہے آج میری سمت یار با تیم

ہوا ہون بسکہ خفا اب تو اپنے جینے سے
لگا ہی لونگا مین تیغ اوس کو سینے سے

**اصغر** تخلص سید اصغر علی وطن انکا سہاور الہ آباد و الہ آباد کی عدالت منصفی مین وکالت کرتے تھی

جوڑے پہ ہوا شک کہ یہ ہے نافۂ تاتار
مین زلف کو سمجھا کہ یہ مشک ختنی ہے

**اصغر** تخلص ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ وزیر ابو ظفر بہادر شاہ جنت آرامگاہ بادشاہ دہلی خلف رشید مولوی علی اکبر شاگرد خواجہ آتش داماد نواب ظہیر الدولہ غلام یحییٰ خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ اودھ وطن انکا کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ کلکتہ مین آکر بہت روز ون تک رہے آخر ش ۱۲۶۷ بارہ سو سڑسٹھ ہجری کے ۱۱ گیارہوین ذیقعدہ کو انتقال کیا ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر بہت خوب کہتے تھے راقم کے دوستون مین تھے صاحب مثنوی و دیوان گذرے راقم نے انکے انتقال کی تاریخ کہی

## قطعہ تاریخ

چون علی اصغر شد از دنیا سوئی ملک عدم
شد دل نساخ محزون راز بس رنج و الم

شد بیک مصرع دو تاریخ این چنین اے جان زار
شنبہ ذیقعدہ سے ہے ہجری آہ درد ہاے غم

۱۲ ۶۷ ۱۲۶۷

## ایضاً

قضا کی جو علی اصغر نے اے نساخ
غمین ہے یہ دل مانوس صد حیف آج

کہی سنکے آہ مین نے عیسوی تاریخ
علی اصغر موے افسوس صد حیف آج

بتا نہ کوچۂ گیسو مین ہے نہ پہلو مین
تمہین بتاؤ مجھے پھر کہان ہے دل میرا

منڈا لئے آپ نے منت کے بال جب سے
بہ رنگ طائر بے آشیان ہے دل میرا

شکستگی سے ہمیشہ درست ہوتا ہے
خدا کی شان عجائب مکان ہے دل میرا

وہ رند ہون مجھے دست سبو سے بیعت ہے
مرید حضرت پیر مغان ہے دل میرا

آتا ہے جب کہ یاد ذرا اضطراب کا
سینے پہ ہاتھ مار کے کہتا ہون ہائے دل

کیون جا کے زلف یار کے پیچ مین پھنسا
اپنی بلا سے پیچ پہ گر پیچ کھائے دل

نہین دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین — وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دل کی جہان نکلے

جنون انگیز پھر فصل بہار عاشقی آئی — دل سودا زدہ پھر رنگ لایا ہے رسوائی

یہ کس پردہ نشین نے جھانک کر شکل اپنی دکھلائی — بنی ہے روزن دیوار چشم تماشائی

تجرد باعث سر سبزی کونین ہوتا ہے — خضر کی دل سے پوچھے کوئی لطف فیض تنہائی

نہ کھینچا ہاتھ ترک چشم نے قتل غریبان سے — ہزارون بار سمجھانے کو پردے مین حیا آئی

دہان و چشم نے کس کے کیا خاموش و نابینا — نہ غنچہ مین ہے گویائی نہ نرگس مین ہے بینائی

بجا ہے اضطراب روح وقت نزع اے اصغر — کیا ہی یاد حاکم نے بلانے کو قضا آئی

**اصغر** تخلص اصغر علی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے

تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے — شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

**آصف** تخلص وزیر الممالک نواب یحییٰ خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مدفن لکھنؤ سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین انتقال کیا تیر اندازی مین کمال رکھتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

یاد ڈر بسکہ مجھے تیرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا — باہو صبا میرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے — ظاہر مین یہ کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

جہان تیغ اوسکی علم دیکھتے ہین — وہان اپنا سر ہم قلم دیکھتے ہین

قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال — ترے جبین کا عالم رہے ہے ایک سے

**اطفری** تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلوی کچھ روز دن مدراس مین رہے وہان سے کلکتہ مین آکر پھر دہلی کو چلے گئے

کتنے دن ہین کہ یار نے مجھ سے + ق ربط بار دگر کیا پیدا

شکر للہ آہ نے میرے — لطف سے کچھ اثر کیا پیدا

تیرے حسن و صفا کو جو دیکھا + — آرسی اس مین لاجواب ہوئے

**اظہر** تخلص میر غلام علی مرحوم شاگرد شمس الدین فقیر باشندہ دہلی ترک اپنا کرکے عظیم آباد مین سکونت کی تھی وہین وفات پائی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذرے

نہیں بستہ

ہین ہے ہمرہ پاے چشم ساتھ آنسو کے — نکل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھون مین

**اظہر** تخلص سید علی حسین ولد مولوی ارشاد علی لکھنوی ناظر عدالت دیوانی لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

خیال ہے انھیوں کس گل کے خار مژگان کا — کھٹک سی رہتی ہے پہلیں نہار آنکھون مین

**اظہر** تخلص غلام محی الدین دہلوی شاگرد غلام حسین سروری شاعر فارسی گو و فرزند علی موزون طبعی کرتے تھے

رہتی ہے مری جان کو مضطر طپش دل — دکھلائیگی ہنگامۂ محشر طپش دل

**اظہر** تخلص مرزا مرزا شاگرد مرزا علیجان شفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ اشعار مرقومۂ ذیل اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کونسے دل کو جدائی کا تمھاری غم نہین — کونسی وہ آنکھ ہے فرقت مین جو پر نم نہین

یہ آہ وشیون نے سر اوٹھا کہ بجلی نہ تاب لائے — کلیجہ پکڑے ہوئے خود آئے ہماری نالوں مین یہ آسمان

تمھارے کوچے مین آکے شب کبھی تو پلکو ہیں ہم پیٹ کے — خبر بھی تمنے نہ لی ہماری یہ کوئی ٹھہرا بیگانگی ہے

**اظہر** تخلص مولوی کرامت علی ولد مولوی امانت علی باشندۂ شمشیر اودھ نوابع فرخ آباد مقیم کلکتہ شاگرد شہ میر دہلوی صاحب دیوان گذرے تاریخ گوئی مین مثل لاثانی تھی

نہ کیونکہ اشک مسلسل ہو یہ شمار دل کا — طریق عشق مین جاری ہے سلسلہ دل کا

بہشت پہنچے نہ زاہد کب اوسکی وسعت کو — عجب روش کا ہے یہ باغ دلکشا دل کا

لگائی کس بت مے نوش نے ہے تاک اسپر — سبو بدوش ہے ساقی جو آبلہ دل کا

کہینگے ہم یہ سراسر جو کوئی پوچھے گا — سواد ہند مین لٹتا ہے قافلہ دل کا

روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل — اے شمس عکس مہر نبوت ہے داغ دل

تاثیر حاضرات سے کم ہے چراغ دل — اپنا ہے از نگین سلیمان ہے داغ دل

**اعجاز** تخلص نواب اصغر علیخان لکھنوی خلف نواب نجابت علیخان بن نواب شجاع الدولہ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

مشغلہ حسن یہ دن رات نظر رہتی ہے — نوری آنکھین تھین سو اب ہو گئین ناری آنکھین

**اعجاز** تخلص میر باقر علی لکھنوی ولد میر اسد صبر شاگرد رشک

تری چشم سیہ کچھ کم نہ تھی مجھ تیرہ بختون کو — کچھ سرمہ کو بھی بخشا اسے طناز آنکھون مین

**اعظم** تخلص محمد اعظم ملازم نواب آصف الدولہ بہادر

ہے قدر کے سبب عالم بالا پہ تری زلف — رکھتی ہے دماغ اپنا سیہ بخت فلک پر

**اعظم** تخلص مرزا اعظم بیگ دہلوی

چھپتا ہے کوئی شمع صفت سوز دل اپنا — سر کاٹی اگر تو ہو نمودار گلی سے

**اعظم** تخلص مرزا اعظم شاہ رسالدار خلف مرزا محمد اشرف ابن خلیفہ عبد الکریم متوطن ترکستان باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

ترک فلک سے بھی نرکی چوٹ یار کی — کہاں وہ ہتکھنی جو اوٹھائی سپر کا ہاتھ
مردون سے وقت جنگ دغا ہو بعید ہے — سر کی کبھی بتا کے نہ ماری کمر کا ہاتھ
مجھکو سلا کے ساتھ کل آزردہ وہ ہوئے — کیا جانے پڑ گیا کہان مجھ بے خبر کا ہاتھ
مٹی کے مول بھی تو کوئی پوچھتا نہیں — بگڑی ہوئی ہے آج کل اعظم ہوے دل

**اعظم** تخلص سید اعظم علی الہ آبادی منشی مدرسہ اکبر آباد شاگرد آتش دیوان انکا نظر سے گذرا

خنجر کا نہ بسمل ہون نہ شمشیر جفا کا — انداز کا مقتول ہون کشتہ ہون ادا کا
غرے کا بوسہ لب شیرین مین ہے مزا — گالی مین تیرے لطف ہے کھٹی انار کا
چھوڑ کر کے مجھے رو تا نہ کرو عزم سفر — جان من موسم بارش تو نکل جانے دو
کچھ مفت نہین وعدۂ دیدار کیا ہے — جب لاکھ قسم دی ہے تو اقرار کیا ہے
جلوہ ہو کوہ طور کا موسیٰ کے سامنے — مٹی جو کھول دو ید بیضا کے سامنے

**اعظم** تخلص مولوی عبد الصمد عرف محبوب جان برادر خورد مولوی وحید اللہ خان بہادر متخلص بہ داغ ولد مولانا مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اوّل مدرسہ عالیہ کلکتہ باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم الحروف

ساکن ارض و فلک تک تجھ پہ شیدا ہو گیا — جسنے دیکھا تجھکو وہ محو تماشا ہو گیا
شکوہ کس کس کے عداوت کا نہین اعظم ازل — ایک عالم اوس جہان آرا کا شیدا ہو گیا

لاکھ صورت سے بنائین آئینہ گر آئینہ
دل سے ہرگز ہو صفائی مین نہ بڑھ کر آئینہ

روی آتش رنگ کی دیکھی جھلک گر آئینہ
صورت سیماب ہو بیتاب و مضطر آئینہ

ہے دل نالان کو میرے عشق روی صاف سے
کھل گئی قلعی فدا ہے آئینہ پر آئینہ

**اعظم** تخلص اعظم خان افغان باشندۂ دہلی شاگرد نصیر دہلوی اس فن کو ترک کرکے کسب علم کیطرف متوجہ ہوئے تھے

ایسی مضمون سے معلوم اوسکی سرد مہری ہے
جو اوسنے مجھکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا

سوز دل از بس طبیبون سے نہان رکھتے ہین ہم
شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم

کیا یہ مگس دام کم ہے جوشن فولاد سے
سب ہے اسیری مین لڑائی صید کو صیاد سے

**اعلی** تخلص اعلی خلف میر ولایت اللہ خان باشندۂ دہلی ملازم شجاع الدولہ بہادر

جو ہاتھ اوسکے بند قبا کھولتے تھے
وہ مشغول ہین اب تار گریبان

مرے دیوانہ دل کو شور طفلان آسرا سا ہے
اونھونکے ہاتھ کا پتھر اسے سنگ جراحت ہے

**آغا** تخلص آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت باشندۂ کانپور

کل اوس تلک پہنچ تو گیا تھا یہ ہمدمو
کچھ مجھکو چپ سے لگ گئی ایسی کہ کیا کہون

**آغا** تخلص آغا حسن ولد مرزا امیر باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر صبا سنہ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین تجارت کرتے تھے۔ راقم کے ملاقاتی اور صاحب دیوان ہین

وصل کی شب یہی کرتا ہون دعا ای آغا
حشر تک اب نظر آئی نہ سحر کی صورت

تپ فرقت سے ایسا بڑھ گیا ہے ضعف آغا
کہان کی گردش اپنا سانس بھی لیتا ہون گن گن کر

**آغا** تخلص سید آغا ولد سید صاحب علی حاجی مقیم لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی

ہو جاسے ابھی زیر نگین ملک سلیمان
سر پر سے جو آغا کو دکھا دے وہ پری آنکھ

**آفاق** تخلص میر حسین علی ولد میر احسان علی مخلوق بیچی گو باشندۂ لکھنؤ شاگرد آباد

خوب بل کھلتے ہین رخ پر تری دلبر گیسو
ہے یقین پیچ کوئی ڈالین گے ہم پر گیسو

**آفاق** تخلص سید فرید الدین ابن بہاء الدین دہلوی شاگرد ضیاء اللہ خان فیض حضرت شاہ سلیمان کے قرابت دار تھے

اوس گل سے لگے پونچنے جام شراب ہم | لالے کا دل جلا کے کباب ہم
اشک تر چشم سے جب دم گریہ سے نکلے | مرجان گنت لگے ذن کوچہ سے نکلے

**افتاب** تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر جلال الدین شاہ عالم بادشاہ غازی بادشاہ دہلی سال ۱۱۷۳ بارہ سو تہتر ہجری مین تخت نشین ہوئے حال مفصل انکا تواریخ مین مشہور ہے بیان کی حاجت نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

خوب سا سید ہاتھ لگا دیکھا سے سرنگون | اوسکی رعنائی سے مست تو اپنی رعنائی ملا
صبح اوٹھ جام سے گذرتی ہے | شب دل آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے | اب تو آرام سے گذرتی ہے

**آفرین** تخلص شیخ قلندر بخش صاحب تخلص الشیخ باشندہ سہارنپور حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے

اگر چہ باغ مین پیدا ہے آفرین گرچون غنچہ | لبون مین اوسکے نہان ہے ہزار خندہ گل
بہت ہین گرچہ تمہین اور ناز کرنے کو | بُری تو ہم بھی نہین دل نیاز کرنے کو

**افسر** تخلص نصرت خان مرحوم خلف شیخ خان قوم افغان باشندہ لکھنؤ دکن مین جا کر انتقال کیا

بلبلو ایک ہزارون مین ہے اوس یار کی انکھ | جس پہ پڑتی ہے سدا نرگس بیمار کی انکھ

**افسر** تخلص مولوی محمد علی فریدپوری شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم رشتہ دار امامی قاضی بلکیان پیدا

سلسلہ دل نے کیا زلف دوتا سے پیدا | پیچ پیچ سودا مین ہوی شاعری پائے سے پیدا
عشق گیسو مین انوکھی ہے طبیعت پہ ہوان | خاک مضمون ہو کوئی فکر رسا سے پیدا

**افسر** تخلص شاہ تاج الدین مرید شاہ محمد افضل باشندہ اکبرآباد

ہے سیب سے کے مانند جو خوشبو ذقن اوسکا | کچھے سے نزالت مین ہے افزون دہن اوسکا

**افسر** تخلص مرزا احمد بیگ شاگرد میرزا قادر بخش صابر

اکل اوس سے ناصبر کے خدا کی مین ہو دم | کیا آج بھی وہ یار خدایا نہ جائے گا
[illegible] صبر و شکیب و شعور | اک رفتہ رفتہ جدا ہو گیا

**اشرف** تخلص غلام اشرف عرف مرزا گوسے دہلوی خلف شیخ غلام رسول شاگرد مصحفی

جب سے کہ وہ گیا ہے ادھر سیر اس چمن پر | آتا ہے اوسکے رشک سے روی چمن پر
معلوم نہین کیا ہے یہ خاک تماشا | نرگس کی جو رہتی ہے سدا انکھ زمین پر

**افسردہ** تخلص مظفر علی فرید پوری شاگرد مولوی رشید النبی وحشت راقم الحروف کے ملاقاتیون مین ہین +

سرد مہری یاران ہند کا لکھتا ہے حال
چاہیے کاغذ دم فکر سخن کشمیر کا

نرگس [illegible] ہوتی نہین
جالی عرفہ کی تری ہے دم آہو گیر کا

ہوتی ہے [illegible] طلائی رنگ مین
کاغذ اشعار بھی نسخہ بنا اکسیر کا

**افسوس** تخلص غفور بیگ وطن انکا توران سپاہی پیشہ تھے ثناء اللہ خان فراق اور قاسم دہلوی صاحب تذکرہ سے اصلاح لیتے تھے

یار [illegible] پہ ہے خدا خیر کرے
خانہ بیدر ہے خدا خیر کرے

کف پا سے جو ظالم مل رہا ہے
کسی کا خون ہے یہ یا حنا ہے

**افسوس** تخلص میر شیر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان عالیجاہ باشندہ نارنول شاگرد میر حیدر علی حیران و میر سوز ملازم مرزا جوان بخت بہادر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے آخر ایام مین کلکتہ مین فورٹ ولیم کالج کی منشی گری مین مقرر ہوئے تھے حضرت شیخ سعدی شیرازی کی گلستان کو اردو مین ترجمہ کیا ہے ترجمہ گلستان و دیوان انکا نظر سے گذرا

زرع مین زرد تھا رنگ افسوس
چھٹنے رنگ نے اوسے مارا

یہان تنک ہے نزاکت گلون کی گہری سے
چھٹنے لگتا ہے اوسی گلعذار کا پہونچا

قفس سے چھٹنے کی امید ہو نہین افسوس
حصول کیا ہے جو [illegible] کا پہونچا

پاؤن [illegible] قدم [illegible] اوٹھے
خاک مین مل گئے بیٹھے [illegible] ہم

کیا لکھون اوسکو مین احوال یہ کہنا قاصد
ہجو اسی کے سبب طاقت تحریر نہین

اشک گرم اپنے سے یہ دیدۂ تر جلتے ہین
دیکھو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہین

ہو مرا کیونکہ گذر اوسکی گلی مین وہان تو
طائر سدرہ کے اوڑتے ہوئے پر جلتے ہین

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانے کو
وہی احباب جو یہان آئے تھے سمجھانیکو

کچھ بات تم سے کہ نہ سکے ہزار حیف
مدت مین تم ملے بھی تو غیرون کے گھر ملے

پوچھے ہی کیا لگاے اگر سر مین درد ہے
اوس خاک پا کی آگے تو صندل بھی گرد ہے

نہین جا سکینگے اس مجلس سے ہم بے اوسکی بلائے
قدم اب کب اوٹھاتے ہین کہ ہینے پاؤن پھیلائے

آدمی کیا ہے فرشتہ لوٹ جائے دیکھکر
چاند سی شکل اوسکی اور جوانی وہ گدرائی ہوئی

**افسون** تخلص مرزا آغا حیدر لکھنوی

آگئی جان بدن مین دل شیدا ٹھہرا
آکے بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا

فرصت ملی تلاش بت مہجبین سے کب
ٹھہرا دل اپنا گردش چرخ برین سے کب

**افسون** تخلص سید احسان حسین خان نبیرۂ نواب بہار الدولہ باشندہ لکھنو

جلتا ہون روز ہجر مین خورشید کی طرح
ہوگا وصال دیکھیے اوس مہجبین سے کب

**افصح** تخلص شاہ فصیح شاگرد مرزا بیدل سنہ ۱۱۹۲ گیارہ سو بیانوے ہجری مین انتقال کیا

شام و سحر خیال قد یار ہوگیا
یعنی زلف و رخ سے مجھکو سروکار ہوگیا

**افضل** تخلص سید افضل علی خان عرف سید صاحب خلف الرشید سید قاسم علی خان قاسم باشندہ لکھنو اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہے وصف روے یار نہ لو نام ماہ کا
کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا

روشن ہمارا نام زمانے مین کب ہوا
یہان گل چراغ زیست سر شام ہوگیا

اوس وقت اپنے بام پہ آیا وہ رشک ماہ
افضل جب آفتاب لب بام ہوگیا

باقی نہ ایک بات نہ ٹھہرے وہ وعدہ کی
منت کی لاکھ تجھسے خوشامد ہزار رات

اتنے خط بھیجے ہین لکھکر ہوگئین بیدست شل
نامہ بر کے پاؤن مجھ خستہ جگر کی اونگلیان

افضل ہمین کیونکہ زانو نشینون کی یاد ہے
باتین وہ کرنا یار کا زانو پہ دھرکے ہاتھ

جھانکتے ہین وہ روزن در سے
نقش دیوار ہم ہین ششدر سے

دل سے شکوہ زبان تک آ کر
بنگیا شکر آپ کے ڈر سے

ہم وہ رند بادہ کش ہین ساقیا تو دیکھ لے
می ٹپکتی ہے ہمارے زخم کے انگور سے

کل سے بیکل ہون بتا تا کہ مجھے کل آئے
کل سے وعدہ تھا نہ آج آئے نہ وہ کل آئے

کیا مزا ہو کہ وہ دربان سے اپنے کہدین — کوئی یہان آنے نہ پائے مگر افضل آئے
شوخی غضب اوس شوخ کی خلقت مین بھری ہے — بجلی ہے شرارہ ہے چھلاوا ہے پری ہے

**افضل** تخلص افضل بیگ حیدر آبادی

یہان نہ آنا ہی غرض ہے عذر درد سر شب — مستغنی مین اک نہ اک تمکو بہانہ چاہیئے

**افضل** تخلص منشی حسن یار خان بہادر مخاطب بہ اسد الدولہ ولد باقر علی خان بن محمد یار خان رسالدار باشندہ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

وہ دیوانہ ہون جس پر رشک فرزانونکو آتا ہے — فسانہ ہے پرستان مین مری زنجیر کے غل کا
خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے — لیتے نہین ہین نام چھری کا شکار مین
یہ بہانکی فکر مین ہے وہ دہان کے خیال مین — دیکھیے جسے وہ مست ہے اپنے ہی حال مین
موسے کی طرح تاب نظارہ نہ ہو سکے — غش آگیا جمال جو دیکھا جلال مین
آخر یہ حب مال وبال بخیل ہے — انصاف ہو تو قصہ قارون دلیل ہے
کیونکر خدا کرے نہ حسینون سے دوستی — خود عاشق جمال ہے خود بھی جمیل ہے
کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر — غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

**افضل** تخلص منشی افضل حسین لکھنوی

دھڑکا گیا نہ ہجر کا وصلت مین [illegible] — شادی مین بھی رہا یہ مجھے غم تمام شب

**افضل** تخلص افضل علیخان [illegible] اعظم علیخان

پہلو مین بیٹھکر مرا دل شاد کیجیے — بندہ ہون سچ ہے مجھے آزاد کیجیے

**افضل** تخلص شاہ غلام اعظم خلف شاہ ابو المعالی عالی بن حضرت شاہ محمد اجمل صاحب دائرہ الہ آباد شاگرد ناسخ انکے دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار رہین

ہے یقین نور بصارت ہو زیادہ افضل — سرمہ خاک مدینہ لگے گر آنکھون مین
پھوٹین مری آنکھین جو کسی اور کو دیکھون — ناحق نہ سنا کیجیے افواہ کسی کی
جی جاسے جگر ٹکڑے ہو پھٹ جاے کلیجا — کیا تجھکو خبر اسے بت گمراہ کسی کی

**افغان** تخلص الف خان درویش خصلت تھے

پہلے قدم مین عشق کے میر اتو جی گیا ۔۔ مجنون پہ چندے وہ بھلا کیونکہ جی گیا

**اکبر** تخلص نواب محمد اکبر خان دہلوی برادر خورد جناب نواب مصطفے خان شیفتہ شاگرد مومن خان صاحب دیوان گذرے

ہوا نہ شوق سے اوس کوچے مین گذر اپنا ۔۔ ہمیشہ ہم سے رہا پیچھے نامہ بر اپنا
جنون عشق کا درمان نہ ہو کسی سے کبھی ۔۔ کہو علاج کرے جاکے چارہ گر اپنا
عدو کے ذکر سے وہان ہوش جا بہ یہان جو نہ آئے ۔۔ مزاج اون سے بھی نازک ہے کسقدر اپنا
خانۂ غیر مین گر لگنے لگا دل تیرا ۔۔ مجھکو بھی اور سے آتا ہے لگانا دل کا
قتل کرا لاشۂ اکبر کو چھپایا گھر مین ۔۔ بارے اوسنے مجھے جانے نہ دیا اور کہین
وہان رسم اختلاط سے انکار و عذر تھا ۔۔ یہان جان ہی نکل گئی اپنے نہین کے ساتھ

**اکبر** تخلص مرزا اچھو دہلوی شاگرد حاتم بڑے ظریف تھے

چھیڑا جو ٹک اوسے تو بگڑکر کہا کہ واہ ۔۔ تم کون ہو کہ ہاتھ لگاتے ہو گات کو

**اکبر** تخلص مکرم الدولہ سید اکبر علیخان مرحوم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

طوفان نوح کم نہین ہے اکبر کا دیدۂ تر ۔۔ دیکھو اوسکو ابر بھی یہان پانی بھر اکرے

**اکرام** تخلص حکیم اکرام اللہ خان ولد حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی

آرزوے وصل کی مٹانی تھی ۔۔ کیا ہوا گر مٹا دیا دل کو

**اکرام** تخلص منشی محمد اکرام باشندۂ لکھنؤ

اعجاز مسیحا جو لب جان بخش آ گئے ۔۔ مُردون کو زندہ کرکے تماشا دکھا دیا

**اکرم** تخلص خواجہ محمد اکرم دہلوی تاریخ خوب کہتے تھے

اکبار ترے ڈیرے مین زاہد اگر آوے ۔۔ مین جانون جو مسجد کیطرف پھر نظر آوے

**آگاہ** تخلص سید محمد رضا معروف بہ احمد مرزا باشندۂ دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب

ہجر کے ہاتھون کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا ۔۔ غیر کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین طیار تھا
اوسی کی یاد مین سب عمر ہم نے کاٹی ہائے ۔۔ جسے خیال ہمارا نہ ایک بار آیا

گھر غیر کا ہو راہ میں یہ بھی مری قسمت
لایا تو ادھر سے جذبہ محبّت کا یہیں تھا

**آگاہ** تخلص محمد صلاح دہلوی محمد شاہ جنت آرامگاہ کی عہد میں تھے

پیری میں کر دن سیر جہان کی تو بجا ہے
دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

**آگاہ** تخلص سید حسین علی افسانہ خوان شاہی باشندۂ دہلی

ہان تیغ کھینچ آئے بت نازک مزاج تو
مر گئے پہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

**آگاہ** تخلص نور خان افغان قصہ خوان شاگرد ضیا

حلقہ چشم میں کیوں آج ہے دم پا برکاب
ہے کہان کا ہمیں در پیش سفر دیکھیں تو

منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم جاہ کی
باتیں بنا بنا کے نہ کیجیے نباہ کی

**آگہ** تخلص نیدت جوالا ناتھ خلف وانا رام برہمن فارسی بھی کہتے ہیں کلکتہ میں رہتے ہیں

جان جاتی ہے تڑپتا ہوں پڑا
دیکھئے کیا ہو تماشا کیا ہے

تیرا دیدار میسر ہوئے
اس سوا اور تمنا کیا ہے

**الفت** تخلص منگل سین کائتھ باشندۂ عظیم آباد شاگرد جرأت دہلی کی سیر بھی کی تھی

ہر قدم پر بیان تا لک آئے ہیں سو سو نالے
کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر دو چار کے

**الفت** تخلص ایک شخص باشندۂ مظفر نگر کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب
سو آج کوچہ میں تیرے ہوا بہشت نصیب

**الفتی** تخلص راجہ پیارے لعل عظیم آبادی ولد رامی ملہن جی زبان پارسی میں اچھا دخل رکھتے تھے

خاکساری سے مثال نقش پا
جس جگہہ بیٹھے وہیں کے ہو گئے

**الم** تخلص آغا مہدی ولد آغا مرزا لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر صاحب دیوان ہیں

چوستے ہیں ہیں لے کب لب شکر فشان یار یہ
آگاہ اس مزے سے کہاں ہے مری بان

چکھی کبھی نہ نعمت دنیا سوائے خون
گویا الم زبان سنان ہے مری زبان

**الم** تخلص محمد حسین خان غازی پوری شاگرد جوشش

کا لیا ان سنتا ہوں میں تیرے ہی منہ سے ورنہ
مجھکو اک بات تو کہتا یہ دہن کیسا تھا

**الم** تخلص محمد علی شاگرد محمد ابراہیم ذوق باشندۂ دہلی

نہ تھا تحمل اگر اوسکے ناز کا تجھے — الم فریفتہ کیون ایسے نازنین کے ہوئے

**الم** تخلص صاحب میر دہلوی خلف خواجہ میر درد مرحوم ۱۱۹۸ گیارہ سو چورانوے ہجری مین مرشد آباد مین تھے

اب تو اوس بت کو ہمنے رام کیا — بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

**الہام** تخلص شیخ شرف الدین عرف شاہ ملول باشندۂ لکھنؤ فارسی بیشتر کہتے تھے ملول بھی تخلص کرتے تھے

تری جدائی نے یہان تک ہمین ملول کیا — کہ زندگی کے عوض مدت کو قبول کیا

نگہ دو دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے — مژہ وہ تیز کہ خنجر کو دھار پر مارے

ارے بیکسی تیرے قربان ہون — بُرے وقت مین ایک تو رہ گئی

**الہام** تخلص فضائل بیگ شاگرد غزلیت سورتی

چاہتے ہی وہ کرے رخصت تری بیمار کو — اب گلے ملنے دے اے قاتل ذرا تلوار کو

**امامی** تخلص خواجہ امام بخش عظیم آبادی

اے چشم تو تھام اسکو ہو اشک تو جوش آور — مژگان نہیں رکھ سکتی اس طفل کو دوش اوپر

**امامی** تخلص خواجہ امامی مرثیہ گو ولد خواجہ آتشی دہلوی ۱۱۷۰ گیارہ سو ستر ہجری مین مرشد آباد مین شدت گریہ سے مجلس عزا مین بیہوش ہوکر راہی ملک بقا ہوئے بعض صاحب تذکرہ نے انکا تخلص امانی لکھا ہے

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا — اے نالۂ دل وقت ہے فریادرسی کا

کف افسوس بیٹھے ملتے ہو — کیون امامی گیا نہ آخر دل

**امانت** تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنؤ بیرن کی انداز مین شعر اچھا کہتے تھے ۱۲۷۵ بارہ سو پچھتر ہجری مین قضا کی انکا دیوان داستان ہو نظر سے گذرا

ناداں کی محبت مین ہے سو طرح کا دھڑکا — دل دون کسی ناداں کو مین ایسا نہین لڑکا

وہ دم حسینوں کا بھرتا ہے ہو چکی مری زیست — جو خود مر گیا کسیکو جلائے گا مسیح کیا

مرکی بھی بار خاطر نازک بدن رہا
نے کرم نے مری وہین تربت نے وفا
محشر کا کیا وعدہ یہان شکل نہ دکھلائی
باغ مین جاتی ہوا بس گل کی سواری اندنون
جی چاہتا ہے منت سالع بہ ہون نثار
آئنہ دکھلانے مین دیکھی جو وہ خسار صاف
سید انشے یاد ہے واللہ تمھاری
رفتار کی چلن سے غضب کی بلا لیے
گردون کے دور مین ادھین کمی نہین نصیب
خلا انکا دیکھ مجکو پا سہ بر دی تھا اک گالے

تابوت میرا یار نے رکھا نہ دوش پر
ای امانت دل دیا تم نے اوسے کیا دیکھا
اقرار اسے کہتے ہین انکار اسے کہتے ہین
دم خرام کے پھرتی ہے باد بہاری اندنون
بت انکو بٹھا کے سامنے یاد خدا کرون
تکیا حیرت سے ہین تصویر پشت آئینہ
یوسف کی قسم اب نہ کرون چاہ تمھاری
جھوٹے سے سن مین یار بڑے تم ہو چالیے
جو لوگ اوڑھتے تھے دوشالے نئے نئے
کہا سینے یہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے

**امانت تخلص امانت راے باشندہ دہلی**

تشریف یہان لاو پر نامہ بر تو بھیجو — مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

**امانت تخلص میر امانت علی خلف میر کرامت علی ناگوری مقیم دہلی جیپور مین انتقال کیا**

بہار بھی نہین آئی کہ جوش وحشت سے — ہمارے پاؤن کو ہے ربط خار صحرا سے
اللہ رے رسائی دست جنون کہ اب — دامن کی راہ لی ہے گریبان چاک نے

**امانی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا**

کیسلے یہ خار مژگان دل مین کھٹک رہے ہین — جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

**امجد تخلص مولوی محمد امجد دہلوی ولد مولوی محمد ارشد عالمگیر ثانی کے عہد مین تھے**

جس گھڑی آپ کو دیکھون ہو نمین جون قطرہ اشک — اپنی نظرون سے بھی امجد مین گرا جاتا ہون

**امجد تخلص امجد حسین متوطن بلدہ ایلچپور علاقہ صوبہ دکھن**

اوس لب لعل کی صفات امجد — کیا کہے ناطقہ تو لال ہوا

**امداد تخلص حافظ سید امداد علی ولد حافظ سید مہدی علی باشندہ فرخ آباد**

بلیسی منزل مقصود کو پہونچاتی ہے — آہ کیا بے سر و پا عرش تلک جاتی ہے

امداد تخلص مرزا امداد علی شاگرد علیخان شفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کو لکھ بھیجے

فراق میں لطف اوٹھا چلے ہیں کسو سے ہم رو اوٹھا چلے ہیں ❊ اثر یہ نالے دکھا چلے ہیں کہ دل تو نکے ملا چلے ہیں
سچ تو یہ ہے گر پسند خاطر عالی نہ ہو ❊ پھیر دیجے آپ دل امداد کا امداد کو
پڑھتے ہی نامہ مرا کہنے لگا وہ رشک گل ❊ مجھکو بوے عاشقی آتی ہے اس تحریر سے

امداد علی نام و تخلص امداد علی خان ساکن کول مقیم اکبر آباد ہرچند حرف آشنا نہ تھا مگر تیز ذہن اور ذکی تھا نشتر برس کی عمر میں انتقال کیا

نہ بہ قبول گر کسی نے چڑھائے اوڑا دیئے ❊ باد صبا کو گور غریبان سے لاگ ہے

امی تخلص روشن بیگ دہلوی برادر خورد حمید الدولہ شاگرد نصیر مرد جاہل تھا شروع جوانی میں انتقال کیا

دل دھڑکتا تھا کہ پہنچے میں نہ آجای لچک ❊ ہاتھ سے چھوڑ دیا میں نے ترا جان کے ہاتھ

امید تخلص مولوی فرحت علی ولد غلام شاہ غازی پوری

تشنہ نہ رہ ای امید ہو ہرگز فراق میں ❊ آخر دو چار ہو ینگے ہمدم صنم سے ہم

امید تخلص قزلباش خان محمد رضا ے ہمدانی امراے محمد شاہی میں تھی ہندی کی موسیقی میں انکو کمال تھا ۱۱۷۰ گیارہ سو ستر ہجری میں دہلی میں وفات پائی اشعار فارسی انکے اچھے ہوتے ہیں

یار بن گھر میں عجب صحبت ہے ❊ در و دیوار سے اب صحبت ہے

امید تخلص امید علی خان خلف نواب خان جہان خان موگلوی

معلوم نہیں شیخ کا ایمان کہاں ہے ❊ زاہد کی تو تسبیح میں زنار نہان ہے

امیر تخلص نواب حسین علیخان خلف نواب امانت علیخان لکھنوی شاگرد احمد حسنخان جوش

بے تکلف سیے دیتی ہے جوانی کی امنگ ❊ سر پہ اوسکے نہ کسی وقت دوپٹا ٹھہرا
لگئے آنکھوں ہی آنکھوں میں جو لے کے دلکو ❊ دیکھیے دیدۂ دلستہ میں اندھا ٹھہرا
بوسہ طلب کیا تو وہ چین بر جبین ہوا ❊ دل کی ہوس بر آئی بت شرمگین سے کب

امیر تخلص نواب امیر الدولہ ناصر جنگ عرف مرزا امینڈو فرزند وزیر الممالک نواب

نجف

نواب شجاع الدولہ بہادر صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذری دہلی مین اپنے مکان مین صحبت مشاعرہ ترتیب دیتے تھے

پاس دم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے — بلبی ترا حوصلہ دل بھی عجیب چیز ہے
کل جو ہم نے اشنجہ کے ساتھ سیر دیر کی — لڑکھڑایا تھا ہے پالیکن خدا سے غیر کی

امیر تخلص منشی امیر احمد شاگرد اسیر خلف مولوی کریم احمد لکھنوی حضرت شاہ مینا قدس سرہ کی اولاد مین ہین اور صاحب دیوان ہین

قتل عشاق سے باز آئینگی کہاتی ہین قسم — طاق ابرو کی طرف ہاتھ اوٹھا کر پلکین

امیر تخلص مرزا امیر بیگ دہلوی مقیم گوالیار

آنکھ وہ کافر کہ قتل عام جسکی اک ادا — لب وہ روح افزا جسے مردے جلانا بات ہے
کب تلک روگے کہو کوئی کہ تم کو تو امیر — یار مرنا سہل ہے اور زہر کہانا بات ہے

امیر تخلص میر امیر علی ولد میر مومن دہلوی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

ہم کو حاصل کیونکہ ہو تیری قد بالا کی سیر — کب میسر ہو سکی ہے عالم بالا کی سیر

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد قاضی روشن متوطن بلگرام

گل سامنے ای گل تری مرجھائے ہوئے ہین — کیا ہمسری عارض گلفام کرینگے

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد شیخ محمد عاشوری باشندہ سکندرپور مقیم امیٹھی -

جو اوس غنی کے در کا دل و جان سے ہے فقیر — کیا حاجت سوال ہے اوسکو امیر سے

امیر تخلص نواب علی محمد خان قوم افغان باشندہ دہلی شاگرد قیام الدین علی قائم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکی فرزند محمد یار خان کا امیر تخلص لکھا ہے

تھرتھراتا ہے اب تلک خورشید — سامنے تیرے سے آ گیا ہو گا
اوس ستمگار انداز سے لگ کر کوئی چھٹتی ہے آنکھ — کیون نہو سوے قضا تنہ وقت زخم پچیدہ کا
ہای سرخی تری حنا کی ہنگام عتاب — جتنا بگڑی ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے
بس مین آیا جو تمہاری اوسی چاہو سو کرو — کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری سے

امیر تخلص امیر اللہ باشندہ دہلی شاگرد نصیر رمل مین اچھی مہارت رکھتے تھے -

اس لینتہ گلو پر ہی پھرا دیکھیو قاتل — سیلے آب ترا خنجر بران نہ ہوا ہو

**امین** تخلص امین الدین خان فرزند قاضی وحید الدین خان جو نجیب الدولہ نواب نجیب خان مرحوم کے عہد مین دہلی کے قاضی تھے صاحب دیوان گذرے

سخت کاوش مین ہون برنگ نگین — ایسے نام آوری کا منہ کالا
کون آتا ہے یہ کسکے پاؤن کی آواز ہے — ہر صدای پا مین جسکے سو طرحکا ناز ہے

**امین** تخلص خواجہ امین الدین باشندہ عظیم آباد نواب مظفر جنگ میر محمد رضا خان کے رفیقون مین تھے صاحب دیوان گذرے

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا — مہ چادر مہتاب مین منہ ڈھانپ کے نکلا
ڈر سے ترے نالہ بھی نکلتا نہین لب سے — ظالم ہی ترے ظلم کی تاثیر ہوا ہے
بوسہ دیا ہے جی مین جو آوے تو پھیر لو — اتنا خفا ہو کس لیے اس خاکسار پر
یہ نہین جوہر نمایان تیغ تیز یار پر — کندہ ہاسے نام مقتولون کا اس تلوار پر
دل خیال زلف مین بیخواب و بے آرام ہے — رات ہوتی ہے امین بھاری ہر اک بیمار پر
کس سے تشبیہ دون بھلا تجھکو — ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

**امین** تخلص محمد اسمعیل پہلے وحشی تخلص کہتے تھے

گلشن مین جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا — کیا جانیے بلبل کی یہ جان پہ کیا ہو
اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم — ٹکڑا وہ نظر آئے لب بام کسی کا
کیا غضب تیری آن ہے پیارے — میری اوس مین تو جان ہو پیارے

**امین** تخلص سید محمد امین باشندہ بنارس شاگرد غلام علی آزاد بلگرامی فارسی بیشتر کہتے تھے

کیون منتظر رہو مجھکو جلاسے ہو کہ سینہ — رکھتا ہون مین گل خوردہ برنگ پر طاؤس
جی سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ — ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

**انتظار** تخلص علی نقی خان دہلوی ولد علی اکبر خان نواب علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین آکر رہے تھے

جون ہی بہار گل کی قفس تک خبر گئی — سنتے ہی بلبل ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی

**انجام** تخلص عمدة الملک نواب امیر خان دہلوی شاگرد مرزا بیدل حال اونکے خاندان کا کتب تواریخ سے مانند شمس نصف النہار کی روشن ہے حاجت بیان نہین ۱۱۵۹ گیارہ سو اونسٹھ ہجری مین دہلی کے دیوان عام مین کٹاری کے زخم سے وفات پائی

ساغر اشک سے تھا انجام پاس سلطنت
شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم
نقش میرا ہی دیکھ کے مقتل مین یون کہنے لگے
کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

**انجم** تخلص مرزا باشندہ ... عرف جمن مرزا شاگرد میر کلو عرش

شام سے ہجر مین مرنے کا یقین ہے انجم
نہین امید کہ دیکھون مین سحر کی صورت

**انداز** تخلص مرزا غلام حسین دہلوی خلف مرزا ہدایت علی مرحوم شاگرد شیخ ابراہیم ذوق موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے خاندان گورکانی سے تھے

دیکھیے آگے آگے کیا ہووے
دل لگی مین تو ہے ابھی سے رنج
جور و جفا کی اوسکے شکایت کرین تو کیا
سو شوخیان نکلتی ہون جسکے حجاب مین
نیم بسمل مجھے رکھنے سے تمھین کیا حاصل
ایک ہاتھ اور بھی خنجر کا لگاتے جاتے
تیور آج اور نظر آتے ہین اونکے ہمدم
خنجر کچھ جھکے ہی جھکے ہین بڑھاتے جاتے

**اندوہ** تخلص علی حسین خان مرحوم خلف شمس الدولہ بارگاہ قلیخان دہلوی شاگرد مصحفی

صیاد سے رکھے گل تر مردہ قفس پر
اچھی ہوس مرغ گرفتار نکالے
بار اٹھا ہی عشق نے اک پردہ نشین کے
کیون نعش ہماری سر بازار نکالی

**انس** تخلص سید محمد مرزا خلف مرزا فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

طول مین ہین جو تری قد کے برابر گیسو
کہین برپا نہ کرین فتنۂ محشر گیسو
واہ ری مہر و وفا عاشق گیسو جو ہوا
پھر نہ چھوڑی کبھی اوس شوخ نے منہ پر گیسو

**انیس** تخلص میر مہر علی مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق باشندہ لکھنؤ

دیکھو دکھلا کے خفا ہوسکے نہ ہر بار آنکھین
اب کبھی بزم مین روئین تو گنہگار آنکھین

**انسان** تخلص اسد اللہ اسدیار خان اکبرآبادی امراے محمد شاہی مین تھے ۱۱۵۸ گیارہ سو اٹھاون ہجری مین دہلی مین انتقال کیا اور اکبرآباد مین مدفون ہوئے

زمین و آسمان و دھر زمانہ سب تجھ مین ہی انسان
نظر کر دیکھ مشت خاک مین کیا کیا جھمکتا ہے

**انسب** تخلص میر ابو طالب ولد میر اکرام علی لکھنوی شاگرد عرش

ہے فرط داغ سے انسب کا سینہ تختۂ باغ
بہ رنگ گل ہے گل زخم سے بدن کی بہار

آئی نہ مثل مرکز عالم نظر کمر
ڈھونڈھا کیا مین شام سے لے تا سحر کمر

**انسح** تخلص سید ابو تراب عرف منجھو صاحب مخاطب بہ سپہر الدولہ ولد سید اکرام علی لکھنوی شاگرد عرش شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین راقم کے دوستون مین ہین

باغ مین عکس رخ دلدار سے یہ گل کھلا
بنگئی تیون یہ چمن گردھوپ سونے کا ورق

ہے یہ تصور بت ہے پھر آنکھ مین
پتلی کی شکل پھرتی ہے تصویر آنکھ مین

آئینہ رو خیال یہ انسح کو ہے ترا
پھرتی ہے رات دن تری تصویر آنکھ مین

**انسح** تخلص مولوی عصمت اللہ ولد چودھری رحمت اللہ مرحوم باشندۂ قصبہ پنڈوہ متعلق ضلع ہوگلی سال تولد انکا ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری ہے طبع سلیم رکھتے ہین ذہن مستقیم رکھتے ہین شعر و سخن سے بہت شوق ہے اور ابتدا ہی سے نہایت ذوق ہے شعر اچھا کہتے ہین ایام صباوت سے دار السلطنت کلکتہ مین رہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھاتے ہین صاحب دیوان ہین پیشتر محبوب تخلص کرتے تھے

روشن ہو چراغ اپنے اگر داغ جگر کا
خورشید یہ ہو جائے گمان شمع سحر کا

ایک ہی صفا و زیرکی نہ ظاہر ہو سکا رہے
سبحۂ صد دانہ گویا دام ہے تزویر کا

کیا جائے رعب کو جو قاتل ہے عاشقو
تھرا رہا ہے پانو قرار و ثبات کا

پانون تلک پہنچی لٹک کر سر سے وہ زلف دراز
عرش تک پہونچا دھوان میان آہ آتش بار کا

ہو جیسا حال تو آغاز عشق کا انسح
یہ مبتدا وہ ہی جسکی نہین خبر پیدا

رکھے نہ کام زینت دنیا سے صاف دل
محتاج سرمہ ہووے نہ دیدۂ حباب کا

بس بادہ نوش کو ہے صبوحی کی احتیاج
دست سحر مین ہے جو قدح آفتاب کا

پیدا نہین ہے اوس رخ پر نور پر عرق
دیکھو کھنچا ہے عطر گل آفتاب کا

ہاتھ ملکر رہ گئے ہم فصل گل مین ای جنون
پانون جب زندان مین پابند سلاسل ہو گیا

ہو گیا جو مجھسے دریا نوش کو ذوق شراب
آسمان شیشہ بنا اور مہر ساغر ہو گیا

ہین جو اے طفل مجوسی لاشہ عاشق پڑے
تیرا کوچہ آج دخمے کے برابر ہو گیا

کام لے ابرو کی جنبش سے جو تیغ تیز کا
کب ہو وہ سفاک ممنون خنجر خونریز کا

نمایان سبزۂ خط کب سے ہے گرد عارض جانان
اثر افسونگر دیکھا ہے زہر مار گیسو کا

دیکھ پائے گر ترا روے منور آفتاب
زرد ہو جائے بشیشۂ نیلگون سر آفتاب

ہے تلاش ان روز دن کس نو مجسم کی اُسے
صورت مشعلہ پھرتا ہے جو گھر گھر آفتاب

آزاد باغ دہر مین سرسبز ہین مدام
کس دن نہین ہے سبز لب جو پیاسہ [illegible]

فیض بہار عام ہے اے دل عجب نہین
دریا مین مچھلیون کے بھی ہو جائین خار سبز

کیا خطا صیاد کی ہے دام مجھے کیا قصور
آب و دانہ نے کیا مجھکو گرفتار قفس

سر بلند انکو کیا ہے کسنے عالم مین اسیر
طائر سدرہ ہوا ہے کب گرفتار قفس

ونے روشن سا ہو گا بزم عالم مین چراغ
کر رہی ہے یہ زبان حال سے تقریر شمع

ایک دن یہ ہے کہ پابند سلاسل پاؤن ہین
ایک شب وہ تھی کہ تھی زلف معنبر پائے بند

موئے کمر کی طرح سے معدوم ہو گئے
تیرے دہن کی طرح سے گویا کہ ہم نہین

وہ دست رد ضعف نے حد سے بڑھا دیا
نقش قدم کی طرح سے اوٹھتے قدم نہین

تھی در پہ کھڑے ہونے کی جنکو نہ اجازت
اب اونکو بٹھاتا ہے ستمگار بغل مین

گھر یار کا اب مجمع عشاق ہوا ہے
دو چار مقابل ہین تو دو چار بغل مین

پڑھی ہین منت اغیار سے اہل عروج ادبار
نہ ہو دوستے جانب [illegible] چراغ ماہ رو [illegible]

نہ پہنچے فائدہ سنگین دلون سے خلق کو ہرگز
بجھاتے پیاس کب دیکھا کسی نے آب آہن کی

رومی صافی کی جدائی کا بیان کیا کیجیے
آئینہ رو ہے مرا حال دل زار آئینہ

چاند تلوا ایڑیان انگارہی ہین پاپوش کباب
خط ہے طوطی لب ہے شکر صاف رخسار آئینہ

ہے دل صافی کو ہر دم روے صافی کا خیال
آئینہ کے روبرو رکھا ہے اے یار آئینہ

بھڑکی ہوئی جو عشق کی آتش بدن مین ہے
مانند شمع جسم مرا پیرہن مین ہے

خوش شعر

کہتا ہون کچھ تو کچھ ہے نکلتا زبان سے
مطلب جنہن سے ہو قاتل شہید ہی اجل وہ ہو

جوشش جنون مین اپنے طبیعت بہک گئی
زبان تیز کیا چلتی ہے گویا تیغ چلتی ہے

**انشا** تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم ماشاء اللہ خان مصدر انکا مولد مرشد آباد مسکن لکھنؤ وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے مقربون مین تھے بہت سی زبانون سے واقف تھے اور بہت سی فنون مین دخل رکھتے تھے مشکل قافیون مین شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے مشہور ہے کہ کچھ روز دن میان مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہوکے ہجو لکھی تھی میان منتظر نے اوسکا جواب لکھا ہے کلیات انکا نظر راقم سے گذرا

صنما ہر ب کریم یہان تری ہین ہر اداۓ بہلا
وہ جو محو دشت نظارہ ہین یہی آہ بھر کے کہین ہین وہ
ہے محمد عربی تو وہی دو سہ جام بادہ نور وہ
بروان ساقی کوثر اسد خم کو پیر مغان بلا
یہ جو کہتے کعبے ہین ہر نقط سو غلط ہی محض ہی سمجھ
سمجھے انشا اولو کیا کہون دو جہان مین کوئی بھی [illegible]
وہان جھوٹ جھوٹ تم لے بناوٹ سے غش کیا
اوس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین اللہ سے
ٹک آنکھ ملاتے ہی کیا کام ہمارا
جھڑک کے کہنے لگے لگ چلے بہت اب تم
ہر چند کہ تیور تو لڑجاتے ہین آپس مین
کیون جی کیون آپ کی خاطر مین بھلا کیا آیا
اوسکی بن پوچھے جو ہونٹون کی مسی یاد آئی
اوسکی سادی وضع کی تعریف تم سے کیا کرون
اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا

کہ اگر الست ہے ہم تو ابھی کہتے تو کہین بلا
کہ اسی تجلی نور نے ہمین مثل [illegible] جلا
کہ نیو جیسے سکر مین ساقیا مجھے کچھ یہان [illegible] کا اب بھلا
سمجھ اہل وجد کو مے پلاکے [illegible]
جدھر آنکھ اوٹھا کے نظر کرون [illegible] وہ بلا
جو خدا کے نور سے ہر [illegible] کہ محال [illegible] فلا
ہم ہیچ مچ ایسا روئے کہ یہان [illegible] غش کیا
[illegible] نکلے دو دن کے [illegible] مانگتا
تس پر یہ غضب پوچھتے ہو [illegible] ہمارا
کبھی یا جو بہنول کے [illegible] کیا
ہر اپنا مین اکیلا سا کچھ [illegible] پایا
کہ خفا ہوگئے کل ذکر جو [illegible] آیا
سامنے آنکھون کے اکبار اندھیرا آیا
چھپا ہے پڑتا ہے وہان جب وہ گدرا یا [illegible]
او ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

اس ہستی موہوم سے مین تنگ ہون انشا
کچھ اشارہ جو کیا ہم نے ملاقات کے وقت
جو بات سمجھے چاہئے ہے میرا فراح آج
جب گذرگذراتے ہین مجھے کچھ اور ڈھب سے تب
لگ جاتو ہے سینے سے دروازے کو کر بند
گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھے ایک چوٹ
بولے وہ جب ہاتھ رکھا مین نے اونکی ران پر
کیون سا تھا نہ لال ہوا تھا یہ رنگ فرش
بسکہ تھا تیرے شب ہجر مین بے نور پلنگ
کیسی ہی کیون نہ ہو مین تم مین رکھائیان شوخیان
گر بار سے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے
یا وصل مین رکھیے مجھے یا اپنی ہوس مین
ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
غصہ مین تری ہم نے بڑا لطف اوٹھایا
گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
دیکھ انگیا مین اوسکے گھوٹ لگی
آج تو کپڑے نہ بدلو تم کو میری ہی قسم
کیا منہ بنا رہے ہو اللہ رے رکاوٹ
پھبتی ترے مکھڑے پہ مجھے جو کی سوجھی
صاحب کے ہر زہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے
دین گالیان ہزارون سن مطلع اس غزل کا

واللہ کہ اس سے بہتر اب عدم اچھا
تاڑ کر کہنے لگے دن ہی ابھی رات کے وقت
قربان تیرے کل پہ نہ ٹال آج آج
سنتے ہین گالیان تری ناچار چار پانچ
دے کھول قبا اپنی کی بے خوف و خطر بند
بلبل ہماری زخم جگر کے کھرنڈ پر
خیمہ ہے تمکو اجی لعنت کر دشیطان پر
شیشے شراب سرخ کے ہین جامی سنگ قرمز
مین نے لین کروٹین یہان تک ہوا چوبی پلنگ
جب کھلکھلا کے ہنس پڑو ہو ہین صفائیان ہو
زاہد نہین ہین شیخ نہین کچھ ولی نہین
جو چاہیے سو سمجھیے ہون آپ کے بس مین
تمہاری چتون کے آگے آگے یہ کرتی ہین اہتمام
پھر گھڑی دن کیطرح ہم تو ڈھلے جاتے ہین
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
اب تو عمدا اور بھی تقصیر کرینگے
یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی
آپ کا میلا کچیلا پن سہی کچھ بیدا و سے ہے
گویا کہ آشنائی کا ہے نہ کچھ کسی سے
لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور کی سوجھی
مین جو بنا رہتا ہون میرا ہی حوصلہ ہے
کہنے لگے کہ انشا اسکا یہی صلہ ہے

دو گھڑی دن سے کہا ہے کہ کیا ارشاد ہے — سن کے بولے اب ہوا کہا بات تیری یاد ہے
ہم دو سو میں بر راضی نہ ہوا میں تو وہ بولے — تیری تو کسی طرح سے نیت نہیں بھرتی
غیر کے اک اشارے پہ اٹھ گئے میرے پاس سے — تس پہ یہ مجھسے پوچھنا بیٹھے ہو کیوں اداس سے
یہ پیاس اپنی بجھے برف سے نہ شور سے — نہ مجھے تو نرگس ساقی کے آبخورے سے
بھری وہ آتش عشق اس دل فگار میں ہے — کہ اک برق نہاں جسکی ہر شرار میں ہے
عجیب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں ہے — کہاں ملاپ میں وہ بات جو بگاڑ میں ہے
کھب گئی آنکھوں میں کل جلوہ نمائی تیری — مجھکو کیا جانیے کیا بات خوش آئی تیری
چمن ہے جام و صہبا ہے گھٹا ہے اور خلوت ہے — اگر ایسے میں آجاؤ تو حسب وقت فرصت ہے

## ریختی

بن بیٹھے ہیں دولہ دولہن اسوقت ہم تم — تو لاکھ روپے کا تو بندھے مہر دوگانا
اپنا جو جانا ہو ہمیں زور نگوڑا — صدقے دو سے کڑا لیے در گوہ نگوڑا
چبھتی ہے یہ تو نگوڑی مجھے بھاری انگیا — کوئی سادی سی مرے واسطے سلوا انگیا
تجھے کچھ شرم بھی ہے بیٹھ پری او کم بخت — تاڑ جاوینگے برے لوگ ارے او کم بخت
پھول کی ایک کلی چونچ میں اپنی لیکر — دم یہ بلبل نے بھلائے کہ الٰہی توبہ
گنٹھ گئی مجھسے دوگانا کی بہن جو چھٹکی — تو بس ان چاو بھرے لوگوں سی مجھ سے کھٹکی
رات بھر اتنا ترستا ہی ۔ باجی باجی — اب تو نوبت بھی اٹھو اجی باجی باجی
ایلو اس کوٹھری میں میرے ڈرانیکو لیے — اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھی ہیں حاجی باجی
کیا کہیں بات ہم اوس مردوے کی مستی کی — آج تو اوسنے بہت ہمسے زبردستی کی

**انصاف** تخلص عبدالرحمن خان ولد سالار بخش اکبرآبادی داروغہ اصطبل راجہ بلوان سنگھ بہادر

حسد کی آگ سے غیر کا دل کباب ہوا — ہمارے ساتھ جو کی اوسنے بادہ خواری رات
کیا ہی نادم ہوئے ہیں اے انصاف — بے وفاؤں سے ہم وفا کر کے

**انوار** تخلص شیخ عبداللہ قنوجی

کیون طلوع اے آفتاب حشر تو ہوتا نہین — ہم پہ اک دن مہربان وہ ماہرو ہوتا نہین

**انوار تخلص غلام علی باشندۂ کالپی**

ہووے وہ ازن پہ تیرے جو شرط ہو مسی کی — تیرے لبون کا بوسہ مصری ہے کالپی کی

**انور تخلص میر آغا ولد میر تراب علی شاگرد مہدی علیخان کوثر باشندۂ لکھنو**

لکھونگا حال اگر ضعف و ناتوانی کا — کمیت خامہ نہ قرطاس پر روان ہوگا
بیان کرے گا نکیرین سے فراق کا حال — دہان قبر کو لاشہ مرا زبان ہوگا

**انور تخلص سید محمد علی خان عرف نواب دولہ رئیس شمس آباد**

یارب کبھی کسی کا بتون پہ نہ آئے دل — اور آئے تو نہ ہجر کے صدمے اوٹھائے دل

**انور تخلص حاجی حسین خان لکھنوی**

دل کسی زلف کے پھندے مین مقرر اولجھا — اے مری جان جو تم پھرتے ہو گھبرائے بہت

**انور تخلص پنڈت بشمبر ناتھ لکھنوی ولد کیشو ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق و معصوم علی خان**

مجھ پہ جو کچھ گذرتی ہے روشن ہے یار پر — خود حال آئینہ ہے کوئی کیا خبر کرے
کیون سر شام سے گھبرائے ہو ٹھہرو صاحب — شوق سے گھر کو چلے جائیو کچھ رات رہے

**انور تخلص ولی محمد خان باشندۂ دہلی جد و آبا اونکے داروغہ عدالت شاہی تھے فارسی بھی کہتے تھے**

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی — قصد پرواز مین ہین بلبل تصویر کے پر
انتظاری مین ترے چشم ہوا گوش ہوا — مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا
ہوا اشک خونی بہار گریبان — رگ گل بنے تار تار گریبان
روبرو آئینہ رو کے کیون نہ مین دلگیر ہون — حیرت نظارہ سے جون غنچہ تصویر ہون

**انور تخلص مرزا علی حسین باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ شاگرد علیجان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے**

وعدہ تو کر دیا یہ خیال وفا بھی ہے — وسے کو کہتے ہین کوئی بوسہ دیا بھی ہے
کیون مفت اپنی جان تمھارے لیے گنوائین — نقصان کے سوا ہین کچھ فائدہ بھی ہے

کیا پوچھتے ہو قیمت دل کا معاملہ
تم سے بھلا کبھی کوئی سودا بنا بھی ہے

**انور** تخلص سید شجاع الدین عرف امراؤ مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین حیدر مشہور استاد محمد بہادر شاہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق اشعار انکے خوب ہوتے ہین اقم سے انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

مر جائینگے جو درد اوٹھایا نہ جاے گا
الفت کو مرتبے سے گرایا نہ جائے گا

نالہ نہ آئی ضعف سے گو تا بلب ... نہ آئی
کیا آسمان کو بھی بلا یا نہ جائے گا

ہے روز عید تم نہ ملوگے تو کیا بیان
خنجر کو بھی گلے سے لگایا نہ جائے گا

پردہ رخ وفا سے اوٹھایا نہ جاے گا
داغ اوسنے جو دیا ہے دکھایا نہ جائیگا

وہ آنکھین نہین ہاے کیا ہو گیا
وہ کاوش تو اب کچھ نیا ہو گیا

مزاج اب ہے صندل کا کو تو مجھسے ...
فلک یار اغیار کا ہو گیا

تمھین یہان تک آنا قیامت سے ہے
ہمین جی سے جانے مین کیا ہو گیا

مجھکو آئینہ دکھاتے ہین دم عرض وصال
جرم سے میرے ہوئی تو تیر پشت آئینہ

**انور** تخلص سید مہدی حسن ولد میر احمد علی لکھنوی شاگرد مرزا مہدی کوثر

تیر نظارہ دلبر جو ہین کھٹکا دل مین
روح کی طرح اوسے مینے چھپایا دل مین

نہ ہوا ایک خیال آئے تھے کیا کیا دلمین
رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین

**انیس** تخلص میر ببر علی ولد میر مستحسن تخلص بہ خلیق خلف میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر متوطن دہلی مقیم لکھنؤ مرثیہ گویون مین ممتاز ہین اور تحت لفظ پڑھنے مین کمال رکھتے ہین سوا مرثیہ کے اور کسی صنعت سخن مین مطلق دخل نہین رکھتے بلکہ مرثیہ بھی انکا ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے مے ہے
پر اک تو ہی نہین افسوس ہے ہے

کیس سے ای شوخ ہوئی رات کو ہاتھا پائی
نور تن آج جو ڈھلکا ہے ترے بازو سے

کل تو آغوش مین شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا
آج کی شب تو نکل جاے گے قابو سے

**انیس** تخلص امیر الدولہ نوازش خان ہمشیرہ زادہ شاہ نواز خان دہلوی شاگرد میر ممنون شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین خدمت مختاری رکھتے تھے آخر عمر مین

شعرگوئی ترک کی تھی بعض صاحب تذکرہ نے انکی والد کا نام شاہ نوازخان لکھا ہے

پرکالۂ آتش ہے وہ رخسار انیس آہ
چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا

کشتی سے اپنے چرخ خبردار رہ کہ آج
رکھتے ہیں سرشک دیدۂ طوفان فشان نہین

آہ یہ کسکی یادگاری ہے
آج جو دل کو بیقراری ہے

**آوارہ** تخلص محمد کاظم برادر حقیقی میر زین العابدین

اے عندلیب جا کے کریگی چمن مین کیا
باد خزان سے سب گل گلزار جھڑ گئے

**اوباش** تخلص امیر الزمان پیرزادہ لکھنؤ شاگرد میان مصحفی

**قطعہ**

یار مجھسے وہ مہ جبین نہ ہوا
میری خواہش یہ آسمان نہ پھرا

ہوگئے پیر انتظار رہے مین گو
تو بھی اوباش وہ جوان نہ پھرا

دل و دیدہ اپنے جو پاس تھے سو وہ رنج و غم مین کھپا گئے
ہین جتنے چشم امید تھی وہی آنکھ ہمسے چرا گئے

**اوج** تخلص نواب اشرف علی خان شاگرد شرف

زندگی ہو گئی فرقت مین قضا آنے سے
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا

بندہ ہے تیرا الکھ جیتے آسمان پہ چاند
مٹتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین سے کب

**اوج** تخلص شیخ عبد الکریم برادر کوچک شیخ عبد الصمد فوق خلف شیخ محمد روح اللہ
باشندۂ میرٹھ

قتل پہ ہین نہ وصل پہ راضی
رنگ بگڑا ہے کیا مقدر کا

فلک دون سے کیا مدد چاہین
اوس سے مانگین جو ہو برابر کا

**اوج** تخلص میر محمود خان ولد میر خواجہ شاہ رضوی باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک
صاحب دیوان ہین

ابرو ہلال بدر جبین خال ہے زحل
کیونکر نہ ہو فلک پہ تمہارا بھلا دماغ

دو چار چیزین چاہیین معشوق مین ضرور
انداز غمزہ عشوہ شرارت ادا دماغ

**اوج** تخلص مرزا علی حسین خلف مرزا عسکری منجم باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان تذکرہ

نرگس مست ہے چشم سرو ہے قد غنچہ ہے دہن — رخ رشک گل ہے غیرت ابر بہار زلف

**اوج تخلص** مولوی امام الدین باشندہ قصبہ بہانی توابع لکھنو شاگرد نواب علی شور علیخان

اے اوج اوسکو جان وسیلہ نجات کا — دل کو ترے لگی ہے جو خیر البشر کی لو

**اوج تخلص** عبد اللہ خان باشندہ دہنا مقیم دہلی اونکو عارضہ فلل دماغ کا تھا

بہانا ہے جوش عشق شیرین وشان مین ونا — ہے آب شور گریہ آب زلال اپنا

**اوج تخلص** قاضی عنایت حسین خان بہادر صدر الصدور متوطن غازی پور

گنہگار محبت اوج ہین اوس چشم جادو کے — ہمین اس جرم پر آنکھین دکہاتے جسکا جی چاہے

**اوصاف تخلص** ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

نقش سہت ہے پاؤن کو ترے اسقدر سنا — ہوے تھکین مین مست شراب کسکے پاؤن

**اولی تخلص** نام میر اولاد علی

بتان ہر چند بہاتے ہین میرے دل کو پر اولی — اداکس طرح مجکو اوس پری رخسار کی بہاوے

**اولیا تخلص** میر اولیا لکھنوی مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی

رخ اپنا بادہ گلگون سے تمنے لال کیا — چراغ حسن کو پانی سے اشتعال کیا

ہنسی آتی ہے مجکو اولیا کی پارسائی پر — ادہر تو ہاتہ مین تسبیح اودہر زنار پہلو مین

**اویسی تخلص** غلام محی الدین خان باشندہ بریلی اشعار فارسی اوسکے نہایت مطبوع ومرغوب ہوتے ہین

رنگینی ہے گلستان کو جو باد سحر تازہ — ہے آہ سے لب میرے ہر زخم جگر تازہ

**آہ تخلص** میر اکبر علیخان لکھنوی ولد سید ولایت علی خان بن محمد حسین خان مخاطب بہ مرصع رقم خان صاحب نو طرز مرصع صاحب دیوان ہین

اس قدر رویا ہون گلشن مین یاد چشم مست مین — ہین حنائی پنجہ مژگان ترکی اونگلیان

**آہی تخلص** میر عبد الرحمن خلف میر حسین تسکین باشندہ دہلی شاگرد مومن فن معما مین اچھا دخل رکھتے ہین

تمھارے حسن مین گرمی نہین ہے — اگر ہو وے تو وا بند قبا ہو

کھل گیا دروازۂ جنت بھی اپنے گور مین
پر دل وحشی یہ کہتا ہے بیابان چاہیے

او تم کہین سے آمد آمد اوس ستمگر کی وہان
اہل محشر مجھکو یہ مژدہ سنا کر لیگئے

شکوہ کہان کا کیسا گلہ جی نکل گیا
شرما کے یار سے جو ہین نیچے نگاہ کی

**ایجاد تخلص مرزا رحیم الدین دہلوی خلف شاہزادہ حسین بخش شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و مرزا قادر بخش صابر**

بتخانے مین تھا یا کہ مین کعبہ کے قرین تھا
اے زاہد نادان تجھے کیا مین کہین تھا

دیکھو تو مری ضد کہ کسی شب وہ ستمگر
آیا بھی تصور مین تو دشمن کے قرین تھا

یکس خلش کا تقاضا رہا کہ تا دم صبح
کچھ آپ ہی آپ رہی دلکو بیقراری رات

باتون مین بھلائی وہ دل چھین کے لیجائے
کیا یاد ہین ڈھب لب کو تری اور نظر کو

لگے مجھسے نظر اپنی چرا اسنے
وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو

سبب سمجھا جو بیماری کا وہ شوخ
نہ آیا پھر کبھی میری خبر کو

**ایما تخلص حکیم واحد علی باشندہ ڈھاکہ شاگرد مولوی رشید النبی وحشت**

دیدۂ گریان ہے اپنا ابر باران کیطرح
شعلہ زن ہے آہ سوزان برق خندان کیطرح

دیدۂ گریان کو ہے جو زلف پرخم کا خیال
تار اشکون کے بنے ہین مار پیچان کیطرح

**ایمان تخلص سید شبیر محمد خان حیدرآباد دکن کے شعرائے مشاہیر مین تھے**

جو داغ ہے دل کا سو رنگ پر طاؤس
ہو کیون نہ خجل دیدۂ تنگ پر طاؤس

ہے مرہم زنگار کا دشمن دل پر داغ
یہان شہپر طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس

روا ہے کونسی مشرب مین یہ اے عشق نا منصف
دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو

مے گلگون کا جبتک بزم مین ساغر چھلکتا ہے
ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا آنکھون سے آنسو ہو کے

قدر یاقوت نہین لخت جگر کے آگے
ابر بھی پانی بھرے دیدۂ تر کے آگے

ہے بناگوش سے شرمندہ ترے آب گہر
شمع کو تاب نہین نور سحر کے آگے

## حرف بائے موحدہ

**باطن تخلص حکیم میر قطب الدین اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر**

گئی ہے آنکھون کی رہ تیری انتظار مین روح
رہی نہ نام کو اب جسم خاکسار مین روح

باقر تخلص میر باقر علی برادر خورد و شاگرد میر فرزند علی موزون

جو ربتان سے سینے مین کیا کیا خراش ہے
دل ٹکڑے ٹکڑے ہو سب ہی جگر پاش پاش ہے

باقر تخلص باقر علی خان ناظم صوبہ حیدرآباد شاگرد شاہ کمال کمال

رونی کی سن صدا مری بولا وہ دیکھو
خانہ خراب ہیان پس دیوار کون ہے

باقر تخلص نواب محمد باقر خان خلف نواب ظہیر الدولہ غلام یحیٰی خان بہادر وزیر محمد علیشاہ بادشاہ اودھ شاگرد خواجۂ وزیر وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ

غیر کے کہنے سے گو اونسے چرائین آنکھین
ہو گئی صلح جو اکبار لڑائین آنکھین
بوسۂ چشم کبھی ہم نے جو مانگا باقر
یار نے چین بہ جبین ہوکے دکھائین آنکھین

باقر تخلص باقر خان ولد اصالت خان باشندۂ الہ آباد

ہاے افسوس چھٹا موسم گل ہی مین چمن
مجھ سے ناکام کوئی باغ مین صیاد نہین

باقر تخلص میر باقر علی باشندۂ جون پور ولد میر علی حسین پیشتر پنجاب کیطرف رہتے تھے

چکھائینگے تجھے نازک مزاجیون کا مزا
اگر ذرا ہمین دل پہ کچھ اختیار رہا
تجھے تو مشغلہ اغیار سے رہا تا صبح
تری بلا سے کسی کو گر انتظار رہا

باقر تخلص منشی باقر رضا ولد قاضی اکبر علی منصف پٹنہ باشندۂ عظیم آباد شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ مقیم کلکتہ

روز وعدہ کرتے ہو آنیکا پر آتے نہین
قول کب پورا ہو صاحب تمسے فقرہ باز کا
لکھتا ہون حال جدائی کا جو تیری ای جان
حرف از خود مرے نامہ سے جدا ہوتا ہے
کسطرح دل سے بخار اپنا نکالون باقر
میرے رونے سے مرا یار خفا ہوتا ہے

باقر تخلص سید محمد باقر علیخان مخاطب بہ اعتضاد الدولہ برادر کوچک ذوالفقار الدولہ ولد سید محمد نقی علی خان شاگرد مرزا مظفر علی ہنر باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ صاحب دیوان اور راقم کے دوستون مین ہین اشعار مرقومۂ ذیل اسنے تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

خاک پر وانون کی تھی بس دلگن مین کچھ نہ تھا
صبح کے ہوتے ہی ہوتے انجمن مین کچھ نہ تھا

کسی طرح سے نہ کم ظرف ہونگے عالی ظرف
حباب لاکھ بڑھے آسمان نہین ہوتا

نیش غم نے اسقدر رگ رگ مین ہے کی خلش
مغز بنکر دردھر اک استخوان مین رہ گیا

نزاکت سے کمر دوہری ہوئی جاتی ہے چلنے مین
وبال دوش ہے اوس نازنین کو بار کاکل کا

عرش اعلی تک گذر ہے نالۂ شبگیر کا
دیکھ اے پیر فلک کیا توڑ ہے اس تیر کا

جبھہ سائی کے سوا تک آستان یار پر
مٹ گیا سنگ در جانان سے خط تقدیر کا

نہ مرتا ہجر مین تو عاشق دلگیر کیا کرتا
سوا اسکی وصال یار کی تدبیر کیا کرتا

بوسے پہ اونسے وصل مین کیا حجتین رہین
گذری تمام رات سوال وجواب مین

باقر تخلص باقر علی خان ولد امجد علی خان خویش سبحان علی خان کمبوہ باشندہ لکھنؤ انکا تمام کلام اسی طرز کا ہے

حادث ہو کیون نہ صورت عالم ترا دہن
لب بھی نئے نئے ہین ترے اور نیا دہن

کف لاتا ہے عدو کف مار سیاہ سا
ہے صورت دہانۂ مار قضا دہن

اے بحر حسن دانت ہین سلک گہر تری
موجین ہین گال لب ہے حباب کشادہ دہن

آگے تو گالی دے کی زبان خوب صاف تھی
اب منہ چڑاکے بگڑا ہے کیا آپکا دہن

باقر ریاض شہ مین جو مدفن کی ہے طلب
واکر نماز فجر مین بھر دعا دہن

باقی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

یہ مال کیا ہی گیا تو گیا بلا سے دل
چھپائین کاسے کو ہم اپنی دلربا سے دل

ببر علی تخلص و نام شاہ ببر علی مرید و تلمیذ شاہ محمدی مائل تخلص انکا انکی غزلون مین بہت کم آتا ہے

سیر گلشن کی کرے اب بلبل
پھر کہان آشیان کہان یہ باغ

بحر تخلص نواب علی احمد خان شاگرد ناسخ باشندۂ عظیم آباد

کشتی نوح بھی آئے تو نہ ساحل ہو نصیب
دیدۂ تر نے کیا ہے وہ طوفان پیدا

بحر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ عروض و قوافی مین

اچھا دخل رکھتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا او سو اسی کے لکھنے مین لاتا تہ ہولی تہی شعرائی لحاظ اچھا ہے

بتو خدا یہ نہ رکھو معاملہ دل کا
برا بھلا نہیں ہو جائے فیصلہ دل کا

خدا یہ نالہ و فریاد سازوار کرے
کہ دل لگی ہے ہماری یہ مشغلہ دل کا

کچھ ریاضت سے نہین پشت خمیدہ زاہد
بار عصیان وہ اوٹھایا کہ ہوئی چور کمر

پر وہ بھی روز وصل نہ اوٹھا کسیطرح
سرکا نہ سینہ پر سے دوپٹا کسی طرح

کیا کیا نہ مجھسے سنگدلی دلبرون نے کی
پتھر پڑین سمجھ پہ نہ سمجھا کسی طرح

آنکھ کھلتے ہی میسر ہوا دیدار قفس
موئے مژگان مری قسمت سے ہوئی تار قفس

ہم اسیرون کی اگر تیر نظر کاری ہین
ہو گئی دیوار چمن صورت دیوار قفس

کہے دیتی ہے بنائے قفس تابوتے
مر گئے پر بھی نہ چھوٹینگے گرفتار قفس

ہمصفیرو کوئی کیا جانے اسیری کا مزا
مین چمن بیچ کے ہوتا ہون خریدار قفس

پر خدا دے تو نہ اوڑ چل کہ اسی مین ہی نجات
کب ہوا بلبل تصویر گرفتار قفس

عیان ہر اک عیش کے انجام کا آغاز ہے کم
راحت باغ کو بلبل سمجھ آزار قفس

رو بصحت ہوئے زندان سے جو مر کر نکلے
گو رہین نقل مکان کرتے ہین بیمار قفس

ایسے عمامے سے تو انگوچھا ہی خوب ہے
زاہد کے ہاتھ چھوڑ کے لین برہمن کے پاؤن

مجھسے ملتے ہین تو منہ سرخ ہوا جاتا ہے
خوش ہین ظاہر مین لئی آگ بگولا دل مین

آج کل اونکی خریداری ہے میٹھا سال ہے
بیچتے ہین کوزہ قند مکرر چھاتیان

ایک دن مجھکو پھنسائینگی مقرر پلکین
آنکھین صیاد ہین ٹٹی ہین ستمگر پلکین

تو وہ بے دید ہے جسوقت پھری تیری نظر
تل بھر آنکھین نہ کرین رحم نہ جو پھیر پلکین

جان نکلے ہجوم غم مین کیون کر
کچھ بھیڑ چھٹے تو رستا ہو

ماہ کو نقرہ مہر کو زر دو
جسکو چاہا ہو اوسکو بھر دو

خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
گہن مین چاند ہے تارا ہی شریک حال نہین

ہوئے ہین ایسے مجھے زندگی کے دن بھاری
کسی سے لاش بھی اوٹھے یہ احتمال نہین

جو اس مقام پہ آیا ہے ہاتھ ملتا ہے
ہتھیلیون مین کسی آدمی کے بال نہین

ہماری سوز دروں کا نہ پوچھیے عالم
دہوان دماغ سے اوٹھتا ہی سرکے بال نہین

جو منچلے ہین سپاہی کسی سے دبتے ہین
جہان مین سبزہ شمشیر پایمال نہین

ہوا ہے عیش کو سرسے نکال ہوش مین آ
سحر ہی شام جوانی سپید بآل نہین

ہرایک لاف زنی کرلے اپنی گھر مین بجر
نکل گئے منہ سے جو بولے زبان مجال نہین

محفل مین ٹھیکرے اشارے بھلی نہین
فتنے اوٹھینگے یار اس آفت کی آنکھ سے

بخشی تخلص حسین بخش پارچہ فروش اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا بزاز تخلص لکھا ہے

کہتا ہون جب سے مین اونکو بلالا دو یہ کہتا ہے
مجھے بیہودہ مت دوڑا نہ آوینگے نہ آوینگے

بدر تخلص مرزا ابلاقی ابن شاہزادہ نصیر الدین بہادر دہلوی شاگرد مرزا نیاز بیگ نعمت

سن لینا ایک دن کہ اوسے غم نے کھالیا
غم کھائیگا نہ یو نہین جو یہ غمخوار آپ کا

اپنے ہی پرسش مین ہوگا ختم کو ہنگامہ سب
گر قیامت مین ہمارے حال کا دفتر کھلا

اک کشتی طوفان زدہ گردون کو بنا یا
اللہ رے گریہ مرے اس دیدۂ تر کا

گھٹا نہ خاک ہوے پر بھی کچھ وقار اپنا
ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا

مین اگر جاؤن تو نکلے مطلب دل کچھ نہ کچھ
میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

بدر تخلص سید آغا علی خان خلف میر عباس شوشتری باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

پروانہ شمع طور بھی ہے جنکی حسن پر
ایسی ہین گوری گوری تمہاری کلایان

بدر تخلص میر بدر الدین باشندۂ کرنال مقیم دہلی

کس مژہ کی یاد تھی ہمدم کہ شب تا صبح یہان
ہر نفس کے ساتھ دل مین خار سا کھٹکا کیا

کسکا خواہان ہے کہ دل قافلہ اشک کے ساتھ
دمبدم سینے سے آنکھون مین چلا آتا ہے

بدر تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد مہدی علیخان طبیب

قفس نصیب ہوا جبکہ فصل گل آئی
نہ دیکھی بلبل ناشاد نے چمن کی بہار

برشتہ تخلص شرف الدین تلمیذ بہوری خان آشفتہ باشندۂ دہلی

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا
دیکھ اوسنے شکستہ حال مجھے

برشتہ تخلص آغا حسین علی مرحوم لکھنوی شاگرد میر تقی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے

ہر وقت ہم سے کرتا ہے وہ نوجوان دماغ
اتنا دماغ اوٹھانے کا ہمکو کہاں دماغ

بوے عنبر سے جو سارا بھر گیا میرا دماغ
کوئی زلف یار سے باد صبا آئی نہ ہو

برق تخلص میاں شاہ جی شاگرد مصحفی

کیا دھوم سے اُمڈی ہے گھٹا ایسی ہوا میں
افسوس کہ ساقی وہ مے و جام نہیں ہے

برق تخلص فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر خلف مرزا کاظم علی صاحب شاگرد ناسخ واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ میں آئے تھے سنہ ۱۸۵۷ اٹھارہ سو ستاون عیسوی میں ہی وفات پائی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

یاد مژگان آشنا کی ہجر فرقت ہے مجھے
غرق دریا میں تنکے کا سہارا ہو گیا

میں تو کیا ہیچ سے بالوں کے نکلنا ہے محال
پیر بھی آئیں اگر اے مہ تاباں سر پر

کچھ پستی نصیب سے اپنے عجب نہیں
بدلے جبین کے ہو خط تقدیر پاؤں میں

قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو
دیکھ لینا مجھے تم موسم گل آنے دو

میکشو ابر رحمت ہوں غنیمت سمجھو
حال بھر روز لگاتی ہے جھڑی میری آنکھ

چشم پوشی نہ کرو مجھکو دکھا دو صورت
آپ سے رکھتی ہے امید بڑی میری آنکھ

پردہ تو پردہ اور سنو لن ترانیاں
آتے نہیں ہیں خواب میں تیرا ملنے کے سامنے

یکساں ہیں پادشاہ و گدا جوش عشق میں
پست و بلند ایک ہے دریا کے سامنے

ہم تو اپنوں سے بھی بیگانہ ہوئے الفت میں
تم جو غیروں سے ملے تم کو نہ غیرت آئی

دیکھیے حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے
روح ناکام شب فرقت سے فنا ہوتی ہے

میں جو روتا ہوں تو کہتے ہیں مجھے ہنس ہنس کے
جو کرے عشق یہی اسکی سزا ہوتی ہے

اودی کرتی لال انگیا اور اوسپہ سنہری ٹھپا لگا
ابر سے نکلا چاند کا ٹکڑا برق کی دلکو چوٹ لگی

برق تخلص محمد نجم الدین باشندہ سکندر آباد مقیم اکبر آباد ولد قاضی سراج الدین شاگرد مومن

کیا کیا اڑے ہین جیب و گریبان کے دہجیان — ہاتھون سے جیب کے یار کا دامن نکل گیا
کیا لگی پھرتی ہے اوس پای نگارین سے حنا — جس جگہ اوسنے قدم رکھا گلستان ہوگیا
صورت گل چاک چاک اپنا جگر ہے برق بہا — چارہ گر کو فکر ہے ٹکڑے گریبان ہوگیا
رشک عدو و حسرت وصل آرزوی مرگ — صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین
دیکھ لین ہم بھی تو دل لیتا ہے کیونکر کوئی — ہان اشارہ تو کرے چشم فسون گر کوئی
ہون وہ ناکام مجھے وصل بتان تو کیا — سر کے ٹکرانے کو ملتا نہین پتھر کوئی

**برق** تخلص ابو علی باشندہ ڈھاکہ خلف میر محمد علی فاضل

ہے گھٹا یا کہ ناگن یا کہ کالی رات ہے — زلف مشکین ہے یا کہ پردہ ظلمات ہے

**برکت** تخلص برکت اللہ خان باشندہ کوپانہ بیشتر فارسی کہتے تھے

جلا ہے یا نہ تب غم سے دل غمناک سینے مین — اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پائے خاک سینے مین

**برکت** تخلص منشی برکت علی خان باشندہ خیرآباد و راجہ پٹیالہ کے مختار تھے اشعار سے نہایت شوق رکھتے تھے اور خوب کہتے تھے

پہونچے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو — نالۂ شب مین الٰہی مری تاثیر نہو
دل بیتاب کسیطرح سے ٹھہرائے کوئی — مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی
غم اوٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جائے — ایک دم کے لیے بھی پاس جو بٹھلائے کوئی
تصور مین تری گر کوئی چھیڑے ہے تو کہتا ہون — ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے
خط کی بو و مہر سے یہ معلوم ہو گئی — قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہے
مجھکو زکار کا سا جو پایا تو یہ کہا — پالے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان سے

**برہان** تخلص نواب برہان الدین حیدر خان نبیرہ صمصام الدولہ بہادر

جب آہ بھی سینے سے مرے لب پہونچ گئی — کوتہ کمند نکلی پہ گردش برین سے کب

**بسمل** تخلص سید جبار علی رئیس جبار گڈھ راجہ بنارس کی سرکار مین کچھ علاقہ رکھتے تھے مدت تک عظیم آباد مین بھی رہے تھے

اک ہر ساعت پرستی ہے نہ تنہا چشم سے — ہے تماشا استخوانون مین مرے گلزار کا

ہر دم مجھے نیاز اوسے ناز ہی رہا — انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا

یاد آگئی مشت خاک اپنی — اڑتی کہیں جو غبار دیکھا

تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے — گویا کہ اسلیے ورد یہ تسبیح زبان ہے

**بسمل تخلص محمد عبد الحکیم خلف حکیم پیر بخش برادر زادہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم**

مرے بالین پہ وقت نزع کا وہ ایک دم آ نکلا — ... کا حسرت تک سینے میں ... ارمان نکلا

میں کیا کہ خبر اوسکو اپنی بھی نہین ہمدم — کم بخت یہ دل اپنا آیا تو کہان آیا

وحشت میں ہر بستی سے آوارہ سے پھرتے ہو — دل آپ کا ای بسمل سچ کیسے کہان آیا

حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس — پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا

شیخ سے کو بُرا ابتاتے ہو — اسکا تم کو مزا چکھا دینگے ہم

ناصحا تو یہ سے وحشت کا نام — دل لگانے سے باز آئینگے ہم

ہر ہر نگہ میں ناز فروشی ہے کس لیے — اپنا تو اب وہ دل ہی نہین وہ جگر نہین

قاصد بھیجا ہے یون کہ خدا خیر ہی کرے — میری طرف سے کیا اوسے اپنی خبر نہین

کھلے گا جس جگہ حق ہم وہین سر کو جھکا دینگے — نہ ہم کو ربط کعبہ کا نہ الفت ہے بتخانے

**بسمل تخلص حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو دہلوی شاگرد مرزا آغا و حسین ...**

نہ آو لگا سیا تک اور نہ مطلب دل کے ہوئے — ... کا قیامت تک کبھی ...

دل تو نے ہم سے اوبہت کا فقرہ اوٹھا لیا — اس ناز کی ... کر اوٹھا لیا

تم سے دل کی ناز برداری نہ ہو گی دل نہ لو — جان من یہ دل ... ہے بالا خدا

**بسمل تخلص مولوی احمدی عرف میان صاحب دہلوی مولانا فخر الدین قدس سرہ کے**
**یاران خاص مین تھے**

اوس لب کی یاد مین نچھین مژہ سے — ... اشک ... عقیق جگر ہی سے

**بسمل تخلص محمدی بیگ عرف مرزا اللہ یار بیگ لکھنوی خلف و شاگرد مرزا احمد امین**
**طاہر صاحب دیوان ہین**

مژگان و خال و ابرو و زلف معنبر ہین — اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچاسے دل

عشوہ کرشمہ شوخی و غمزہ ادا و ناز — قاتل یہ ایک ایک ہے بسمل ہر اسے دل
گرم جوشی غیر سے کرتا ہے جو وہ ... تو — سر ہو جاتے ہین غیرت سے ہمارے ...

**بسمل** تخلص میر حسن خان خلف عاشق علی خان سفیر شاہ اودہ باشندہ کاکوری کلکتہ مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے اور وہین انتقال کیا

ہائے کیا دیوانہ دل نے کام یہ بیجا کیا — آپ تو دیوانہ تھا ہی مجھکو بھی رسوا کیا
دن مین رات کو جو ہنسانے لگا وہ شوخ — تارے سبھی گرد ہو گئین روشن حباب کے

**بسمل** تخلص پنڈت سندر لال سررشتہ دار ریزیڈنٹ کا ... ولد بخشی ٹیکارام تسلی شاگرد ناسخ وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گذرے

یہ نہین ... قوس اے طفل برہمن ہاتھ مین — کر رہا ہے مرغ دل اپنا یہ شیون ہاتھ مین
گوری گوری انگلیان ہین شب کو آتی ہین نظر — شمعین ہین کافور کی گویا کہ روشن ہاتھ مین
آئینہ سے بھی کہین شفاف تیرا ہاتھ ہے — آرسی پہنے ہے کیون اے شوخ پرفن ہاتھ مین
دانتون لیجے بانہین انگلیان اغیار نے — مین جو جھٹکانے لگا اوس سیمبر کی انگلیان

**بسمل** تخلص مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی شاگرد آتش باشندہ فیض آباد مقیم بنارس دیوان انکا نظر سے گذرا

گناہ میری خطائین مرے قصور رہا — وہی کہین ہم انھین کو گواہ کرتے ہین
جفائین سہتے ہین جور و ستم اوٹھاتے ہین — ہمین ہین یار جو تجھسے نباہ کرتے ہین
نکرتے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت دل سے — کہ لگ جاتا ہے آسانی سے اور چھٹتا ہے مشکل سے
محبت ترک کرتے ہو تو پہلے ذبح کر ڈالو — جدائی آپ کی دیکھی نہین جائیگی بسمل سے

**بیتاب** تخلص کلب عابد خان ولد کلب حسین خان نادر بن کلب علی خان نہاری

نہ میرے ڈر سے ایذا سے آسمان تنہا — ہزار دشمن جان ہین اور ایک جان تنہا

**بشیر** تخلص بشیر اللہ باشندہ گڑہ مانک پور

کہہ رہا ہے موت ہردم ہر زمان ... — تما فلو آتا ہے وقت ناگہان بالا ...

**بشیر** تخلص میر بشارت علی دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون لکھنؤ کی راہ مین وفات پائی

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہین | دیکھتے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین
یارب نہ کھلی زلف گرہ گیر کسی کی | وابستہ ہے وہان خاطر دلگیر کسی کی
شاید دل بیتاب کو تسکین ہوا سے | کھنچوا کے رکھون سینے پہ تصویر کسی کی

**بقا** تخلص شیخ محمد بقاء اللہ اکبر آبادی خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس معاصر سودا و میر وطن انکا اکبر آباد مولد دہلی مسکن لکھنؤ بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکے والد کا نام سیف اللہ لکھا ہے ریختی مین شاہ حاتم اور حضرت میر درد سے اصلاح لیتے تھے اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے شعر نمکین کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

جیب ناصح جو مرے ہاتھ کو اکبار لگا | پھاڑ دون ایسا کہ پھر اوسمین نہ بخیے تار لگا
سرسری دل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا | راہ بس ناسنے آئی تھی یہ آنا کیا تھا
آئنہ دیکھ کے کہتا ہے جو اللہ رے مین | اوس پری زاد مین غش ہون بقا واہ رے مین
اے عشق تو ہر چند مرا دشمن جان ہے | مرنے کا نہین نام کا اپنے مین بقا ہون
مجھسے کب تک اس دل صد چاک کا پیوند ہو | اب یہ دیوانہ الٰہی خاک کا پیوند ہو
شب گزری ہے اے سحر کے نالو | ق پھر عرش پہ برچھیان سنبھالو
گر قتل کیا بقا کو خو بلو | ق اس بات کو منہ سے مت نکالو
یہان سے بھلا ہے جون عاشق | بس جانے دو اوس پہ خاک ڈالو
تو نے اسطرح سے اے چرخ گرایا مجھکو | کہ موئے پر بھی کسی نے نہ اوٹھایا مجھکو
گر دو گے بقا کو تم آنزع کے دم بوسہ | تو اوسکے تئین گویا تم آب بقا دوگے
کیا خط تجھے لکھے حرکت ہاتھ سے گم ہے | خامہ بھی مرے ہاتھ مین انگشت ششم ہے
ترے جو خال سیہ لب پہ آشکارا ہے | کسی کے بخت سیہ کا اک ستارہ ہے
یہ رخ یار نہین زلف پریشان کے تلے | ہے نہان صبح وطن شام غریبان کے تلے
آہ کے برق جو سینے مین چمکتی دیکھی | طفل اشک آن چھپے دامن مژگان کے تلے
شیخ ڈرتا ہون کہین بیٹھ نہ جائے یہ کنوان | مت کھڑا ہو تو عصا ٹیک کے زنخدان کے تلے
یاد مین تڑپے ہے یہ کس ابرو خمدار کے | آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اس بیمار کے

ہوتا ہے شیشۂ دل چور اوسکی گفتگو سے | یا رب یہ پند ناصح یا سنگ محتسب ہے

عشق مین بو ہے کبریائی کی | عاشقی جس نے کی خدائی کی*

ہمسری مت صبا سے کر اے آہ | تو نے بھی کچھ گرہ کشائی کی*

بلند تخلص صفدر علی بیگ ولد مرزا فضل علی بیگ دہلوی شاگرد مرزا آغا بخش صاحب علم حساب مین اچھا دخل رکھتے

بیوفا پیمان گسل دیر آشنا دزد و دغا | جو تجھے کہیے کہا اسے یار زیبا ہو گیا

کچہ وصل کا سا حسرت پنہان مین ملا لطف | شب میرے تصور مین جو اک پردہ نشین تھا

روز ہے اوسکو میرے قتل کی فکر | غیر سے دھیان ہے سوا اپنا

بہادر تخلص رن بہادر سنگھ ولد فتح بہادر سنگھ اکبر آبادی شاگرد حاتم علی مہر

ایک دم بھی جدا نہین ہوتا | کیا محبت ہے درد کو دل سے

اے بہادر نہ چھوڑیو میدان | نہ اوٹھے لاش کوے قاتل سے

بہادر تخلص راجہ بینی بہادر بہار کے راجون مین تھے

سیاہی موئی لئی دل کی آرزو نہ گئی | ہماری جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بہادر تخلص مرزا نصیر الدین

کب تلک دل کو کرے عاشق دلگیر کرا | گردن جان کا آخر ہوا زنجیر کرا

بہار تخلص منشی ٹیکچند دہلوی مصنف لغت بہار عجم معاصر خان آرزو

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہین | کہین تسبیح کا رشتہ کہین زنار کہتے ہین

اگر ملبوس نہین ہے کفر کا اسلام مین ظاہر | سلیمانی کے خط کو دیکھ کیون زنار کہتے ہین

بہار تخلص مرزا علی مرثیہ گو خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی شاگرد رشک کربلا زیارت بھی کی ہے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

روکون حضور کو مین یا تھام لون کلیجہ | پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر مین

ندیان جتنی چڑھی تھین وہ نظر سے اوترین | ڈبڈبا کر جو رہین اشکون سے بھر آئین آنکھین

یاد کرتے ہین مرے قافلہ والے مجھکو | مین جو بچھڑا ہون تو آواز درا آتی ہے

ایک مین ہون سر بازار ذلیل و رسوا | ایک وہ ہین جنھین گھر بیٹھے حیا آتی ہے

**بہار** تخلص لالہ کالکا پرشاد ولد بہاری لال فرخ آبادی شاگرد مصنف

وہ میرے گھر آگئین تو کہون حال دل اپنا
تقدیر سے نکلی کوئی صورت اگر ایسی

**بہجت** تخلص عبد المجید

خورشید ہے شرمندہ ترے منہ سے قمر بھی
سیہ ہے مشک بھی گیسو سے خجل سنبل تر بھی

**بھید** تخلص نواب حسن خان خلف سید مرتضے خان سفیرازین

بسکہ ہے الفت تیر ترے مرے سینے مین
ناوک ناز ترا دل سے بھی سوران نکلے

**بیان** تخلص خواجہ احسن اللہ باشندہ دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جان جانان و مرید حضرت مولانا فخر الدین حیدرآباد مین نظام الملک کی سرکار مین متعلق تھے اور وہین وفات کی کلام اونکا بہت شیرین ہے

قفس مین ہم رہائی کے لیے کیا کیا نہین کرتا
تڑپتا ہون پھڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا

کہتا نہین ہون حرف شکایت اے نالہ جا پہونچ
کانون تلک تو اوسکے تو اے نارسا پہونچ

باتون مین آہ کسنے لگایا اوسے بیان
رکھتا تھا کان تک نہ مرے فریاد کی طرف

کافر ہون گر زیادہ کچھ اسسے آرزو ہو
اک بے خلل مکان ہو بس مین ہون اور تو ہو

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجھسے ہمنشین
شام سے لیکے صبح تک رہی نہین نہین ہی

رخصت ہے جسم مختصر جہان جائیے جا بجا
اے ساکنان کوے بتان ہم تو یہان رہے

بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو
تغافل کی قربان تجاہل کے صدقے

مدت آئی اسکے وعدہ [illegible]
جس طرح کٹا روز گذر جائیگی شب بھی

جادو بھی [illegible] تھی [illegible] تھی
ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی

وان ہمین وصل کا نہین اسباب بیان
نومید بھی نہ ہو کہ خدا کارساز ہے

**بیان** تخلص سید محمد مرتضی باشندہ میرٹھ شاگرد احمد حسن فرقانی

دل مرا گم ہے ایک مدت سے
نہین ملتا نشان تیرے گھر کا

مر کر بھی ہون ستم کش آزار بے سبب
اوس کوچہ کی زمین بھی ظلم آسمان مین

**بیباک** تخلص میان بشیر احمد رامپوری کلکتہ مین بھی آئے تھے مرشد سے بیعت تھے

وحشت میں اگر پاؤں کا پھیلانا ہے منظور — بیباک اوٹھا ہاتھ تو آرام سے بیٹھے

بیباک تخلص حکیم میر نجف علی شاگرد مصحفی وطن اکبرآباد سید مولد فیض آباد کی امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے دلی میں بھی گئے تھے

ہم کو لیل و نہار نے مارا — گردش روزگار نے مارا
ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے — روز کے انتظار نے مارا
دادخواہوں سے گھر گئے رستے — اوسکا جس کوچہ سے گزر ہوا

بیتاب تخلص شاہ حاتم کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بیتاب بھی کیا جوان تھا اے واے — ہو خانہ خراب اس اجل کا

بیتاب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گل خون کی تھی میں اے بیتاب — خاک پا ہے کلال کے

بیتاب تخلص خداوردی خان دہلوی برادر خورد سعادت یار خان رنگین شاگرد نظام الدین ممنون کبھی ظریف بھی تخلص کرتے تھے

آپ کا قصد ہے پھر گھر سے نکل جانے کا — فائدہ کیا ہے ابھی سے قسم کھانے کا
تجھسے وہ کہتا ہے ہر دم اپنا خنجر دیکھکر — قتل کیجے تجھکو جی چاہتا ہے اکثر دیکھکر

بیتاب تخلص دوست محمد خان دہلوی خلف عبد الرسول خان شاگرد امراو مرزا انور

سر اوسکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا — تقدیر کا لکھا ہے مٹایا نہ جائے گا
بگڑا وہ جب تو ہمسے منایا نہ جائے گا — یہ فتنہ گر اوٹھا تو بٹھایا نہ جائے گا
میری شکست رنگ سے پیدا ہے رنگ عشق — کچھ درد دل نہیں کہ دکھایا نہ جائے گا

بیتاب تخلص سیوک رام شاگرد محمد بقا

محبت کی بھی کچھ ہوتی ہے یا اے ہمنشین آہیں — کہ خوباں یوں ہمیں دکھ دیں ہم اونکو اسطرح چاہیں
ادھر نالہ کیا اودھر وہ مضطر ہو چلا آیا — عجب دن تھے کہ جب ورد زبان رکھتی تھیں اثر آہیں

بیتاب تخلص ... نراین کھتری باشندہ بنارس

تلیاں آنکھوں کی کب خائف ہیں ہر اشک سے — مردم آبی کو کچھ خطرہ نہیں سیلاب کا

**بیتاب** تخلص محمد جعفر علی باشندۂ اکبرآباد گوالیار مین منشی گری پر مقرر تھے

حضرت بیتاب اور فکر سخن
دل لگانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

**بیتاب** تخلص عباس علی خان خلف نواب عبد العلی خان بن نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور شاگرد مومن خان مدت تک لکھنؤ و دہلی مین تھے

بھا گیا اپنی زلیس قتل کا ایسا مجھکو
بعد مردن بھی ہے مرنے کی تمنا مجھکو

داد سے روز جزا کے بھی رہونگا محروم
یہ نظر آتی ہے طول شب ہجران تجھکو

آخر فریب کھا کے کہا اوسنے مجھکو قتل
مینے کہا تھا تم سے اوٹھا نیگے مر کے ہم

**بیتاب** تخلص شاہ محمد اسمعیل شاگرد مصطفے خان یکرنگ

تڑپ کر مر گئے بلبل قفس مین
پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس مین

**بیتاب** تخلص محمد علیم الدین الہ آبادی برادر خورد قاضی فخر الدین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے

رفتار فتنہ بت خوش قدم آفت ہوگا
قدم آگے جو رکھیگا تو قیامت ہوگا

جی کیون نہ بیچے جب کہ جلا دے جگر آتش
سب بستی کو ڈر ہے جو لگی آہ جگر آتش

**بیتاب** تخلص منشی ولی اللہ ولد شیخ فضل علی باشندۂ قلندر آباد عرف کربال انگریزی پلٹن کے منشی تھے فارسی بھی کہتے تھے کلکتہ مین بھی آ گئے تھے

پڑا ہے عکس قطرون مین جو اوسکی روے زیبا کا
کہان ہو آئینے تو آرے یہ اب مہ و جہاں کا

ہوئی ہین قتل میرے ساتھ لاکھون حسرتین دلکی
مرے گنج لحد پر حکم ہے گنج شہیدان کا

شاہ معرکۂ عشق ہین محمود وایاز
غالب اس جنگ مین سلطان ہے غلام آیا

کبھی آنکھون سے نہ دیکھا دہن تنگ اوسکا
ہان فقط کان سے سنتے ہین کلام آیا

**بیتاب** تخلص افضل الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم باشندۂ دہلی مقیم کنندورہ ضلع کالپی عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر کے عزیزون مین تھے صاحب دیوان گذرے

ہمارے منہ سے نہ نکلی کبھی اف قاتل | لگائی گن کے جو خنجر ہزار پہلو مین

ہیجان تخلص شیو سنگھ ریال باشندہ دہلی

آسمان گر پڑیگا ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر | جب کہین آہ ہماری مین اثر ہووے گا

ہیجان تخلص عزیز خان افغان باشندہ رامپور

ایسے نادان نہین ہم تم کو نہ پہچانینگے | ہم سخن غیر سے ہولے ہو جو آواز بدل

ہیجان تخلص شیخ الٰہی بخش باشندہ داناپور شاگرد حافظ ضیغم بالفعل ڈاکٹری کرتے ہین راقم الحروف کے ملاقاتی ہین

شاعرون کی ہمت پہ آسمان بھی حیران ہے | یعنی وہ بدلتے ہین جب زمین پرانی ہو

ہیجواب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

مدعا تم کو بیان نہ آتا تھا | روٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا

ہیجود تخلص نراین داس باشندہ دہلی شاگرد حضرت خواجہ میر درد

پی گلگون کو چشم کم سے تو مت دیکھ اے زاہد | بنایا ہے یہ اعجاز مغان نے آب آتش کا

ہیجود تخلص محمد نظام الدین خلف و شاگرد محمد حیات خان اسسٹنٹ مقیم دہلی

رہ گیا پیکان جو پہلو مین ترا اچھا ہوا | دل لگی کو اور دل پیدا ہوا اچھا ہوا
تھی بہت مدت سے اے ہیجود اسیری کی ہوس مل گیا | ہو گیا دل مائل زلف دوتا اچھا ہوا

ہیجود تخلص ہادی علی خلف میر ناصر علی سخن بیدار بہری برادون مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

آنکھین پھوٹین جو دوبارا بھی تمھین دیکھا ہو | ہان مگر ایک نگہ کا تو گنہگار ہے دل
تمھین رحم کی عادت نہ اسے صبر کی خو | تم کبھی مجبور ہو بندے کا بھی لاچار ہے دل
اذن نظارہ کا کس روز ملے گا ہم کو | دیکھین کب توڑینگی پرہیز بیمار آنکھین
ایک بوسہ پہ ہوئین مثل قمرہ برگشتہ | آدمیت نہین رکھتین وہ پریزاد آنکھین
آنکھیا ساوا نے کو بھیجی تو یہ کہلا بھیجا | بھیجو اسکو کبھی محرم اسرار کے ہاتھ
جدا ہو نہ پہلو سے اسے درد عشق | بہانے ہی تجھ سے طبیعت مرے

| | |
|---|---|
| کیا میں نے شکوہ تو برہم نہ ہو | تمھیں نے بگاڑی ہے عادت مری |
| چشم ساقی پر ہوا آکر فدا | بیخود اپنے کام میں ہشیار ہے |

**بیخود** تخلص میر ہدایت علی دہلوی خلف میر مہدی عزیزوں میں شیخ محمد خوشنویس کے تھے

| | |
|---|---|
| جنبش نہیں ہے سایۂ دیوار سے مجھے | حلقہ بنا ہے روزن دیوار پاؤں میں |

**بیخود** تخلص مولوی فرجام علی باشندہ بنیاچونگ ضلع سلہٹ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

| | |
|---|---|
| پوچھے اگر کوئی کہ وہ بیخود کدھر گیا | تو دیجیو جواب کہ کمبخت مر گیا |
| کھانے کو غم ہے پینے کو ہے اشک تر مجھے | نکلا ہوں گھر سے خوب ہی زاد سفر کیے |

**بیخود** تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

| | |
|---|---|
| کعبہ سے اور دیر سے ہم نے فراغ پایا | لو آ بیٹھے تیرے کوچے میں تیرا سراغ پایا |

**بیدار** تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی دہلوی شاگرد مرتضی قلی خان فراق و مرید حضرت مولانا فخر الدین شعر گوئی میں اچھی مشق پیدا کی تھی اکبر آباد میں دبا کر راہی ملک بقا ہوئے صاحب دیوان گزرے سعادت خان ناصر نے جو انکو میر محمدی متخلص بہ قربان کے دھوکے میں ثناء اللہ خان فراق کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے

| | |
|---|---|
| ہم خاک بھی ہو گئے ولیکن | جی سے نہ ترے غبار نکلا |
| تیرے رخسار و قد و چشم کے ہیں عاشق زار | گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا |
| پھر انہ مثل نگین زخم یہ مرے دل کا | کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا |
| ناتوانی سے مرے دیکھیو اے دست جنون | رہ گیا ہو نہ کوئی تار گریبان میں چھپا |
| واہ وا اے قاتل کچھ فہم یوں ہی چاہیے | ہم سے ہو نا آشنا غیروں سے ہونا آشنا |
| دامن کو ترے نہ پہونچے اب تک | ہر چند غبار ہو گئے ہم |
| خرقہ رہن شراب کرتا ہوں | دل زاہد کباب کرتا ہوں |
| جاں ہیں مشتاقوں کی لب پر آ گئی | بس ہے ظالم تیری بے پروائیاں |

کن سے

ہم ترے خاطرِ نازک سے خطر کرتے ہین — ورنہ یہ نالی تو پتھر مین اثر کرتے ہین
جو ہم کلام اوس لبِ جان بخش سے ہوئے — کس سے اونھین دماغ کہ پھر گفتگو کرین
آج لگتی ہے مجھے بغل خالی — کون سینے سے لے گیا دل کو
دیکھ اوس گیسوئے مشکین کی ادائین شانہ — دونون ہاتھونسے یہ لیتا ہے بلائین شانہ
ہے زمانے سے جدا روز و شب سوختگان — شام کہتے ہو جسے ہے سحر پروانہ
شکوۂ کم نگہی آنکھونسے اوسکی نہ کرو — گفتگو خوب نہین مردمِ بیمار کے ساتھ
آئنہ دیکھ تو اُس منہ سے سمجھے ای طوطی — دعوی ہم سخنی اوس لبِ گفتار کے ساتھ
اتبک مرے احوال سے وہان بیخبری ہے — اے نالۂ جانسوز یہ کیا بے اثری ہے
رہا جو چاہیے بیدار سو اوس سے معلوم — مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل تخلص محمد عبد الرحیم خان خلف مولوی محمد تقی خان دہلوی شاگرد امراو مرزا انور

بوسے کے دینے مین یہ تامل ہے کسلیے — ہین غیر تو نہین کہ چھپایا نہ جائے گا
عشقِ صنم وہ شے ہے کہ بیدل اگر کبھی — کعبہ بھی جائینگے تو چھپایا نہ جائے گا

بیدل تخلص خواجہ غلام حسین خلف خواجہ محمدی خان نبیرہ خواجہ رحمت اللہ خان نالق تخلص شاگرد عبد الرحمن خان احسان باشندۂ دہلی طبابت کرتے ہین راقم کو ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیئے تھے

جان تو ہو کے خفا جب مرے گھر سے نکلا — ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا
آہ اوسکو دمِ تا ہو کی فغانی — گاہ دل گاہ جگر یاد آیا
دلِ پر غم کے رہنے کے یہی دونون ٹھکانے ہین — کبھی چاہِ زنخدان ہین کبھی زلفِ پریشان ہین
نگہ کی چشم کی زلفِ دوتا سے — سہی اک دل جفا کس کس بلا کے
بتون سے ملتے ہو راتون کو بیدل — تمھین بھی دن لگے قدرت خدا کی

بیدل تخلص مرزا عبد القادر وطن انکا توران مولد بخارا کم سنی مین ہندوستان مین آئے تھے اوصافِ حمیدہ اونکے مشہورِ جہانیان ہین احیاناً و تفنناً شعر ریختہ بھی

کہتے تھے سنہ ۱۲۳۱ گیارہ سو تینتیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

اس دل کے آستان پر جب عشق آ پکارا ۔۔۔ پردے سے یار بولا بیدل کہان ہے ہم ہین

بیدل تخلص بستی عنایت علی ولد منشی حسن علی حسن باشندہ ہوگلی مقیم شالی گنج متصل کلکتہ راقم کے ملاقاتی ہین

سر مین سودا زلف کا تیرے بت لے سر ہے ۔۔۔ طوق الفت ہی گلے مین پاؤن مین زنجیر ہے

بیرنگ تخلص دلاور خان دہلوی شاگرد مصطفے خان یکرنگ معاصر سودا سپاہی پیشہ تھے

مفلس کی خبر کب ہے ای سیم بدن تجھکو ۔۔۔ افشان سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ

فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی ۔۔۔ شیرین کا جو اک بوسہ ملتا شکر آلودہ

بے صبر تخلص بال مکند ولد لالہ کانجی مل باشندہ سکندرآباد شاگرد مہر گوپال الفت بیشتر فارسی کہتے ہین

بیخودان عشق کو کیا حاجت ترک لباس ۔۔۔ تن سے پیراہن جدا ہوتا نہین تصویر کا

بیقرار تخلص میر قمر دہلوی ہمشیرزادہ سید رضا خان شاگرد شاہ نصیر

جسطرف پھر تا رہا یار وہ رشک آفتاب ۔۔۔ جون گل خورشید دل اپنا مقابل رہگیا

رخ سے گر زلفین اوٹھین تو چھوٹی روشنی نقاب ۔۔۔ اک نہ اک پردہ ہمارے اوسکے حائل رہگیا

بیکس تخلص مرزا محمد باشندہ عظیم آباد ایک رباعی اونکی کہ غالباً میر ماشاء اللہ اور میر انشاء اللہ کی ہجو مین کہی ہو مرقوم ہوتی ہے کیونکہ اور کوئی شعر انکا ملا نہین

ظاہر مین تو ایسی ہین کہ ماشاء اللہ ۔۔۔ سب کہتے ہین زیادہ ہونگے انشاء اللہ

باطن مین جو دیکھا او نھین اتنے ہین لچ ۔۔۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بیکل تخلص سید عبدالوہاب دولت آبادی شاگرد میر عبدالولی عزلت مرشدآباد مین نواب سراج الدولہ کے ملازمون مین تھے

عالم کو لعل و گوہر و تاج و لوا دیا ۔۔۔ اے آسمان بتا تو مجھے تونے کیا دیا

بیمار تخلص سید زین العابدین باشندہ الہ آباد عدالت الہ آباد مین سررشتہ دار تھے

نعش بیمار یہ قاتل بھی ٹھکرا دیتا تھا ۔۔۔ لب نازک کو دبائے ہوئے دندان کے تلے

بیمار تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد غفلت باشندہ رام پور بلازم نواب محمد سعید خان بہادر والی رام پور صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام علی بخش لکھا ہے

| | |
|---|---|
| کون پرسان ہے حال بسمل کا | خلق مُنہ دیکھتی ہے قاتل کا |
| سانس آہستہ لیجیو بیمار | ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا |
| تیر قاتل سے ہم شکوہ کہان رکھتے ہین | بیزبان صورت سوفارہ ہان رکھتے ہین |
| موت سے بھاگنے لگے بیمار | کیا اوسے تم شکستہ پا سمجھے |
| ہر روز وہ پھر جاتے ہین در تک مرے آکر | کچہ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی |
| حال دل بیمار نہین ضبط کے قابل | لیکن وہ زبان مجھکو ہلانے نہین دیتے |
| یا تو دنیا سے الٰہی دل شیدا اوٹھ جاے | وصل معشوق کی یا دل سے تمنا اوٹھ جاے |

## حرف باے فارسی

پارسا تخلص حافظ منشی فیض پارسا مدرس مدرسہ دہلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے

| | |
|---|---|
| کوی الفت کے خاکسار اے دل | مثل آئینہ پاک طینت ہین |

پارسا تخلص غلام علی دہلوی وضع رندانہ رکھتے تھے

| | |
|---|---|
| ہم کو پارسا ہوان مین لیکن | مست ہون نرگس خمار ہی سے |

پاکباز تخلص میر صلاح الدین عرف لکھن میان خلف سید شاہ کمال شاگرد مصطفیٰ خان یکرنگ صاحب دیوان گذرے

| | |
|---|---|
| مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میا لحساب | خبر لیتے نہین کیسے ہو تم ہیر سے میا لحساب |

پذیر تخلص خواجہ گلزار علی اسیر اکبر آبادی نام انکا معلوم نہ ہوا

| | |
|---|---|
| دیوانہ اسقدر ہوا ہمسے باہر مین سبب بہار کے | اب فصل گل ہے چاک گریبان خیر و سکے |

پروانہ تخلص علی شاہ مراد آبادی تلمیذ قیام الدین علی وانتم شاہ عالم بادشاہ

ز
الزاغم
...
علی
ک

عہد میں تھے

آج ثابت نہیں دل نہ کوئی جان درست
اوسکے مژگان نے کیے چھید پیکان درست

**پروانہ تخلص محمد بیگ خیرآبادی**

قتل کریان مت کسو کی قسم
تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

**پروانہ تخلص** کنور جسونت سنگھ عرف کاکا جی خلف راجہ بینی بہادر شاگرد سرب سنگھ دیوانہ شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا نہایت شکیل جوان تھے بعض تذکرہ والون نے جو انکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکھا ہے اس پر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کیا جانیے ہمدم کہ اوسے دیکھ کے ہم تو
ہر چند سنبھالے رہے پر دل کو غش آیا

آئینہ سان ہے صاحب جوہر کو زنگ غم
اس دور مین کہ عیب ہنر دونون ایک ہین

سدا ہے جام سے شرمندہ چشم مست سے تیرے
صراحی بھی خجل ہے اس تری تصویر گردن سے

نسیم آہ نے شاید کسی کی کی تاثیر
شگفتگی سے ترے غنچۂ دہان کو ہے

کہتی ہے عندلیب چمن مین پکار کے
اپنے بھی دن پھرین جو پھرین دن بہار کے

صادق نہ سمجھ اوسکو محبت مین سہی کاذب
جو صبح نمط چاک گریبان نہین ہے

**پری تخلص** حکیمن ریختی گو باشندہ دہلی شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

اب کی تو مر دوئے ہین دنیا باز بیٹھنا
اگلے تماشے مین خدا جانے کیا ہوئے

ڈھنکو ہی آیا تھا تجھے ماہ صیام مین
در گور مردوے مرے روزے قضا ہوئے

**پریشان تخلص** محمد خان باشندہ الہ آباد

ہین اوس کان ملاحت کے لیے ہو غلطان تو
عجب کیا لخت دل آنکھوں سے میری نمک نکلے

**پریشان تخلص** عبدالرحیم آئینہ ساز دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

دیتے ہو بوسہ دو نہین دیتے نہ دو مگر
اتنی نہین پسند چنان اور چنین مجھے

**پریشان تخلص** منولال برہمن شاگرد شاہ نصیر دہلوی

خوبون کی ادا کوئی کب ناز سے خالی ہے
ہر بات پہ جھڑکی ہے ہر حرف پہ گالی ہے

ہم آئین تو اوٹھ جاؤ غیر آئے تو آؤ بیٹھو — یہ وضع نئی جانان کیا تمنے نکالی ہے

**پریشان** تخلص میر محمد واحد دانا پور کے پیرزادے ہین مولوی ذاکر علی ذاکر سے اصلاح لیتے تھے بہت دنون سے کلکتہ مین رہتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے عنایت فرمائے تھے

دل بنا ہے سنگ مقناطیس مجھہ ناشاد کا — تا نہ طرف غیر جائے تیر اوس صیاد کا
خوب اسے شیخ ریا کار بنا ہے توبہ — دل مین وہ بت ہے زبان پر ہے الٰہی توبہ

**پریشان** تخلص واحد علی ساکن اٹاوہ

تھا شک جو اوس کمر کے عدم اور وجود مین — اک خط وہمی فرض کیا لا کے سامنے

**پریشان** تخلص نیاز علی باشندہ سندیلہ

جہان مین آپ کی شیرین کلامی کا ہوا شہرہ — بلا تشبیہ کہتا ہون تم اپنے وقت کے عیسی ہو

**پناہ** تخلص محمد پناہ نورباف دہلوی مرید حضرت شاہ آفاق قدس سرہ بیس اکیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

موسے کو نظر طور پہ آیا تھا وگرنہ — دیکھا تو ہر اک سنگ مین وہ ایک شرر تھا

**پورن** تخلص پورن سنگہ کایتھ دہلوی شاگرد سعادت یار خان رنگین سنسکرت اور طب بہت ہندی مین اچھا دخل رکھتے تھے سترہ اٹھارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

ہم نام رہائی سے بیزار رہا ہین ہمدم — دل چاہ زنخدان مین ہے جب سے اسیر ہوا

**پیام** تخلص مولوی امین اللہ مقیم دہلی مصنف عربی رسالہ فرضیت جہاد

جب کہ اپنی خبر نہ ہو اوس کو — اوسکو اورون کی کیا خبر ہووے
پھونکتا ہے مجھی کو نالۂ دل — یار مین بھی تو کچھ اثر ہووے

**پیام** تخلص مرزا حیدر بیگ دہلوی

آتش آہ بے اثر نے کیا کچھ نہ کچھ اثر — کل پوچھتا تھا میری گلی کا نشان وہ شوخ
مرجائے بھی کوئی تو نا شنفتہ سے — یا اطراف شہر ... کس ... کے ساتھ

**پیام** تخلص شرف الدین علی خان اکبرآبادی شعر فارسی خوب کہتے تھے محمد شاہ کے عہد مین تھے

| | |
|---|---|
| بابت منصور کو فضولی ہے | ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے |

**پیر** تخلص مہاراج سنگہ برہمن خوشنویس باشندہ متھرا مقیم دہلی جوانی مین عجز ان تخلص کرتے تھے

| | |
|---|---|
| رات دن کا ہے ترا مشغلہ آرائش زلف | اس سے کیا تجھ کو غم ہے حال پریشان میرا |

**پیرا** تخلص و نام ایک سقہ دہلوی کا ہے وہ اپنے کو محرم کا شاگرد کہتا تھا

| | |
|---|---|
| شوق گریہ کو کہو روئے کس پاس کہ اب | نام کو بھی نہ رہا آنکھ مین قطرہ باقی |

**پیک** تخلص کرم اللہ چوبدار دہلوی نامہ بری کرتا تھا

| | |
|---|---|
| شوق سے جب کہ مین آتا ہون تری کوچہ مین | مجھ سے لیتی ہے صبا تیزی رفتار کو دام |

## حرف تای فوقانی

**تاب** تخلص میر محبت علی باشندہ پانی پت مقیم دہلی موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

| | |
|---|---|
| مین تو تھا عاقل زمانہ کا پہ الفت کی طفیل | کوئی سودائی کہے ہے کوئی دیوانہ مجھے |

**تاب** تخلص مرزا الطاف اشرف دہلوی خلف شاہزادہ امداد بخت بہادر

| | |
|---|---|
| دیا ہے ہمنے دل ای تاب کس بے مہر کو دیکھو | کہ پروانہ ہوا اوسکو اور اوس پر اپنا دم نکلے |

**تاب** تخلص مہتاب رای وطن اکنا کشمیر مولد و منشا دہلی

| | |
|---|---|
| خو ہوئی ہمیشہ سے تمھاری اگر ایسی | تو کاہکو نبتی مرے اے فتنہ گر ایسی |
| یا تنگ نکر ناصح نادان مجھے اتنا | یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی |

**تابان** تخلص میر عبد الحی دہلوی شاگرد مرزا سودا حضرت علی موسی رضا رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے تھے جمال پری تمثال پر اونکے ایک جہان دیوانہ و عاشق زار تھا شروع جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

| | |
|---|---|
| اوڑا دے صبا خاک میری اگر تو | تو کوچے مین اوس بیوفا کے لیجا |
| کس کس طرح کی دل مین گذرتی ہین حسرتین | ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا |
| ہاتھہ مین اوسکے ہاتھہ تھا ہیہات | دل مرا گم ہوا ہے ہاتھون ہاتھ |
| لے دل کی خبر چشم مری یار کی کیونکر | بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر |
| دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تابان | کیا مرے ہجر مین جیتا ہے وہ غمناک ہنوز |
| غم وصل مین ہے ہجر کا ہجران مین وصل کا | ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین |
| انجان ہو تو اوس سے کوئی درد دل کہے | جو جانتا ہو اوسکو مین آگاہ کیا کرون |
| ملا یا خاک مین گھر کو وہ کن کا ہاے خسرو نے | یہ کیا بات آگئی اوس خان و مان آباد دل مین |
| ظالم وفا کا میرے جو لیتا ہے تو حساب | اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہے |
| کس سے فریاد کرون یہ کہ وہ ہرجائی ہے | آہ اس بات مین تو میری بھی رسوائی ہے |
| تیرے ابرو سے مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز | گوشت ناخن سے کہو کون کہ جدا ہوتا ہے |

**تابش** تخلص محمد جعفر باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی ترک علائق کرکے گوشہ نشینی اختیار کی تھی

| | |
|---|---|
| کبھی بن بادہ رہ نہین سکتے | توبہ کچھ ہم کو سازگار نہین |
| دل مین خوش ہین عدو پر اے تابش | وہ ستمگر کسی کا یار نہین |

**تاثیر** تخلص حافظ محمد حسین دہلوی تلمیذ خدا بخش خان تنویر

| | |
|---|---|
| وہ ہوا یاس تو قابو مین دل اپنا نہ ہوا | ہاے مطلب تو ہوا حسب تمنا نہ ہوا |
| بیمار کیا اور بھی اس کم نظری نے | ظالم ہمین مارا تری بیدادگری نے |

**تاثیر** تخلص لالہ کنھیا لال ولد کہل کشن فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

| | |
|---|---|
| کھلائی اوسکی پیٹھ مرے سامنے رقیب | اللہ خشک ہو صفت پشت خار ہاتھ |

**تارک** تخلص حاجی میر بقاء اللہ دہلوی چوتھی بار کے سفر حجاز مین انتقال کیا

| | |
|---|---|
| مین وحشی ہون کہ جون نکہت گل اے تارک | جب نکلتا ہون تو کوسون ہی چلا جاتا ہون |

**تپش** تخلص یوسف علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہے رشک کی خوبی کہ ترے کوچہ کی جانب — گر خضر کو بھی کہیے تو رہبر نہین ہوتا
غصہ اوٹھا اوٹھا کے یون ہی بار بار کا — اے دل مزاج تو نے بگاڑا ہے یار کا
اضطراب دل سے کہتے ہین تپش نے جان کے — روز کے جھگڑون سے چھوٹا مر گیا اچھا ہوا
بے طرح پھنس گیا ہے مصیبت مین ہمدمو — آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پر
دل کھینچتے ہین اور کسیکو خبر نہین — کرتے ہین کام تیری نگاہین نقاب مین

تجرد تخلص میر عبد اللہ دکھنی شاگرد عبد الولی عزلت

اوس رخ مین لطف ہے سو ملک کو خبر نہین — خورشید کیا ہے اوسکی فلک کو خبر نہین

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم شاگرد و خواہر زادہ میر تقی میر بڑے ظریف تھے لیلی مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

تر دامن آگیا مین جو روز حساب مین — کہنے لگے بٹھاؤ اسے آفتاب مین
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی — ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی
چمکتے ہین در دندان مہر رو یہ ہنستا ہے — اودھر بجلی چمکتی ہے اور ادھر مینہ برستا ہے
ہم زیر خاک لیکے جو یہ چشم تر گئے — اندھے کنوئین بھی جتنے تھے پانی سے بھر گئے
لوگ اوسکی تو جفاؤن کی خبر کہتے نہین — تر و بحرین سب بے وفا مجھکو ہے کم ملنے سے ٹھہرانے لگے
حال تیرا اوس سے کیا کہتا تجلی مین بھلا — وہ تو تیرے نام ہی کو سن کے شرمانے لگے

تجلی تخلص للے جی شاگرد منشی بینڈو لال زار

مختار ہے وہ چاہے مجھے دیکھے نہ دیکھے — آنکھ اپنی تو اوس رونق محفل سے لگی ہے

تجلی تخلص شاہ تجلی حیدرآبادی

دامن کا عکس کسکے پڑا ہے کہ آج تک — پھیلا رہا ہے سر و لب جویبار ہاتھ

تجمل تخلص نواب شاہ مرزا لکھنوی

صیاد نے پھنسایا ہے بلبل کو قید مین — چھوٹے یہ دیکھیے قفس آہنن سے کب
آئینہ رو تمام فقط دیکھنے کے ہین — امید ہے وفا کی بتان حسین سے کب

تجمل تخلص محمد عظیم شاگرد جرات

کنار فقرہ

کیا ہے قصۂ فرہاد و دفتر مجنون — یہ دو ورق ہین مری عشق کی کہانی کے

**تحمل** تخلص حکیم تحمل رسول خان باشندۂ دہلی خلف نواب غلام رسول خان شاگرد آغا جان عیش

بعد فنا جنازے سے پیرا آیا نہ جاے گا — اوسے تو خاک مین بھی ملایا نہ جاے گا

سوزِ درون ہی ہے تو اوس نازنین کو ہاے — چھاتی سے وصل مین بھی لگایا نہ جاے گا

**تحسین** تخلص محمد حسین خان صاحب مطبع مصطفائی دہلی

آزرده ہوا اوسکو مگر عشق بتان کا — بیطور ہے نقشہ دل بے تاب و توان کا

جب بت سے خفا ہوتے ہین تو بتخانہ مین کیا کام — تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہان کا

تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر — ایسا نہ ہو کہ جان کو وہی پھر عذاب ہو

ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے — کیا جو عشق تو پھر پاس آبرو کیا ہے

**تحسین** تخلص سید حیدر علی باشندۂ الہ آباد توکل اختیار کیا تھا

ہم تم تو اے بتان دلِ آزار زار ہین — لیکن ہزار حیف کہ اغیار یار ہین

**تحسین** تخلص علی مولا خان باشندۂ شاہ جہان پور

کیا لکھین اور ذرا غور کرین آپ اسے — ڈرتے ڈرتے یہ لکھا ہے کہ پڑھین آپ اسے

**تحسیر** تخلص غلام مصطفی خلف مولانا رفیع الدین دہلوی شاگرد ثنا ء اللہ خان فراق برخلاف خاندان علم رسمی سے بہرہ ور نہ تھے

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھا لانے کی — آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

**تحسیر** تخلص مرزا احمد بیگ ولد مرزا رستم بیگ خراسانی مقیم لکھنؤ شاگرد ہجر کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم نے انکو ٹالی گنج کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین انکا سارا کلام اسی طرز پر ہے

شکار مرگ ہوئی ہے فراق یار مین روح — پھڑک رہی ہے بہت دام انتظار مین روح

گلون کی بو سے بسی رہتی ہے بہار مین روح — لہو کو عطر بناتی ہے جسم زار مین روح

لگا کے تیر مجھے بوئے گل نے صید کیا — رہی خزان مین سلامت گئی بہار مین روح

روان ہے آنسوؤنکے ساتھ جان بھی اک دن — سفر ترائی کا کرتی ہے ہجر یار مین روح

ہر ایک بول پہ رُک رُک کے دم نکلتا ہے — بزنگ تار کھنچی جاتی ہے ستار مین روح
کیا ہے عشق نے مجبور سر بسر مجھکو — نہ اختیار مین دل ہے نہ اختیار مین روح

**تدبیر** تخلص مرزا محمد سکندر قدر بہادر خلف شہزادہ محمد خورشید قدر بہادر تیمور متوطن دہلی مقیم لکھنؤ

شیرین لبی سے غیرت شیرین اگر ہو تم — فرہاد کیون نہ عشق مین ہم کو بنائے دل

**تدبیر** تخلص شیخ محب اللہ جونپوری

اور ہی کچھ ڈھنگ ہے اپنی گرفتاری کا ہی — یون تو زلفون مین ترے کس کس کا دل الجھا نہین

**تراب** تخلص حضرت شاہ تراب علی خلف و سجادہ نشین حضرت شاہ کاظم علیہ الرحمۃ باشندہ کاکوری ۱۲۷۵ بارہ سو پچھتر ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

تراب کیا کہون اوس طفل کی جوانمردی — لیا نزور ادا جسنے ایک پیر کا دل

**تراب** تخلص نواب حشمت الدولہ مرزا ابو تراب خان بہادر خویش محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ خلف مرزا ابو طالب خان بہادر لکھنوی صاحب دیوان ہین

دل اوسکا سینے مین جوش الم سے خون ہو جائے — سنے صبا سے حقیقت اگر حنا دل کی

**ترقی** تخلص اسد الدولہ آغا محمد تقی خان بہادر خلف سید محمد امین خان شاگرد میر سوز وطن انکا نیشاپور مسکن فیض آباد صاحب دیوان گزرے

گر ایک شب بھی وصل کی لذت نہ پائے دل — پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل
اوسکی گلی مین کوئی ہے بیدل ہوا ہے دفن — آواز متصل یہی آتی ہے ہائے دل
ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار — وہ صنم نام خدا کیا اندنون جوبن پہ ہے
در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوہ دوست — آئینہ خانہ مرا گوشہ تنہائی ہے

**تسخیر** تخلص شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر ولد مرزا محمد خورشید قدر تیمورین مرزا آسمانقدر کے خورد میر محمد مرزا احیا بذا شاہ شاگرد ہادی علی بیخود انکا وطن دہلی مولد مسکن لکھنؤ

مرتا ہون جنکی یاد مین اونکو خبر نہین — کیا فائدہ جو کوئی کسی سے لگائے دل
پوچھین نہ غیر دن سے مرا ما فی الضمیر آپ — گر حکم ہو تو خود مین کہون مدعائے دل

تسکین تخلص میر سعادت علی مرحوم برادرزادۂ میر علی حامد دہلوی متوطن لکھنؤ شاگرد احمد علی رسا و قمر الدین منت

دل بیتاب کو میرے نہ کبھی ہو تسکین
کہکے تسکین جو مجھے آپ لگا رانکرین

ہر دم کرے ہی یہ دل کا رشان بغل مین
ہے وہ مثل مطابق دشمن کہان بغل مین

تسکین تخلص گنگا داس پنڈت

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی
جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

تسکین تخلص میر حسین دہلوی شاگرد شاہ نصیر و مومن خان میر حیدر قاتل فرخ سیر کی اولادون مین تھے سنہ ۱۲۶۸ بارہ سو اٹھسٹھہ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے نمکین ہوتے ہین

ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہے کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا

قسمت تو دیکھ جتنے کہے شکوے ہجر کے
اون کو گمان رہا گلۂ روزگار کا

خوبصورت نہ ہو کوئی تو نہ ہو بدنامی
سچ تو یہ ہے کہ برا ہوتا ہے اچھا ہونا

کہتے ہین رنجش ملاپ مین مزا آتا ہے
یونہی تم مجھسے خفا ہوکے ذرا مل جانا

یہان آنے سے کسو اسکے جلتا ہی ہمارے
عاشق تو نہین ہے کہین دربان تمھارا

ہزارون مر گئے دیکھا جو عالم سوگ مین اسکا
لباس آیا تھا وہ کافر پہنکر میرے ماتم کا

چپ لگی مجھکو تو چرچا ہی پھر وہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا

آج جو عرش پہ ہے اپنا دماغ ای ظالم
کوئی دشمن تری نظرون سے گرا ہوویگا

دیکھون تو لے ہی جان ملک الموت کسطرح
تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا ذرا نہین

یہان انتظار ہی مین کٹی مجھکو ساری رات
وہان وعدہ کیا کیا تھا انھین یاد ہی نہین

یہ تو سچ ہے کہ جو تم جا ہوگے کرگزروگے
پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہ ہو

دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار
حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے

وہ اپنے وعدہ پہ محشر مین جلوہ فرما ہین
نہین ہے ضعف سے ابتو ہمین گزارا بھی

دل کے لیتے ہی چلی جان یہ جلدی کہ نہ پوچھ
صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہے

کر سکے دفن نہ اوس کوچے مین احباب مجھے
خاک مین دل کی کدورت نے دبا دیا اب مجھے

نام تسکین اور یہ مضمون تپش نازیبا
تھا تخلص جو سزاوار تو بھایا سب نے مجھے

تسلی تخلص لالہ بسکارام ولد بخشی گوپال راے برادر خورد بھولا ناتھ بخشی وزیر الممالک وطن انکا اٹاوہ مولد لکھنؤ فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اور ریختہ مین مصحفی سے اصلاح لیتے تھے

دیکھے سمان جو اس قطرۂ اشکبار کا
ہو جاے شق جگر رگ ابر بہار کا

کیا منھ جو چڑھے کوئی ترے تیر کے منہ پر
یہ ہم تھے گلا رکھدیا شمشیر کے منہ پر

گو دل مین خفا ہے تو پر اسبات کو نادان
کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منہ پر

اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے
فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تسلی تخلص میر شجاعت علی دہلوی شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین ترک علائق کیا تھا

مجھسے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین
ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا

مین نے ہاتھ اونکی جو ابرو کو لگایا تو کہا
ہے سزا تیری کہ کاٹون ترے شمشیر سے ہاتھ

تسلیم تخلص شیخ مہدی بخش ساکن سارن عرف چھپرہ شاگرد الفت حسین فریاد دیوان انکا نظر سے گزرا

نہین وہ دل ہمارا توڑتے ہین
طلسم راز اپنا توڑتے ہین

ہمارے داغ دل اور چشم گریان دیکھتے جاؤ
چمن کی سیر کر لو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم تخلص شیخ امیر اللہ ولد مولوی عبد الصمد فیض آبادی شاگرد نسیم دہلوی شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی نالۂ تسلیم و مثنوی دل و جان ہین مثنوی انکی نظر سے گذری

کیا چھپے اللہ سے تسلیم راز نیک و بد
ہر بشر کے ساتھ یک جاسوس ہے ہمزاد کا

نہین معلوم بگڑی آج کیس سے
مزا ہے دشمنی مین دوستی کا

اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن
مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا

ہین عاشق اپنے مطلب کی کہین سگے ۔۔۔ تمنا کیا ہمارے مدعا کیا
اسے کب تک نہین گھبراونگا ای دست جنون ۔۔۔ ابتو دامن بھی نہین ہے کہ بہل جاؤنگا
اک دور سرسری مین نہ گل ہے نہ یہ چمن ۔۔۔ پھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو
اتنے صدمے دیے کہ آخر کو ۔۔۔ ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لیے
ایجان شب فراق کا صدمہ نہ پوچھیے ۔۔۔ وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سے ٹل گئی

تسلیم تخلص حاتم خان باشندۂ رامپور شاگرد الٰہی بخش بیمار

کچھ اوسکے حق مین بھلے ہونگے وہ لب مسکونگا ۔۔۔ یہ بات کیا ہے کہ تسلیم بے سبب بھکا
پہنائے اسے غنچۂ گل منہ تو ذرا اپنا لے ۔۔۔ کیجیو بہر دہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم تخلص دیبی پرشاد بنسادھور ام شاگرد اسمعیل حسین منیر

ہے آزار محبت کو شفا ہو نہین سکتی ۔۔۔ اچھا یہ مرض ہے کہ دوا ہو نہین سکتی

تشنہ تخلص محمد علی دہلوی شاگرد آغا جان عیش و محمد ابراہیم ذوق دارستہ مزاج و درویش وضع ہین

الٰہی خیر کیجو بد خبر سننے مین آتی ہے ۔۔۔ جو آتا ہے وہ کہتا ہے تمہارا ذکر کرتا ہین
تمہاری ہم کو خبر کیا کہ ایک مدت سے ۔۔۔ یہ بیخبر ہین کہ اپنی خبر نہین رکھتے

تشہیر تخلص مرزا مغل بیگ دہلوی شاگرد غلام مولا عرف مولائی بخش قلق

کیا خاک نشیمن کوئی گلشن مین بنائے ۔۔۔ گل خوش ہین اگر ہمسے تو صیاد غضب ہے

تصدق تخلص تصدق حسین خان ولد قاسم علی خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

بس نار کی ہے ختم مرے گلعذار پر ۔۔۔ پہنی جو پہونچی ہو گئین پیاری کلائیان

تصور تخلص ذکی الدولہ میر تصور علی داروغہ خلف میر صفدر علی خان باشندۂ بنارس مقیم لکھنؤ صاحب دیوان فارسی و ریختہ و ریختی ہین

آبلے روتے ہین میری حال پر سب پھوٹ پھوٹ ۔۔۔ اور کرتی ہے بہت زنجیر شیون پاؤن مین

تصور تخلص میر احسان حسین باشندۂ قصبہ نیکوڑا خلف سید حیدر حسین شاگرد قلندر بخش جرات امام زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے بعض صاحب تذکرہ

انکے والد سید حیدر حسین کا تخلص تصور لکھا ہے

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین ہونے لگے
وہ ادھر رونے لگے اور ہم ادھر رونے لگے

رونا کوئی موقوف کرین ہین مری آنکھین
جب تک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصور گرم جوشی یار کی مجھکو رلاتی ہے
بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

دیکھے جو تری چشم سیہ مست کو اک بار
پھر حشر تلک وہ کبھی ہشیار نہ ہووے

تصور تخلص نبی بخش دہلوی نواسہ شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

اوسکے خیال زلف مین کچھ سوجھتا نہین
آنکھون مین اپنی دن شب دیجور ہو گیا

خواب کا بس کیا چلے اس دیدۂ بیدار پر
چور کو آتی نہین دیکھا کبھی ہشیار پر

آبلون نے پاؤن کے پانی پھرایا اسقدر
تشنگی سے پڑ گئے کانٹے زبان خار پر

تصویر تخلص ہے باشندۂ دہلی تنگی زمانہ سے پیشۂ نیچہ بندی کو اختیار کیا تھا باوجودیکہ امی تھا مگر طبیعت نہایت عالی پائی تھے

بات بھی کچھ کی تو اوسنے ذکر دشمن کا کیا
وائے قسمت وہ کھلا بھی ہمسے تو کیونکر کھلا

فدا نا آشنائی پر تو ہین لاکھون دل وجان ہے
اگر وہ بت کسی کا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا

گر آج بھی نزاکت آنے تمھین نہ دیتی
کچھ اور تھا ارادہ یہان جان ناتوان کا

صبر اوس پر اس ہمارے حسرت دیدار کا
بند جسنے کر دیا روزن تری دیوار کا

مین باز آیا تمھاری دوستی کی ان نگاہون سے
مجھے بھی یون ہی دیکھو دیکھتے ہو جیسے دشمن کو

مجھسے کیا پوچھتے ہو غل پس دیوار ہے کیا
تمنے جھانکا تھا سو یہ فتنہ و شر اوسکا ہے

رہا ہوے یہ بھی ہم تو رہے قفس ہی کے گرد
کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام
سو بار بیٹھے بیٹھے مجھے تم رلا چکے

پھر آتا ہے جی تصویر سن سن کر تری باتین
لگایا تونے اے کمبخت دل کس آفت جان سے

کیا پوچھتے ہو خاک مین کسنے ملا دیا
جو کچھ کیا سو آپکے دل کے غبار نے

آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے
کل تو لیوے ہی گی بدلا شب ہجران ہمسے

کون موسیٰ تھا کہان طور کسے غش آیا
ایک یہ بھی تھی مری جان شرارت تیری

تصویر تخلص شاہ جواد علی مرشد آبادی درویش تھے

قد و قامت اوس بت مغرور کا
ایک جھمکا ہے خدا کے نور کا

تعشق تخلص حکیم سید محمد دہلوی شاگرد و عزیز میر قدرت اللہ خان قاسم دہلی کی انگریزی مدرسہ کی مدرس تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکو عزت اللہ خان عشق خلف قدرت اللہ خان قاسم کا شاگرد لکھا ہے

وعدۂ شام تو کیا ہے وہ سے
کچھ وہ آتا نظر نہیں آتا

سامنے دیکھو آتا ہے تعشق وہ کون
بارے کہ اب تو ہوا خوش دل محزون تیرا

تو اے پیمان شکن وعدہ پہ کس دن میرے گھر آیا
سدا سنتے رہے یوں ہی کہ شب آیا سحر آیا

خواب میں تجھکو دیکھیے کیونکر
تیرے بن نیند کس کو آتی ہے

ہوتے ہیں ٹکڑے ٹکڑے آتا ہے یاد جس دم
کچھ چپکے چپکے کہنا اوسکا لب و دہن سے

چشم بد دور میرے اشکوں میں
موتیوں کی سی آبداری ہے

تعشق تخلص سید مرزا ولد و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہیں

اپنے کشتوں کی لحد پر کبھی آجاتے ہیں
کھینچ لاتی ہے اونھیں پاس وفاداری دل

تقی تخلص محمد تقی خان ولد بہادر خان لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد رضا معجز و خواجہ وزیر

خون رونے سے سب راز نہاں ہو گیا ظاہر
فاش آنکھوں نے آخر کیا پردہ مرے دل کا

شیشہ ٹوٹا تو برابر ہے مرا دل ٹوٹا
ٹھیس ساغر کو لگی درد ہوا آنکھوں میں

تقی تخلص سید محمد تقی میر محمد عظیم کے مریدوں میں تھے معلمی کرتے تھے

عاشق کشی پہ جب سے وہ خونخوار گرم ہے
تب سے جہان میں حسن کا بازار گرم ہے

تمکین تخلص صلاح الدین دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے اور اہل دنیا سے نہیں ملتے تھے

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا
مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تمکین تخلص سجت مل پنڈت شاگرد لچھمی رام پنڈت فدا تخلص

مشتاق قدبوسی ہے ہر خار بیابان — لاتی ہے مجھے ولولہ تری شورید سری رنگ

تمکین تخلص میر سعادت علی باشندۂ عظیم آباد مقیم دہلی

نام تمکین ہوا تو کیا ہمدم — رات دن بیقرار رہتا ہون
مہر و الفت کا ثمر ہے مہر و الفت دہر مین — پر محبت سے مری تم اور دشمن ہو گئے

تمکین سلمہ تخلص مولوی غلام بتول خان صدر امین ضلع بیربھوم خلف مولوی غلام رسول خان بہادر متخلص بہ تحسین صدر الصدور ڈھاکہ باشندۂ ضلع میدنی پور بڑے ظریف اور رسم کے دوستون مین ہین بیشتر ریختی کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

لنترانی کے سوا اوسکی زبان پر کچھ نہین — اوس ستمگر نے سنا ہے جب سے قصہ طور کا
کوی جانان کم نہین کعبہ سے عاشق کے لیے — دید حق سے کم نہین دیدار رخ نیکوی دوست
لاف کرتی ہے اب اوس چشم سے بیجا نرگس — کہیئے اون آنکھون کے آگے ہی بھلا کیا نرگس
مہربان ہم پہ ہی وہ اور جفاکار بھی ہے — لطف اور پیار بھی ہے غصہ و تکرار بھی ہے

تمنا تخلص مرزا مغل جان مصاحب راجہ بلوان سنگھ مقیم آگرہ شاگرد حاتم علی مہر

بغل مین میکشون کے ہین شراب ناب کے شیشے — لیے بیٹھے ہین یہ نون کو یہان میخوار پہلو مین
جام سفال جلوۂ مے سے دمک گئے — پرتو سے آفتاب کے ذرے چمک گئے

تمنا تخلص عباس علی خان دہلوی سپاہی پیشہ تھے

کیا بات کہون ہمدم اوس نرگس شرابی کے — اک چشم کی گردش نے جسکی یہ خرابی کی

تمنا تخلص محمد اسحاق دہلوی متوطن گجرات مرزا حاجی کی سرکار مین مختار اور بڑے عاشق مزاج تھے اور ہمیشہ اپنی اوقات نازنینون مین بسر کرتے تھے

جسکے غم مین یہ کبھی آرام سے واقف نہین — کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہین
تڑپ رہا ہے کوی خستہ جان زمین کے تلے — اوٹھے ہے زلزلہ جو ہر مکان زمین کے تلے

تمنا تخلص مرزا غیاث الدین خلف شاہزادہ شمس الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

[illegible]

سخن شعرا

جو آنکھ چراتے تھے لگے کرنے اشارہ — ہووے گی ابھی آہ کی تاثیر ہوئی کیا
تھامے ہوئے دل بیٹھے ہو کیون آج تمنا — کل دل پہ جو رکھتے تھے وہ تصویر ہوئی کیا
اے تمنا دل پہ کیون رکھے ہوئے ہو ہاتھ تم — پھر کہین کیا دل لگا عشق بتان پیدا ہوا

**تمنا تخلص عاشق علی خان**

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم مین یار مین — خط بھی لکھا جو ہم کو تو خط غبار مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے سعادت علی تسکین کے نام سے لکھا ہے

**تمنا تخلص میر اسد علی خان اورنگ آبادی**

ق
بھلا سنو تو مری جان جیتے رہون کب تک — کہون مزاج مبارک پہ گر ملال نہو
تمہاری رخ کو جو گھیرا ہے خط کے سبزے نے — یہ دود آہ کا میرے کہین وبال نہ ہو

**تمنا تخلص** ایک شخص مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ کا ہے یہ شعر انھون نے اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا شعر انکے اچھے ہین

جو اس طرف سے گزر ہوا ہی تو قبر عاشق بھی اک نظر دیکھو — نگاہ حسرت سے گر نہ دیکھو بلا سے تیوری چڑھا کے دیکھو
صبا یہ کہنا خدا بچائے فقط ہین اب آخری سنبھالی — گزرتے ہین ناز و نخرے اٹھانے والی جو دیکھنا ہو تو آکے دیکھو
غنودگی بھی ہے کچھ ہچکیان بھی آتی ہین — یقین ہے اجل آئیگی آج خواب کے ساتھ
کھلے ہین سب زخم خون چکیدہ برنگ گلہای نو دمیدہ — تمام اعضا ہین گو بریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی
سفر بسرعت ہوا اس جہان سے کوئی کہے بڑھ کے کاروان سے — قدم اٹھائے چلو سبہا نسیم کہ یہ جگہ ہے روا روی کی

**تمنا تخلص** سید محمد باشندہ مرادنگر ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

شکوہ بتون کا کرنے سے کیا ہم کو فائدہ — جب اپنا دل ہی قابو مین اے مہربان نہین

**تمنا تخلص** منشی مسیح الدین باشندہ کلکتہ نواسہ منشی امیر مرحوم شاگرد حضرت وحشت راقم کے دوستون مین ہین اندنون چوبیس پرگنہ مین مختاری کرتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

پامال ہو گیا ہے دل اوس خوش خرام کا — [illegible]

گر لپٹا تو کبھی خواب مین اے مصحف رو — تن عریان پہ مرے جامۂ قرآن ہوتا
جب وہ مہتابی پہ رخسار کو دکھا دیتے ہین — چشم خیرہ کو خورشید بنا دیتے ہین
دھوئے مہندی لب دریا تو اگر ہاتھون کی — جا سے ابھی ہو سمندر کا مکان پانی مین
حکم قانون شفا ہے مرض غم سے یہی — بوسۂ لب دل بیمار کا درمان ہووے

تمنا تخلص مرزا امداد حسین شاگرد قدیر

غیر ممکن ہے کہ ہو جوش جنون مین تسکین — غل مچاتے ہے مرے پاؤن کی زنجیر عبث
ہے مرے قتل کو اک جنبش ابرو کافی — دم بدم تولتے ہین آپ یہ شمشیر عبث

تمنا تخلص مرزا علی رضا مرحوم عظیم آبادی

آتا نہین مین آپ سے کوچہ مین یار کے — لاتا ہے کھینچکر مجھے بے اختیار دل

تمیز تخلص نواب احمد علی خان باشندہ بہادر گڈھ مقیم دہلی بیشتر مرثیہ کہا کرتے تھے

جذب دل سے لاتے ہم کسطرح اونکو کھینچکر — آہ مین تاثیر ایسے اس قدر ہوتی نہین

تمیز تخلص کالی راے بن دیبی پرشاد عزیز باشندہ فتحگڈھ

اچھے وہ ہین جو مر کے تیرے خاک راہ ہون — مٹی خراب طالب گور و کفن کی ہے

تنویر تخلص خدا بخش خان دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ کے خواصون مین سے تھے

سیکھ لین اوسنے بھی اوس عہد شکن کی باتین — کہ ٹھہرتا ہی نہین دل کسی عنوان میرا
خدام حشر اپنے گریبان کرینگے چاک — یون ہی جاؤگے وہان بھی جو دامن سنبھال کے
چہرہ سفید آج ہے تنویر خیر سے — سچ تو کہو کہ غم مین ہو کس مہ جمال کے

تنویر تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین دار وغہ سرکار آصف الدولہ بہادر ابن میر اکبر علی مقبل مرثیہ گو باشندہ فیض آباد شاگرد رشک صاحب دیوان ہین *

بوسے لون بلائین لون گلے لپٹون کہ دیکھون — کل چار پہر رات ہے ارمان ہزار دل
جان جل کے مرا خرمن ہستی نہ کیون ہو خاک — بجلی گرائی تو نے شرارت کی آنکھ سے

تنہا تخلص سید کفایت علی سررشتہ دار رزیڈنسی پنجاب برادر خورد سررشتہ دار

رزیڈنسی باندا ولد میر الٰہی بخش رئیس میسور شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

ملتا ہون اسلیئے کف افسوس رات دن  کھینچے ہین دست غیر مین اوس دلربا کے ہاتھ

**تنہا** تخلص محمد عیسےٰ دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی

افسوس کی جگہ ہے یہ تنہا کہ حیف گیا  ہاتھ اوسکا آگے میرے کبھی بار ہا تو ہین
تھم کے بیوجہ تڑپتے نہین بسمل تیرے  آب خنجر سے یہ بہ رہ کے فرا لیتے ہین
مین جو روٹھا تو منا کر وہ مجھے یون بولا  کیسے کیا کرتے جو ہم کو نہ منا تا کوئی
غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری  مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

**تنہا** تخلص ایک شخص معروف یہ اکا باشندہ دہلی کا ہے قوم قصاب سے تھا

اب نامہ بر بنا بنگے ناصح کو جی مین ہے  معقول آدمی تو کوئی ہو جواب کو

**تنہا** تخلص عوض علی خوشنویس

تنہا ہی پیام وقت نزع تنہا یار سے  اب قیامت پہ ہمارا وعدۂ دیدار ہے

**تنہا** تخلص شاہ وحید

دست جنون سے کر نا ٹکڑے اسے بجا تھا  کیون پیرہن ہمارے ناحق گلے پڑا تھا

**توانا** تخلص سید اکرام علی خلف سید سبحان علی باشندۂ فتح پور ہنسوا شاگرد مونس کہ
عاشق و ناسخ پہلے ناتوان تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

قرب اعلی سے حصول رفعت اسفل کو نہ ہو  گل کو سب رکھتے ہین سر پر کاہ گلشن زیر پا
واسطے رتبہ کے ہم جنسی نہین ہرگز مفید  غیرت بت ہر سنگ رکھتے ہین برہمن زیر پا

**توفیق** تخلص میر توفیق علی باشندۂ آگرہ مقیم دہلی زبان بھاکھا مین کمال رکھتے تھے بہت
دوہرے اور کبت اسکے یادگار ہین

دشمنون سے آہ بے مہری کا کیا کیجے گلہ  دوست ہی نا آشنا ہی بیوفا بے دید ہے

**توقیر** تخلص لالہ ہرنراین داس ولد لالہ بھول چند فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

غش ہو اجنبے تری مہندی کی رنگت دیکھی  شعلہ طور بنا رنگ حنا ہاتھون مین

**توقیر** تخلص شیخ احسان اللہ ولد شیخ محمد رضا ابن غلام سرور بجنوری مصنف قافیہ نامہ

مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

ہو چکا جس سے فیصلہ دل کا
اب ہے اوس سے معاملہ دل کا

دیکھیے کسکی فتح ہوتی ہے
عشق سے ہے مقابلہ دل کا

**توقیر** تخلص عبد القادر پنجابی مقیم دہلی دنس گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

انتظار نامہ بر مین اسقدر مدہوش ہون
جان تن مین آگئی یک قضا کو دیکھ کر

زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے
کہہ کہہ کے ہائے ہائے جگر ہائے ہائے دل

ہم تو خاطر سے تری غیر کی بھی تعظیم دین
رشک پر کہتا ہے مجھکو اپنی یہ عادت نہین

**تہور** تخلص مرزا غلام فخر الدین برادر حقیقی مرزا قادر بخش صابر شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان و مومن خان دہلوی عین شباب مین انتقال کیا

سنتے ہی نام غیر تہور بھی ہے غضب
اوس جنگجو سے لڑنے کو تیار ہو گیا

لے آئے ذرا خط کا جواب اوس سے کہنی
افسوس کہ قاصد سے اب اتنا نہین ہوتا

ناصحا پند و نصیحت تو نکر محفل مین
کہ مرے ساتھ کوئی اور بھی رسوا ہوگا

اب ہی کیا باقی جو ہو کاوش تری دست جنون
چاک داماں ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا

**تیمور** تخلص مرزا سعادت سلطان دہلوی خلف شاہزادہ قادر بخش موزون شاگرد مرزا قادر بخش صابر و حافظ عبد الرحمن خان احسان

اس سادہ مزاجی پہ بھی مرتے ہین ہزارون
اللہ رے عالم ترے بے ساختہ پن کا

ضبط نالہ کیا تو جان گئے
اپنا گویا مین آپ قاتل ہون

## حرف ثاے مثلثہ

**ثابت** تخلص شجاعت اللہ خان لکھنوی شاگرد حسرت

آتے ہو تم تو دن مین کئی بار اسطرف
پر دیکھتے نہین کبھی اے یار اسطرف

**ثابت** تخلص ابو الرضا عالت خان افغان مقیم مخطم آباد شاگرد مرزا محمد فدوی

[illegible] کا زبان اسپے شتین سوا [illegible]

عن شعرا

**ثابت** تخلص مرزا معزالدین بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

| | |
|---|---|
| سحر ہونے کے دھڑکے سے ہمارا ہی بدن ٹھنڈا | کر تیرا ہار موتی کا ہوا اسے سیم تن ٹھنڈا |
| خوبرو تیری ہی نہیں ہے کچھ فقط گفتار خوب | رخ پری کا کل دھوان بالا بالا رفتار خوب |
| ناتوانی سے یہ حالت ہے کہ جاتا ہوں کہیں | اور اودھر اسکے لیے جاتی ہے ہوا اوطرف |
| گرم اک بات کسی سے نہ سنی تھی ثابت | اب سناتے ہیں مجھے میرے مقدر لاکھوں |

**ثابت** تخلص شیخ ثابت علی ولد شیخ محمد علی ملازم راجہ بھرت پور

| | |
|---|---|
| اپنے کی کسی کی کیا سنی ہے | جان لب پہ ٹھہر گئی ہے آکر |
| کہتے ہیں وہ بے وفا اب آیا | کہنے ہی کی بات ہے سنا کر |
| ثابت کا ہے حال غیر کل سے | تم بھی اوسے دیکھ آؤ جا کر |

**ثاقب** تخلص میر شہاب الدین مقیم دہلی شاگرد خان آرزو

| | |
|---|---|
| ثاقب کی نعش اوپر قاتل نے آکے پوچھا | کسکا ہے یہ جنازہ یہ کون مر گیا ہے |

**ثاقب** تخلص شاہ شمس الدین دہلوی شاگرد شاہ مبارک آبرو آزادانہ وضع رکھتے تھے

| | |
|---|---|
| مرے ادب نے رکھا مجھکو یہاں تلک محروم | کہ بعد مرگ بھی دامن تلک لگو نہ اوڑھا |

**ثاقب** تخلص مرزا مہدی ولد مرزا انور علی بیگ اوستاد نواب محسن الدولہ باشندۂ لکھنؤ
شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

| | |
|---|---|
| کسنے بوسے لیے کیوں آج ہو مرجھائے ہوئے | گل افسردہ کی صورت ہے تمھارا عارض |
| مدح تیرے حسن کی کرتی زبان حال سے | رکھتی گویائی اگر تصویر پشت آئینہ |
| یہ کیونکر صاف ہوں بعد شہادت ہم ستمگر سے | غبار دل مرا قاتل نے دھویا آب خنجر سے |
| قیامت قامت دلدار کے مضمون لکھے ہیں | نہیں کم آفتابی دائرے خورشید محشر سے |

**ثاقب** تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لوہارو شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار صاف عاشقانہ خوب کہتے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہر شخص کا دل شہر مین کہنچتا ہے ادہر کو
اوس عصر مین کہتے تھے اسے بیابان طوفان
کیون وعدہ کرو بے خبر آجاؤ کسی وقت
گھر بیابان مین بنایا نہین ہم نے لیکن
وہی جگہہ دیر مین ثاقب کو سمجھکر ہم کیش
لاتے زبان کو کام مین کرتے وہ ہم سے بات
رکہا ہے خوب ناقہ و محمل کے بیچ مین
سمجھے ہوئے تھے قبر کو ہم کنج عافیت
گرمی مین دل کو کھول کے بند قبا کہا
جو اس سے پہلے تھا یہ وہی خاکدان ہے
کیون ویسے آدمی نہین آتے بروئے کار
سیمرغ و زال و رستم و برزو کدہر گئے
اسفندیار و نامور ارجاسپ کیا ہوئے
دیکھا ہے کس نے موسی و فرعون کو مین
نے بت گری نہ بت شکنی قصہ مختصر
ہین ظلم و معدلت کی حکایات اور بس
ضرب المثل ہے لیلی و مجنون کا حسن و عشق
کیا کہ رہا ہون مین کہ یہ ہے اور وہ نہین
نفی وجود غیر ہے ثاقب طریق حق
ہم قوت جذب دل دکھائین
کیا چیر کے سینہ دل دکھائین
آتے نہین یہان اگر نہ آئین
اے بخت کہان تلک برائی

پوچھے کوئی کیون اور سے رستا ترے گھر کا
بچپن کا ہے یہ نام مرے دیدہ تر کا
ہون وصل کا خواہان نہین مشتاق خبر کا
جسکو گھر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا
وہ عدو ہے بت و بتخانہ مسلمان نکلا
مجبور رہ گئی کہ سر سے سے دہان نہ تھا
اے چرخ پیر قیس کوئی ساربان نہ تھا
دیکھا تو یہان بھی امن و امان کا مکان نہ تھا
شکر خدا کہ ثاقب آشفتہ یہان نہ تھا
یارب وہ خاک کیون کی کرامت کہان ہے اب
آخر وہی زمین ہے وہی آسمان ہے اب
کہنے کو ایک ہوش فزا داستان ہے اب
سننے کو ایک تذکرہ ہفتخوان ہے اب
ہان رود نیل روئے زمین پر روان ہے اب
صرف آذر و خلیل کا مذکور یہان ہے اب
حجاج ہے جہان مین نہ نوشیروان ہے اب
اوسکا نہ کچھ پتا ہے نہ اسکا نشان ہے اب
توحید کے خلاف ہے سب جو بیان ہے اب
آثار کی نمود بھی وہم و گمان ہے اب
اور پھر وہ ہمارے گھر نہ آئین
کچھ حال سنو تو ہم سنائین
اے کاش مجھے وہین بلائین
اے چرخ کہان تلک جفائین

ہم سینہ سپر کیے کھڑے ہین — وہ شوق سے خنجر آزما ہین
جو اسکا ہین غیر کے ہوئین صرف — افسوس وہ دلربا ادا ہین
شاید اسکے سبب کرے نالہ ثاقب — چلتے ہین شرر فشان ہوائین
خبر کسکو ہو گرچہ گھائل ہوتے ہین — صحبت مین ہم جلدتن دل ہوئے ہین
تمنا نہین ہمکو پروانگی سے — وہ اب غیر کے شمع محفل ہوئے ہین
نہین عقل سے خلق خالی کرائین — پڑے تجربے ہم کو حاصل ہوئے ہین
نہ لیٹین نہ ہون قتل انصاف یہ ہے — کہ ہم خود بہ آموز قاتل ہوئے ہین
ہین ذوق صحرا نوردی سے ثاقب — نہ سمجھو کہ جو اسے منزل ہوئے ہین
دل کا سودا اسے خفا ہونے کی کچھ بات نہین — گفتگو یہی سے بائع کو خریدار کے ساتھ
دانہ پانی کی خبر لینے کی توفیق نہین — کھیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتھ
جیبر کر سینے کو دل رکھتے ہین قتل کے بعد — اک چھری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتھ
خواہش وصل مین ثاقب کوئی دیکھے سیر — کچھ دعائین بھی پڑھی جاتی ہین اشعار کے ساتھ
ڈرتے ہین وہ جہان لطف آتا ہے گردباد — سمٹے ہوئے ہین کیا ہرے مشت غبار سے
رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہ ہو نصیب — کافر بتون کو کہتے ہین عشاق پیار سے
فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹھائیے — اس چند روزہ زیست مین کیا کیا اوٹھائیے
بے لطف زندگی سے تو مرنا ہی خوب ہے — کیا فائدہ کہ ناز مسیحا اوٹھائیے
آؤ نہ آؤ ہم بھی ہین خوگر شکیب کے — جی چاہتا ہے ذوق تمنا اوٹھائیے
یہان بھی قطرہ کو رخصت طوفان نوح ہے — ہان شرم سے اوٹھائیے اچھا اوٹھائیے
رکھتے ہین لوگ خلوت دشمن کا اہتمام — بے پردگی مین پردہ ہی پردا اوٹھائیے
بیٹھے ہین ہم تو اب دل بے آرزو لیے — وہ دن گئے کہ داغ تمنا اوٹھائیے
ثاقب وہ ضبط اشک کو سمجھے ہین تیغ — یہ رو دیئے کہ شورش دریا اوٹھائیے

**ثبات تخلص میر علی باشندہ بڑھانہ مقیم دہلی**

شب اوجو مین نے زلف کو چھیڑا تو اون کہا — مار سیہ کو ہاتھ لگانا نہ چاہیے

ثروت تخلص سید درویش علی مقیم دہلی انکے فراج مین کچھ وحشت تھی

قابل نہ سمجھے جفاکے اوٹھانے کی ہم ذرا ۔ ثروت تباہ ہے یہ اوس آفت تباہ کی

ثروت تخلص محمد بخش ولد شیخ احمد بخش باشندہ بریلی مقیم موضع سینتھے شاگرد حکیم مومن خان مرحوم

مقبول صورت پر نہ جا ثروت بتان ہند کی ۔ نرم گو ظاہر مین ہین لیکن دل او نکا سنگ ہے

ثروت تخلص میر محمد مشاہد باشندۂ نارنول مقیم دہلی

داغ ہے لالہ کے دل مین روے زیبا دیکھکر ۔ یا بگل ہے سرو اوسکا قد رعنا دیکھکر

کیا بلا ہوتی ہے آفت رشک کی ہمدم کہ مین ۔ مر گیا اغیار سے ربط اوس پری کا دیکھکر

ثریا تخلص سید امیر علی گوپاموی

جھوٹے وعدے بھی یہان غنیمت ہین ۔ اس مین تسکین کچھ تو ہوتی ہے

ثمر تخلص مرزا علی ولد مرزا جعفر علی لکھنوی شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے

حد سے ہین گزرین یار کی وعدہ خلافیان ۔ پوچھینگے آج اوس بت پیمان شکن سے یار

کیا رنگ شوخ شوخ کے ہاتھون مین لائی ہے ۔ کیا خون لگا ہوا ہے ہمارا حنا کے ہاتھ

ثمر تخلص سید ابو تراب خلف شاہ مرزا خان لکھنوی شاگرد امانی کے

مجھکو جو دیکھتے ہو عداوت آنکھ سے ۔ غیرون کو بھی نہ دیکھو محبت کی آنکھ سے

ثمر تخلص احمد سعید خلف سعد اللہ خان دہلوی

مثال آئینہ ہمسے کھلی حقیقت حسن ۔ کہ ہم کو دیکھکے اپنا تجھے غرور ہوا

تھا تامل امتحان عشق کو قابل ہے کون ۔ بل بے ہمت اس ضعیفی پر گمان مجھپہ ہوا

گذر اس نے تو آتا کیا غضب تھا اگر ۔ مرے غبار سے جا دل مین آسمان ہوتا

نگاہ گرم کا تیرے ہی کچھ اثر او لٹا ۔ کہ غیر پر پڑے اور دل جلا دیا میرا

ثنا تخلص مولوی ثناء اللہ خلف شیخ کریم اللہ باشندۂ دہلی سفر حجاز بھی کیا تھا

خواب مین مجھسے وہ بگڑا تھا یہ تعبیر تو دیکھ ۔ کہ سحر سامنے آیا تو پشیمان آیا

ثنا تخلص میر شمس الدین شاگرد شاہ مشتاق طالب وطن انکا کشمیر مولد و مسکن عظیم آباد

چمن ہے خندۂ گل سے مے و مینا ہے اور تو ہے
فغان ہے نالہ ہے فریاد و بیزاری ہی اور مین ہون

نواب تخلص سعادت علی خلف میر شہاب الدین دہلوی مقیم کرنال

کبھی ہے مژگان غم پہ احسان معجزۂ قم کا
کبھی حق نمک ہے زخم دل پر اوس تبسم کا

## حرف جیم تازی

جام تخلص کنور سین باشندۂ بدہولی شاگرد شرف الدین مسرور

چڑھی ہے بادلی گھوڑی پہ گو موج ہوا لیکن
نہ دعوی کر سکے گاؤن سے تیری ہمعنانی کا

جان تخلص جان عالم خان لکھنوی خلف نواب منور خان مرحوم شاگرد میر منور خط نستعلیق اور شکستہ خوب لکھتے تھے

چھوڑ عارض دل نے گھیرا زلف عنبر فام کو
صبح کا بھولا غنیمت ہے جو پہونچے شام کو
لگا خوبان نو خط سے یہ ملنے
گھسیٹا پھر مجھے کانٹون پہ دل نے

جان تخلص جان علی باشندۂ جہان آباد شاگرد میر تقی نواب بیرم خان کے قرابت دارون مین سے تھے

ذکر اوس زلف کی درازی کا
صبح سے تا بشام ہوتا ہے

جانباز تخلص ببو خان باشندۂ سردہنہ ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کس وقت کب یہ نالہ و شور و فغان نہین
کس دم ہماری سینے سے اوٹھتا دھوان نہین

جان صاحب تخلص میر یار علی خلف میر امن لکھنوی شاگرد عاشور علی خان بہادر ریختی اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

شان مین اللہ کے مطلع وہ جو دیوان کا
جیسے بسم اللہ سیپاٹک ہے بڑا قرآن کا
ہوتا نہین ہے ایسا بہو بیٹیون کا طور
غیر بانگ وید دہ دیکھا ہے اکثر جہان کا
سب جھوٹ ہے مین اونکے لیے بوجھی خبر آ
تجاہل کسی کا نہ جادو نظر پڑا
جس مردوے کے پیچھے سر اگھر ہوا تباہ
پھر سو گئے بعد پھر وہی الو نظر پڑا
کلوارنی پہ مرتا ہے لعنت اوسکی ریش پہ
قاضی کے گھر مین کیون نہ ہو چرچا شراب کا

سو ہم بنبوں سے جوا ہوسے جو کھیلے جو سہر
کیا ہم کو پڑے کوئی زنانی سے گھر آ یا
ساس ننندون کی محبت کی مین قربان گئی
نہ پھینکا ڈھیلا نہ کھنکار سے چیپ چلو ہٹے
کمر کا ہووسے جو مضبوط اور دکھاسے فرا
گرگٹ کی طرح کالا کبھی لال ہو گیا
کھلتی ہے جبھی ٹھوکرین کھانی کی حقیقت
چھوٹا کپڑا ہے بڑے لذت کی ہر چیز ہے
خوب ٹھیر کا یا تھا اوسکو سوت نے
چھوٹے دیوار سے مرتے پڑا گیا
ہو خیر دولہن دولہ کی ماتھا مرا ٹھنکا
نام رہی نہ جورو سے اب تک خبر ہوا
سوکھا سا کھا گو ہر ا گو ر ا
آلو نے مار مار کے کین چور ٹڑ یان
یہ بدگمان ہے دل وس نگوڑ ونٹ کھٹکا
جان کی خیر سو صدقہ اجی کچھ دے ڈالو
مجھے نفرت ہے صورت سے نگوڑی جا نصاحب کے
کہدے مہتاب نے مہرن سے ملاقات کی بات
کیا سٹرن نے چالیسواں بسنت کے روز
سوت کی مُنہ کو لگی سات تو فرنگی کا لک
نہ دیکھ دولہہ کو ساس ننندون آگے گھونگھٹ اوٹھا او ٹھکر
نکاحی بیاہی کو چھوڑ بیٹھے متاعی رنڈی کو گھر مین ڈالا
نصیب سیدھا اگر ہو میرا لکھیر تنگی کی کھاٹ اوسکی

چال وہ مجھ سے لگے کرنی کیا نہ کیونکر چلتا
اچھا نہین کرتا ہے اجی ذکر پرا یا
پاؤن سینکے مجھے منگوا دو سواری مرزا
کسی کے گھر مین کوئی بے حظ نہین آتا
مجھے تو اتنون مین کوئی لطف نہین آتا
غصّے سے مردوے کا عجب حال ہو گیا
سر پر جو کوئی چاہنے والا نہین رہتا
ساری جوڑی مین تو بندی کو خوشی آئی انگیا
مین ہوئی جب گرم ٹھنڈا ہو گیا
باجی صاحب اوہی تم نے کیا کیا
اچھا نہین یہ لوٹنا سہرے کی لڑی کا
قربان اس حیا کی لو اسال بھر ہوا
کملو کا لعب وا لا ہو گا
مطلب جو مین نے پوچھا عطا مرحیم کا
کھا یا مین نے جو سر مو سے کا دل ٹھکا
جان تم پر ہے کڑا آج کا دن آج کی رات
وہ اوسکی شکل کیا ہی اہی لوا قربان کی صورت
چیٹ کی ہلکی ہے اک دن نہ بچی رات کی بات
نکالی قیس کی لیلی نے کس بہار مین روح
سیرے چولھے مین اوسی نے لو الکا لوا تعویذ
نئی نویلی دولہن ہے بچی ابھی تو دو چار دن جیا کر
بنا یا صاحب امام باڑہ خدا کی مسجد کو تمنے ڈھا کر
دو دکھ نہ پاؤگی جسنے بھیجا ہی اولٹی پٹی تمہین پڑھا کر

| | |
|---|---|
| تھا کا تو نہ جان صاحب تم مٹ | اوسکو کس رشتے سے سُنا یا پارس |
| تھا کچھ تو دل مین تیرے جو سوبار کی تلاش | کیون موتڑ سے کاٹے رات کو تلوار کی تلاش |
| آج مجھ سے ہے توکل اور سے مرزا اخلاص | ایسے ہرجائی سے ہو نوج نگوڑا اخلاص |
| موتی کی طرح رکھئے خدا سب کی آبرو | بیرنگ سے ہے محل کا جواہر نگار رنگ |
| رنڈی چل دور چی مجھ پہ یہ بہتان نہ کر | میری بیری میری دشمن ہون گرفتار کہین |
| نہ جائے کوئی بلانے کو جان صاحب کے | ہم آپ کوٹھے پہ چڑھکر پکار لیتے ہین |
| جیسے بھاتے ہین مجھے باجی تمھارے ہاتھ پانو | گوری گوری ننھے ننھے پیارے پیارے ہاتھ پانو |
| جانصاحب مجھکو تم دکھا لو بالاپوش مین | مارے جاڑے کے مرے ٹھنڈے ہین سارے ہاتھ پانو |
| لے قسمت سے ہے اوباش جو رواہی نائی کو | خصم کی طرح رنڈی مونڈ کھائیگی خدائی کو |
| سر پہ باندھے جو مرے آکے تو چلاتی ہے | سینے جانا ارے جیند یا ترے کھجلاتی ہے |
| ٹٹو سے بھاتے نہ مرے آکے سامنے | یہ نخرے سے تلے کھینچے مجرد اسکے سامنے |
| دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائین رات کو | رستی سمجھ کے بھاگی ہین اک چیخ مار کے |
| در گور تم کو اپنا ہی مطلب ہے سو سمجھا | اے جان مین تو مرتی ہون مارے بخار کے |

**جان نثار** تخلص میان جی غلام فرید ساکن فرید آباد معلمی کرتے تھے

| | |
|---|---|
| پیچ اوس زلف سیہ کا ہم سے وا ہوتا نہین | لاکھ ڈالین پیچ ہین اوسکے اگر شانے کو ہم |

**جذب** تخلص میر عزت اللہ عرف میر بھکاری مقیم دہلی بریلی کی سعدزادون مین سے تھے بیشتر فنون مین دخل رکھتے تھے تھوڑی سی عمر مین بہت سے شہرون کی سیر کی تھی قریب بخارا اسکے انتقال کیا

| | |
|---|---|
| وہان صفائی و خودنمائی ہے | یہان مرے جان کی صفائی ہے |
| جو کہ حلقہ بگوش نتھ کے ہین | ناک مین اون کے جان آئی ہے |

**جرأت** تخلص مرزا مغل خلف عبدالباقی خان شاگرد سودا بریلی مین وفات پائی

| | |
|---|---|
| نپٹ ہی حال پریشان ہے آج سنبل کا | چمن مین آج یہ کس زلف کا دبال پڑا |
| کیون نہ ہو دین جان و دل سے ہم نثار آئینہ | عکس سے [illegible] ہم کنار آئینہ |

**جراٗت** تخلص شیخ قلندر بخش ولد حافظ امان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت اونیس ۱۹ برس کی عمر مین چیچک کے عارضے سے اُنکی بصارت زائل ہو گئی تھی نجوم اور موسیقی مین کامل تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان بہادر کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق کے باندھنے مین بے مثل گذرے اشعار انکے نہایت دلچسپ اور عاشقانہ ہین ۱۲۲۵ھ بارہ سو پچیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

کچھ بھی مزاج تیرا اے بدگمان بدلا
تیرے مریض غم نے سو جا مکان بدلا

جسنے پا بوس بھی ہونے نہ دیا وصل کی رات
اور کچھ اوسکا بھلا کیون کہ گوارا ہوتا

نہ لب تک آہ پہونچی ہے نہ افغان نارسا کی
کہیں اوس بے رحم کے دل مین اثر پہونچا کر کسکا

آئینہ سے بھی تو ہوتا نہیں محبوب دوچار
پھر یہ حیرت ہے کہ دل کیون ہی نہ گذرا اپنا

کیا کہین وصل ہوئی پر بھی زبان سے اپنی
حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا

ہوا ظاہر نہ مردہ بھی ترے بیمار ہجران کا
زبس صدمہ اوٹھا کر وہ ہوا تھا در پنہان کا

یاد کیا آتا ہے وہ میرا لگے جانا اور آہ
پیچھے ہٹ کر اوسکا یہ کہنا کوئی آجائیگا

در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل آنا
یا وہ راتون کو سدا آکے بتلبیس آنا

کلمہ پڑھے ترا جسے دیکھے تو پھر نظر
کافر اثر ہے یہ ترے کافر نگاہ کا

دم مارتے نہیں اور اوٹھاتے ہیں ظلم یار
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے نباہ کا

تیرے مریض غم کی زبان پر نہیں کچھ اور
اک تار بندھ گیا ہے فقط آہ آہ کا

آشنا مجھسے نہ تھا پر مین بزور اوس سے بلا
جبکہ تک عید کے دن اوسنے ہم آغوش کیا

کون دیکھے گا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
خواب مین آنے کی بھی تمنے قسم کھائی کیا

جنھون کا نامہ پہونچتا ہے اوس ستمگر تک
اونھین کا کاش کے جراٗت مین نامہ بر ہوتا

شب اوسنے توڑ کر موتی کی سمرن مجھسے گنوانے
دکھایا وصل مین عالم نیا اختر شماری کا

کچھ منہ سے دیے کہ وہ بہانے سے اوٹھگیا
حرف سخاوت آہ زمانے سے اوٹھگیا

ہے قریب مرگ احوال اب تری رنجور کا
عزم ہے باندھے مسافر کو قیامت دور کا

دیکھیو فتنہ دیدہ نگہ سے تو نکلا اک رات
دل کو تھا سمجھے ہوئے چکا سا ہی کیون کہ تو بھی
جس بہانے سے کبھی آن کے بلجاتی تھے
خط کسکا یہ آیا ہے کہ جرأت جسے تونے
کیا لڑکپن کا ہے عالم اوس بت نادان کا
یاد آتا ہے تو بس رو رو کے زانو پیٹنا
پھر کہو سوتے مین بوسہ کیون لیا تونے مرا
تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گھر سے
نہ مجھ کو آپ مین جرأت نہ رہا
جو کرتے بات ہمسے تو لڑائی آنکھ غیرون سے
اور وہ ہر بات مین ہین نالے سجتہ نجم جگر کو سبب
ہوا جب بات کرنا ترک بالکل
نہ ملو جرأت کو اپنے ہاتھ سے جان
نہ آئے کی حسب مین سنانے لگا
کسی نے جب پوچھا خفا کس سے ہو
جسے ہو فریاد اب نہ کر بلبل
تھا مزہ شور ہوا مین شمع کے مانند تس پہ بھی
جاؤ جاؤ کیا لگا یا ہے میان بیٹھے رہو
مبتلا ہون مین کسی اک بت ہرجائی کا
میرے ہوتے غیر سے جب مختلط ہوتا ہے وہ
ہاتھ ملتے ہوئے آج آتے ہین سب ہمگذر
دیکھنا دشوار ہے اب اوس بت دلخواہ کا
کیجو زمین ستم تیر برابر فرشتے کہ مین

چور سا کون کھڑا ہے پس دیوار لگا
جرأت اک بات بھی کرنا تجھے دشوار ہو گیا
آہ کیا بھول گئے اب وہ بہانہ اپنا
اک دم مین اوٹھا آنکھون سے سو بار لگایا
بھولی بھولی صورت اور بس پردہ بالا کان کا
اوسکا ہنس دینا اور اپنا گدگدانا ران کا
گو ہے تہمت پر فراکیسا ہی اس بہتان کا
فرہاد کھلا رہا ہے ان دنون دیوانہ پن اپنا
اب سمجھکر اوسے سمجھانے لگا
بھلا صاحب یہ ڈھب سیکھے ہو تم اچھا اٹھانے کا
تصور جب کہ گزرے ہے کسیکے مسکرانے کا
تو کیا اس بات کا چرچا نہ ہو گا
کہ ایسا شخص پھر پیدا نہ ہو گا
وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا
اشارے سے مجھکو بتانے لگا
رنگ گل بے طرح سے لال ہوا
دشمن ہے آہ ہر کوئی میری زبان کا
ہوا ہون مین اپنی زیست سے اگے ہی اوکتایا ہوا
جا بجا کیون نہ ہو شہرہ مری رسوائی کا
دیکھے اوس دم کوئی رکنا اور گھبرانا مرا
جائے حیرت ہے کہ مین کیون سر بازار تھا
یہ ہمین در پردہ گو یا عشق ہے اللہ کا
کشتہ ہون ایک پردہ نشین کے حجاب کا

پابوس بیسر ہین ہیہات نہین اب
ربط وو شخصون مین سنتے ہین تو ای جرأت ہا
منفعل کیونکہ نہ ہون اوسکی ہین اس حال پہ خوب
عالم مستی مین میرے منہ سے کچھ نکلا جو رات
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمھاری رات
اوسکا کیا حال کہون اتنو یہ حالت ہے کہ آہ
سر دیجے راہ عشق مین پر منہ نہ موڑیے
مجھ مین جرأت ہے بھلا دست درازی کی کہان
نہ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر
حیران ہون مین وہ کون ہے جو ہین وصل مین
اس ڈھب سے کیا کیجیے ملاقات کہین اور
آسیا سے کوئی اب سیکھے رفاقت کا طریق
سنگ بر سینہ ہون کہنا یہ کسی کا کر یاد
کر سکے کیون کہ بھلا پانو وہ رنجور دراز
کبریائی مین مرا وہ بت دلخواہ ہے ایک
دل تجھ سا جب وہ پھر آتا ہے تو جرأت
... ہون جو محرم یہ بھی ہاتھ اوسکے لگا ہو
... وحشت یہ دل ہی دل مین ترک کرلون کہو ...
... کی دوستی پہ تو زیبندہ ہے گرمی
شمع آئینہ باصفا ہین ہم
... سکتے ہین وہ آئین تو کہین غم جرأت
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے
جو روٹھے ہم تو بولے سیلی سے تم کہ آ لجا

وہ چوری چھپے کی بھی ملاقات نہین اب
سر کو ٹکرا کے یہی کہتے ہین ہم ہای نصیب
بعد بوسے کے وہ منہ پہ چھپے ہے رومال خوب
بول اوٹھا تیوری چڑھا کے وہ بت بیحجاب
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
کچھ بھی تجھی نہین جاتی ترے بیمار کی بات
پتھر کی سی لکیر ہے یہ کوہکن کی بات
دیکھکر مجھکو چھپا لیتے ہو تم گات عبث
ترے بغیر کسی کو نہین کسیکی خبر
کہتے ہو تم کہ چل بے اوسی کو تو پیار کر
دن کو تو ملو ہم سے رہو رات کہین اور
ساتھ گردش مین بھی چرخ کا نہ چھوڑے پتھر
چھوڑ لبس چھوڑ پڑین تجھپہ نہ توڑے پتھر
جسکو بستر پہ ہو جنبش سفر دور دراز
لوگ سچ کہتے ہین یہ بات کہ اللہ ہے ایک
کیا کیا دل نالان کی سنا کرتے ہین ساز نک
مشہور غلط محرم اسرار ہوئے ہم
الٰہی لگ گئے کیون ایسے دیولے کو پیار ہم
کیا لطف ہے ای چرخ جو خورشید ہو اگرم
دیکھتے ہی کہے آشنا ہین ہم
جب وہ آتا ہے تو اوسوقت نہین ہیں ہم
ہے آج تو جرأت یہ بھی تصویر کا عالم
ادھر کو دیکھیے کیون جی منانا اسکو کہتے ہین

بیٹھے مجھ پاس وہ کیا اوسکو یہ اندیشہ ہے
لگ جا گلے سے طاقت اب اے نازنین نہین
دید کا طالب ہون تو سن کر کہی جرأت وہ شوخ
جو دیکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسیسے وہ
بندے کی سن سفارش بولے وہ یون کسی سے
طفلان اشک کو دیتے آنکھون مین کیون جگہ
دیکھ آئینہ وہ اپنی ایڑی کو دیکھ بولے
دام مین ہمکو لاتے ہو تم دل اٹکا ہی اور مین
نہ دیا مین نے جو ہمدم تری باتون کا جواب
جی مین سو بار آئے ہے جرأت نہ ملیے یار سے
میری بیتابی سے محفل مین یہ دھڑکا ہے اوسے
رات تو بند قبا کھولنے کی ہٹ مین لگے
کہے ہے جب وہ محفل مین کہ لو اب گھر کو جاتا ہون
لی جائے اوس بت خونخوار نے جب باغ مین
بیٹھون ٹک پاس جو اوسکے تو چتون مین پھر
لگا یا غم یہ جوانی مین کیون میان جرأت
اے ستم ایجاد کب تک یہ ستم دیکھا کرین
روکتا کیا اوسے جرأت نہ رہا آپ مین مین
وہ کیا کیا مجھ پہ جھنجھلاتا ہے کچھ سوچ کر لیکن
سچ کہہ جواب نامہ تو لایا ہے وہ ہنسنے کیا
نہ بس وہ آپ کو بیخل سمجھے ہے زمانے مین
کہین شب کو ہوئے تھے رونق افزا کیون نگھر
گئے وہ دن سناتے تھے جو شب کو داستان تمکو

پہنچ کر مجھکو وہ کرنے نہ نکلے پیار کہین
ہے سپہ خدا کے واسطے منت کرین نہین
خاک دیکھے گا تری آنکھون مین بینائی نہین
یہ کہتا تھا کہ ہے لطف محبت رازداری مین
عاشق وہ یون ہے صاحب بازی جہان مین
گو شوخ ہین یہ لڑکے پر اپنے تو جگر ہین
حق تو یہ ہے کہ ہم بھی کیا ہی بہار پر ہین
شعر پڑھا نہ ہم سے اور مضمون گٹھا ہوا کہین
مت برا مانیو اسوقت مین تھا اور کہین
پر سمجھکر دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین
او ٹھکے ہونے نہ لگے یہ مرے قربان کہین
صبح نزدیک ہے سے لے ابتو کہا مان کہین
تو مین ایک ایک کو کیا کیا اشارہ نہین جتاتا ہون
چٹکیان غنچے بجانے لگ گئے تب باغ مین
چل پرے دل دور تری شکل سے بیزار ہون مین
ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن
تو کرے غیرون سے باتین اور ہم دیکھا کرین
بیٹھے بیٹھے جو مین اوسنے یہ کہا جاتا ہون
جو بیتابی سے گھبرا اوسکو سر باز ار لیتا ہون
تم سے سمجھا جو اس اب اسے ناصح نہین
ہوا سو نقش سے حیرانی کل آئینہ خانے مین
ابھی پہچانتے ہین نقش پاسکے ہم نشانون کو
ہم اپنے مہربانون کو وہ اپنے مہربانون کو

گر کہون بیزار کیون تم اپنی شیدائی سے ہو
میان پھونک دیا تن کو وہان یار کو بھڑکایا
دل مین آتا نہین اوسکے مرے گھر آنے کو
رات بولا وہ مرے نالۂ جان سوز کو سن
نہین دھیان سے بات سنتے کسی کی
رقیب کو جو بٹھاتے ہو مین سمجھتا ہون
وصل مین جسکے نہ تھا چین سو جرات افسوس
ادھر تو دیکھیو مینے کہا تھا غیر کو تم آنے دو
پوچھون ناصح سے جو تک شکل دکھا جاوے وہ شوخ
دیکھیو شوخی کہ مجھکو دیکھکر بیتاب رات
وہ دیکھو نبض مری آہ مت لگا تو ہاتھ
شرم ہیا تنک ہے کہ نا منگے نہ خدا سے وہ دعا
گر جو آیا نہین ہے تم نے دل
کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
حشر تک وعدہ فردا پہ نہ آیا واللہ
کچھ منہ سے دو کہ تکتے ہین ہم بار بار منہ
پیرہن چاک ترے در پہ جو کل کرتا تھا
دم رخصت کہے جرات کوئی اوس کافر سے
رکھے نہ کیونکر وہ ہمسے پردہ کہ ذات باری حجاب مین ہے
نہ دیکھی گو آنکھ اوٹھا کر اوپر غضب ہین وہ نیچی نیچی نظرین
یارب کبھی تو دیکھون مین یہ انقلاب عشق
قلق گزرتا ہی تھا کو کیا سنون ہون حسرت بھرا یہ جب مین
یاد ہم رخصت چلی آتی تھی دروازے تلک

تو یہ جھلا کر کہے ہے تم تو سودائی سے ہو
نالے بھی قیامت ہین کچھ آگ لگانے کو
تا یہ لوگون مین رہے بات قسم کھانے کو
آگ لگ جائیو جرات ترے جلانے کو
میان جرات اب سچ کہو تم کہان ہو
یہ ساری باتین ہین پیارے مری اوٹھالے کو
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجھکو
چپکے ہو منہ کھلواؤ نہ میرا جانے دو بس جانے دو
مین ہون اب دام محبت مین گرفتار کہ تو
سب سے کہتا تھا اشارون مین تک اسکو دیکھیو
طبیبو تم مرے جینے سے اب اوٹھاؤ ہاتھ
کرنے ہاتھون کو نہ تار و سے حسین کا پردہ
مسکراتے ہو کیون ادھر کو دیکھ
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھ
دیکھے ہم نے بھی قیامت بت عیار کی راہ
ورنہ تمھارا نام نہ لینگے ہزار منہ
آج لوگ اوسکو لیے جاتے ہین کفنائے ہوئے
اک مسلمان کو کیون جاتے ہو ترپائے ہوئے
یہ اوسکا مکھڑا نہین ہے گویا خدا کی قدرت نقاب مین ہے
سبھی ہے چتون وہ اوسکی کافر کہ لاکھ شوخی حجاب مین ہے
میری طرح سے وہ بھی کرے جستجو مری
کہ کوئی معشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا منا رہا ہے
یا مرے آنے کی سن کنڈی چڑھانے لگ گئے

مضطرب پایا اوسے تو ایک تو تھا ہی قلق
چاہ کی چتون مری آنکھ اوسکی شرمائی ہوئی
غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین بڑھاتا ہے اوسے
مین یہ نظرون مین سبک ہون کہ دم گریہ وہ شوخ
ہووے کس منہ سے بیان وہ کہ دم بوس وکنار
کھاؤن یارب نہ غم عشق تو غم کھلے مجھے
حیرت ہے کہ کل اوسنے کہی کان مین میرے
موئے اس رشک سے ہم تو کہ جو ہی اوسکے کوچے مین
ہاے وہ لڑتا ہے اوسکا تھا غنیمت وصل مین
مین ہی رہجاتا ہون اوس پاس جو محفل مین تو وہ
سو طرح کا سوچ اوس وہم دلمین اپنے آئی ہے
یون گوری سی چھاتی پہ ہے زنجیر طلا کی
منہ دیکھکر بس اوسکا حیران رہگیا ہون
خوبون پہ کرون کیون کہ دل اپنا نہ تصدق
سو خرابی سے جو ہم یار کے در تک پہونچے
شب کو اوس بن جان جو تن سے مری جاتی لگی
گذر جاتی ہین باتین دل مین کیا کیا اوسکی محفل مین
کچھ بات مرے آگے وہ کب منہ سے نکالے
روز غل آگ لگ اوٹھنے کا وہان رہتا ہے
وصل مین دیکھ کے رہتا ہون یہ حیران کہ وہ شوخ
جو عشق صادق کا دیکھا عالم تو تھا اوسکا اثر یہی ہمدم
کیا کیا وہ خفا مجھ سے ہوا گھر سے نکل کے
کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم ڈرے ڈرے

سوچ کر کچھ کچھ طبیعت اور بھی گھبرا گئی
تا لڑی مجلس مین سب سے لیے سخت رسوائی ہوئی
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھنے جاتا ہے اوسے
ہنسکے چھیڑا ہے کہ لو بس نکرو دل بھاری
کہسا کر جس ادا سے وہ بھر سے ہے سسکی
گر نہ بیمار محبت ہون تو موت آئے نہ مجھے
وہ بات کہ مطلق جو نہ تھی دھیان مین میرے
پریشان بے سرو پا غمزدہ آوارہ حیران ہے
صلح کو روتے تھے کیا اب جنگ بھی گوارا ہے
کیا کسی کے تئین جلدی سے بلا لیتا ہے
بیٹھے بیٹھے جب کہین گھبرا کے وہ اوٹھ جاتا ہے
جون کاسہ چینی پہ ہو تحریر طلا کی
دھوکے ہین جتنے اوسکا مجھ ہی کو لگ گیا ہے
یہ چاند کے ٹکڑے ہین مری جان کے ٹکڑے
وہ سنی بات کہ پھر جیتے نہ گھر تک پہونچے
آہ سوزان آگئے آگے شمع دکھلانے لگے
کسی سے چپکے چپکے جب کوئی کچھ ذکر کرتا ہے
جب تک کہ نہ دو چار کو پاس اپنے بٹھالے
جس محلے مین ترا سوختہ جان رہتا ہے
دمبدم جانب در کیون نگران رہتا ہے
اور بھی ہوگا جدائی کا غم مین جو غم ہے تو بس یہ غم ہے
جب سینے لگا را اوسے آواز بدل کے
وہ اوبھرے اوبھرے گات وہ بازو بھرے بھرے

جن پہ دل مائل تھا آگے سو مجسبت کتے ہین
اک زمانہ وہ بھی تھا جو ہم پہ یہ مرتے رہے

اس پردہ نشین سے کوئی کس شکل بر آوے
جو خواب مین بھی آوے تو منہ ڈھانک کر آوے

یون وہ تہ آنکھون مین کرے ہے جب کہ روتا ہم کبھی
جھوٹ موٹ اتنا نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی

جو کہا مین نے کہ مضطر ہے تاکے کوئی
تو غضب ناز سے جھنجھلا کے کہا ہے کوئی

لگ چلا مین جو شب وصل مین تو ہٹ کے کہا
جھانکتا روزن در سے نہ ہو ہے کوئی

جا چھپے حشر مین بھی دیکھ کے جرأت وہ مین
سب کے گھبرا کے قیامت ہے یہ ہے ہے کوئی

بل بے بے دردی کہا جو ان کو دل ترک ہی بچا
زور سے وہ اور مٹھی مین دبا کر لے گئے

سبھون کی ہے زبان پر داستان میری خوشی کی
مرے کم بولنے نے بات یہ کتنی بڑھائی ہے

بلایا خواب مین اوسنے جو بام پر تو ہائے
بس آنکھ کھل گئی لگتے ہی پانون زینے سے

یاد جب آتا ہے یہ کہنا تو اوڑ جاتی ہے نیند
اپنے ہٹ تو رکھ چکے لو اب تو ہٹ کر سو رہے

اب دن کو کیون وہ آوے ماہ صیام آیا
ڈرتے ہے اونھین کہ سب ہے روزہ کھین نہ لو

رو داد اوس سے کہیے تو منہ پھیر مسکرا
کیا چپکی سے کہے ہے کہ شامت نصیب کی

حیران ہون مین کہ آتے ہی وہان سے کہ گیا
پیغامبر نے یہ حرکت کچہ عجیب کی

ہزار افسوس یون اے زندگانی
سپے چلے تو خاک مین ہم کو ملا کے

کرے ہے کس فرسے سے دل کو چوری
وہ اوسکا دیکھنا نظرین چرا کے

غضب ہے لیتی ہے آغوش مین ہا سے
وہ اوسکا سانس بھرنا کسمسا کے

ہوئی تقصیر صاحب پھر نہ روٹھو تمھارا نہ روٹھو
چلو بولو مین باز آیا محبت آزمانی سے

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بدظن کے آنے کی
کہ وقت نزع آ کہنے لگا خوبی بہانے کی

**جرأت تخلص میر شیر علی معاصر سودا دکھن مین سکونت اختیار کی تھی**

بیخود جو ہوا اتنا تو دیکھ کے میخانہ
حیران ہون مین کیونکر ہوویگا تو پیمانہ

**جراح تخلص غلام ناصر جراح دہلوی کشمیری الاصل تھا**

اک دم نہین ہے اوس بت خورشید رو کو چین
پھرتے ہین جیسے کوکب سیارہ گرم ہے

جراح ٹانکے دیتے ہین بنت کر دو بنگ لگ
اسواسطے کہ زخم مرے یار گرم ہے

جسرا تخلص میر محمد حسین باشندہ لکھنو

| | |
|---|---|
| نالہ مزار ہین سے تا آسمان گیا | دیکھو تو بے ادب یہ کہان سے کہان گیا |
| اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنے کی امید | میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا |
| جن تھی کیا مال فرشتون کو ہوا حکم سجود | سب سے رتبہ مین سوا خاک کا پتلا ٹھہرا |
| اب ملینگے نہ کبھی اوس بت سفاک سے ہم | جو ٹھنے دل مین ٹھنی جی مین جو ٹھہرا ٹھہرا |

جسرا تخلص مرزا حسین بیگ شاگرد امیر

| | |
|---|---|
| میری طرح سے خون بھی میرا ہے باوفا | اے ترک یہ چھٹے گا ترے آستین سے کب |

جری تخلص مرزا سرفراز علی مرحوم ولد مرزا نوازش علی بن مرزا غضنفر بیگ رہنے والے محمود نگر محلہ لکھنو شاگرد برق

| | |
|---|---|
| کانون سے اوسکے ہٹتی نہین ایک دم کبھی | مثل جری ہے عاشق روئے نگار زلف |

جعفر تخلص جعفر علی خان دہلوی

| | |
|---|---|
| چمکتے دانت دیکھے یار کے مسی لگا کر مین | جڑی ہین قطبیان الماس کے نیلم کے خانے مین |

جعفری تخلص میر باقر علی خلف قمر الدین منت سفر حجاز سے پھرتے وقت اکتیس بتیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا اپنے برادر بزرگ میر نظام الدین ممنون سے تربیت پائی تھی

| | |
|---|---|
| آرام وعدے کی شب اک دم مجھکو نہ آیا | آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا |
| سب مٹے نقش خیالات جہان بعد فنا | داغ الفت ایک زیب صفحۂ دل رہگیا |
| تیغ یون دل مین خیال نگہ یار نہ کھینچ | ناخدا ترس تو کعبہ مین تو تلوار نہ کھینچ |

جعفری تخلص محمد جعفر خوشنویس باشندہ الہ آباد مقیم اجمیر شریف

| | |
|---|---|
| ہے وہ پابند چمن مجھکو یہ حیرت ہے کہ لوگ | سرو کو کس لیے آزاد کہا کرتے ہین |

جعفری تخلص شیخ جعفر علی قاضی زادہ دادری ملازم نواب عبد الرحمن خان والی جھجر

| | |
|---|---|
| الہی ہر گھڑی ہر زخم دل سے خون ٹپکتا ہے | شہید ناز ہون مین آہ کس دست حنائی کا |
| اے دل خیال زلف بتان کیون کہ چھوڑ دون | وحشی ہون اور پاؤن مین زنجیر بھی نہین |

جلا تخلص نواب مرزا امجد علیخان خلف نواب محی الدین حیدر بن نواب شجاع الدولہ بہادر
شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

تھکین ہاتھ شل ہون ٹوٹین جلین خاک ہون ملین
تیرے سوا کسی کو لگاؤن جو یار ہاتھ

آتا ہے ہجر مین جو خیال وصال دوست
گھبرا کے وہ پڑتے ہین سب بے اختیار ہاتھ

**جلال تخلص ضامن علی ولد حکیم اصغر علی داستان گوے لکھنوی شاگرد امیر علی خان ہلال و برق**

وہ یار سب اس قدر اونچی ہو وقت زینت سر
کرے پہاڑ کی چوٹی سے ہمسری چوٹی

کیا ہے ایک ہی چوٹی نے ہم کو سرگشتہ
اب اے جلال نہ دیکھینگے دوسری چوٹی

**جلال تخلص جمال الدین حسین**

جی مین آتا ہے گریبان پھاڑ کر
دشت کو اٹھ چلیے دامان جھاڑ کر

**جلال تخلص ایک شخص فیض آبادی کا ہے اور حال اسکا معلوم نہوا**

تنگ احوال ہے ابتو تری شیدائی کا
آ کے ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا

کیا ہوا مین نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا
اتنی ہی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

**جلیس تخلص اللہ وردی خان برادر سعادت یار خان رنگین باشندہ دہلی**

تیرے دہن سے ازبس کھینچی ہے اک ندامت
غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرو نہ آیا

**جلیس تخلص نواب محمد مہدی علیخان موسومی خلف نواب صمصام الدولہ ناصر الملک سید علی نقی خان بہادر شوکت جنگ باشندہ نیشاپور مقیم لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان کوثر**

جان تو جاتی رہی پر نام پیدا ہو گیا
جو بنا قاصد کبوتر تب وہ عنقا ہو گیا

چار دن کی چاندنی ہے سیر آ کر لیجیے
سانولا تیرا بدن اے ماہ سیا ہو گیا

موج دریا سے فنا ہر کی ادا ہم نے تماشہ
ہم سکندر تھے بھی اپنا مبتلا ہو گیا

خود بخود آپ جو تشریف مرے گھر لائے
آگیا آج یہ اے جان جہان کیا دل مین

یکتائی کا دعوی تجھے اے یار بجا ہے
تجھ سا کوئی دنیا مین نہ ہوگا نہ ہوا ہے

دن رات تری سمت مرے رہتی ہین آنکھین
ہر چشم کی پتلی صفت قبلہ نما ہے

زاہد بخدا ہون مین دل و جان سے تصدق
دیکھا ہے کہین اوس بت کو مگر نام خدا ہے

**جلیل تخلص مولوی فیض الحسن ولد مولوی سید محمد حسن علی فرخ آبادی شاگرد صفدر**

چاہیے

چاہیے عشق بتان سنگدل کو چھوڑ کر … اے جلیل اب تو توکل کر خدا کے نام پر

**جم** تخلص قاضی جمشید علی مرادآبادی

آتی ہے مگر کوچۂ جانان سے یہ اے جم … دامن سے ہے معطر جو نسیم سحری کا
ہے نامۂ اعمال مرا سامنے میرے … کہتا ہون جسے اے دل مضطر شب فرقت

**جمال** تخلص میر جمال الدین خلف میر کمال الدین باشندۂ دہلی

ہم تمھین آشنا سمجھتے ہین … آپ کیا جانے کیا سمجھتے ہین

**جمشید** تخلص مرزا جمشید بیگ ولد مرزا حیدر بیگ اکبرآبادی شاگرد مرزا عنایت علی ماہ

نکل گئی مرے تن سے گر انتظار مین روح … رہے گی حشر تلک جستجوے یار مین روح

**جمیل** تخلص جمیل الدین خلف شیخ حفیظ الدین تھانیسری مقیم دہلی یہ شعر انکے نابالغی کے ایام کے ہین

تونے دیکھین ہین غیر کی آنکھین … تیری نظرون مین کب سمائینگے ہم
جن ہو کے جمیل اوسکو چمٹ جاتے ہین ہم بھی … ہر چند کہ وہ شوخ پریزاد غضب ہے
مت برا مانیو جمیل اس کا … اوسکی گالی نہین سہالی ہے

**جمیل** تخلص مولوی جمیل الدین ولد شجاع الدین فتح آبادی

سوز دروں سے ہے دل عاشق کی زندگی … آتش ہے آب خضر سمندر کے واسطے

**جنت** تخلص علی ہادی ولد محمد معروف لکھنوی شاگرد امانت

وہ گل ہوا ہے نہ سنے گا ہزار کے … پیغام بھیجا چاہیے باد صبا کے ہاتھ

**جنون** تخلص جیندکا پرشاد ولد کالکا پرشاد لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

سامری سے بھی سوا کرتی ہین جادو زلفین … جان پر کھیل گئے دیکھ کے ہندو زلفین

**جنون** تخلص میر مہدی برادر خورد میر رضی رضا خلف میر عباس عرف میر منشی فیض آبادی مقیم لکھنو شاگرد رشک

گویا کہ گھڑی نور کی رکھی ہے کمر مین … ایسے ہی منور تری اے رشک قمر ناف

سخن شعرا

کسی نے تارے نہیں دیکھے چاند میں اب تک / تمہارا چاند سا چہرہ ہے اور ستارے گال

رخسارے دو نو مہر ہیں ابرو ہلال ہیں / گر یہ مانگ کہکشاں ہے تو ماہ ہیں جبین

جو کڑی بھول گئے دیکھ کے رفتار تری / کس طرح چار کریں آہوے صحرا آنکھیں

گو وصل یار تھا یہ لڑائی نہیں گئی / میرے اور اوسکے خوب لڑی رات بھر زبان

**جنون** تخلص مولوی عبد اللہ مرحوم خلف سرفراز علی منصف جسر باشندۂ بھاگلپور شاگرد مرزا جان طپش اور لاوین مولانا شہباز قدس سرہ کی انکا مولد و مسکن جسر ڈہاکے ہین عہدۂ صدر امینی پر مامور رہتے تھے سولہ سترہ برس ہوئے کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

رخ سے اٹھے نظر تو پڑی جاکے زلف پر / ٹھہرے ہے شام ہی کو مسافر نگاہ کا

**جنون** تخلص شیخ غلام محی الدین احمد باشندۂ آگرہ

بیان کیجیے کس سے جنون سنے گا کون / دل حزین پہ جو گزرے ہے بیقراری رات

**جنون** تخلص سراج الدولہ علی محمد خان بہادر سردار جنگ

اے جنون جور ستم سے ہے یہ دل تیر کا / آہ سینے سے نکلتی ہے تبر کی صورت

**جنون** تخلص شاہ غلام مرتضی شاگرد مولوی محمد برکت مقیم الہ آباد سہسرامی درویش تھے آخر ایام مین نابینا ہوگئے تھے

آفت جان ہوگئی آخر یہ بینائی مجھے / جو بلا کیسے سو ان آنکھون نے دکھلائی مجھے

تری چشم مست سے ساقیا جنون الست تو ہو گیا / کہ مے دو آتشہ طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

**جنون** تخلص مرزا نجف علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ باشندۂ بنارس طرف دہلی مین سررشتہ داری اور تحصیلداری کرتے تھے

دل کو شاید کوئی ستاتا ہے / قاصد اشک تیز آتا ہے

**جنون** تخلص میر فضل علی نایب خان باشندۂ دہلی شاگرد میر امانی اسد پہلے مست تخلص کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکو میر درد کا شاگرد لکھا ہے

دیکھا سراسر سینہ کو سے گر جز داغ دل / دل سوز ایک بھی نہ ملا غیر داغ دل

**جنون** تخلص مخمر الاسلام شاگرد نظام الدین ممنون دہلی کے مشائخون مین تھے

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل ملے نکلے | بجز حجاب یہان کچھ نہ فاصلے نکلے

**جنون** تخلص مائیدیال خلف منشی نوندھ راے عملہ کلکٹری میرٹھ شاگرد عبد الصمد فوق

پھنس گیا ہون مین سبزۂ خط مین | دیکھتا پیچ چرخ اخضر کا

**جواد** تخلص سید اسرار علی ولد بیدار علی باشندہ الہ آباد

دیکھا کرتا ہون تجھے دیدۂ باطن سے نم | چشم ظاہر سے جو موقع نہین بینائی کا

**جوان** تخلص میر جعفر علی ولد مرزا امیر باشندۂ الہ آباد

گلچین یہ کہہ رہا ہے چمن مین پکار کے | فردہ ہو بلبلو کہ دن آئے بہار کے
زرد حنا سے ڈر ہے بہت دست بزد کا | مہندی لگائین آپ تو چھلے اوتار کے

**جوان** تخلص محب اللہ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ عشق معلمی کرتے تھے

وہ کہتے ہین اگر تونے لگایا ہاتھ چھاتی پر | بحق رب کعبہ پھر دو ہین ٹھرینگے لات چھاتی پر

**جوان** تخلص مرزا نعیم بیگ دہلوی شاگرد مصحفی ملازم مرزا سلیمان شکوہ بہادر

پہلو مین دل اپنے کو بھی محرم اسرار نہ پایا | یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا
سیہ خال اسطرح سے ہینگے اوسکی ناف کے اوپر | رشیدا نے دیے ہون جیسے نقطے قاف کے اوپر
دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہو گئی ہے | کیا روزنون سے اوسنے آنکھین لڑائیان ہین
جو دیکھکر در گوش اوسکا جان دے ہم | بجا ہے خاک سے گر اوسکے موتیا نکلے
کسیکو اپنی سفارش کے واسطے اوس پاس | جو لے کے جاؤن تو وہ اوسکا آشنا نکلے

**جواہر** تخلص جواہر سنگھ شاگرد میان جرأت اجاگر طوائف پر عاشق تھے

جادو سے تیرے بہتے یون سارا جہان اجاگر | خورشید سے ہو جیسے سب آسمان اجاگر

**جودت** تخلص منشی تراب علی خلف سید محبوب علی صوبہ دار باشندۂ بارک پور
عرف اچانک شاگرد مولوی عصمت اللہ نسخ

تجھکو دل سے بھلا دیا صاحب | یاد رکھیے گا یہ بھلا صاحب
تیرے ابرو کے مقابل جو ہوا عید کا چاند | ہو گیا خلق مین انگشت نما عید کا چاند

**جودت** تخلص ہری رام مرشدآبادی شاہ عالم پادشاہ کے عہد مین نواب علاء الدولہ کی سرکار مین توسّل رکھتے تھے وطن انکا کٹک ہے

واعظ کی بات دل سے تومین کہنے کا نہین
پتھر کی چوٹ شیشۂ دل سہنے کا نہین

**جوش** تخلص رحیم اللہ دہلوی شاگرد میان مصحفی

سینے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا
بولا کہ ابے تیرا رونے ہی جنم گزرا

دریا مری آنکھون سے اک جاری لہو کا ہے
بے درد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہے

**جوش** تخلص میر وارث علی ولد منشی میر حسن علی لکھنوی تلمیذ ناسخ

تیر جو تیرا لگا ہے سر پہ اے ناوک فگن
ہے دہان زخم مین گویا زبان بالاے سر

**جوش** تخلص نواب احمد حسن خان عرف اچھے صاحب خلف نواب مقیم خان باشندۂ لکھنؤ نبیرۂ حافظ رحمت خان مرحوم والے کٹھیر شاگرد نواب ظفریاب خان راسخ شعر اچھا کہتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا

سبزۂ خط سے تسلّی دلِ مضطر کی ہوئی
بوٹی اسطرح کی پائی تو یہ پارا ٹھہرا

مال وقفی ہے مسلمان کے مذہب مین حرام
دولتِ حسن رقیبون ہی کا حصّہ ٹھہرا

چار سو گشتہ ہے عالم ادس بتِ بے پیر کا
ناز کا رفتار کا تحریر کا تقریر کا

آنکھون مین شرم ہجر کی دھڑکی سحر قریب
بازآئین آپ دیکھیے اپنے نہین سے کب

یہ ڈر تھا کہ تجھ پر نہ پڑے چھینٹ لہو کی
تڑپا نہ ترا عاشقِ مضطر تہِ خنجر

ڈرتا ہون کہین رازکو افشا نہ کرو تم
اے آنکھو قسم ہے تمھین رو یا نہ کرو تم

نازو انداز و ادا عشوہ و غمزہ تیرا
ہو گئے ہین یہ مری جان کے خواہان پانچون

یاس و حسرت غم و اندوہ و الم اے ناصح
خانۂ دل مین ہمارے ہین یہ مہمان پانچون

دلِ مائل زلف و رخ جانانہ ہوا ہے
سودائی ہے نادان ہے دیوانہ ہوا ہے

خندۂ دندان نما شمشیر ہے گجرات کی
خون رولایا اوسکو تم نے جس سے ہنسکر بات کی

نامہ مرے دلدار کا لایا جو کبوتر
حیران ہون کہ چلتی ہے ہوا آج کدھر کی

**جوش** تخلص شیخ نیاز احمد معروف اللہ دیا دہلوی شاگرد ذوق دس برس کا

عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

حاصل نہ ہوا وصل مین مقصود کہ مجھکو
پاس اوسکا رہا اور اونھین پاس حیا کا

ہے ڈر یہی کہ تو نہ پشیمان ہو بعد قتل
ورنہ جہان تو مرنے کا کچھ اپنے ڈر نہین

منظور ہے شفا کسے درمان درد سے
ایک شغل سا ہیان مجھے دن رات چاہیے

**جوش** تخلص محمد نظام الدین ولد محمد وجیہ الدین پنجابی مقیم کول

نظر آتا ہے جس جگہ چشمہ
ہے نشان میرے دیدۂ تر کا

دل لگائین گے اور سے ہم بھی
آپ سمجھین نہ دل لگی اسکو

قدم عشق پیشتر بہتر
پیچھے پاؤن اوس گلی سے کیون سرکے

**جوشش** تخلص شاہ خلیل الدین احمد عملہ سر رشتہ رجسٹری ضلع مونگیر خلف مولوی شاہ محمد اصغر مرحوم باشندۂ منیر ضلع پٹنہ اولاد مین حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ العزیز کے راقم کے احباب مین ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے

کہین دشمن سے نہ بگڑی ہوسے
رات کو کس لیے وہ گھر نہ گیا

نہ گیا زیر زمین کونسا اشک
کونسا نالہ فلک پر نہ گیا

کیون سلیقے سے نہ کاٹے گردن
خون مین ہاتھ ترا بھر نہ گیا

ہاے اوسکی وہ نظر جانب در
رات بیمار ترا مر نہ گیا

نہین رہجائین ہمین غیر سہی
آپ کیون غیر کے گھر جائیے گا

کسلیے میری نمازون پہ ہنسا کرتے ہین
نہ سہی گر نہین ملتی مجھے حور آپ کو کیا

لن ترانی کی نہ لین جوش سے کچھ یاد بھی ہے
اوسنے دیکھا نہین پردے مین حضور آپ کو کیا

ساری دنیا سے بے خبر پایا
جسکو عالم مین باخبر دیکھا

لوگ کہتے ہین شدت غم سے
جوشش بیچارہ آج مر ہی گیا

زہے قسمت زہے طالع زہے بخت
کہ آیا وقت پر اسے یار تو آج

ہے بزم یار مین دشمن بھی ہین سہے
کہیے دیتا ہون قصہ ایک ہم سو آج

مقتل مین دیکھے جو میری بیکسی کا حال — بھر آئے چشم جوہر شمشیر مین سرشک
دل کو جلایا آنکھون کو بے نور کر دیا — اے جوش اب ہے جان کی تدبیر مین شرک
غم دلدار ہے یار رشک عدو — اور کیا اسکے سوا ہے دل کو
عدو سے آپ سے نبھتی ہے کب تک — یہی ہم کو بھی تو اب دیکھنا ہے
یہ کہیے گا کہین جاتے نہین ہم — ذرا دیکھو تو کسکا نقش پا ہے
مرا خط لاکے دے قاصد عدو کو — یہی تقدیر کا میرے لکھا ہے
عدو اور تم بھلے ہو اور برا جوشش — جو کچھ فرمایئے صاحب بجا ہے
حورون کا دلربا ہے پھر شوق — واعظ کچھ عجیب آدمی ہے
امید وصال یار اور مین — ایسی تقدیر کب مری ہے
خوبون مین نہین ہے آدمیت — ہے حور کوئی کوئی پری ہے
تھا عالم جبر کیا بتا نہین — کسطرح سے زیست ہم نے کی ہے
کچھ درد مین کچھ کٹی ہے روتے — ناسور کی طرح زندگی کی
کرتا ہے تو ذکر یار دشمن — ناصح یہ تو دوستی نہین ہے

**جوشش** تخلص محمد روشن عظیم آبادی اولاد مین جسونت رائے ناگر کے
عروض مین اچھا دخل رکھتے تھے شعر خوب کہتے تھے

گر یون ہی یہ دل دریئے آزار رہیگا — اک روز نہ اک روز تجھے مار رہیگا
نہ پھوٹتے ہین شگوفے نہ غنچے کھلتے ہین — چمن مین شور پڑا کس کے مسکرانے کا
یار کو قاصد مرے جاکے اگر دیکھنا — میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا
کل جو ادھر سے دیکھکر ہم ہوئے تھے بے خبر — ہنسکے وہ کہنے لگا پھر بھی ادھر دیکھنا
اوسکی رنجش سے تجھے خوف عبث ہے جوشش — ہو چکا ہے وہ اسی طرح سے سو بار خفا
جز چشم بتان میکدۂ دہر مین جوشش — ہمنے تو کسی مست کو ہشیار نہ پایا
قیس پھرتا جو تھا دشت مین دیوانہ تھا — اوسکو لیلی کے سگ کے دروازے پہ مرجانا تھا
دیکھ ایک ستم تیرے جفاکاری کا — کوہکن ہو تو نہ دم مارے وفاداری کا

مزا دکھاوے دن تجھے تیری بیوفائی کا
اگر نہ ہووے سبھے پاس آشنائی کا

روشن ہے آفتاب کے مانند داغ دل
روز غبار تلک نہ بجھے گا چراغ دل

عمر عزیز گزرے ہے رنج و ملال مین
عاشق کہان ہوئے کہ پڑے اک زوال مین

راغب نہین طبیعت گر حور روبرو ہو
اپنی یہ آرزو ہے دنیا ہو اور تو ہو

بیکسی سے یہی گلہ ہے مجھے
تھام لیتی ہے دست قاتل کو

دم صبح بزم مین کاہیدہ ہوتے جاتی ہے
لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ

جی مین جسوقت کہ مضمون کمر آتا ہے
بسکہ نازک ہے مجھے باندھتے ڈر آتا ہے

**جولان تخلص الف شاہ درویش باشندہ بریلی مقیم اکبر آباد**

کیا تحریر فرط شوق مین جب نام احمد کا
تو کاغذ سبز بختی سے بنا تختہ زبرجد کا

ہم وہ ہین صید وفا کیش کہ خون روتے ہین
ٹوٹ جاتا ہے تڑپنے سے اگر دام اپنا

اوٹھایا ہے گلی سے اوس پریرو کے اگر مجھکو
تو لے چل وحشت دل اب جدھر جاے ادھر مجھکو

**جولان تخلص سید قدرت علی باشندہ الہ آباد ریختی کہتے ہین**

آتو کی چھوکری کو نوان اب کی سال ہے
انا جی رت جگے کا مجھے پھر خیال ہے

**جولان تخلص شاہ جولان شاگرد میان جرأت مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے متوسلون مین تھے**

مر گئے ہجر کے درد فرقت کا
رہ گیا دل پہ داغ حسرت کا

دوست جو تھے وہ ہو گئے دشمن
شکوہ کیا کیجیے اپنی قسمت کا

**جولان تخلص میر حسن علی خان باشندہ دکھن**

اب ایسے جام مین ساقی شراب ارغوانی بھر
کہ جسکو دیکھکر زاہد کے منہ مین آئے پانی بھر

**جولان تخلص میر بہادر علی دہلوی تیر اندازی مین ضرب المثل تھے**

کنج قفس مین دیکھ کے بے بال و پر مجھے
اے ہم صفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

**جوہر تخلص مرزا احمد علی قزلباش**

آتش وہ چمن ہو یا برق آشیان ہو
اے مرغ نالہ کچھ ہوا کہ شب شرر فشان ہو

جوہر تخلص میر مشرف علی عظیم آبادی

نشتر فصاد بنا جھلجھٹر سے — خون کا ہر قطرہ شرر ہو گیا
ضبط کیا آہ شرر بار کو — سینۂ و دل برق کا گھر ہو گیا

جوہر تخلص جواہر سنگہ ولد بختاور سنگہ راقم باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر و مرزا حاتم فارسی گو دیوان انکا نظر سے گزرا

تیرے ہاتھوں شہادت میری سر کٹنے کی دیتا ہے — دھڑکنا میرے سینے کا پھڑکنا تیرے بازو کا
روبرو آپ کے کیا یوسفِ مصری کی بساط — سر بازار بکے جاتے ہیں خریدار آنکھیں

جوہر تخلص مادھو رام ساہوکار ولد جواہر مل فرخ آبادی شاگرد میر

نیند آنکھوں میں بھری ہے کہاں رات بھر رہے — کسکے نصیب تم نے جگائے کدھر رہے
ہر دم جتائیے نہ محبت شبِ وصال — جب یہ نگاہ آپ کی وقت سحر رہے
باہر نہیں میں حکم سے اے جان آپ کی — دل سے نثار جان سے قربان آپ کی

جوہری تخلص پنڈت وشیانا تھہ ولد پنڈت دیبی پرشاد عرف سالیا سے لکھنوی شاگرد آتش

جب تلک ہوتی نہیں تقدیر اسے جوہری — بن نہیں پڑتی ہے کوئی تدبیر اپنے ہاتھ سے

جویا تخلص شیخ علی حسن ولد شیخ فتح علی باشندۂ عظیم آباد شاگرد رشک صاحب دیوان کہ

مملو تھا اب تو سے ہے آج باغ دل — کیونکر چڑھے نہ عرش بریں پر دماغ دل
کیا خاک بوسے جائے کوئی در دہن — مہر خموشی لب عاشق ہے داغ دل

جویا تخلص منشی محمد علی انھوں نے مردان علی خان رعنا کی ہجو رکیکہ کہی ہے

تم پورے اپنی بات کے ہرگز بھی کم نہیں — باز آتے تم جفا سے نہ گزرے وفا سے ہم

جویا تخلص محمد حسین علی خان بجیلہ دار باشندۂ کوٹھار تو ابع فتح آباد

اب کی بلاسے عشق سے خالق بچائے دل — کافر ہو پھر کبھی جو کسی سے لگائے دل

جہاندار تخلص مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر ولی عہد شاہ عالم بادشاہ دہلی سے لکھنؤ کو آگئے وہاں سے بنارس میں آکر سنہ ۱۲۰۱ بارہ سو ایک ہجری میں رہ گزائے ملک جاودانی ہوئے

مر کس کے انتظار مین یہ سب لے اچل گیا — آنکھین جو یون کھلی رہین اور دم نکل گیا
ٹھان لیتے ہین وہ پہلے ہی سر اپنا دینا — تیرے کوچے مین جو اے شوخ قدم دھرتا ہے
کونسی بات تری ہم سے اوٹھائی نہ گئی — پر جفا جو ترے ناحق کی لڑائی نہ گئی

**جہانگیر** تخلص جہانگیر بیگ دہلوی مدت تک لکھنؤ مین اوقات بسر کی آخر عمر مین دہلی مین جاکر مالیخولیا مین مبتلا ہوکر میر شاہ علی متخلص بہ درویش کو زخمی کرنے کے باعث محبوس ہو کر زندان مین فوت کی

وہ کافر مرا ورد کیا جانتا ہے — جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

**جھمن** تخلص جھمن ناتھ دہلوی شاگرد میر درد

دل جو سپند عشق کے آتش سے جل گیا — اِک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

## حرف جیم فارسی

**چالاک** تخلص میر قدرت اللہ باشندہ دہلی

روز کے صدمے کہان تک مین اوٹھاؤن چالاک — دل کی جاکاہش مرے سینے مین تھمتا ہوتا

**چراغ** تخلص رحمان یار خان آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی

عدم فنا اپنے تئین کر کے بقا کو پاوے — اوسکو مرجانا بہتر ہے وصال مرشد

**چرکین** تخلص شیخ باقر علی باشندہ قصبہ رودولی غلیظ مضامین مین شعر نہایت پاکیزہ کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک دن بھی دل نہ اوس بت کا پسیجا ہائے حیف — تھا اگر گوز شتر نالہ دل بیتاب کا
روبرو اعلیٰ کے اسفل سرکشی کرتا نہین — سامنا پھسکی سے ہو سکتا نہین ہے پاد کا
روتے انسان کو ہنساتا ہے — گوز مین یہ کمال ہے صاحب
خیال زلف بتان مین جو پیچ کہاتے ہین — مروڑے ہو ہو کے پیچش کے دست آتے ہین
آمد ہے خون حیض کی بنتی ہین گدیان — گو وڑ کی لعل سے بھی زیادہ خرید ہے
افسوس آج اونکو نہین گانڈ کی خبر — کل تک خراج لیتے تھے جو روم و زنگ سے

سمند گو زبھی صاحب عجب منہ زور گھوڑا ہے — پھٹی ہے نتھ سوارون کی بھی جسکی بدلگامی سے
کانڈ کھولے سوتے ہین وہ خاک پر زیر زمین — پوتڑے سیلتے تھے جنکے قاقم وسنجاب سے
عبث بدنامیون کا ٹوکرا سر پر اوٹھاتا ہے — لگانا دل کا بس جھک مارنا اور گو کا کھانا ہے

چمن تخلص بہاری لال ولد گنگا پرشاد شاگرد مقصود عالم سررشتہ دار سیتاپور

رہی بعد فنا بر باد مٹی جسم لاغر کی — نشان آرام کا ہمنے نہ زیر آسمان پایا

چمن تخلص قاسم علی خان لکھنوی ان دنون کلکتہ مین رہتے ہین راقم سے ملاقاتی ہین دو تین غزلین انکے پاس ہین انھین غزلون کو لوگون کے سامنے پڑھا کرتے ہین معلوم نہین کہ وہ غزلین انکی کہی ہوئی ہین یا اور کسی سے کہلوائی ہین

ہر نخل سبز بنگیا خیمہ زمردی — اوترا ہوا ہے باغ مین لشکر بہار کا
گر چھو گیا غبار سے میرے تو کیا ہوا — اتنا نہ چشم قہر سے دامان کو دیکھیے

چمن تخلص گل محمد رفوگر دہلوی

ہمارے چاک جگر پر ہو کیا کسی کو خیال — پھٹے مین پاؤن کسی کے دبا نہین جاتا
ہوش جس مہ نے زلیخا کے اڑائے خواب مین — ہم بھی اے ہمدم اوسکے دیکھنے والون مین ہین

## حرف حاء مہملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین مرحوم دہلوی عرف شاہ حاتم جوانی مین سپاہی پیشہ تھے آخر عمر مین توکل اختیار کیا تھا آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے سو برس سے زائد کی عمر پائی تھی مرزا سودا اور میان رنگین وغیرہ بہت سے شاعرون کو انسے فیض پہونچا ہے ان سے ایک دیوان بطرز ولی دوسرا بطرز سودا موسوم بہ دیوان زادہ یادگار ہے بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ لفظ ظہور سے انکا سال تولد نکلتا ہے لیکن راقم کو اسکی تحقیق نہین ہے

اسقدر کی صرف تسخیر پری رویان مین عمر — رفتہ رفتہ نام اب میرا پریخان ہو گیا
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہین تیر — دل بچا سہم اب کھاتا ہے ان چارون سے آج

زلف

| | |
|---|---|
| زلف و چشم و خال و خط چارون ہین دشمن دین کے | حق رکھے ایمان سلامت اسیر کفرستان کے بیچ |
| تھا و دشمن جان بغل مین حاتم | جانے دے بلا سے گر گیا دل |

## رباعی

| | |
|---|---|
| ان سیمبرون کے ساتھ سونا معلوم | قسمت مین لکھی ہے خاک سونا معلوم |
| حاتم افسوس دی و امروز گذشت | فردا کی رہی امید سونا معلوم |
| جو تیرے چشم کے گوشے مین تل ہے ای پیارے | نظر پڑا ہے کہین خال خال آنکھون مین |
| نظر آتا ہے اب فتنہ کی طرف جی کبھو کبھو | ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو |
| کرے ہین قمریان تعریف سرو اور ہم تری قد کی | جو تو آئی چمن مین تو ہمارا یون بالا ہو |
| تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو | اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو |
| مفلسی اور داغ اسے حاتم | کیا قیامت کرے جو دولت ہو |
| دیکھ جراح تیرے مرہم کو | میرے سینے کا داغ ہنستا ہے |
| بجز داس دور مین ہین سب حاتم | ان دنون کیا شراب سستی ہے |
| پیری مین آج یار مرا ہمکنار ہے | ساقی شتاب آ کہ خزان مین بہار ہے |
| سر کو ٹپکا ہے کبھو سینہ کبھو کوٹا ہے | ہمنے شب ہجر کی دولت سے فزا لوٹا ہے |
| ہر صبح اوٹھ بتون سے مجھے رام رام ہے | زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے |

حافظ تخلص حافظ ضامن شاہ رامپوری شاگرد حضرت رافت بصیر تھے

| | |
|---|---|
| ہمرہ غیر جو جانا ن ترا آنا ہو گا | جان لینا کہ مری جان کا جانا ہو گا |

حافظ تخلص حافظ محمد اشرف دہلوی موسیقی مین خوب دخل رکھتے تھے

| | |
|---|---|
| ابر مین مہ کیطرح زلف کے پردے مین آہ | تو نے گر منہ کو چھپایا تو مجھے معلوم ہوا |
| مطلب ہے لامکان سے نہ کچھ کائنات سے | مجھکو تو مدعا ہے فقط تیری ذات سے |

حافظ تخلص حافظ عبد اللہ ملیح آبادی

| | |
|---|---|
| ہے مطلع انوار خدا روے محمد | چشم دو جہان ہے نگران سوے محمد |

حالی تخلص میر محب علی مرشد آبادی

| | |
|---|---|
| عوض مین بوسے لے دی ہر گالی سوال دیگر جواب دیگر | یہ وضع تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر |

حالی تخلص مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش باشندہ پانی پت مقیم دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب عربی و فارسی و اردو تینون زبانون مین اشعار انکے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اسی تذکرہ کے لیے دیے تھے

| | |
|---|---|
| تم کو ہزار شرم سہی مجھکو لاکھ ضبط | الفت وہ راز ہے کہ چھپایا نہ جائیگا |
| کیون چھیڑتے ہو ذکر نہ ملنے کا رات کو | پوچھینگے ہم سبب تو بتایا نہ جائیگا |
| بگڑین نہ بات بات پہ کیون جانتے ہین وہ | ہم وہ نہین کہ ہم کو منایا نہ جائیگا |
| کچھ اپنی حقیقت کی گر تجھکو خبر ہوتی | میری ہی طرح تو بھی غیرون سے خفا ہوتا |
| ملتے ہی اونکی بھول گئین کلفتین تمام | گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا |
| دوزخ اگر وسیع تو رحمت وسیع تر | لاتقنطو جواب ہے ہل من مزید کا |
| سبب ہو نہ ہو لب پہ آنا ضرور | مرا شکر اونکا گلا ہوگیا |
| نہین بھولتا اونکی رخصت کا وقت | وہ مل مل کے رونا بلا ہوگیا |
| لغزش نہ ہو بلا ہے حسینون کا التفات | اے دل سنبھل وہ دشمن دین مہربان ہے اب |
| ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہان | اب ٹھہرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہان |
| ہوتی نہین قبول دعا ترک عشق کی | دل چاہتا نہ ہو تو زبان مین اثر کہان |
| ہم جسپہ مر رہے ہین وہ ہے بات اور ہی | عالم مین تم سے لاکھ سہی تم مگر کہان |
| ہم نے کی سیر چمن غور سے اے بلبل زار | بات چھپتی ہوئی کوئی گل و ریحان مین نہین |
| کسطرح اوسکی لگاوٹ کو بناوٹ سمجھون | خط مین لکھا ہے وہ القاب جو عنوان مین نہین |
| خلوت خاص مین رہ رہ کے عدو سیکھ گئے | وہ اشارے کہ تری جنبش مژگان مین نہین |
| بیقراری تھی سب امید ملاقات کے ساتھ | اب وہ اگلی سی درازی شب ہجران مین نہین |
| خوبی رو کے لیے زشتی خو بھی ہے ضرور | سچ تو یہ ہے کہ کوئی تم سا طرحدار نہین |
| حالی انصاف کر آخر سنے انسان کتنک | طعن اغیار مین کچھ آپ کے اشعار نہین |

خوشی مین بھی نہین ہے ناخوش آتا ایک حالت پر / کہان تک جی نہ گھبراے الہی درد ہجران مین

مجھے ٹلا ہے سو وہم و گمان مین / بہت کیون آج مجھ پہ مہربان ہو

سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم / ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے

وفا شرط الفت ہے لیکن کہان تک / دل اپنا بھی تجھ سا ہوا چاہتا ہے

شوق بڑھتا گیا جون جون رکے اوس شوخ سے ہم / یہ سبق وہ ہے کہ بھولے سے سوا یاد رہے

ہم بھی آداب شریعت سے تھے واقف لیکن / کبھی برتے نہ ہو جو رسم وہ کیا یاد رہے

چارہ گر کار باندازۂ تدبیر نہین / کچھ تو ہمت اگر وقت دعا یاد رہے

حامد تخلص نواب حامد حسین خان لکھنوی شاگرد امیر

پوچھو نہ مجھ سے نالۂ دل کو کہان گیا / ساتون فلک کو توڑ کے تا لامکان گیا

حامد تخلص شیخ حمید الدین خلف فرید الدین باشندہ پالی

لیا بوسہ تو منہ کو پھیر لیا / نہ تو بولے نہ مجھ سے بات کی رات

حامد تخلص میر حامد مرید میر نصیر جانشین خواجہ باسط آزادانہ وضع رکھتے تھے

رباعی

دنیا سے دلی کو جو کہ فانی سمجھے / وہ قصۂ عمر کو کہانی سمجھے

دریاے حقیقت کو وہی جاوے تیر / جو مثل حباب زندگانی سمجھے

حامد تخلص الٰہ بخش مجموعہ دار ولد محمد مہدی مجموعہ دار شاگرد میان اشرف علی مست سلہٹ کے رئیسون مین ہین

ملنے کا مین نہین کبھی ٹالے کوئی ہزار / مین ہون مری جبین ہے اور آستان دوست

شیرین ہو نیشکر کی طرح اب نہ کیسے قلم / لکھتے ہین مدحت لب شکر فشان دوست

حامد تخلص گھمنڈی لعل باشندۂ مونگھیر شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین بھی آئے تھے

نامہ شوق رقم کرتا ہون او سکو حامد / کیون نہ دو دول مشتاق کبوتر بنجاے

حسب تخلص میر احمد علی فرید آبادی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

چھا گیا رات اندھیرا سا نظر کے آگے
یاد وہ زلف سیہ فام جو آئی مجھکو

تو اولٹ دے جو ابھی روسے حسین کا پردہ
اوٹھ گیا خلق کہی خلد بریں کا پر د ہ

جلیب تخلص مرزا جان ولد مرزا بادل بیگ مقیم قنوج متوطن الہ آباد

خضر کیا کوچۂ دلدار کا رہبر ہوگا
ہم نے دیکھے ہین بہت راہ بتانے والے

حبیب تخلص حبیب اللہ ڈاکٹر

اوس مہ لقا کو اپنے جو پاتے بسنت مین
چھاتی سے اپنی خوب لگاتے بسنت مین

حبیب تخلص حبیب مولا حیدر آبادی شاگرد میر عبد الولی عزلت

فوائد کیا ہے کمیو را زجون تیر ای کمان ابرو
کشش کے زور سے دل کھینچکر کیون چھوڑ دیتے ہو

حبیب تخلص حبیب اللہ بیگ دہلوی

لگا یک ہو گیا ہم سے جدا دل
نہ تھا گویا کبھی کا آشنا دل

حبیب تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خانہ ویرانی مری گرچہ کی اس حال نے حبیب
پر خدا حشر تک آباد رکھے خانۂ دل

حجام تخلص عنایت اللہ عرف کلو باشندۂ سہارن پور مقیم دہلی تلمیذ سودا مرید
مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ قوم مو تراش سے تھا

روز رخسار سے کے لیتا ہون مزے خوبون کے
بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا

خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہین ہے ان تک
حجام کسطرح سے ملین کیا ہنر کرین

دیکھ عاشق کی تری رسوائیان
عشق کے لوگون سے قسمین کھائیان

رقیبون پر میان پڑتے ہین تب سو گھڑی پانی
بلا حجام کو جس روز تم حمام کرتے ہو

سے جی مین کہ اک روز مین ان آنکھون سے پوچھون
بچتے نہین کسو اسطے بیمار تمہارے

اک چلیے جو اوس شوخ سے رستے مین تو آ کر دو آنکھے
جھنجھلا کے یہ کہتا ہے کہ چل دور کر آنکھے

حرق تخلص میر حسین مرزا نواسہ میر اشرف علی مرحوم نامی رئیس ڈھاکہ شاگرد
میر اسیر علی آشنا و غلام حیدر مجیب کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہین

بجز اترک آرزو کے سوا
دل مین گر کوئی آرزو بھی ہو

جہان مین نہ ہوم سے ہے جور و جفا کی / بتون کا زور سے ہے قدرت خدا کی

بھٹی محرم دکھا کر اپنی وہ محرم سے یون کہنے لگے / کسی عیار نامحرم کی یہ چالاک دستی ہے

تمھین صورت کا غرہ ہے تو بیان دل کی محبت ہے / تمھارا حسن مہنگا ہے تو کسکی جان سستی ہے

اک بندہ کی بھی جان بخشی نہ کی / اسے بتو تم سے خدائی ہو چکی

**حزین تخلص ابو الخیر دہلوی**

خوبی رخسار خوبان گل سے پوچھا چاہیے / اضطراب عاشقان بلبل سے پوچھا چاہیے

**حزین تخلص مرزا خجستہ بخت بہادر**

کرون کیا وصف مین اوس شعلہ رو کے قد و قامت کا / بھبھوکا ہے دھوان ہے اور ٹکڑا ہے قیامت کا

**حزین تخلص میر علی حسین شاگرد آتش**

مہر سے بڑھ کے قد یار کا جلوہ ٹھہرا / یہ کڑی دھوپ ہوئی پاس نہ سایا ٹھہرا

سائل وصل ہوا اوسسے تو بوسے ہنسکر / عاشقی یہ نہ ہوئی منہ کا نوالا ٹھہرا

بیٹھا مین بھی کوچے مین اونکے رہا تو کیا / اور یس جا کے آئے ہین خلد برین سے کب

**حزین تخلص میر بہادر علی دہلوی ملازم مرزا ولی عہد بہادر دہلی شاگرد زین العابدین خان عارف و اسد اللہ خان غالب**

سب ناز سہے مین نے بیجا و بجا اونکے / سمجھتے نہ حزین اوسے گر مین بھی برا ہوتا

ہے یہی رونا تو خط کا سے کو لکھا جائیگا / جو کہ لکھتے جائینگے اشکون سے مٹتا جائیگا

اک تماشا جان کر قاتل اگر ٹھہرا رہا / ہم بھی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا

میرا احوال زبون اون پہ کھلے گا کیونکر / سامنے آئینگے جب وہ تو سنبھل جاؤنگا

بیگانہ وار نعش پہ آ جائے ناگہان / سمجھے نہ یہ بھی اسے تہمت ناآشنا ہوا

تھمے آنسو تو اب تھمتا نہین دل / یہ دشمن خانگی نکلا کہان سے

بلا سے گر نکالا ہون مین ہین سب بلکے / سبک ہو کر تو اوٹھے ہم جہان سے

حزین کس سے توقع ہو وفا کی / نہ ہو امید جب اپنی ہی جان کی

اثر جو آہ مین پایا تو ہو گئی تسکین / وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجھے

**حزین** تخلص نواب محمد علی خان ولد نواب زین العابدین خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش

کسقدر دلچسپ ہے ملک عدم | جو وہان جاتا ہے پھر آتا نہین

**حزین** تخلص میر محمد باقر دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان صاحب دیوان گزرے

مین تو بندہ ہون تری جور و جفا کا لیکن | سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل شقی کا
دل دیکر اپنا کیون عبث افسوس اب کہاتا ہی دل | جاتا رہا جب ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آیا ہی دل
ویران ہوا خزان سے چمن یہان تلک کہ ہم | جا ہین کہ جل مرین تو کہین خار و خس نہین
کچھ کٹی وصل مین کچھ ہجر مین گریان گزری | کیا مری عمر کی اوقات پریشان گزری

**حسام** تخلص نواب حسام الدولہ محمد تقی علی خان لکھنؤی داماد امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نواسہ نواب غازی الدین حیدر شاگرد امان علی سحر صاحب دیوان گزرے

بھلا فراق مین کس سے کرین گلہ دل کا | شب وصال تو ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
رات بھر تارے گنے چاند بھی عاشق کیطرح | تم دکھا دو جو ترے زلف پریشان عارض

**حسام** تخلص چودھری حسام الدین ولد چودھری سعادت علی باشندۂ سلیم پور پرگنہ گوسائین گنج توابع لکھنؤ شاگرد کرامت علی خان فرخ صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے سفر کربلا مین راہی عالم بقا ہوئے

ہے عشق نشتر مژگان جو مشغلہ دل کا | تو پھوٹ پھوٹ کے روئیگا آبلہ دل کا
وہ لال لال ہین عناب لب ترا ای گل | کہ جنکو دیکھ کے کھٹے ہوئے ہمارے دانت
بشکل آئنہ دیکھے تو منہ اسمین نظر آئے | صفا رکھتا ہے یہ وہ غیرت مہتاب ناخن پر
شب کو دریا مین جو عکس اوسکے کف پا کا پڑے | ہون حباب بحر جون فانوس روشن آبلے

**حسام** تخلص مولوی حسام الحق ولد مولوی نظام الحق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مولوی محمد حسین متین

خدا کو مانو اور اتنی ضد نہین اچھی | کبھی دن تو ہمارے دل کی بھی حسرت صنم نکلا
صفائی قلب رکھتا ہون کلیسا ہو کہ بتخانہ | کرون سجدہ جس طرف زاہد وہی جانب حرم نکلا

**حسرت** تخلص حافظ عبد الرحمن نبیرہ قاضی ثناء اللہ مرحوم باشندہ پانی پت

ہم تو حسرت کو سمجھتے تھے کہ اک عارف ہے — یہ تو ایسے واسطے نہ کافر نہ مسلمان نکلا
تم بھی رو بیٹھوگے دل کو ہمین ہنستے کیا ہو — اگر آئینہ کبھو تم نے مری جان دیکھا
گر نہین دوست خدایا مری جان کے دشمن — کیون شب غم مرے جینے کی دعا کرتے ہین
کیا ہوا دیکھ تو ناصح کہ ہمارے منہ سے — یا صنم نکلے ہی جب یاد خدا کرتے ہین
کیونکر کہون کہ ہجر مین مطلق نہین خبر — اتنی خبر تو ہے کہ مجھے کچھ خبر نہین

**حسرت** تخلص مرزا جعفر علی خلف ابو الخیر عطار باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد سرب سنگھ دیوانہ مرزا جہاندار شاہ کی رفاقت مین تھے آخر ایام مین ترک علائق کرکے گوشہ نشین ہوئے تھے سنہ ۱۲۱۱ بارہ سو ہجری مین فوت کی اشعار انکے نمکین ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہین ہوتا — اگر رو رو کے جی کھو دین تو پیدا دل نہین ہوتا
زخم تیر نگہ و خنجر براں اوٹھا — پر دل زار تو ہم کا نہ احسان اوٹھا
درس تھا مکتب مین محبت و آہ کا — یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا
فرقہ کوئی بچا نہین اوس ترک چشم سے — مارے بہت پڑے ہین مسلمان ہلی اٹھون
بوٹے سے قد مین تو ہے عجب دلبری کی شکل — اور مکھڑا دیکھیے تو ہے سچ مچ پری کی شکل
رخسار دیکھیے تو وہ ہین مہر و ماہ سے — چیچک کا داغ ہے تو وہ ہے مشتری کی شکل
جوڑے کے باندھنے مین ادا بند بے مثال — زلفون کے کھولنے مین ستمگری کی شکل
چوٹی مسکی بندھین ٹوٹے سر کے بال پریشان ہین — اس بگڑی عالم پر تیرے لاکھ بناو سنگار باری ہین
کپڑے بدن کے ٹوٹے ہین بلکہ ہین سب ملا دلا — شتابی سے باجی سہو لونکا عالم کس سے کہین ہم آپ ہین
منہ اوترا ہے گال ہین نیلا پلکین جھکین انکھون مین خمار — نام خدا بگڑے عالم پر جمع ادائین پنہان ہین
سچ کہو حسرت پاس رہے تھے رات جب سے یکہ — اوس کمبخت کی صحبت سے بیزار جہان کے خوبان ہین
ہوا ہے بال وان دو زلفونکی رخسارون پہ ملتے ہین — دل بیمار اوٹھ بیٹھو کہ دونون وقت ملتے ہین
ساقی مے دے کہ اہل مجلس — پانی پانی پکارتے ہین
جو حسن و ادا چاہیے سو تجھ مین ہی سب ہے — پرچھائی پہ انگیا مین ہے یہ چیز عجب کچھ

گو گوٹے کے کناری مین تو بجلی کی چمک ہے
کلاوے کے صفا جوڑی کی بندش سو کہون کیا
ہے دام بلا دل کے لیے جالی کی کرتی
وہ بند ازار اب جو جھلا جھل کا پڑا ہے
گر کہے تو رات تو دن کو کہون مین رات ہی
جسکے جو بیٹھے ہو تم ملنا سبھون کا ترک کر
جگر سوزان ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریان ہے
جو ایسا ہے دل دیوانہ میرے در پے جان ہے
اگر چشم حقیقت کو ذرا تو کھول کر دیکھے
بھلا پھر کس سے الفت کیجیے اور کسکو دل دیجے
بر رنگ شمع دل جلتا ہے تربت پہ مری سو بھی
یہ کسکی بجھ جاتی ہے کہ جسکے ساتھ اے گردون
جو قول و قرار تھے آپس مین سو دونو طرف ہو دفن ہوئے
اب قسمین کھانیکی کیا حاصل جب تمنے ڈھنگ نکالے
ان صاحب کو دنیا مین خوش آتی ہر بہبودی ہی
بر رنگ آبلہ اے واے یہ کیا زندگانی ہے
بزم مین بیٹھے تھے کل جتنے پری رو عورتے
کیسا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کر دے گئے
یہ بھی اک ستم تھا کہ خواب مین بھی جسکا آکے دکھائے
مجھکو تجھسے خدا جدا نہ کرے

لیکن وہ تمامی کی کٹوری ہے غضب کچھ
دن کچھ ہے تری آن ادا ہے تری شب کچھ
گوٹے لگے تیفہ نے رکھا ہوش نہ اب کچھ
اوس عقدہ کے کھلنے کا کسے یاد ہو دم بھی یہ کچھ
کفر کچھ اسمین نہین یہ دل ملے کی بات ہے
جانتا ہون مین کہ دل لینے کی یہ بھی گھات ہے
الٰہی دن ہے میرے مرگ کا یا شام ہجران ہے
تو پھر اک روز میرا ہاتھ اوسکا گریبان ہے
تو اے یعقوب ہر اک مصر مین سو با کنعان ہے
جسے ہم دوست سمجھے وہ تو اپنا دشمن جان ہے
چراغ صبح کے مانند کوئی دم کا مہمان ہے
غم و درد و الم فریاد و افغان مرثیہ خوان ہے
تم اور کہین ناوک ہو تم اور طرف معروفن کو
سو خوب طرح سے عالم مین مشہور ہو گئے معروف ہوئے
تب ایک ہمین سے تھے بدنام اب لاکھ صفت موصوف ہوئے
کہ جسکے پاؤن پڑتا ہون اوسکو سرگرانی ہے
دیکھ کر اوسکو لگے لینے بلائین دور سے
لو دل تمھین ہم دیتے ہین کیا یاد کروگے
کبھی نیند بہ سوئی نہین آئی تھی سو اوسطرح جگائے
مین ہون تجھسے جدا خدا نہ کرے

حسرت تخلص میر محمد حیات ملقب بہ ہیبت قلی خان باشندۂ عظیم آباد شاگرد مرزا مظہر قدس سرہٗ حیدر وزیر نواب شوکت جنگ کی رفاقت مین تھے بعد ازان نواب سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی سرکار مین داروغگی کی خدمت حاصل کی تھی لطیفہ گو

اور حاضر جواب تھے صاحب دیوان گذرے

عبث ہم عشق مین روتے رہے ہائے — پسیجا بھی نہ اے ظالم ترا دل

سنا ہے آج میخانہ مین جام سے پستون نے — لٹایا دین و دنیا و نوبت اسکو کہتے ہین

فرہاد سے ہمسری کرے کون — سر کسکا پھرا ہے یون مرے کون

حسرت تخلص منشی صمد علی دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد رحیم بیگ رحیم

سخت جانے کی آس ٹوٹ گئی — لوہا مانا تمھارے خنجر کا

حسن تخلص نواب مہدی علی خان بہادر لکھنوی خلف مرزا امام الدین شجاع الدولہ بہادر
شاگرد سعادت خان ناصر صاحب دیوان ہین

جب چلے اوس پر فریب نرگس کیا — حسن نے دیکھی ہے تمہاری آنکھ

یہ آواز آئی کہ روحی فداک — جو تربت پہ میرے گزر کیجیے

حسن تخلص حسن علی خان کشمیری

آنکھون مین مرے قطرۂ خوناب نہ ٹھہرا — ہر چند کیا ضبط یہ سیماب نہ ٹھہرا

حسن تخلص حکیم احمد حسن مرشدآبادی خلف مولوی فخر الزمان احمد کلکتہ مین رہتے ہین
کبھی احمد بھی تخلص کرتے ہین

پڑا ہے ایسے کٹر سے معاملہ دل کا — نکل سکا نہ کبھی ایک حوصلہ دل کا

اسے یار مجھے اور نہ تلوار سے دھمکا — جو کشتہ ترے تیر کا مہمان ہے دم کا

حسن تخلص مرزا حسن خلف سید الله داد سید رضی خان بہادر

دل کو دیکھا اوس بت کا ذکر سنیے اے حسن — جس قدر باعث یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہون

حسن تخلص مولوی ابو الحسن خلف مولوی الٰہی بخش نشاط باشندہ قصبہ کاندھلہ

جواب لائیو کا صدمت تاب نامہ کا — جواب نامہ نہ ہو دے جواب نامہ کا

منفعل ہون دست دیا کبھی یار نے جیسے وقت ذبح — کیون مین تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا گیا

حسن تخلص خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم نبیرۂ خواجہ مودودی علیہ الرحمۃ
تلمیذ جعفر علی حسرت صاحب کمال تھے موسیقی مین خوب دخل تھا لکھنؤ مین بخشی طوائف

عاشق ہوکر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تھے آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے قلندر بخش جرأت نے خواجہ اور بخشی کے معاشقہ کے باب مین ایک مثنوی کہی ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا قتل اور جان بخشی بھی کی — حسن اوسنے احسان دوبار کیا
امنڈ کے آنکھون سے اک بار بہ چلے آنسو — ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
وقت وداع یار دل بیقرار نے — یہ آہ کی کہ عرش معلا ہلا دیا
دل دلاسون سے کرے ہے بیقراری بیشتر — خانۂ ماتم مین ہو پرسے سے زاری بیشتر
جان بخشی کو بھی آیا نہ دم نزع حسن — اوسنے اسوقت مین بھی ہمسے چھپائین آنکھین
آہ کس کس بیوفائی کا ترے کیجے شمار — اور تو سب اک طرف منہ بھی دکھانے سے رہے
اوسنے کس کس طرح ٹالا اپنے وعدے ہمکو — دیکھیو تو پھر بھی حسن کس کس بہانے سے رہے

حسن تخلص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک شاگرد ضیاء الدین ضیا وطن انکا ہرات مولد دہلی شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ خلف نواب سالار جنگ کی رفیقون مین داخل ہوئے تھے شعر پُر فتنہ و شور انگیز خوب کہتے تھے مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے سنہ ۱۲۰۱ بارہ سو ایک ہجری مین وفات پائی شاعر شیرین زبان انکی فوت کی تاریخ ہی کلیات انکا نظر سے گذرا

تا اشارے کو سمجھنے نہ لگی غیر کے وہ — مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارا نکیا
اظہار خوشی مین ہے سو طرح کی فریاد — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
نے ہون چمن کا مائل نہ گل کے رنگ و بو کا — رنگ وفا ہون حسین بندہ ہون اوسکی خو کا
خاموش ہی رہا وہ ہرگز حسن نہ بولا — جسکو مزا الجھا کچھ اوس لب کی گفتگو کا
حسن کبھی آدمی سے کچھ خفا ہوتے ہو تم جیسے — خرابات جنونی باد لا سودائی آوارا
قیامت صحبت یہ شب اوسکا تلطف اور ترحم تھا — کہی تحسین گالیان منہ پر کہیں لب پر تبسم تھا
غیرون مین جو جھمکے وہ غضب تھا — کیا جانیے اسکا کیا سبب تھا
خار سے پھوٹے پھپھولے پاؤن کے — درد سے آخر مرا درمان ہوا

کہا مین کہ بہرتا ہون دم آپ کا
آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دل کو لیا
کیسی وفا کہان کی محبت کدھر کی مہر
خط کھلا اوسنے تب بوسہ دیا مجھکو حسن
پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
صیاد کی مرضی ہے کہ اب گل کی ہوس مین
وصل ہوتا ہے جنکو دنیا مین
دل لگایا جہان جفا دیکھی
ناز سے غمزہ سے عشوہ سے لگا لیتے ہین
دروازہ گو کھلا ہے اجابت کا اے حسن
غیرون کی بات کیا کہون اوسکی تو یاد مین
آکے دیکھا جو مجھے ابر مین روتے تو کہا
نوجوانی مین بتو کر لو خدائی کو مرید
شیخی تو حسن تیری بری لگتی ہے اللہ
مجھکو باور ہے نہ آتا تھا کہ مغرور ہے تو
غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو
زلف و رخ دیکھنے سے تمکو ہے کام
بیٹھی ہے کیا بنی یہان خسرو کے ساتھ شیرین
جو چاہے آپ کو تو اوسے کیا نہ چاہیے
دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی

لگا کہنے صاحب کرم آپ کا
لیتے لیتے دل کے سینے کا تجھے ڈھب ہو گیا
واقف ہے تو نہین ہے کہ ہوتا ہی پیار کیا
رکھ بھر نہ اسکو بھی آخر پان ہے یہ پان کا
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم
نالے نکرین مرغ گرفتار قفس مین
یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہین
کیا بلا عشق مجھکو راس نہین
جسکو وہ چاہتے ہین اپنا بنا لیتے ہین
ہم کبھی کبھی آرزو کو خدا سے طلب کرینگے
اپنا بھی مجھکو دھیان کبھی ہے کبھی نہین
کس مزے مین تجھے کہتے ہین یہ مرسا کرون
ورنہ پیری مین کہان پھر یہ کرامات کرون
اک تو ہے تو ہے اہل وفا اور نہین تو
مین نے دیکھا تجھے اللہ بہت دیر ہے تو
کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو
شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو
بگڑی ہے جسطرح دہان تیشہ سے کوہکن سے
انصاف کر تو چاہیے یہ یا نہ چاہیے
جب تلک بیٹھا رہا تب تک نہ سرکی پائی

اس مطلع کو بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے شاہ نصیر دہلوی کے نام مین لکھدیا ہے

سیکڑون عالم دکھاتی ہے حسن دلبر کے ساتھ
اس ڈر سے اوسکی زلف کی بنیے نہ بات کی

ٹھنڈی ٹھنڈی باد اور پچھلے پہر کی چاندنی
جاتی ہے دور دور تک آفت ازرات کی

پھر پھر آئینے کو وہ دیکھنے لگتا ہے حسن
ایک دم آپ مین وہ شوخ جو پاتا ہے مجھے

اک جان کی درپے ہین مرے اتنے ستمگر
غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے

مین نے تو بھر نظر تجھے دیکھا نہین ابھی
رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی

گر بخت اپنے جاگین تو اک کام کیجیے
سایہ مین اوسکی زلف کی آرام کیجیے

کیون مین اسطرح رات دن رووُن
تو کسی سے اگر ہنسا نہ کرے

فرے نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے
یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے

وہ دن گئے کہ دل مین رہتا تھا درد اپنے
اب دل نہین سراپا اک درد ہو گیا ہے

تعجیل نہ کر اکدن آنے تو لگا ہے وہ
مل جائیگا بوسہ بھی کیا منہ کا نوالا ہے

حسن دیتا ہے تو کیون جی تجھ پر
مار دینگے تجھے یہ کیا خدا سے

تمہری یہ چھیڑ چھاڑ مرے جی کو بھا گئی
لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آ گئی

حسن تخلص محمد حسن ولد شیخ کلن باشندہ پالی

ہاتھ تڑپے گی اے حسن تیرہ قبر
اوسکے کوچہ مین دفن اگر نہ ہوئے

حسن تخلص محمد حسن دہلوی شاگرد سودا

قاتل اگر کہے کہ سکتا ہے چھوڑ یو
خنجر تو ایکدم کے لیے منہ نہ موڑیو

حسن تخلص مولوی محمد حسن باشندہ سلہٹ ولد مفتی محمد سالم شاگرد دست ۱۲۹۹ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین بنگال کی

ہاتھ اوٹھا تو مجھسے اب کیا کام ہے تدبیر کا
ذبح کے قابل ہون مین موقع ہے اب تکبیر کا

تاثیر زہر زلف کی یہ ہے کہ بعد مرگ
جانے نہ حشر تک مری خاک مزار سانپ

حسن تخلص منشی عطا حسین خان عرف حسن میان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی

نہ کیونکر رشک سے ہم پیچ کھائین
تمھاری زلف جب شانہ سنوارے

حسن تخلص سید محمد حسن ولد میر حسین لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

دست ولدار دہان ہاتھ مین فصاد کے ہے
جوش کھاتا ہے یہان خون تمنا دل مین

او دل آزار بھی کیون نہ لہو آنکھون سے
روز ہوتا ہے یہان خون تمنا دل مین

حسن تخلص نواب مرزا حسن بہادر خلف آغا حیدر نیشاپوری مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

ملکے غیرون سے یہ اے یار جلا یا مجکو　　پڑ گیا آتش غیرت سے پھپھولا دل مین

حسن تخلص احمد حسن ولد سعادت علی باشندۂ قصبۂ موہان شاگرد رشک

واں سے ابر و خمدار ہمارا دل ہے　　کشتۂ خنجر خونخوار ہمارا دل ہے

حسین تخلص نواب غلام حسین خان خلف نواب محمد شیر دار خان قوم افغان رئیس شاہجہان پور شعر فارسی کہتے ہین -

مین تو تہ بیر مین تھا زخم جگر کے مصروف　　دل بہی پہلو مین طپان تھا مجھے معلوم نتھا
آگئے ملنے کی کوی راہ نکل آئیگی　　بیقراری تو مجھے اوسکی تو در تک پہونچا
تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی　　دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی
مرے اعمال ہین رونے کے قابل　　خدائی سا لہا مجھ پر ہنسا کی

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی ولد سید عبد اللہ پہلے عزیز تخلص کرتے تھے میرٹھ مین انگریزون کو پڑھایا کرتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا وہی ہے　　یون چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حسینی تخلص مولوی حسین علی باشندۂ کرنال

جب لکھی حق نے تری تصویر اپنی یاد سے　　ہاتھ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتھ سے

حشم تخلص حکیم باقر علی خلف حکیم مرزا احمد لکھنوی شاگرد ناسخ

ناحق کسی کی آنکھین نکلوا سیئے گا کیا　　کیا ہنسکے آپ نے پہلا غارت کی آنکھ سے
ارمان ہی رہا کہ ادھر دیکھیے کبھی　　الفت کی بیتو نون سے محبت کی آنکھ سے

حشم تخلص میر آغا حسین شاگرد مرزا علی جان شفق باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ یہ شعر اپنا تذکرہ کے لیے بھیجا تھا

چمن مین لالہ دہک رہا ہے ہر ایک غنچہ چٹک رہا ہے　　گلو نسے جو بن ٹپک رہا ہے تمام گلشن مہک رہا ہے

حشمت تخلص مرزا غلام فخر الدین دہلوی بن مرزا معظم بخت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان ۱۲۶۶ھ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین انتقال کیا

نالون سے مرے برپا سو فتنۂ محشر ہین　　قامت سے ترے قائم نقشہ ہے قیامت کا

تمھین یہی قدم پہ لگی ہے ان قدمون کے صدقے — بڑھیے کوئی دو چار قدم اور زیادہ

**حشمت** تخلص میر محتشم علی خان خلف میر باقی وطن انکا بدخشان مولد دہلی پارسی شعر خوب کہتے تھے ۱۱۶۱ بارہ سو تریسٹھ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان فارسی گزرے

گور کے سوتے دوانون کو جگاتی ہے بہار — شور ہے غل ہے قیامت سی اٹھی ہے بہار
خوب پیمانہ ہین نے بعد فنا ہو — خاک کی بھی غبار تھا دل مین

**حشمت** تخلص میر محمد علی مرحوم معاصر سودا

خط نے ترا حسن سب گنوایا — یہ سبزہ قدم کہان سے آیا
غم نے لیا ہے گھیر مجھے یہان تلک کہ اب — دنیا ہے ساتھ دینے سے مجھکو جواب دل

**حشمتی** تخلص لالہ ماتادین عظیم آبادی شعف مظفرپور شاگرد وزیر علی عبرتی بیشتر فارسی کہتے ہین

دیکھین گے حسن حور تو بھٹکے گا دل ضرور — جنت مین بھی یقین ہے نہ آرام پائے دل

**حضور** تخلص شیخ غلام یحیی تاجر عظیم آبادی صاحب دیوان گزرے

پھرے بیگانہ یہ دل تری بندگی سے — یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے
تیر نگاہ یار بلا ہے اگر کہین — ترچھا بھی لگ گیا تو کلیجے کے پار ہے

**حضور** تخلص محسن مرزا عرف اچھے مرزا

نالہ شب فراق مین کب رائیگان گیا — کیون آپ آئے اب وہ تنفر کہان گیا
پھرتا ہے جو چھری حلق پہ ٹھہرا ٹھہرا — رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

**حضور** تخلص لالہ بال مکند کھتری دہلوی شاگرد میر درد علیہ الرحمۃ زبان عربی سے بھی واقف تھے

یہ جو چشم پر آب ہین دونون — ایک خانہ خراب ہین دونون
یہان اٹھین نہین ہے جان باقی — وہان اب بھی ہے امتحان باقی
جفا کو تم وفا سمجھے ستم کو ہم کرم سمجھے — ادھر کچھ دل مین تم سمجھے ادھر کچھ دل مین ہم سمجھے

**حضور** تخلص منشی محمد عبد البصیر ولد مولوی عبد الغنی بلگرامی مقیم لکھنؤ شاگرد میر صبا

کس دن سوال وصل پہ اوس سے سنینگے ہان — یارب وہ باز آئیگا اپنی نہین سے کب
زندگی کا لطف یہی کرتے ہون گلشن کی سیر — شیشہ سے ہو بغل مین دست دلبر ہاتھ مین
پڑجاے ترے شعلۂ رخ پر جو ذری آنکھ — پھر ماہ پہ ڈالے نہ کبھی کبک دری آنکھ

**حضوری** تخلص مولوی مظہر علی باشندۂ دیوا جہانگیرآباد شہوسی مین مبتلا تھے

کل جو غصے سے مجھے اوسنے دکھائین آنکھین — روتے روتے مری آشوب کر آئین آنکھین
ایک لمحہ بھی کبھی آنکھ نہ لگتی دیکھے — کیا برا وقت تھا جب تم سے لگائین آنکھین

**حفیظ** تخلص حافظ محمد حفیظ مرثیہ گوی دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم اسنے مرثیہ مین برخلاف مرثیہ گویون کے روایت وضعی اور کاذبہ ہوتی تھی

خاک پا ہون بندہ ہون عاشق ہو نہین یار ہہون — تجھ تو آخر مین بھی تیرا اے مرے دلدار ہون
محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے — اگر اک دم ہنساتی ہے تو پھر برسون رلاتی ہے
ہم تو دشمن آپ کے ہین بار پر قربان ہیے — اور کس کس سے سبھے گی دوستداری آپکی
رو برو غیرون کے شکوہ کیا کرین ہم آپ کا — ہو رہینگی پھر کبھی باتین ہمارے آپکے

**حقارت** تخلص میر ممن ولد سلطان علی داروغہ

کسوت خاک پہ اتنا نہو نازان اے قیس — اپنے تن پر بھی کبھی جامۂ عریانی تھا

**حقیر** تخلص منشی نبی بخش اکبرآبادی سررشتہ دار عدالت فوجداری ضلع کول ولد منشی حسین بخش فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

زخم کے منہ مین پھر آیا پانی — جب کہ پیکان کا مزا یاد آیا
پھر گریبان کے اوڑینگے ٹکڑے — پھر وہی چاک قبا یاد آیا
خط جو غیرون کے لیے اوسنے رقم — ہم کو قسمت کا لکھا یاد آیا
وہ لگا ہین غضب تھی مجھکو تسلی کی امید — تشنۂ خون آفت دل دشمن جان ہوگئین
شانہ نے بل نکال دیے زلف یار کے — سیدھا کیا ہے موزون کو ادبار سے

**حقیر** تخلص میر امام الدین عرف میر کلو دہلوی

ہون ہست و نیست عالم تصویر کیطرح — گویا ہون اور خموش ہون زنجیر کیطرح

دل مین ہے بیٹھ رہین در پہ صنم کے ہی حقیر / راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دور ہمین

یاد مین اوس بت کافر کے ہوا کیا مصروف / کہ خودی بھول گئے بلکہ خدائی مجھکو

سب سے گلے لگے تری شمشیر کیلیے / پر ہم سے وہ کھنچی رہی ہے پیر کیلیے

گلی مین یار کے جیتے گھسیٹ لائے مجھے / حقیر صدقے ہو تو اپنی ناتوانی کے

**حقیقت** تخلص سید شاہ حسین مرحوم خلف سید عرب شاہ متوطن خوست مقیم لکھنو شاگرد جرأت چینا پٹن مدراس مین بھی گئے تھے وہین انتقال کیا دیوان ریختہ وتحفۃ العجم وخزینۃ الامثال وصنم کدۂ چین انسے یادگار ہین انکی مثنوی ہشت گلزار نظر سے گذری

کیا ترے عشق مین اے عربدہ جو ہاتھ لگا / زیست سے ہاتھ بھی دھو بیٹھے پہ نہ تو ہاتھ لگا

ہجر مین کیون نہ کرون یاد ملاقات اسکی / کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

دلا اب دونون مل کاٹینگے اوقات آہ و زاری مین / ہوئے بیمار ہم بھی لے تری بیمارداری مین

کس کے ہین انتظار مین آنکھین / جو کھلی ہین مزار مین آنکھین

نزع مین بھی نہین ہوتی ہین مری وا آنکھین / شاید آتا ہے وہ تکتی ہین جو رستا آنکھین

ہو گئی ایک نگہ مین تجھے صحت حاصل / گرچہ بیمار ہین لیکن ہین مسیحا آنکھین

کس طرح طائر دل دام بلا سے نکلے / زلف پر پیچ ہے حلقون سے سراپا آنکھین

**حکیم** تخلص حکیم محمد حسین عرف منجھلے صاحب خلف حکیم میر امداد علی باشندۂ فرخ آباد

آزردہ ہوا کرتے ہو فریاد سے میری / دکھتے نہین زیور سے کبھی کان تمھارے

**حکیم** تخلص حکیم محمد اشرف خان خلف حکیم محمد شریف خان دہلوی اپنے والد کیطرح طبیب بے مثل تھے

مرے رونے نے مجھکو اوس سے کھویا / سمجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا

کہون مین کیا برنگ زخم ناسور / ہنسا اکبار گر سو بار رویا

**حکیم** تخلص غضنفر علی خلف وشاگرد مظفر علی اسیر باشندۂ لکھنو

آنکھ اپنی کبھی زہرہ شمائل سے لگی ہے / یہ بہوت مقرر ہے بابل سے لگی ہے

حکیم تخلص حکیم احمد حسین عرف لکھی سوداگر عظیم آبادی خلف شیخ فیض بخش شاگرد غلام علی راسخ

کچھ آج اولجھتی ہے ہوا سے مری زنجیر
کیا آئی ہوا کاکل پیچان سے اولجھکر

آنکھین تری وہ ترک ہین کافر کہ جنھون نے
دین چھین لیا گبر و مسلمان سے اولجھکر

حکیم تخلص محمد پناہ خان خلف سید محمد شریف خان تلمیذ خواجہ میر درد باشندہ دہلی پہلے نثار تخلص کرتے تھے تاریخ اور موسیقی مین کامل تھے

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر
ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

تیرے لیے خلق در بدر ہے
اے خانہ خراب تو کدھر ہے

ہم تو کیونکر کہین کہ بوسہ دو
گر عنایت کرو عنایت ہے

ہم ہی صنم کے غم مین نہ ایمان سے گئے
کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے

حکیم تخلص میر محمد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد رضا برق

جب سے دل کو تہ گیسو مین مرا اولجھا ہے
وہ بلا کون سی ہے جو نہین آئی سر پر

حلیم تخلص حکیم نہال الدین محرر صدر اکبرآباد باشندہ کاکوری

مرے اپنے ہی نہ گئی میرے گھر کی تاریکی
رہا خموش چراغ مزار ساری رات

پھنسا کے زلف مین ڈالی ہے پاؤن مین بیڑی
دگرنہ رنگ حنا لائی تھی بہار مین روح

حکیم تخلص مرزا محمد سعید الدین عرف مرزا فیاض الدین خلف مرزا ریاض الدین عرف مرزا محمد جان نبیرۂ مرزا جہاندار شاہ مقیم بنارس شاگرد میر نواب

کب حنا کی رنگ سے اوسکی کف پا سرخ ہے
لعل کی رکھتا ہے اپنے یار معدن زیر پا

حمزہ تخلص شاہ حمزہ دہلوی مقیم عظیم آباد آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی کبھی رند بھی تخلص کرتے تھے

ہائے کس کس کے تئین بیٹھ کے ہم یاد کرین
غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین

بے پر و بال ہی رہنے کا خیال اپنا ہے
مور کی طرح پر و بال وبال اپنا ہے

حمزہ تخلص حمزہ علی باشندۂ اٹاوہ معلمی کرتے تھے

پان کہا وسے ہے تو جھلکے ہی گلوسے یون رنگ ۔ مے کی جون سرخی کہ شیشے سے نمایان ہووے

**حمید** تخلص حاجی مولوی سید عبد الحمید خلف مولوی سید محمد عثمان مرحوم باشندہ کابل مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ فنبح انسے ایک چھوٹا سا دیوان یادگار ہے

پاس میرے بھی کبھی آئیے گا ۔ تابکے دور سے ترسائیے گا
زلف سلجھانے لگے پھر صاحب ۔ پھر مرے سر پہ بلا لائیے گا
ہوگیا ہے عشق دل کو اوس بت طناز کا ۔ یا الٰہی ہو بخیر انجام اسکے آغاز کا

**حمید** تخلص حاجی حمید بخت باشندۂ سلہٹ خلف حاجی سعید بخت سعید تخلص شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم راقم کے ملاقاتی ہین

خواب مین شکل دکھانے گا وہ عیار کبھی ۔ یہ کبھو وسا سمجھے اسے طالع بیدار نہ تھا
وہ جو شب میرے گھر آیا تو گیا ہوش حمید ۔ اور جس وقت ہوا ہوش تو پھر یار نہ تھا

**حمید** تخلص سید حسین علی باشندۂ اگرہ

رہا وہ غیر کے گھر کل تمام شب ظالم ۔ مین کیا کہون جو رہے دل کو بیقراری رات

**حمید** تخلص حمید الدین خان سوار دہلوی

نیند آئی تھی مدت مین جگا کسنے دیا ہاے ۔ پاؤن مرے اے گردش تقدیر ہلا کر

**حمید** تخلص سید حمید الدین ولد کلام الدین شاہ فرخ آبادی شاگرد اسمٰعیل حسین منیر

عشق ان سنگدلون کا نہین آسان ہو دل ۔ کام جو سامنے آیا مرے مشکل آیا

**حنا** تخلص عبد الکریم خان ولد سرور خان لکھنوی شاگرد میر صبا صاحب دیوان ہین

لوگ کہتے ہین عیادت کو وہ کل آئین گے ۔ اور اک شب سفر مرگ مین وقفہ ٹھہرا
گر کر موے ہین ایسے کسی کی نظر سے ہم ۔ اوٹھتا ہے اب غبار ہمارا زمین سے کب
کیا خلل پھر کے کوچۂ گیسو سے آئے دل ۔ کیسا رفیق چھوٹ گیا اپنا ہاے دل
وصل کی شب مجھ سے اوس بت سی نگیری ۔ پہنے ہے وہ جنگجو جھگڑے کا چھلا ہاتھ مین
جب سے اوس یوسف لقا کو دل دیا ہے ہی جنا ۔ سورۂ یوسف زبان پر ہے زلیخا ہاتھ مین
ہو کبھی دشمن کو بھی یارب نہ دشمن سے نصیب ۔ سنج جو پہنچے ہین مجھکو دلربا کے ہاتھ سے

قائم

**حوشم** منشی دیپ چند کھتری دہلوی خط نستعلیق و شکستہ خوب لکھتے تھے زبان فارسی و انشاپردازی مین کامل تھے پیرانہ سالی مین بہ سبب مختل ہونے حواس کے یہ تخلص اختیار کیا اور شاعری کی طرف مائل ہوئے بارہ تیرہ برس ہوئے کہ انتقال کیا

جب کہ آنے کی سنی مین نے خبر دلدار کی ۔ بھر گئی کانون مین بو اوس زلف عنبر بار کی

**حیا** تخلص مرزا رحیم الدین خلف شہزادہ کریم الدین دہلوی متخلص بہ رسا شعر انکے بامزہ ہوتے ہین شطرنج بہت خوب کھیلتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

دیکھنے پائے نہ دل بھر کر قیامت مین اوسے ۔ روز محشر وصل کی شب کی برابر ہو گیا
رونا کہان ہوا ہے مجھے دل کھول کر نصیب ۔ دو آنسوؤن مین نوح کا طوفان آگیا
ممکن ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے ۔ پر ہم کو حیا حال دکھانا نہین آتا
بتون کو چاہ کی ہم تو عذاب ہی مین ہے ۔ شب فراق کٹی روز انتظار آیا
کہا صنم نے تسلی دو آنکر تو کہا ۔ خدا نہین کہ جو ہم دل رکھین زمانے کا
سہل سمجھے تھے وہم قتل گران جانی کو ۔ ہو گیا کام تری تیغ کو دشوار اپنا
پس وصال میسر مجھے وصال ہوا ۔ مرے جنازے پہ بیٹھے رہے وہ ساری رات
شروع شام جدائی مین نالہ و افغان ۔ ابھی تو اے دل مضطر پڑی ہے ساری رات
ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام ۔ ایسی سنے تو مین ہی نہ سمجھا لیا کرون
آدمی ہون نہین پتھر کا کلیجہ میرا ۔ اس قدر تو نہ ستم کر کہ اوٹھا بھی نہ سکون
آتے ہی آتے موت کی یہان عمر ہو چکی ۔ جو ہے سو میری جان کو غفلت تمہارے ہے

**حیات** تخلص محمد حیات خان ولد احمد یار خان قوم افغان شاگرد روشن شاہ روشن تخلص و نواب الہی بخش خان معروف باشندہ رامپور میرٹھ مین برٹ کے سر رشتہ سے متعلق تھے

تیرے بسمل کی یہ حالت ہو تہ خنجر ناز ۔ سر جدا ہاتھ جدا پاؤن جدا وجد کرے

**حیات** تخلص مہر الدولہ سید زکی علیخان بہادر باشندہ لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان لوتر

اون زلفون مین اب دل کا پھنسانا نہین اچھا ۔ ان کافرون سے پیچ مین آنا نہین اچھا

تھوڑی سی ہے رات اور وہ ہین جانی پہ تیار — او مرغ سحر شور مچانا نہین اچھا
موت آئے جیسے سایۂ دیوار صنم مین — ایسے کا تو مردہ بہی اوٹھانا نہین اچھا

حیدر تخلص حسام الدین

ملک خصال پریوش فرشتہ خو کہت — مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا
تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا — کیا طوق محبت ہے ترے کان کا بالا

حیدر تخلص منشی حیدر علی مرحوم باشندۂ ہوگلی خلف منشی غلام نبی مرحوم بن مسند خان مرحوم دہلوی جو ولندیزون کے عہد مین دہلی سے ہوگلی مین آئے تھے اور وہین سکونت اختیار کی تھی بڑے ظریف تھے راقم نے انکو ہوگلی مین دیکہا ہے

کھڑا ہو کر مرے بالین پہ وہ خصت جو ہوتا ہے — نظر آتا ہے حیدر نزع مین جلوہ قیامت کا
حال دل گر کہون تو کہتا ہے — شوق مجھکو نہین کہانی کا
سست پیری مین کیون ہوا ای حیدر — کیا ہوا ولولہ جوانی کا
سنگ ہاتھون مین لیے ہین ساتھ طفلان حسین — مین وہ دیوانہ ہون پریون کا اکھاڑا ساتھ ہے
ایک بوسے کے لیے آنا پڑتا ہی کوئی — تو ہی منصف ہو بھلا انصاف تیرے ہاتھ ہے

حیدر تخلص مرزا حیدر شکوہ خلف مرزا کام بخت بن مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنو

ناز سے جب وہ چلتے ہین پازیب آتی ہی صدا — کافر کہیے اونکو جو وہ انکار قیامت کرتے ہین

حیدر تخلص مولوی سید ولی حیدر ولد منشی امیر حیدر فرخ آبادی

خلق کی آنکھون مین چڑھے پھر نہ ہم — تم نے نظر سے جو اوتارا ہمین

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سررشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرۂ مدرسۂ عالیہ کلکتہ وطن انکا جاگیر اسکا مولد بنارس مسکن کلکتہ اشعار اپنے راقم کو دکھلاتے ہین انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہین

دل لیکے مرا صاف مکر جاتے ہین کیسا — جب مانگون تو جھنجھلا کے یہ فرماتے ہین کیسا

دھمکاتے ہین جھنجھلاتے ہین شرماتے ہین کیسا
رعشہ بھی ہے کچھ جسم مین کچھ لب پہ ہنسی ہے
دل و جان دین و ایمان و ہی چکا پھر کیا چھپا
درد کیسا کہ جدا درد کی صورت سب ہین
میرے اشکون کی روانی دیکھکر او حیدر
سُن لیا سرمہ لگاتے ہین جو چال مرگ غیر
عشق خط سبز نے پیا مجھے مثل حنا
اوس بت کا فکر کا دل مین رکھتے ہو حیدر خیال
کتنی دن سے ہے کیسا ہائے مضطر
نہ کیجے ضد نہ کیجے ضد بس اب رہنے دیجئے صاحب
قابو مین آگئے تو چکھائینگے ہم مزا
دیجے بوسہ یا کہ گالی کہیے جو کہنا ہو صاف
کیا بھولے بنکے کہتے ہین قربان جائیے
ان سرخ سرخ اونگلیون مین کیا ہی زیب دین
لیا بوسہ خفا کی گالیان تو دی چکے صاحب
ہر ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دمبدم
مجھکو بھاتی ہین قیامت تیری دلبر چھاتیان
وصل مین وہ سسکیان لیلے کی کہنا یاد ہے
ذرا سینے پہ میرے ہاتھ رکھکر دیکھتے جاؤ
مجھکو کیون آئینہ دکھاتے ہو
پردہ اوٹھواؤ مین نہین موسے
ہوئی کیا شمع گل بن آئی میری بوسے لیتا ہون
مثال نقش پا کو جہ مین اونکے جم کے بیٹھے ہین

قابو مین مرے آگئے وہ گھبراتے ہین کیسا
تنہا کہین ملتے ہین تو گھبراتے ہین کیسا
ذرا ایمان ٹھکانے سے تو رکھو او بدگمان اپنا
اپنا ہم درد کوئی خویش و برادر نہ ہوا
ایسا سمٹا شرم سے دریا بھی قطرہ ہو گیا
کیا اوسے آنسو بہانے کا بہانا ہو گیا
سبز بختی رنگ لائی خون اپنا ہو گیا
قبلہ مین دیکھیے کعبہ کلیسا ہو گیا
خدا جانے کہ حیدر کو ہوا کیا
مجھے دفنائیے گر آج کی شب جائیے صاحب
اچھا سوال بوسہ پہ ہان منہ چڑا نہین آپ
زیر لب کہتے ہین کیا فرمائیے اچھی طرح
ہوتی ہین نگ چار سفید و سیاہ و سرخ
فیروزون کے جو چھلے ہون ابھی یا سبز سبز
لیے جاتے ہو میری کیلیے پھر چٹکیان اتنک
اللہ رے ضعف چلتے نہین بے عصا کے ہم
اونچی اونچی گول چکنی سخت پتھر چھاتیان
کیسی بے رحمی سے اُف ملتے ہو حیدر چھاتیان
دھڑکتا ہے کلیجہ دل ہے مضطر دیکھتے جاؤ
شب مہتاب مین بُلاتے ہو
لنترانی کسے سُناتے ہو
ذرا ہے یہ بھری مجلس مین وہ جھنجھلا نہین سکتے
مٹا دین لاکھ وہ ہمکو مگر اوٹھوا نہین سکتے

ہے صبا جاروب کش چھڑکاؤ کرتا ہے سحاب
آمد فصل بہاری کی چمن میں دھوم ہے

دیکھیے جس وقت طفلاں پری وسادہ میں
ایک تو ہشیار ہے حیدر عجب دیوانہ ہے

چلے ہو کیسلیے ہو کر خفا سنو تو سہی
بتا دو پہلے ہماری خطا سنو تو سہی

ادھر تو دیکھو نہ بولو ذرا سنو تو سہی
شب وصال میں کیسی حیا سنو تو سہی

تا صبح ایک بوسہ نہ ہرگز دیا مجھے
باتیں تمام شب وہ بنائے چلے گئے

مجنوں نے کان بھی نہ رکھا آہ و نالہ پر
بلبل کو چٹکیوں میں اوڑاتے چلے گئے

اوٹھے کیا ہے تم بھلا بیٹھے بیٹھے
ہوئے مجھسے شاید خفا بیٹھے بیٹھے

بس قتل عاشقاں پہ نہ بیڑا اوٹھائیے
لاکھوں کا خون ہوگا نہ لاکھا جمائیے

دریردہ پردہ فاش کیا چاک جیب نے
پردہ نشیں سے عشق کو کیونکر چھپائیے

کافر یہ سنگدل ہیں بڑے سخت بیوفا
حیدر نہ ان بتوں سے کبھی دل لگائیے

حیدر تخلص نواب حیدر حسین خان خلف نواب حیدر علیخان شاگرد جوشش

کچھ تو ارشاد ہو فرمائیے کچھ تو صاحب
کیا خطا مجھ سے ہوئی آپ جو غم کرتے ہیں

حیدر تخلص سید ابن حیدر عرف بھولے میاں خلف سید دلدار حیدر بلگرامی

یاد رکھنا تو مری بات کو اے جان جہاں
مجھ سا دنیا میں نہیں ہے ترا خواہاں پیدا

حیدر تخلص سید حیدر علی خان لاہوری حضرت شیخ عبد القادر گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ کی اولادوں میں تھے

لے سنگ و خشت مجھ پہ ہر خاص و عام نکلا
بارے جنوں کی دولت اپنا یہ کام نکلا

یہاں تک تو رشک ہے کہ گوارا نہیں مجھے
محرم سے ہے بند بھی جو ترے سینہ بند کا

امداد سے بڑھ سب کچھ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنی دیوار و در کا

حیدر تخلص میاں حیدر

ہے کہاں اب تو اے مسیحا دم
یاد آتا ہے وہ ترا عالم

ہجر میں تیرے مجھ پہ کیا گذری
تجھکو معلوم کچھ ہوا اے صنم

حیدر تخلص دلیر الدولہ محمد علی خان بہادر عرف آغا حیدر خلف نواب

اسد الدولہ محمد تقی خان ترقی متوطن نیشاپور باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

| | | |
|---|---|---|
| اوس پری پوش کی نظر جب سے کہ آئین آنکھیں | | میری آنکھوں مین کسی کی نہ سمائین آنکھیں |
| نہ کبھی حور نہ انسان نہ پری نے دیکھین | | چشم بد دور رہا اوس شوخ نے پائین آنکھیں |
| برق کا طرز جو حیدر کے سخن مین پایا | | اوس سے محفل مین کسی نے نہ ملائین آنکھیں |

حیدر تخلص حیدر شاہ خان ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور مصوری مین بھی دخل رکھتے تھے

| | | |
|---|---|---|
| کب آتش دروں مرے ہوتے نہین بلند | | مانند برق کب دم شعلہ فشان نہین |

حیدری تخلص حیدر بخش دہلوی ۱۲۱۶ بارہ سو سولہ ہجری مین کلکتہ مین تھے انکی آرائش محفل یعنے ہفت سیر حاتم نظر سے گزری

| | | |
|---|---|---|
| برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا | | صبا نے مار طمانچہ منہ اوسکا لال کیا |

حیدری تخلص غلام حیدر دہلوی مقیم عظیم آباد

| | | |
|---|---|---|
| حیدری کے قید کرنے کی عبث تدبیر ہے | | اس پریشان کو خیال زلف ہی زنجیر ہے |

حیران تخلص حافظ بقاء اللہ خلف حافظ ابراہیم خط نسخ و نستعلیق خوب لکھتے تھے

قطعہ

| | | |
|---|---|---|
| بعد مرنے کے یہ خواہش ہے مری ہم دوستو | | کچھ نہ خواہشمند ہون تربت کا نہ توقیر کا |
| گرد تربت کی ہو اک آئینہ اور طوطی ہو وہ | | تا کہ جانے دیکھ سب حیران خوش تقریر کا |

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد میر سید شکر دیوانہ بازار مین مارے گئے اپنے قاتل کو بھی اپنے ساتھ لے گئے

| | | |
|---|---|---|
| کہا مین نے کہ میرے گھر چلیئے | ق | اس مین کچھ کم نہ ہو گی محبوبی |
| تیوری کو چڑھا لگا کہنے | | راہ و رسم ادب تو سب ڈوبی |
| مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیئے | | دیکھیو اختلاط کی خوبی |
| دیکھ زخمی مجھے اوس کوچۂ قاتل و اپنے | | ہنسکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سلوا لیجے |

**حیران** تخلص میر منو عظیم آبادی مرثیہ مین مظلوم تخلص کرتے ہین

وہ ظالم ایک دن بھی آن کر بیٹھا نہ پہلو مین ۔ اگر دیکھا ہے یہ حال دل دیوانہ پہلو مین

**حیران** تخلص میر ولایت علی دہلوی بہادر شاہ بادشاہ دہلی متخلص بہ ظفر کے عہد مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے

سر ٹپکتا رہون یا پھوڑ کے سر مر جاؤن ۔ تیری مرضی ہے بتا اے غم تنہائی کیا
شکل تصویر جو حیرت مین تو ای حیران ہے ۔ اوسکی تصویر کسی نے تجھے دکھلائی کیا

**حیرت** تخلص حافظ عبد الرحمن باشندہ جھنجانا شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

اک دو ہی آنسوؤن مین لگا ڈوبنے فلک ۔ نکلے گی خاک دیدۂ خونبار کی ہوس
گر شربت وصال نہین موت ہی سہی ۔ کوئی تو نکلے اس دل بیمار کی ہوس
حیرت کا خدا جانے ہے کیا حال کہ ہمدم ۔ کچھ رات سے آتی نہین آواز فغان کی

**حیرت** تخلص مرزا رمضانی دہلوی خلف شہزادہ صمصام الدین شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

وہ خار ہون کسی سے اولجھتا نہین ہو کہین ۔ دشمن کی آنکھ مین بھی کھٹکتا نہین ہو کہین
حیرت اب یار سے کیون ترک وفا کرتی ہو ۔ پہلے ہی تم نے محبت نہ بڑھائی ہوتی

**حیرت** تخلص محمد جان خان ولد باز خان باشندہ الہ آباد

مرقد سے میرے اوٹھکے بگولا جو رہ گیا ۔ کہنے لگے وہ خاک کسی ناتوان کی ہے

**حیرت** تخلص میر محمد حسین ولد سید امید علی متوطن بارہ مقیم قصبہ اکبرپور معروف بہ بندگی توابع فتح پور ہنسوا شاگرد احمد علی کامل

اوٹھا جو صبح کو ملتا وہ مست خواب آنکھین ۔ لگا چھڑانے مسیحا سے آفتاب آنکھین
خبر ہے آمد جانان کی بر لب دریا ۔ ہین انتظار مین کھولے ہوئے حباب آنکھین

**حیرت** تخلص میر مراد علی تاجر مرادآبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا تخلص حیدر لکھا ہے

مجھ سے دیکھا تو بیجا تھا سب گلہ دل کا ۔ یہ چشم تر نے ڈبویا معاملہ دل کا
شریک آہ ہے شور جنون ہے وحشت ہے ۔ عجب جلوس سے جاتا ہے قافلہ دل کا

کہان سے ہے شیشہ مے محتسب خدا اسے توڑے | مرے بغل مین چھلکتا ہے آبلہ دل کا

**حیرت** تخلص غلام فخر الدین نبیرہ میر منو ولد اعتماد الدولہ قمر الدین خان مقیم کالپی فارسی بھی کہتے تھے

ہم اوس بزم سے یون پر ارمان نکلے | جوانی مین جسطرح سے جان نکلے
یہ ستم دیکھون کن آنکھون سے مین لہو غیرت عشق | ایک عالم اوسی کوچہ کا تماشائی ہے

**حیرت** تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری شاگرد جرأت موسیقی اور تیر اندازی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۳۵ بارہ سو پینتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہا کرتے تھے

برنگ نقش پا اوسکی گلی سے اوٹھ نہین سکتا | ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

**حیف** تخلص میر حیات علی لکھنوی شاگرد میر شیر علی افسوس

جسکی پھر اک امید مبدل بہ یاس ہو | کیا اوس مریض عشق کی جینے کی آس ہو
ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن | ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادھر آوے
کہتا ہے کوئی بال اوسے کوئی رگ گل | کچھ مین بھی کہون تیری کمر جو نظر آوے
کانون مین نہین ہین اوسکے بالے | اک چاند کے دو ہوئے ہین ہالے

**حیف** تخلص موتی لال ولد لالہ بسنگھ شاگرد میر سوز ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گلشن دہر مین کیونکر وہ بھلا شاد رہے | رات دن جسکے لیے گلشن مین صیاد رہے

**حیف** تخلص شیخ محمد حاجی مرحوم دہلوی شاگرد میر محمدی بیدار

## رباعی

اب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے | سب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے
پہلے کہہ لے کہ مین برا نہ مانون گا | تب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے

## حرف خاء معجمہ

**خادم** تخلص خادم علی شاہ مقیم کلکتہ ذی شعر بارہ برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم

اسنے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

صاف آیا میل ہے ولمین وہ یاد افسوس آج — خانہ تاریک مین روشن ہوا فانوس آج

**خادم** تخلص منشی محمدی راجہ بردوان کی سرکار مین متعلق ہین فارسی بیشتر کہتے ہین

اشک کوئی دم مین اب لاتا ہے منہ پر دلکی بات — طفل سے ممکن نہین ہے ضبط کرنا رازکا

(باشندۂ کیتھل) **خادم** تخلص شیخ خادم علی کیتھلی شاگرد میر تقی دہلی مین تربیت پائی تھی بیشتر خطوط مین دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے

عاشق ہوا ہون اک بت بالا بلند پر — صد آفرین ہے میری بھی عالی پسند پر

اسکے ہاتھون اک جہان ویران ہے — چشم بھی میرے کوئی طوفان ہے

**خادم** تخلص خادم علی خان باشندہ فرخ آباد استاد نواب ناصر جنگ بنگش بیشتر فارسی کہتے تھے

مجھکو کہتے ہو کہ چل باہر ہو — آپ کے کہنے سے کب باہر ہون

**خادم** تخلص خادم علی لاہوری مقیم دہلی

نشین جو کہ نہ کوئی تھین سو کمین پروہ شوخ — نہ ملا اپنے جگر سوختہ سے پر نہ ملا

**خادم** تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

رات بھر ماتم پروانہ مین روتی ہے شمع — اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

**خاص** تخلص منشی پلٹن سپاہیان شاہی محمد حیدر خان خلف الٰہی بخش خان باشندہ دہلی شاگرد مرزا جمعیت شاہ ماہر

تھی جدائی گرچہ پہلو مین مرے وہ یار تھا — نازتھا آزردگی تھی رنج تھا انکار تھا

کاوشین جھیلین نہ کیا کیا دفرگان مین سے — گاہ نشتر تھا جگر مین گاہ دل مین خار تھا

دیکھ لے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا — تو تو کیا زاہد دل آوے اوس پہ تیری مرگ کا

**خاکسار** تخلص میر محمد یار عرف میر کلو مرحوم دہلوی شاگرد مرزا مظہر قدس سرہٗ قدم شریف مین تشریف رکھتے تھے بڑے عاشق مزاج اور صاحب دل تھے جسپر اونکی آنکھ پڑتی تھی وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو جاتا تھا

تیغ قاتل سے رہے محروم سب بے تقصیر ہم ۔ روز محشر کو او ٹھینگے اسلیے دلگیر ہم
قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے ۔ مجھے داد خواہی کی طاقت کہان ہے
تری زلف سیہ سے اسے پیار سے ۔ مجھکو اک سر ہزار سودا ہے

خاکسار تخلص غلام محی الدین خان مرادآبادی شاگرد قدرت اللہ شوق

تکیۂ مخمل ہے گرچہ منعمان کے زیر سر ۔ ہاتھ اپنا بس ہے یہان مجھ ناتوانکی زیر سر

خاکی تخلص غلام حیدر بیگ وطن انکا بدخشان مولد دہلی دکھن مین رہتے تھے

ہم عشق بھی سیکھین اگر اوستاد ہو کوئی ۔ دل تو ہے بتادے تجھے گر یاد ہو کوئی

خالص تخلص مولوی محمد عبدالرزاق مدرس مدرسہ سرکاری کول

دیا ہے تمنے دل خالص کسی آئینہ سیما کو ۔ نہین تو صورت آئینہ کیون بیٹھے ہو حیران سے

خالق تخلص خالق بخش اکبرآبادی شاگرد اسیر

فراق و رنج و الم یاس و درد و داغ و قلق ۔ کرم سبھون نے کیا ہم پہ باری باری رات
بند باچیان جو اوسکی جبین کی افشان کا ۔ ستارے گن ہی کے خالق نے سب گزاری رات

خان تخلص عبداللہ خان داناپوری شاگرد حافظ صیغم کلکتہ مین وفات پائی

جس دن سے وصل یار سے یارب جدا ہوے ۔ کیا کیا فلک کے ہم پہ نہ ظلم و جفا ہوے

خان تخلص محمدی خان شاگرد سعادت یارخان رنگین باشندۂ دکھن مقیم دہلی

یاد جس وقت تری آتی ہے ۔ مجھکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے

خان تخلص محمد اشرف خان مرحوم ولد محمد علی خان باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد
مصحفی صاحب دیوان گزرے

بتو کی چاہ کبھی ہو برا ضعیفی کا ۔ ادہر تو ٹک گئے بال ادہر سیاہی رات
اے خان غم فراق مین تم زہر کھا مرو ۔ اسکے سوا نہین کوئی تدبیر دوسری

خالی تخلص مرزا خانی باشندۂ دہلی انکے دماغ مین مالیخولیا تھا

بے عقل ہنکے کام ہی کرتے رہے سدا ۔ عاشق ہوئے تو یہ بھی خلل تھا دماغ کا

خاور تخلص محمد اکبر خلف مرزا مہدی سیستانی مقیم اکبرآباد فارسی نواز و وہین شاگرد

مرزا محمد حسین خراسانی اور میر وزیر صبا کے

مرتا ہون نہ جیتا ہون عجب بیچ پڑا ہون
کیا پوچھتے ہو حال ہے کیسا مرے دل کا

خبیر تخلص سید مہدی بلگرامی ولد محمد عسکری تھوڑے روز ہوئے کہ چالیس برس کی عمر مین بھاگلپور مین قضا کی

ہم نے رونے کا بھلا کب سر و ساماں باندھا
سد وصال رنجش دلدار ہو گئی
تم نے ہی دیدہ و دانستہ یہ طوفان باندھا
اتنا بڑھا غبار کہ دیوار ہو گئی

خبیر تخلص غلام محمد خان خلف غلام قادر خان فرخ آبادی شاگرد رشک

ہے ماہ پر آگے ترے مہتاب کا عالم
خورشید مین نقشہ ہے چراغ سحری کا

خدمت تخلص فرحت علی لکھنوی

دو دن ہے زندگانی مجھسے کلام کر لے
اکبار میرے گھر مین دلبر مقام کر لے

خرد تخلص نواب فخر الدین خان دہلوی خلف نواب شرف الدین خان معاصر مومن

ہمارے اونکی صحبت گو ابر و برق کی سی ہے
لبون پہ جان ہے جلدی کہین پہونچ ظالم
ہم اونکو دیکھکر روتے ہین اور وہ ہم پہ ہنستے ہین
یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد تخلص بالا پرشاد کھتری خوشنویس باشندہ دہلی

یہ ہے تیرا اور وہ گلرنگ ترا ای جوہری
کیا ہے نسبت لعل کو اوسکے لب خوشرنگ سے

خرد تخلص پنڈت رام نراین دہلوی شاگرد حافظ غلام دستگیر مبین

ہم آپ سے نہین جاتے یہان سے گھبرا کر
یہ جیتے جی تو خبر دل کا اثر ہے کیا کیجے

خستہ تخلص محمد عبد اللہ عرف میر چھوٹن دہلوی والد اونکے نواب محمد الدولہ عبد الاحد خان کے منتسبین مین تھے

سایہ سا جو پہونچی تو تھے یا تو تاک گڑ کر
اوسنے دامن کو بھی پیر ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہ تخلص غلام قطب سید محمد کرمانی قدس سرہٗ کی اولادون مین اور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ کے مزار کے خادمون مین تھے بھورے خان

آشفتہ سے اصلاح لیتے تھے

جلوہ اوس مہ نے جو ناگاہ لب بام کیا | روز خورشید درخشان کا وہین شام کیا

**خسرو** تخلص مرزا محمد بخش و جلال بہادر عرف مرزا احمد جان خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا محمد جہاندار شاہ مقیم بنارس مرید حضرت خلیفہ شاہ غلام قادر علیہ الرحمۃ

سنتا ہے نہ لا اہل جہان کی یہی عادت | منہ پر تو خوشامد کرین تحقیر پس پشت

**خشنود** تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہو غرق رحمت پروردگار | آج ساقی کا پیالہ ہو گیا

**خضر** تخلص مرزا خضر سلطان بن ابوظفر بہادر شاہ متخلص بہ ظفر شاگرد اسد اللہ خان غالب

نہ کہہ سکتے ہین کچھ اپنی نہ سن سکتے ہین کچھ تیری | ہمین اسوقت مین اے بیوفا دیکھا تو کیا دیکھا

جام جمشید کو آئینہ سکندر کو ملا | خضر مین وہ ہون کہ حصہ مین مرے دل آیا

کالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق | جو تیری خو تھی وہی میرا مدعا ہوا

کہتے ہو وہ بھی ہوس پیشہ ہے جیسا تو | مجھسے اک چھیڑ ہوئی شکوہ عدو کا نہ ہوا

کہتے ہو کہ اک روز تجھے قتل کرینگے | پر یہ بھی تو اے شوخ ستمگر نہین ہوتا

**خضر** تخلص شیخ محمد یوسف شاگرد جان صاحب

جیتے جی اور بھی اس ناز و ادا نے مارا | ہاتھ کھینچا جو شب وصل تو شرما کے بہت

فاتحہ پڑھکے مری قبر پہ غیرون سے کہا | یاد آئے گا یہ جانباز ہمین ہائے بہت

**خطا** تخلص مرزا انظر علی بیگ ولد مرزا ایوب بیگ لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

زبان لڑا کے ہو کس اختلاط سے پیاسے | سمٹ کے آئی ہے دیکھو مری جبین پہ شکن

کرے سے جو ... باتین ابھی زندہ ہون | سحر وقت ہے تو ہے ترے دیکھنا ...

**خطیر** تخلص سید امداد علی خلف امیر علی باشندہ فرخ آباد شاگرد ...

آج سفینہ مین ہون زندان کی طرف آگیا | بیڑیان پانون کی ... قیامت ہوگی

**خفی** تخلص مرزا احمد ... خلف مرزا ... ان کا ہے

ترکی چشم وصف مژگان و نگاہ خونریز — ہین انھین لشکر خونخوار کے سردار ابرو
کشتیان آنکھین ہین بیشک خط پیشانی موج — مچھلیان حسن کے دریا مین ہین ابرو
رد سے محبوب ہے یا کوئی سلحخانہ ہے — مژہ خنجر ہے نگہ تیر ہے تلوار ابرو

**خفی** تخلص راجہ بالو عظیم آبادی

ہے خنک ازبس ہواے بزم ساقی جلد لا — گرم صحبت ہو گی زیب انجمن ہو جائے گا
دیکھ سنبل کو چمن مین یاد آئے اوسکی بال — حاصل اس گلگشت سے آخر پریشانی ہوتی

**خلش** تخلص حافظ فردوس علی شاگرد دمغزیہ مولوی عبدالکریم سوز

کیون یہ کہتے ہو خلش کو کہ وہ بیمار نہ تھا — کچھ تو آزار اوسے تھا کہ وہ اچھا نہ ہوا

**خلق** تخلص میر احسن خلف و شاگرد میر حسن دہلوی صاحب مثنوی بدر منیر باشندۂ لکھنؤ

عجب عالم مین مدہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا — کہ اتنا بھی نہ ہوش آیا کہ جو پوچھون کدھر آیا
دل لگاتے تو لگایا یہ نہ تھا کچھ معلوم — جی پہ کیا گزرے گا اور جان پہ کیا ہوویگا

**خلیق** تخلص مرزا اظہور علی ولد مرزا ہوشدار سنہ ۱۱۹۰ گیارہ سو نوے ہجری مین ناظم بنگالہ کی سرکار مین توسل رکھتے تھے

صحبت زندہ دلان ہے باعث آرام جان — ہمنشینی مردہ دل کی ہے عذاب زندگی

**خلیق** تخلص میر مستحسن مرثیہ گو برادر خورد میر احسن خلق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

غفلت مین فرق اپنے تجھین کچھ نہ آیا — ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کہا مین نے جو اسے گل کچھ وفا کر — تو وہ ہین ہنس پڑا وہ کھلکھلا کر
بھاگتا تیرا بجا اوس سے ہے اے سیمین تن — دل تو سیماب ہے اور پارۂ اخگر عاشق
حشر کا ڈر اونہین کیا ہے کہ تیری کوچے مین — غوغا بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر عاشق
بیستون مین اثر گریۂ فرہاد کو دیکھ — جگر سنگ سے بھی آب روان ہے تاحال
مثل آئینہ ہے اوس رشک قمر کا پہلو — صاف ادھر سے نظر آتا ہے ادھر کا پہلو

کسکے خرام ناز کا پامال ہون خلیق — لگتی ہے چوٹ دلکو مرے ہر قدم کے ساتھ

**جلیل** تخلص میر دوست علی ولد سید جمال علی باشندۂ قصبہ جیدولی متعلقہ بارہ بانکی شاگرد رشید آتش رفیق نادر مرزاے نیشاپوری بیشتر لکھنؤ مین رہتے ہین ۱۲۷۹ بارہ سو اوناسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین اشعار انکے بہت خوب اور مرغوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ اشعار اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا — داغ کی طرح سے رہجائیے گا
ہاتھ جوڑون بہی تو ٹھہرینگے نہ آپ — نبض کیطرح چلے جائیے گا
جلوۂ حسن رخ یار نے بیہوش کیا — وصل مین لطف شب وصل میسر نہوا
دل ہے خود مرشد کامل اسے کیا سمجہاؤن — خضر کا کوئی کسی راہ مین رہبر نہوا
غم فرقت یہ بلا ہے کہ تمام اعضا مین — پہوٹ پڑجاتی ہے جسوقت وہ دلبر نہوا
عشق نے دشمن راحت یہ بنایا ہے مجھے — نہ دیا دل اوسے جو شوخ ستمگر نہوا
ضعف سے کانپتے ہین چلنے مین ہر بار قدم — پڑتے ہین صورت چوب کف بیمار قدم
پاے رنگین سے جو ہر نقش قدم ہو گل تر — چار باغ آئے نظر تم جو چلو چار قدم
سالک راہ محبت کو ہے غفلت سے ضرر — دیکہو سونے سے پڑ جاتے ہین بیکار قدم
مرتبہ خاک نشینون کا جو سمجھے کوئی — رکھے پہر نقش قدم پر بہی نہ زنہار قدم
بے سبب دشت جنون مین نہین سرگردان ہم — قلم آسا نہین رہتے کبھی بیکار قدم
حشر برپا ہو کہین لوگ قیامت آئے — ربع مسکون مین ہو ہلچل جو چلو چار قدم
بتون کا سبزۂ خط خال کا نہین محتاج — بغیر مہر یہ خط اعتبار رکھتا ہے
ترقیون مین تنزل کا بہی خیال ہے شرط — گرے گو تین کو نظر مین سوار رکھتا ہے
رونے پہ باندھ لے جو مری چشم تر کمر — کیسے زمین فلک پہ ہو پانی کمر کمر
جان جان عاشقو نہین نام جدائی کا نہ لو — موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمارون مین
تم سنو یا نہ سنو نالے کیے جاؤن گا — درد دل کہنے سے مطلب ہے اثر ہو کہ نہو

کرتا ہون حسین بندی کی پہندے ہین جال کے — کھیلے گا مرغ رنگ حنا کا شکار ہاتھ
اوس بت کو دیکھتے ہی ہوا دل اسیر عشق — پنجے کے نیچے دب گئے بے اختیار ہاتھ
ہر طرح مل رہیگا بس مرگ اے خلیل — دس گز کفن گزی کا مین تین چار ہاتھ
اچھے نہین ہین جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ — تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے
دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل — پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے سے تار کے
حالت صفت شمع ہے یہ سوز جگر کی — پاؤن کو جلا دیتی ہے آتش مرے سر کی
مین مرگیا وہ گھر کو گیا صبح شب وصل — نقارہ مرے کوچ کا نوبت تھی سحر کی
مر کر بھی چھپاؤن جو تری زلف کا سودا — بتی نہ دھوان دے مرے تربت پہ اگر کی

## خلیل تخلص سید ابراہیم علی اکبرآبادی شاگرد مظفر علی اسیر

وصف دہن تنگ سے خاموش کیا ہے — لے جائے تکلم ہے نہ موقع ہے صدا کا
کعبہ و دیر مین کسکے لیے پھرتے ہو خلیل — سچ کہو شوق ہوا کس بت ہرجائی کا
ملجائے گا موقع جو کبھی دادرسی کا — اللہ سے اے بت تری فریاد کرینگے

## خلیل تخلص علی ابراہیم خان مرحوم نائب ناظم بنگالہ گورنر جنرل لارڈ ہیسٹنگ بہادر

انکو عدالت دیوانی ضلع بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا صاحب دیوان و تذکرہ شعرائے فارسی و اردو گزرے (فوتی ۱۲۰۸ھ)

ٹھور رونے سے میرے تر ہو جیب و کنار آخر — خلیل آنکھون کے ہاتھون ہو گیا گلزار یہ ویرانا

## خلیل تخلص شیخ محمد خلیل لکھنوی شاگرد مصحفی

جب آگے ترے شمع نے سر اپنا اوٹھایا — گلگیر نے تب اوسکی وہین دور کی گردن
سو تیغ لیے نکلے ہے اک ہاتھ مین خورشید — تا کاٹے جو دیکھے شب دیجور کی گردن

## خلیل تخلص شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد

نواب عاشور علی خان بہادر خلف خواجہ عبدالحکیم غدر مین مارے گئے وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ شعر انکے اچھے ہوتے ہین

نیند سے گھر کا ہمکو آپ آئیے گا — خیر بندے ہی کو بلوا لیجیے گا

سنکے حالِ شبِ فرقت بولے — کہیئے کچھ اور بھی فرمایئے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین — ہان بجا سچ ہے ضرور آیئے گا
کہیل مین جان یہ کِہلوا یئے گا — ہم کو شمشیر سے سر آیئے گا
نزع مین دیکھ کے فرماتے ہین — ہم جلا لین گے جو مرجایئے گا
وصل مین کہتے ہین ہو لے بنکے — کسطرح ہجر مین مرجایئے گا
کس عنایت سے وہ کہتے ہین خلیل — شام کو آج ضرور آیئے گا
وصلِ وسن رشکِ چمن کا گر میسر ہو خلیل — آرزو اک عمر کی ہوجائے حاصل باغ مین
ہاتھون پہ سر جو معرکۂ امتحان مین تھا — پیچھے ہٹے نہ ایک قدم کو کہین کے پاؤن

**خموش** تخلص مرزا خدا یار دہلوی ملازم راجہ رنجیت سنگھ بہادر پنجاب مین سکونت اختیار کی تھی

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین — کچھ اِن دنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

**خندان** تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گردشِ چشم پر تیرے جب کہ نگاہ کیجیے — خانۂ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجیے

**خواجہ** تخلص مولوی عبد العزیز خلف مولوی اظہر علی مرحوم منشی سابق فورٹ ولیم کالج کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ وطن انکا سلہٹ مولد و مسکن کلکتہ بڑے ذہین و ذکی ہین شعر اچھا کہتے ہین ۱۲۸۸ھ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

دل لیکے جان مانگتے تھے وہ بھی لے چلے — اب میرے آپ کے کوئی جھگڑا نہین رہا
گر وردِ سر گیا تو رہا دردِ دل اوسے — بیمارِ عشق ایک دن اچھا نہین رہا
بعدِ فنا بھی درد و الم میرے ساتھ ہین — مرقد مین بھی رہا تو مین تنہا نہین رہا
دیر و حرم مین سب مری صورت سے ہین نفور — دل دے کے آپ کو مین کہین کا نہین رہا
چشمِ تحقیق سے جب سوے کلیسا دیکھا — بت مین بھی جلوہ نما نورِ خدا کا دیکھا
ساقیا آگے ترے دیدۂ میگون کے اثر — بادۂ سرخ کو پانی سے بھی پتلا دیکھا
گرمجوشی غیر سے کر کے جلایا آپ نے — اب تو صاحب آپ کا ٹھنڈا کلیجا ہوگیا

یاد گل مین ہووے اسے خواجہ اگر گریہ کنان ۔۔ موج آب اشک بلبل سے ہو طوفان چمن
تو نے جو چھپا ہے پسینا جو رخ گلگون کا ۔۔ دامن گل سے بھی زاید ہے معطر دامن

**خواجہ** تخلص خواجہ نجف علی باشندہ ہوگلی منشی پلٹن انگریزی راقم کے ملاقاتی تھے
دیوان انکا نظر سے گذرا

بعد مرنے کے مرے مستی کا ملنا چھوڑا ۔۔ سر مہ رکھا ہی رکھا خاک ہوا میرے بعد

**خواہش** تخلص حاجی میر آلہ داد متوطن الہ آباد مقیم دہلی

تیرے آنے کی دھوم ہے دل مین ۔۔ حسرتون کا ہجوم ہے دل مین
ہر قدم پر ہین آفتین برپا ۔۔ چال ہے یا کوئی قیامت ہے

**خورعرض** تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بند قبا کو کھول کے گلشن مین تو نہ جا ۔۔ ہووے نہ گل گلے کا کہین ہار دیکھنا

**خورشید** تخلص خوشوقت علی خان ولد داؤد خان تھانہ دار باشندہ اکبرآباد
کانپور مین رشک کے شاگرد ہوئے تھے لکھنؤ مین جا کے برق کے شاگرد ہوئے

بیٹھے جو سامنے وہ دوپٹا اوتار کے ۔۔ پھولا مین اسقدر کہ انگرکھہ مسک گیا
بہت پھرانہ ہتون نے سُنی مری فریاد ۔۔ خدا کے ہاتھ ہے خورشید فیصلہ دل کا
وہ صبح وصل کس کس ناز سے ہمکو جگاتے ہین ۔۔ سدھارئے رات اوٹھو صبح محشر سر پہ آئی ہے

**خورشید** تخلص مرزا احسن علی عرف میان سابو مرشدآبادی راقم نے انکو
کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

ہے خیال عارض گلرنگ جانان کیا مجھے ۔۔ خار آتا ہے نظر آنکھون مین گلشن آج کل

**خورشید** تخلص پنڈت سورج پرشاد خلف پنڈت آسارام

چھوٹو نہ بلبلو چمن سے ثبات پر ۔۔ غنچون کی جو چٹک ہے وہ کوس رحیل ہے

**خورشید** تخلص خورشید عالم خلف سید مقصود عالم مقصود باشندہ سہانی

مقتل مین جو شہیدون کا بہا ہے لہو ۔۔ پیچی کا گھاٹ دریا کا کنارا ہو گیا

**خورشید** تخلص خورشید احمد شاگرد و برادر عم زادہ شاہ رؤف احمد رأفت

مومن خان اور مرزا غالب سے بھی اصلاح لی تھی ماوراء النہر اور خراسان کی سیر بھی کی تھی انکا مولد لکھنؤ و مسکن دہلی حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین سے تھے

پھاڑ لے کو اور کیا باقی رہا دست جنون
چاک دامن ہو گیا تیرے گریبان ہو گیا

نوید وصل یہ مانا کہ جھوٹ ہے خورشید
کسی طرح کوئی تسکین اضطراب تو دے

**جورم** تخلص محمد احمد باشندۂ شاہجہان آباد

جان تن سے نکلیا ہے ترے سامنے بے
اک دم کی دم اس خنجر کے بالین سے نہ جا تو

**خیال** تخلص غلام حسنخان دہلوی برادرزادہ و شاگرد برکت اللہ خان برکت اشعار فارسی انکے ایک سے زائد ہونگے

تجھے تو غیر کو منظور تھا دکھانا تھا
نقاب کھولنا گرمی سے اک بہانہ تھا

جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا مہ پارہ غرفی مین
کہ جو چلمن مشبک رہ گیا نظارہ غرفی مین

تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال
اے غنچۂ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

## حرف دال مہملہ

**داد** تخلص مولا داد خان لکھنوی

نہ جائے باغ مین رشک چمن مرا مہ داد
شہید نازکی دیکھی اگر کفن کی بہار

**دارا** تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

سحاب پارہ دامن ہے آبدیدون کا
نمود برق طپیدہ دل طپیدون کا

کھلا کسی پہ نہ آسودگان خاک کا حال
ہجوم عہد زمین مین ہے آرمیدون کا

جا پھنسا حلقۂ زلف بت عیار مین دل
لے گئی کھینچ کے شامت دہن مار مین دل

ہم خاک ہو کے آئے ہین کوچہ مین یار کے
لیکن یہ خوف ہے کہ صبا کو خبر نہو

مجھسے کب ہوتا ہے اے دارا وہ صاف
اوسکے دل مین بدگمانی اور ہے

**داغ** تخلص میر مہدی دہلوی مقیم لکھنؤ فرزند و شاگرد میر سوز بیس برس کی عمر مین

ایک نونہال گلشن خوبی پر شیدا ہو کر کچھ دنون اوسکی باغ وصال سے ثمر زندگانی کا مزہ چکھا اور گل مراد سے دامن تمنا کو بھرا آخرش جب خزان ہجر پہونچی اور بہار وصل ہوش بلبل کیطرح اوڑ گئی دل بیتاب نے اونکی بیقراری اور آہ وزاری یہانتک شروع کی کہ عندلیب جان نے چار دیوار عناصر مین تنگ آکر قصد پرواز کیا اوسوقت اونکے غمخوارون نے اوس مسیحای ملک الموت سیرت کو اوسکے مریض فراق کے حال پر ملال سے خبر دی کہ وہ اپنے قدوم شفا لزوم سے اپنے مریض درد ہجران کو صحت بخشے چونکہ اودھر سے اوسکے آنے مین دیر ہو گئی اوسنے اپنے جلد آنے کے بارے مین نامہ لکھا لیکن ادھر تاب انتظار نے یہانتک ہاری حالت نزع مین اس شعر کو عنوان مکتوب پر لکھا ؎

| | |
|---|---|
| از جان رمقے بود کہ مکتوب تو آمد | دیگر چہ نویسم خبرم خوب گرفتی |

اور فوت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

قطعہ

| | |
|---|---|
| ابھی دل پاس تھا غائب ہوا ہی ہمنشین دیکھو | ادھر دیکھو اودھر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو |
| دل اوسکے پاس ہے رہ رہ کے جو یہ مسکراتا ہے | اسے کے ہاتھ دیکھو جیب دیکھو آستین دیکھو |
| پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہووے | ہوائی رنگ دیکھو ماہتابی سی جبین دیکھو |

رباعی

| | |
|---|---|
| یہ چاہ نہین بھلی بری ہوتی ہے | جی لیتی ہے دوستی بری ہوتی ہے |
| لگتا نہین جی کہین بھی اوسکے بن آہ | سچ کہتے ہین یہ لگی بری ہوتی ہے |

فراغ تخلص مولوی وحید اللہ خان بہادر ڈپوٹی مجسٹریٹ و ڈپوٹی کلکٹر ضلع بیر بہوم خلف جناب مولانا محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین شعر فارسی کہتے ہین سنہ ۱۲۸۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

| | |
|---|---|
| عشق مین ذلت سے ہے عزت ناصحا | محترم ہین وہ جو ہین رسوائے یار |

فراغ تخلص سید لطف حسین خلف حیدر علی باشندہ کانپور ہنسوا شاگرد ناسخ

چڑھی آنکھیں ہین کیون اوترا ہوا چہرہ تمھارا ہے
ہوا معلوم شاید آتش مے کا حرارہ ہے

**داغ** تخلص نواب مرزا ای دہلوی ولد چھوٹی بیگم شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق ملازم نواب رامپور راقم نے اس شخص کو دہلی مین دیکھا ہے اچھی طبیعت پایا ہے

گر تو کبھی بہانے سے آجائے وقت نزع
ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم

گو حال دل چھپاتے ہین پر اسکو کیا کرین
آتے ہین خود بخود نظر اک مبتلا سے ہم

ہے کچھ جواب سست مقرر کہ جو ادھر
اوٹھتے ہین دیر دیر سے نامہ بر کے پانون

کیا کہا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین
کیون یہ کیا ہے خم گیسو مین اگر کچھ بھی نہین

آنکھ پڑتی ہے کہین پانون کہین پڑتا ہے
ہے خبر سب کی اونھین اپنی خبر کچھ بھی نہین

دھوم ہے حشر کے سب کہتے ہین یون ہی تو نہین
فتنہ ہے اک تری ٹھوکر کا مگر کچھ بھی نہین

اونھون نے خط تو بھیجا سمجھ مین کچھ نہین آتا
کہ سو سو طرح کا ہر بات مین پہلو نکلتا ہے

کہنے دیتے نہین کچھ منہ سے محبت تیری
لب پہ رہجاتی ہے آآ کے شکایت تیری

وہ تو ستم کرینگے کوئی مر رہی کیون نہ جائے
ہم بھی ستم اوٹھائینگے اب مر ہی کیون نہ جائے

دل و دین کو جیسے دیا ڈوبی نام اوسی کا ترک
کہین داغ تم نے سنا جو ہوا ہی وسیاہ کافر کا

**دانا** تخلص میر فضل علی دہلوی شاگرد میر شرف الدین مضمون پہلے نواب سراج الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے بعد ازان سنہ ۱۱۹۷ گیارہ سو چورانوے ہجری مین لباس فقیری اختیار کیا تھا صاحب دیوان گذرے

دل مین ہر ایک کی سودا ہے خریداری کا
یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

**دانا** تخلص لالہ سوبہا رام علاقہ وار کمسریٹ انگریزی راقم نے انگوسنہ ۱۸۵۲ اٹھارہ سو ترپن عیسوی مین کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین

رات دن کی مری جینے نہ کی فریاد سے یاد
آج لیتا ہے وہ آطیش مین دشنام سے نام

**دانا** تخلص روشن لال ولد جھتا بررا ے لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان

دیکھے بغیر چین سجھے ایک دم نہین
رہتی ہے رات دن تری تصویر ہاتھ مین

**داؤد** تخلص ایک شاعر قدیم کا ہے شاید نام بھی انکا داؤد ہو +

| | |
|---|---|
| چاندنی کی سیر کو کسطرح نکلے وہ صنم | دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین |

داغم تخلص دائم علی باشندۂ کلکتہ

| | |
|---|---|
| جب جدا مجھسے یار ہوتا ہے | دل مرا بے قرار ہوتا ہے |
| بے صبر و بے شکیب ہے خانہ بدوش ہے | دلخستہ اور شکستہ یہ دایم مدام ہے |

دبیر تخلص مرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش لکھنوی شاگرد مظفر حسین ضمیر مرثیہ اچھا کہتے ہین مگر ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو راقم نے انکو عظیم آباد مین دیکھا ہے

| | |
|---|---|
| روان کرتا تھا خنجر گاہ گاہے روک لیتا تھا | عجب ناز و ادا سے اوسنے کاٹا میری گردن کو |
| دلا ان تنگ چشمون سے نہ چشم مہر تو رکھیو | کسی کے حال پر روتے نہ دیکھا چشم سوزن کو |

درخشان تخلص سید علی جان مخاطب بہ مہتاب الدولہ ولد میر مغل لکھنوی متوطن خراسان مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر ملازم بادشاہ اودھ صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے بھیجے تھے راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

| | |
|---|---|
| سب مساوی ہے زر و ملک اگر نہوا | آئینہ تختہ تابوت سکندر نہ ہوا |
| غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف | غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اوڑا دیا |
| گھٹ گئی جب عمر اوس گیسو کا سودا بڑھ گیا | تھا مگر وقت زوال شمس سایا بڑھ گیا |
| وبال اس سر کے کٹنے کا نہ بالا بالا جائیگا | دھوان اسکو نہ اے قاتل سمجھنا شمع روشن کا |
| چاند دیکھے جو کئی تیری سپر مین خورشید | سر دھنے خوب گریبان سحر مین خورشید |
| شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار | آگئی دختر رز دیکھنے مینا بازار |
| خلش ہمین سے نہین ہے کچھ اوس ہی کو | ادا و ناز سے محرم ہے تنگ سینے پر |
| ہے تیری آرزو مجھے اے جان آرزو | کیا آرزو ہے واہ رے قربان آرزو |
| طواف تھا جو کبھی دل کے گرد پھرتے ہم | جیا وہ تھا جو کبھی خون آرزو کرتے |

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی خلف الرشید خواجہ ناصر عندلیب علیہما الرحمۃ انکے اشعار فارسی و ریختہ نہایت پر درد ہوتے ہین وصال انکا روز آدینہ بست و چہارم

صفحہ ۹۹ سنہ اگیارہ سو ستانوے ہجری مین ہوا راقم نے انکے مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل و دیوان انکی نظر سے گذرے

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

اے آنسو نہ آوے کچھ بات دل کی لب پر
لڑکے ہو تم کہین مت افشائے راز کرنا

دل کسکے چشم مست کا سرشار ہوگیا
کسکی نظر لگی کہ یہ بیمار ہوگیا

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس
جی مین نہ رہ جاے یہ آہ بھی کر دیکھنا

مثل نگین جو ہم سے ہوا کام رہ گیا
ہم روسیاہ جانے رہے نام رہ گیا

اوسنے قصداً بھی میری باتون کو
نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا

کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے اوسکو بھی
جبتلک پہونچے ہی پہونچے اوسکا اک ڈھیا

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

اون لبون نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون

کرتا ہون بس مرگ بھی حل مشکل عالم
بجس ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہون

مرے ہاتھون کے ہاتھون اے عزیزو
گریبان چاک ہے چاک گریبان

ہم کس ہوس کی تجھ سے فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلوگیری
یہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہین

اوسنے کیا تھا یاد مجھے بھولکر کہین
پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین

اودھر بات کرنا ادھر دیکھ لینا
سمجھتا ہون سب ایک عیار مین ہون

اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو
یہ نہ آجاے کہین جی مین کہ آزاد کرو

نہ کہین عیش تمھارا بھی منغص ہووے
دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو

نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو

ہر چند مجھے صبر نہین درد و لیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو

ہر طرح زمانے کے ہاتھون ہون ستم دیدہ
اگر دل ہون تو آزردہ خاطر ہون نہ رنجیدہ

| | |
|---|---|
| کاش تا شمع نہ ہوتا گزر پروانہ | تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ |
| اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے | لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے |
| اس طرح سے اک لخت جو آنسو نہیں تھمتے | معلوم ہوا درد کہیں آنکھ لڑی ہے |
| جی کی جی ہی میں رہی بات نہونے پائی | ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی |
| قسمت چند اپنے وقت دھر چلے | جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے |
| آہ بس مت جی جلا تب جانیے | جب کوئی افسون ترا اوس پر چلے |
| ساقیا یہان لگ رہا ہے چل چلاؤ | جب تلک بس چل سکے ساغر چلے |
| دل بھی تیرا ہے ڈھنگ سیکھا ہے | آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے |
| میں وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے | نقش قدم کی طرح نہ کوئی مٹا سکے |
| خلوت دل میں کر دیا اپنے حواس نے خلل | حسن بلاے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے |

**درد** تخلص میر رحمت علی ولد سید علی شاگرد غلام مولی قلق باشندہ میرٹھ

| | |
|---|---|
| نہیں پڑھنے کا وہان کوئی ہرگز | خط ہے میرا لکھا مقدر کا |

**دردمند** تخلص کریم اللہ خان قرابت دار عمدۃ الملک شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں علی اصغر کبیر کے ہمراہ مرہٹون کی لڑائی میں شہید ہوئے

| | |
|---|---|
| ظالم کر دن میں ظلم سے فریاد کب تلک | اک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک |
| تحمل آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے | ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے |
| کنارہ سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو | پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پر آب کیا جانے |

**دردمند** تخلص محمد فقیہ شاگرد حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہ بنگالہ میں بھی آئے تھے سنہ گیارہ سو ستتر ہجری میں مرشدآباد میں وفات پائی صاحب ساقی نامہ و دیوان فارسی گزرے

**رباعی**

| | |
|---|---|
| کہسار میں جا گرا ہے ناحق کے تئین | پرویز سے جا پڑا ہے ناحق کی تئین |
| کوئی ٹکر پہاڑ سے لیتا ہے | فرہاد کا سر پھرا ہے ناحق کے تئین |

درویش تخلص سید شاہ علی دہلوی شاگرد میر نظام الدین ممنون حضرت شاہ اللہ دیا کی اولاد مین تھے آخر ایام مین شعرگوئی ترک کی تھی +

درویش کو مجنون بھی لکھا کرتا تھا عرضی — اِس مملکتِ عشق مین اوستاد سمجھکر
ایک شب بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار سے مِلکر — روز روتے ہین وہانکے در و دیوار سے مِل

دریا تخلص پنڈت رتن ناتھ خلف پنڈت امرناتھ شعلہ دیوان سجان علیخان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

نادیدے ہین رقیب نہ دیکھا کرو انھین — نظر انکہین نہ جاے یہ شمع قمر اکی لو
کھینچون جو آہ سرد تو ٹھنڈی ہون دوزخین — دریا کے آگے پانی ہے نار سقر کی لو

دریغ تخلص سید زین العابدین باشندۂ دہلی نبیرۂ سیف الدولہ بہادر شاگرد نصیر دہلوی

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار سے — ڈوبتے تجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار سے

دل تخلص مولوی شمس الدین مقیم دہلی بڑے متقی و پرہیزگار تھے

صبح ہوتی ہے اور رات چلی جاتی ہے — تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل تخلص دیبی پرشاد مرشد آبادی

امید وصل اوس سے عبث تو رکھے ہے دل — جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہ ہو

دل تخلص آزاد خان مذہب ہندو کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام — خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دل تخلص زور آور خان باشندۂ کول صاحب مثنوی و دیوان گزرے

مت پھرا دِل مرا اے ناصح جاہل اکر — پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کوئی دل اکر
کیا سینے کو داغ اِسنے لگائی آگ گلشن مین — عیان ہے داغ حسرت لالۂ احمر کی چھاتی پر
ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا — زاہد تجھے خبر ہے حلال و حرام کی

دل تخلص محمد عابد مرحوم برادر محمد روشن جوشش باشندۂ عظیم آباد

تیری زلفون مین پھنسا دِل بھی تقصیر ہوئی — نقد جان لیجیے حاضر ہے گنہگاری دِل
نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کی بھرتی ہین — ہین نزع مین ہم تجھ بن جیتے ہین نہ مرتے ہین

جون آئنہ یہ ستم رسیدہ ہون ۱ — رہتا ہے مدام آب دیدہ
تمہارے در پہ جو در بان نے آستین پکڑی — برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمین پکڑی

دلخوش تخلص بہادر سنگہ کھتری نبیرہ راجہ خوشحال رائے دہلوی

ہون ترے ہجر مین چمن دیدہ نرگس حیران — چشم پوشی نہ کر آپنے گنہگار سے ل

دلسوز تخلص لچھمی نراین خلف آتمارام باشندہ فرخ آباد

دیکھتا گر جوشش طوفان کا مری آنکھون مین وہ — اپنی کشتی کے لیے گردون بھی لنگر مانگتا

دلسوز خیراتی خان قوم افغان باشندہ قصبہ پٹیل مقیم دہلی شاگرد نصیر نواب ظفریابخان خلف مسٹر شمرو فرانسیس کی رفاقت مین تھے میکشی سے نہایت ذوق رکھتے تھے جے پور مین جاکے انتقال کیا

جگر فراق کے ہاتھون سے لالہ زار رہا — یہان خزان مین سدا موسم بہار رہا
تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض — طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا
ارادہ پاے بوسی کا تھا ہی بیداد گر اپنا — گرا قدمون پہ تیرے کٹ کے جسوقت سر اپنا
وہ منہ زلفون سے ڈھانکے ہین تو ہم آنسو بہاوینگے — وہ دن کو رات کہتے ہین تو ہم تارے دکھاوینگے
سب سہینگے ہم اگر لاکھہ برائی ہو گی — پر کہین آنکھہ لڑائی تو لڑائی ہو گی
رات تم اسطرف جو آن پھرے — دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص حمایت اللہ خان دہلوی ولد عالم خان رمل و نجوم و ہیئت مین اچھی مہارت رکھتے تھے آبا و اجداد انکے نعمت خانہ شاہی کے دارو غہ تھے

دلگیر سے تم چھپکے سے گر آن کے ملتے — رسوائی ہر گھڑی و بازار نہ ہوتی
جسطرح ناک مین دم لایا ہے میرا یہ فلک — یا خدا اوسکے بھی پیچھے یون ہی شیطان لگے

دلگیر تخلص چھنو لال کایتھہ لکھنوی شاگرد نوازش حسینخان نوازش اپنے مذہب کو ترک کرکے شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے بیشتر مرثیہ کہتے تھے غزل مین طرب تخلص کرتے تھے لیکن چونکہ انکا تخلص دلگیر کرکے مشہور ہے اسلیے شعر انکا دلگیر تخلص کے تحت مین لکھا گیا

معطر اوسکے نہانے سے بسکہ آب ہوا — حباب بحر بھرا اک شیشۂ گلاب ہوا
باتین تری سنا کرین اور دیکھین تیری شکل — وہ مدعا ہے گوش ہے یہ مدعا ہی چشم
آئے طرب ترا جو وہ خوش چشم باغ مین — نرگس کے واسطے کیجیو تو بھی فدا ہی چشم

دلیر تخلص شاہ دلیر عظیم آبادی درویش تھے

پھر بھی یارب وہ کبھی دن رات ہو — یارب ہو مین ہون گلی مین ہاتھ ہو

دوست تخلص شیخ غلام محمد عظیم آبادی مقیم مرشد آباد

کافر ہو جسکے دل مین تری آرزو نہ ہو — کس کام کی زبان کہ تری گفتگو نہ ہو
صنم جو دیکھ مجھ کو تو کہے ہے دور آنکھو سے — کچھ اپنا بس نہین ظالم مین ہون مجبور آنکھو سے

دوست تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

روش گریہ مری چشم سے سیلاب نے لی — بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دولہ تخلص نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر احمد خان مرحوم والی بھوپال شعر فارسی بھی کہتے تھے اپنی زوجہ نواب سکندر بیگم
محمد
کے مکر سے عین جوانی مین شربت مرگ نوش کیا

پھولون مین بھی میرے وہ گل اندام نہ آیا — مرنا بھی مرا ہائے مرے کام نہ آیا
صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو — بسی دماغ مین ہے میرے اوس بدن کی بو

دولہ تخلص مرزا علی نقی شاگرد اصغر علی خان نسیم مقیم لکھنؤ

عاشقو نکے واسطے حال پریشان چاہیے — آئی ہے فصل جنون ٹکڑے گریبان چاہیے

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان بنارسی دہلی مین بھی گئے تھے

اوسکا آخر ادھر کلام ہوا — اپنا قصہ ادھر تمام ہوا
آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر — خاک اوسکے پیچھے آپ کو ہم نے کیا عبث
میری سرگشتگی کو دیوانہ — پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص راے سرب سنگھ ہمشیرہ زادہ راجہ مہا نراین فن شعر سے خوب ماہر تھے فارسی بیشتر کہتے تھے اپنے چار دیوان فارسی یادگار ہین

| | |
|---|---|
| دل سدا تڑپے ہے ہمدم میرا مرغ بسمل کیطرح | یا کہ سیکھے مرغ بسمل نے مری دلکی طرح |
| جان پر آ بنی ہمدم مری خاموشی سے | بات کچھ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر |
| دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جائے | رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ پگھل نہ جائے |

# حرف ذال معجمہ

**ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا رستم**

| | |
|---|---|
| چھوڑ اسلام کو اور کھینچکے قشقہ ذاکر | طالب کفر ہوا او بس بت عیار سے مل |

**ذاکر تخلص مولوی ذاکر علی بنارسی خلف مولوی فضل علی شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان ہین**

| | |
|---|---|
| شب جو نالان بیکسی سے یہ دل صد پارہ تھا | آسمان سے خون فشان ہر دیدۂ سیارہ تھا |
| شب جو باتون مین وہ مہ پیکر بہل کر رہ گیا | رنگ سو سو طرح سے گردون بدکا رہ گیا |
| لیلی کا عجب کہ نجد سے محمل نکل گیا | آرام قیس لاکھون ہی منزل نکل گیا |
| لالۂ صد رنگ پھولا کوہ پر تو کیا عجب | کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا |
| یہی ہے گر حال آہ سوزان گرینگے جلکر فلک زمین پر | یہی ہین نعرے تو دیکھ لینا کہ حشر ہی حشر تک زمین پر |
| دل پھر گیا حرم سے اب دیر مین لگا ہے | دل مین صنم صنم ہے لب پر خدا خدا ہے |
| تو دست برہمن سے مارا پڑیگا زاہد | ناقوس اے ستمگر ٹوٹا تو سنگ کھایا ہے |
| جواہر خانۂ زندان کو کیا ہے چشم پر خون نے | مری زنجیر پر نگ جڑ دیے ہین اشک گلگون نے |
| پتلیون تک خون ہو لخت جگر آنے لگے | لعل احمر سنگ موسے مین نظر آنے لگے |

**ذاکر تخلص سید ذاکر حسین منصف ہاترس خلف علی حسین باشندۂ الہ آباد**

| | |
|---|---|
| بعد مردن بھی نہ کم گردش قسمت ہوگی | تودۂ خاک لحد اپنا بگولا ہوگا |

**ذاکر تخلص میر جان خلف و شاگرد فخر الدین ماہر لکھنوی تمام دیوان انکا اسی رنگ پر ہے**

| | |
|---|---|
| چھینک آکے گھس نہ جائیگی کہین ناک مین تیری | اے چلبلے نہ ڈال تو نقطہ گیر ناک مین |

ذاکرین اوسکے در پہ بیٹھا کہ رہ گئی
ہل سکتے اب ذرا نہیں مجہ خستہ تن کے پاؤن

**ذبیح تخلص** حکیم محمد اسمعیل خان عرف اچھے میان خلف محمد ابراہیم خان باشندہ دہلی

تسکین تجھسے ہو جو کسی تشنہ کام کی
اسے آب تیغ یہ ہی ہے اک بات نام کی

**ذبیح تخلص** مرزا امان علی مقیم بہادر مذہب تشیع سے توبہ کرکے مذہب سنت وجماعت اختیار کیا تھا

اسقدر تو ہو رجوع قلب عاشق سوے دوست
منہ جو دشمن کا نظر آوے تو سمجھے روے دوست

یہ وہی سر ہے کہ اب ہی اپنے زانو پر سدا
یا الہی کو تھا بستر تکیہ زانوے دوست

**ذرہ تخلص** منشی اتواری لعل باشندہ کلکتہ راقم کے ملاقاتیون مین ہین

دلدار کی خاطر سے دل زار ہی چہوڑا
الفت مین سمن ردیون کے گلزار ہی چہوڑا

**ذرہ تخلص** مرزا رام ناتھ بہادر نظارت شاہی دہلی کے پیشکار تھے

ترے کوچہ مین روز و شب پڑا پہرتا ہے ذرہ
بجا ہے ایسے دیوانی کی مطلب کو روا کرنا

**ذرہ تخلص** لالہ شنکر لال لکھنوی شاگرد رشک

قامت ہے سرو لالہ ہے رخ نرگس آنکھین ہین
نسرین کے ساعد اور گل یاسمن کے پاؤن

**ذرہ تخلص** لالہ جوالا پرشاد خلف لالہ دہرم نراین وکیل ضلع فرخ آباد

یہ عالم ہو گیا سوز جگر سے
نکلتی آگ ہے دیوار و در سے

**ذکا تخلص** پنڈت سری کشن خلف پنڈت دیارام کشمیری امین عدالت دیوانی فرخ آباد

نہایت سخت جان ہو نہین نہایت سخت جان ہو نہین
نہ ٹوٹی خنجر بران کہین یہ مجھکو خطرا ہے

**ذکا تخلص** ذکاء اللہ خان لکھنوی حافظ رحمت اللہ خان مرحوم کی اولاد مین سے تھے

آہ کسطرح سے اوس پردہ نشین کو دیکھون
اوسکے گھر مین تو کوئی روزن دیوار نہین

**ذکا تخلص** خوب چند کایتھ دہلوی تلمیذ نصیر صاحب دیوان و تذکرہ گزرے

آسیا سر پہ چلی جب کہ ذکا نیند کہان
ہاتھ سے چرخ کے ڈھونڈہے ہے تو آرام کہین

نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھکو
جسکے قد موں سے لگا اوسنے مٹایا مجھکو

ہلی ہے ابروے دلدار دیکھیے کیا ہو
کہان کہان چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

ہماری خاک سے گذرا جو باندھکر دامن  کچھ اپنے جی مین وہ شاید غبار رکھتا ہے

**ذکا** تخلص شیخ مخدوم بخش نوحہ خوان ساکن لکھنؤ شاگرد مرزا خانی نوازش

یارب کسی کے بس مین کسیکا نہ آئے دل  تجھسے یہ اب کہا نہین جاتا کہ ہاے دل

**ذوق** تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم دہلوی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ وعالی و عاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس قدرت کا شاعر پیدا نہین ہوا ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے دیوان الکی نظر سے گذرا ہیچمیرز نے یہ تاریخ اونکے انتقال کی کہی ہے

## تاریخ

کی قضا ذوق نے افسوس ہے ہے  مرگ کا اوسکے جہان کو غم ہے
سال کا ناسخ نے مصرع یہ لکھا  انتقال شاعر کامل ہوا ہے

ہوا حمد خدا مین دل جو مصروف رقم میرا ذوق  الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا
جہا نکلتے تھے وہ مجھے جس وقت دیوار سے  وا ے قسمت ہوا [illegible]
ہم ہون اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار ونکا  کام جنت مین ہے کیا ہم سے گنہگار ونکا
نالہ اس شور سے کیون میرا دہائی دیتا  اے فلک گر تجھے [illegible]
ہو تو عاشق ہو چکا دشمن ایمان کا  دل نکر جلدی کہ [illegible] شیطان کا
تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید  تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا
خدر ہے خون سے دل پامال کے کیا  چلاتے ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کے کیا
بغل سے لیگئے دل کو نکال کر وہ صبح  جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیا
ٹھہر دم بھر ہین اوسے یاد تو نے دیکھا ذوق  گیا وہ غیر کے گھر [illegible] کے کیا
اس سے تو [illegible] آگ وہ بیدرد ہو گیا  اب آہ آتشین [illegible] ہی دل [illegible] ہو گیا
الہی سبب [illegible] دے سے ہمین کیا اچھا ہوا  [illegible] دل سے زندگی [illegible] ہمارا اچھا ہوا

۱۲

جدا ہون یار سے ہم اور نہ ہون رقیب جدا
نشۂ دولت کا بدا طوار کو جس آن چڑھا
موت اوسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
ذوق کے مرنے کی سنکر سہلی تو کہہ رگ گئی
عبث جان منتظر ہونٹون پہ ہے وہ شوخ کب آیا
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا
ترے جوڑے کے کہلتے ہی مرا دل بستا بانہ
گل اوس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا
وہ کون ہے جو مجھہ پہ تاسف نہین کرتا
ذکر و ترے بزم مین کیسکا نہین آیا
سرمہ ہے سفاک شہرہ ہے نگاہ یار کا
کیا طبع مین جودت ہے جھٹ دل کی اوڑا جانا
زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون
یہان تک عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا
ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
مسجد مین اوسنے ہمکو آنکھین دکھا کے مارا
بیمار عشق کا جو نہ تجھسے ہوا علاج
وہ مثل ہے ناو یہ کشتے ڈبوئی خضر نے
ریش سفید شیخ مین ہے ظلمت فریب
ٹھہری ہے اوسکے آنے کی یہان کل پہ جا صلاح
کیا آسکے ہم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
جھومر کا نظر سر پہ ترے آ تو پڑا چاند

ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا
اگر چلکر کبھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا
کتنا طوطی کو پڑھایا پھر وہ حیوان ہی رہا
کمی جو مجھسے کرے تو ہے لہو میرا
عجب تقدیر نے عقدہ یہان کھولا وہان باندھا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
یہ میرا جگر دیکھہ کہ مین اف نہین کرتا
یہ ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا
سچ کہا ہے باڑھ کاٹی نام ہے تلوار کا
ہونٹون کا یہان ہلنا وان بات کا پا جانا
کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہ گیا
جھانسے مین ہین منہ سنکار کیے پہ بھی شیر کا
خوب طوطی بولتا ہے اندنون صیاد کا
کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کے مارا
کہہ اے طبیب تو ہے کہ پھر تیرا کیا علاج
لیکیا خط ذقن دل کو سوے گرداب کھینچ
اس بکر بلندی مین نہ کرنا گمان صبح
اے جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح
سینے مین ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد
تھا وعدہ چیز ہے چاند کا لا بوسہ چڑا جانا

کہا پتنگ نے یہ وار شمع پر چڑھ کر
مسیح کرنے کو مرے پوچھتے کیا ہو تکبیر
ساغر دل بیچتا آیا ہون کھو مت ہاتھ سے
اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
تو نے گل کو سر پہ رکھا جیب چمن مین توڑ کر
وہ کہے کون ہے قربان مرے اس جوبن پہ
مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہی تو آن کو باس
کیا زبان چلتی ہے اوس بزم مین بدگو بولی
پھر کر ادھر ادھر نہ ہمارا اگیا قلق
صفحۂ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک
ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
اوس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا
ہفتاد و دو فریق حسد کے عدو سے ہین
وقت پیری شباب کی باتین
پھر اوس قطرہ کی یاد کرے دل الم دل مین ذوق
ہین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہو نہین
تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھڑی خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
خط پڑھ سکے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
نہین خضاب سے مطلب ہمین پہ موی سفید
چار ٹکڑے کرو دل کے کہ نہین ہو سکتا
اسیر رنج و غم ہین ہون مریض جان بلب مین ہون
سوال بوسہ کو ٹالا جواب چین ابرو سے

بڑا مزا ہے جو مرئے کسی کے سر چڑھ کر
تم چھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر
جو کٹتا ہے کیون یہ جنس دستگردان چھوڑ کر
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہ منہ پھوڑ کر
مین کہون مین تو کہے مین کی چھری گردن پر
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کی پاس
منہ مین اسکے یہ زبان ہے کہ الٰہی مقراض
لفظ قلق کیطرح سے وہ ہی رہا قلق
دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک سے ایک
درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین
نشتر چبھوئے مین سر نشتر کو توڑ دون
مین ہون تمھارا سایہ جہان تم وہین ہون مین
جب کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کدھر کو دیکھتے ہین
کیا جانین لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین
سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی مین
لب کو دون ترجیح کو غنچۂ دہن کو زلف کو دون تل کو
اور اس پہ اب تلک جیتا ہون کوئی تعجب سا ہو
برات عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین

عدو سے نیش زن ہر دم ہے سیر ترور پر ایذا
مرے نالہ سے چپ ہین مرغ خوش الحان نادر
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
جسجگہ بیٹھے ہین باو دیدۂ تم او ٹھے ہین
کہتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پر سون
زاہد گمراہ کے کسطرح مین ہمراہ ہون
ہم وہ ہین گرم رہ راہ وفا جون خورشید
دن کٹا جائیے اب رات کدھر کاٹنے کو
بچا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو
تو نکدر نہ ہو تو عشق مین رسم
پتھرا دیا جلوہ نے تری چشم صنم کو
کیا پوچھتا ہے تو عمل البغض و محبت
دیکھا دم نزع دلآرام کو
تم سی بل کر نہ غرفہ سے نکالا منہ کو
اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھین تو
ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
دیتا ہے وہ دم باز جو دم اور زیادہ
ہستی تنک مایہ نے کچھ ہو نکل ہے ایسا
اے خنجر خونخوار نہ برش مین کمی کر
اے ذوق وقت نالہ کی رکھ لے جگر پہ ہاتھ
چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب
جنون کی جیب دری پر ہین خوب سے چلتے ہاتھ

یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ سمجھو اسکو کوتی ہین
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقارخانے مین
بو فا پوچھے ہے کیا دیر سے لیجانے مین
آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اوٹھے ہین
ہو گئے یہ سون نہ ہو سکے پردہ تمھاری پر سون
وہ کہے اللہ ہوا اور مین کہون اللہ ہون
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہم کو
جب سے تو پاس نہین ڈوری ہے گھر کاٹنے کو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو
چکرا دیا غمزہ نے تری طوف حرم کو
چلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش درم کو
عید ہوئی ذوق دلی شام کو
اور نہین گر اسنتے تو جاؤ کالا منہ کرو
کتنے پانی مین ہین فوارے بھلا دیکھین تو
فلک پر سکے ہنستے ہنستے شادی مرگ ایسی ہو
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتی ہو
شیشے کی طرح پھولے ہین ہم اور زیادہ
ابھری ہے حباب لب یم اور زیادہ
ہان تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
ورنہ جگر کو روئے گا تو دھر کے سر پہ ہاتھ
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچھ تو کر لے چلتے ہاتھ

نہ مجھ چھوڑی سے اوسنے بھیجا ہے انجان کے ہاتھ
تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ
نگہ وہ ترک کہ جسکی نہین جفا کی پناہ
زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہین روزہ
نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے
ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ در سمجھے
عدو آیا ہے بنکر نامہ بر لکھا نصیبون کا
حساب اصلا نہ پوچھے میرے دل کے زخمون کا
سمجھ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اسکی
کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست
زخم و تیر کیون مرے مرہم کا استعمال ہے
ہوئے سرہار ان سیہ کا ایک سراسر لشکری
نگاہ ہجوم یاس مین ہے دل گاہ ہجوم حسرت مین
لیتے ہی دل جو عاشقِ دل سوز کا چلے
نہ چھٹ سکے زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے
سر بوقت ذبح اوس قاتل کے زیر پا ہے
بل بے استغنا کہ وہ یان آئی آذردہ ہوئے
زخمی ہوئے مین اوس ناوک دزدیدہ نظر سے
اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
الٰہی کس بیگنہ کو مارا سمجھے قاتل نے کشتنی ہے

کیسے رسوائی ہو پڑ جائے جو وربان کے ہاتھ
ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ
اور اوسکی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ
کر اسمین آیا تو روزی ہے اور نہین روزہ
اسے تیر قضا اوسکو بر تیر قضا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
کرینگے لے کے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے
حسابِ دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
نہ دے شراب ڈبو کر کوئی کباب تو دے
حورون پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے
کچھ ہے بلا سے لیکن محبت پرست ہے
مشک گر مہنگا ہے تو کیا اون کا بھی کال ہے
مانگ جو ہے اک مار سفید اوس لشکر کا سر لشکری
ہے یہ مرو سیاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکری
تم آگ لینے آئی تھے کیا آئے کیا چلے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلا رہا ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے
اف ری بیتابی کہ یان تو وہم ہی تھا جائے
جانے کا نہین چور مرے زخم جگر سے
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے
کہ آج کوچہ مین اوسکے شور ہائے ذنب کشتنی ہے

غم جدائی مین تیری ظالم کہون مین کیا مجھ پہ کیا ہی گذرے
جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دلخراشی ہے جانکاہی ہے

نہین ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہے تونگر
جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

قسمت اوس بت سے جا لڑی اپنی
دیکھو احمق خدا سے لڑتے ہے

شور قلقل یہ کیون ہے دختر رز
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے

دیکھو اوس چشم مست کی شوخی
جب کسی پارسا سے لڑتی ہے

ہے تیری کان زلف معنبر لگی ہوئی
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی

اسے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتے نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

ابر و باران کی نہ کیون لطف اوٹھائین میخوار
کہ اوڑاتے ہین گنہگار ہے رحمت کو مزے

کب وہ گزرتے ہین مراد و گزاف سے
جنکی کہ آشنا ہے زبان لام و کاف سے

کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
اونکا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے

گئے جنت مین اگر سوز محبت والے
تو یہ جا نور ہے دوزخ ہی مین جنت والے

ہاے رہی حسرت دیدار مری ہائے کو بھی
لکھتے ہین ہاے دو چشمی سے کتابت والے

نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
دیکھ تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل ہمارے گئے ہین وہی عبادت والے

نازنین گل کو نزاکت پہ چمن مین ہو ذوق
اوسنے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے

بھولا نہ مجھے قتلگہ عالم مین قاتل
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے

خط اوسکو دہی بھی دیا جو قاصد نے ذوق پھر کسیکا ہوگا
وہ خط تہ پہچان لینگے میرا مری عبارت کا لینگے پھر

کیا نظر تم کو ہے یارو نہیں تو کہیے
گمنہ سے نہین کہتے اشارونسے تو کہتے

یہ اقامت ہین پیام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

سوچتا ہے شب کمند لگا کر وہان رقیب
سچ ہے کہ ترا ارادہ سے کی رہتی دیوار ہے

سما قیا عید ہے لا باد وسے پینا بھر کے
کہتے آشنا ہم پیاسے ہین جینا بھر کے

نہین مژگان پہ فون خار غم سے دل نشین نکلے
جنون میں نشتر کہیں وہ کہیں نکلے

کیون ہمنے دیا دل تجھے اے سنگدل اپنا
ذوبہ کر بالونکو سر سے لیے ہے لیلی
مین تو اون آنکھون کی گردش کا بلا گردان ہوا
نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے
کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی
اچھا کیا وفا کے عوض تونے کی جفا
تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹ کر
کیا ہوا اے ذوق مین جون مردمک ہم رو سیاہ
ہے بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تائید
سیکھے تونے افشان جو اے مہ جبین ہے
کیے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر
تو آنکھ مین نہ سرمہ و نبالہ دار دے
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
لشتہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
کچھ ہوئی آدمیت اگر ہوتے آدمی
سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کیواسطے
نعل مشکل سے تو جب تری توسن کو لگی
رہی اسطرح بعد از ترک دنیا کی ہوسناکی
نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
مین سے آشکارا کسلیے ہمکو ساقیا چوری
بدنمولے زیر گردون گر کوئی میری سنے
پھرتے ہین لکھی پڑھے ستو ہین الف جاہ کے

کم بخت ہم اوس محنت گھڑی کو نہین پاتے
پر نہین کان یہ مجنون کے ذرا جون جاتی
کہ نہین تیری بھی زبان گردش گردون جاتی
عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے
پہلے ہی اونکو میری طرف سے بڑھا چکے
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چکے
دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے
ستارون مین کیا کیا جہان اور جنان ہے
سر اپنی کم خرچ بالا نشین ہے
مفتون چشم کو یون ہی اک تیر مار دے
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے
جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے
یہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے
پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کیواسطے
چار چاند اور فلک پر مہ و شمس کو لگی
شرابی ہو کے تائب جسطرح ہو جائے ترپاکی
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
خدا کی گر نہین چوری تو پھر بندہ کی کیا چوری
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
طفل مکتب ہنستے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

دل بخش لب جان بخش پر جان طرۂ مشکین پہ ہے
عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے

کیا تاب دلِ جلون سے جو برق لاگ رکھتے
دوزخ بھی ہو تو انکی جلون پہ آگ رکھتے

چاہیے زر ان بتانِ سیمتن کے واسطے
ہم قلندر ہیان نہین کوڑی کفن کیواسطے

ہوس مین کعبہ کے کیون شیخ بتخانہ سے گمرہ ہے
یہان تو کوئی صورت بھی ہے وہان اللہ ہی اللہ ہے

مقابل اوس رخِ روشن کے شمع گر ہو جاے
صبا یہ دھول لگائی کہ پھر سحر ہو جاے

ہمارے سینے مین وہ آہ آتشین ہے ذوق
جو برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جاے

گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے
وہ ہے مثل ہے پھول نہین پنکھڑی سہی

کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

عزیز و ناقہ لیلے کی دیکھو گے شتر غمزے
اگر مجنون کو مل جائیگی خدمت ساربانی کی

ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
کر کے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے

خط بڑھا زلفین بڑھین کاکل بڑھی گیسو بڑھے
حسن کی سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے

لاشہ کو دفن میری کیجے کہ پھینک دیجیے
مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجیے

مری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے
مرے توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

ڈسا ہو کالے نے جسکو کافر تو وہ فسونکے اثر سے کھیلے
دہان و گیسو کا تیری مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
کالا کرے گا منہ بھی جو ڈاڑھی سیاہ کی

درد دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے
ہون ہین حرفِ درد جس پہلو سے اولٹو درد ہے

ساتھ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائینگے
آگے جائین پیچھے جائین جائینگے پر جائینگے

**ذوقا** تخلص ذوقا شاہ بنارسی درویش سر و پا برہنہ تھے

نہ بام کی ہین زیب نہ زینت کسی در کی
ہم باٹ کی روڑے ہین ادھر کے نہ ادھر کے

**ذوقی** تخلص ذوقی شاہ لکھنوی درویش تھے

اپنی یہ چاہ اوسکی وہ صورت
اے عزیز و نگاہ کیجیے گا

جلد آ مل جو تجھکو آنا ہے
ورنہ کوئی دم مین دم روانا ہے

**ذوقی** تخلص ذوقی رام عطر فروش مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی ہوے

دونون مین بینواؤن کا سانگ بناکر کوچہ و بازار مین شعر پڑھا کرتا تھا

ملنے سے تصور مین کچھ کم نہ مزا دیکھا
گر وہ نہ ہوا اوسکی تصویر ہے اور مین ہون

ذہین تخلص حافظ محمد اسمعیل خان دہلوی نبیرہ حافظ محمد داود خان مرحوم شاگرد حافظ غلام دستگیر

نام اوس صنم کا دل سے بھلایا نجائے گا
ہے نقش کالحجر یہ مٹایا نہ جائے گا

طرز خرام یار نے محشر بپا کیا
فتنہ ہے کونسا کہ اوٹھایا نجائے گا

ذہن تخلص میر محمد مستعد

ہوا اگر کچھ یار کے تشریف فرمانے مین دیر
تو گریبان کا ہے کو اس دنیا سے ہم جانے مین دیر

ہمارے دل کو مت آزار دے اے باغبان ناحق
جلا مت آتش گل سے ہمارا آشیان ناحق

## حرف راے مہملہ

راجہ تخلص راجہ بہادر خلف راجہ شتاب راے دیوان نواب ناظم صوبہ بنگالہ معاصر اشرف علی خان فغان

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہونچے
ہم اون تلک نہ پہونچے وہ ہم تلک نہ پہونچے

راجہ تخلص راجہ راج کشن خلف راجہ نبکشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

گر شب کو نہ تم پاس مرے آؤ گے صاحب
تو مجھکو سحر تک نہ یہان پاؤ گے صاحب

راجہ تخلص بلوان سنگھ خلف راجہ چیت سنگھ بہادر راجہ بنارس مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر صاحب دیوان ہین

تو ہے وہ گل کہ نام ترا باغ دہر مین
دو دو پہر وظیفہ مرغ سحر ہوا

مٹ گئی شکل نقش پا کیسی
پس گئی چال پر حنا کیسی

راجہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

مہر رخ کے شب کو آنے کی یہان افواہ ہے
بہتر ہزار صبح سے یہ اپنی شام ہے

راحت تخلص بھگونت راے ولد [illegible] دیال باشندہ کاکوری شاگرد امانت

انکی مثنوی زہرہ و بہرام منجملہ من نظر سے گذری +

چاہ ہو چشمہ ہو دریا ہو تو اوسکو دیکھے — ہر ذرہ چشم تر سے بہتا ہے سمندر زیر پا

راحت تخلص مرزا محمود بیگ ولد احمد بیگ شاگرد مومن خان وطن اکبرآباد مسکن دہلی

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب — آجائینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا

کچھ جان سے آتی ہے مری جان مین قاتل — پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا

یہ چاہتا ہون کہ راز نہان نہ افشا ہو — ترے دہن سے زیادہ مرا دہن ہوجائے

راحت تخلص شیخ کریم الدین باشندہ اعظم پور باشندہ

ہمیشہ گزری قفس مین اسی تمنا مین — کہ اب رہا ہونے اب موسم بہار آیا

راحت تخلص پنڈت کشن لال باشندہ شہر تحصیل دار ضلع فرخ آباد

دل کو سامان ہوا بے سر و سامانی سے — خوش گزرنے لگی اب جامہ عریانی سے

راحت تخلص راحت حسین شاگرد صمد علی حسرت باشندہ میرٹھ

دل گیا جان گئی قرار گیا — نہین جاتا یہ درد ہے سر کا

راحت تخلص مرزا راحت علی خلف مرزا رجب علی بیگ مقیم فرخ آباد

دم نہ نکلا تہ شمشیر جو آسانی سے — سخت شرمندہ ہون جلاد گرانجانی سے

راحم تخلص میر محمد علی معاصر میر دمیرزا

دیوار کے روزن مین ہی جو اوس پہ پڑی آنکھ — دو چار گھڑی اوسکے مری خوب لڑی آنکھ

ارمان مرے دل کے نکل جائینگے سارے — گر تیری رہی سامنے دو چار گھڑی آنکھ

راز تخلص مرزا یعقوب علی بیگ وطن انکا توران مولد ہندوستان

شب بیکلی سے دل ترے عاشق کا شق ہوا — لے نام تیرا صبح کے ہوتی ہے حق ہوا

راسخ تخلص طالب حسین

یہ اوا دیکھو مری خاک پہ پہونچے کے بعد — دیوانے تو اوٹھائے ہوئے دامن اپنا

راسخ تخلص غلام مصطفے بن عبد الرحیم باشندہ ٹانڈہ ضلع کانپور

راسخ محاسبان قیامت لکھین گے کیا — دفتر بہت بڑا ہے ہمارے حساب کا

راسخ تخلص سعادت علی خان دہلوی شاگرد مومن

ہون تو آنکھون مین پر نہین ہے خبر — سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون
مین بنا ہے جہان سے لیکن — جب کہ ناپدار ہون کیا ہون

راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلائے تھے ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری مین انتقال کیا مثنوی راز و نیاز وحسن و عشق و سبیل نجات و دیوان انکا نظر سے گزرا

خاک ہون پر توتیا ہون چشم مہر و ماہ کا — آنکھ والا رتبہ سمجھے مجھ غبار راہ کا
دشمنی در پردہ کی ای دوا ای تمنے کیا کیا — آپ تو پردے مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا
اپنی جانب تھا کشان ہر عضو تیر درد کو — ہاے رے لذت کہ جھگڑا جسکا ہمدیگر رہا
کب میرا خریدار ہو موجد وہ جفا کا — بندہ تو ہون ہے عیب و لے مجھ مین وفا کا
سو بنا ہوا داغ اونکا تازہ ہے سدا رکھا — ہم نے اس امانت کو چھپا سینے لگا رکھا
حیا کے پردے مین مارا ہے ایک عالم کو — شہید مین تو ہون اون شرمگین نگاہون کا
ٹھنڈی سانسین یاد رخ مین اوسکی بھاتی ہین مجھے — چاندنی مین لطف ہے چلنا ہوای سرد کا
دل قیمتی ہوا جو شکست آشنا ہوا — یہ شیشہ ٹوٹنے سے جواہر بہا ہوا
گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی سے آہ کے — بے رنگ ہو کہ پھول ہے جیسے ملا ہوا
یہ دل بیتاب و ضبط سوز عشق ایجو ہے — قطرہ سیماب مین آتشکدہ پنہان ہوا

ملین حضرت راسخ سے اگر تو یہ پوچھیئے اونکی جناب مین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تھا کل تمہین کانٹا سا جسکے ہوا اسنے کیا

جز داغ ہے کیا دل حزین مین — لالہ ہی اوگے ہے اس زمین مین
انکار ہے اونکا لذت آمیز — ہے زور مزا نہین نہین مین
اب اور کیا ہونے ایجاد گلستان مین — راتون کو لگا پھرنے صیاد گلستان مین
کچھ تو بڑھاتے ہو تم اسباب خود آرائی کو — طول مت دو مری بدنامی و رسوائی کو

مجھے تحریک آہ سرد نے کیا کیا رلایا ہے
بہی ہے جبکہ ٹھنڈی باد تب منہ خوب آیا ہے

رنج تخلص نواب ظفریاب خان خلف ملا سیان مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر اولاد مین حافظ الملک حافظ رحمت خان مغفور والی کٹھیر کے شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان گزرے

دکھایا صانع قدرت نے اب تیری کف پا کو
سنا کرتے تھے ہم اعجاز روشن دست بیضا کو

کہان اب جلوہ گر ہوتی ہے سنگ طور کی آتش
ہزار آتش سے باہم جنگ ہووے سنگ موسیٰ کو

سواد منزل اب راہ طلب مین تیرہ بختی ہے
خضر کی آنکھ سمجھا ہین چراغ غول صحرا کو

رسائی عرش تک ہے بیان سخن کی بال سیمرغ سے
رہی امید سیری نقش پا کی چشم عنقا کو

سبکدوشی سے بینش ہے آزادونکی تسبیح مین
فزون دو سنگ سے یہان سرگرانی بینہ بینا کو

تیور چڑھا کے رہ گئے تم کیون دکھا کے ہاتھ
چھوٹا ہے نیمچہ تو لگا دو بڑھا کے ہاتھ

دریائے حسن اور بھی دو ہاتھ بڑھ گیا
انگڑائی اوسنے نشہ مین لی جب اوٹھا کے ہاتھ

دیکھنے نکلا جو وہ خورشید منظر چاندنی
دہوپ سے بھی ہے چمک مین آج بہتر چاندنی

مارڈالا چاند سورج نے ترے تعویذ کے
دھوپ ہے باہر تو ہے مدفن کی اندر چاندنی

اب اندھیرا اور اوجالے [illegible]
دھوپ دکھلاتا ہے جنکو نہ مادر چاندنی

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ سعادت یار خان رنگین کے یارون مین تھے وطن انکا ایران مولد دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوتا ہے تازہ آہ سے ہر دم جو داغ دل
روشن ہے باد گرم سے اپنا چراغ دل

اے شام غربت آہ کدھر ڈھونڈیے اوسے
پایا نہ ہم نے زلف مین بھی کچھ سراغ دل

منہ ڈوپٹے مین چھپایا اوس نے
دل کو پردے مین لبھایا اوس نے

راغب تخلص احمد حسین دہلوی برادرزادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو

آوے ہی وہ اگر تو نہ آوے اسے یقین
کیا حال ہو گیا دل امیدوار کا

یارب اسے تو چین دے مجھکو نہ دیگا وہ
جلتا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا

کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین
شکوہ اگر کرون سر دشمن روزگار کا

چھٹ گئی آلام سے راحت کا سامان ہوگیا | بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درمان ہوگیا

**راغب** تخلص وزیر علی ولد سید جعفر علی باشندۂ فتحگڈھ

سمجھکر بنتے ہو نادان راغب | تغافل کا گلہ اوس نخبیہ سے

**رافت** تخلص حضرت شاہ رؤف احمد مرحوم خلف شاہ شعور احمد مغفور سرہندی شاگرد جرأت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین سے تھے اور بڑے زبردست عالم تھے عروض و قوافی مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے فارسی مین ایک دیوان اور ریختہ مین چھ دیوان اور ہر فن مین انسے ایک دو رسالے یادگار ہین جمیع اصناف سخن پر قادر تھے

گور مین بھرتا ہے نعرہ تیرا بسمل آہ کا | پڑھ کے تجسس اوسکو تو اب ایجان بسم اللہ کا

ق

ہر نام پاک یہ ہے تعویذ مرے جی کا | صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر | چار و نظرف نہ سکہ کیون کر مہر اوسی کا
سایہ ہو جن پر اونکا اونکو نہین ہے خطرا | کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت یہ چار یار اب وابستہ رکھ دل اپنا | گر تجھہ پہ کھل گیا ہے عقدہ روا اردی کا
جگنو گلے مین زلف سیہ فام دوش پر | ہے صبح اوسکی چھاتی پہ اور شام دوش پر

یہ کیس کی مژگان کی آہ یارب بھرے ہین برسے ہمارے بر مین
کہ شکل غربال پڑگئے ہین ہزارون روزن دل و جگر مین
ادا و انداز و ناز و عشوہ جو کچھ ہے اوس شوخ فتنہ گر مین
نہ وہ پری مین نہ حور مین ہے نہ ہے وہ غلمان و نہ بشر مین
لگا نہ جراح اسپہ مرہم کہ داغ جاوے تو جا تین مرہم
یہ رکھتے ہین سوختہ جگر ہم چراغ ادجلے ہوئے نگر مین

وصل کی شب کی ہر گھڑیان کیسی ہے آتین بھیر | شب آیا وہ راحت جان جب تین ہر تین بھیر
گرمی رفتار کی دیکھتے جو وہ یار آئینہ مین | جوہر آئینہ ہوجاے ہزار آئینہ مین
رافت چپل وہ بھلا کیسے مری گھر ٹھہر | عکس بھی جسکے نہ آتا ہو قرار آئینہ مین

بجسم

جسنے بالون مین ترے عطر بسا دیکھا ہے
اوس پہ آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے

آپ بیٹھے ہوئے کرسی پہ جو کرتے ہین گھمنڈ
میرا نالہ نہین یہ عرش رسا دیکھا ہے

ترا مجنون ہون ای پیاری اگر تو رشک لیلی ہے
گیا جنگل کو تھا وہ مین نے بھی صحرا کی لیلی ہے

**راقم** تخلص غلام محمد دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم ہشتیر خطوط مین مشق رکھتے تھے

بس کر چکے عاشقی مری جان
غصے سے ترے جو ڈر گئے ہم

جب مین نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی
تو اوسنے ہنسی ہی مین مری بات اڑا دی

**راقم** تخلص بندرابن باشندۂ شہر متھرا شاگرد مظہر و سودا صاحب دیوان گذرے ہین

نہ ترے عشق مین بلبل ہی کو نالان دیکھا
چاک ہر گل کا گلستان مین گریبان دیکھا

کہے کیا درد دل بلبل گلون سے
اوڑا دیتے ہین اوسکی بات ہنسکر

سنتے تھے ہم جہان مین اہل کرم کے ہاتھ
آیا جو دید مین تو کم از آستین نہین

مرے میکشی سے زاہد کرین توبہ سنگسار ان
رہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاران

یہان تلک قبول خاطر کیجے تری جفا کو
تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

**راقم** تخلص شیخ مظفر علی ولد شیخ رستم علی باشندۂ چار کلیانہ مقیم دہلی ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے

آفرین دست جنون تجھکو کہ دم کے دم مین
کر دیے خوب مرے جامہ و دستار کے تار

اک جہان قتل کیا جنبش ابرو نے تری
کیا ستم دیکھیے دکھلاینگے تلوار کے وار

**راوی** تخلص میر مصاحب علی خلف اکرام علی نبیرۂ حافظ عبداللطیف باشندۂ موضع ناون متعلق لکھنؤ شاگرد مرزا مہدی کوثر صاحب دیوان ہین

نالے کیسے خزان مین تو آہین بہار مین
ہم دوست مین رہا چمن روزگار مین

جانکر عاشق جانباز ادھر دیکھین تو
جان و دل نذر ہے وہ ایک نظر دیکھین تو

اپنی صورت کو دکھاؤ تو یہ پردہ اوٹھ جائے
لوگ کہتے ہین تمھین رشک قمر دیکھین تو

آئیے آئیے اب نزع مین ہے عاشق چشم
بات منہ سے نہ کرین آپ مگر دیکھین تو

ہجر کی رات سے بدتر ہے یہ صبح شب وصل
تم جدا کیا ہوئے پہلو سے قیامت آئی

حکم خلاق دو عالم جو ہوا روز الست — روح بنکر مرے قالب مین محبت آئی

**ربط** تخلص دیبی پرشاد خلف منشی موہن لال مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی

دربدر پھرتے ہین اب چرخ کے ہاتھو نسے تباہ — گھر سے رکھتے تھے نہ باہر جو کسی کام مین پاؤن

**ربط** تخلص شیخ احمد حسین خلف شیخ غلام علی باشندہ جونپور شاگرد مہدی علی خان کوثر

زیر فلک اوٹھاؤ نہ منہ سے نقاب کو — دیکھو نظر لگے نہ مہ و آفتاب کی
ساقی پلا شتاب شب ماہ مین شراب — کیفیت آج دیکھینگے ہم آفتاب کی
ہم ہون محروم عیش کرین — کیا کرین اپنی اپنی قسمت ہے
سجدہ کرتے ہین سیکڑون تم کو — اے بتو یہ خدا کی قدرت ہے
ربط ہر وقت شکر لازم ہے — تندرستی ہزار نعمت ہے

**رجب** تخلص رجب علی مقیم فرخ آباد

پی پی کے خون دل ہے بسر کی ہے زندگی — ساقی جو دے شراب یہی دم ہو واہ دا[illegible]

**رحمت** تخلص گنگا پرشاد پنڈت کشمیری ولد موتی لال لکھنوی شاگرد امانت

آنکھون سے اپنے چشمۂ خورشید گر گیا — جس روز آ گئے نظر اوس مہ لقا کے ہاتھ

**رحمت** تخلص رحمت علی مصنف نالۂ بلبل و انشاے حدیقۂ رحمت و مثنوی نکات فلک قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی مرحوم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین

اللہ ری نارسائی طالع کہ ہم صبا — بیٹھے نہ خاک ہو کے بھی دامان یار پر
ملتے ابتک ہین کف کی مری کیا قدر تھی — ہین نے اک روز کہین کھائی تھی قرآن کی قسم
رحمت یہ عمر اور ورع خیر ہے تجھے — ٹھا تو کیون لگا نے ہے عہد شباب کو
تیرا ہی کچھ یہ طور نرالا جہان سے ہے — ورنہ یہ رسم ہے کہ بشر سے بشر ملے
آرام ایک حسرت تھا وہ لے سے مٹ گیا — خانہ خراب خاک مین یہ چشم تر ملے

**رحیم** تخلص مرزا رحیم بیگ ولد مرزا منیر بیگ شاگرد مولوی محمد بخش نادان باشندہ سردھنہ ضلع میرٹھ پہلے شرر تخلص کرتے تھے ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے ہین مخزن الشعرا انکا نظر سے گزرا

[illegible]

دولت مین کس کس کو اس جان کی خواہان ہین بہت
غم جدا فکر جدا درد جدا یار جدا

طفیل لاغری مین رہگیا ہون کوہی جاتا نہین
کہ شکل یونظر آتا نہین اور ہون گلستان مین

**رحیم** تخلص عبد الرحیم خان ولد دوست محمد خان رسالہ دار لکھنوی شاگرد ہادی علی مجود

جہان نکلنے تا سکنے کار لگتے ہین لیکا آنکھین
نہ کرین اپنی طرح سے مجھے رسوا آنکھین

**رحیم** تخلص رحیم بخش مرحوم

غش ہین مجھکو دیکھکر بولا طبیب مہربان
ہاے رے دیکھی تھی تو نے اوسکی کیون چشم بیمار

**رخشان** تخلص خیرات علی خان فرخ آبادی

کیونکر اوٹھائین رنگ حنا کے وہ بارکو
نازک زیادہ گل سے ہین اوس گلبدن کے پاؤن

ہے بعد مرگ بھی وہی رخشان کو بیکلی
اندر کفن کے ہاتھ ہین باہر کفن کے پاؤن

**رخصت** تخلص میر قدرت اللہ خلف میر سیف اللہ مقیم لکھنو شاگرد حسرت وجرأت

میرے ملنے سے آپ کو ننگ و عار
حاصل ہوا یہ تیری ملاقات سے مجھے

**رسا** تخلص مولوی علیم اللہ

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کے چاہ کا
خانہ خراب ہو نگہ رو سیاہ کا

**رسا** تخلص میان محمد بخش آرایش ساز ولد شیخ محب اللہ لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

چلنے مین تھرتھراتی ہے جو سر بسر کمر
لچکا نہ کھاے اوبہت نازک کمر کمر

پاجامہ یہ نہین ہے تمامی کا پاؤن مین
دریاے زرین ڈوبا ہے وہ مہ کمر کمر

**رسا** تخلص میر علی احمد خلف میر نجف علی مجتہد باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنو شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

آئی ہے شب مجھے قتل کرو تم
سر کاٹو تو جاتا رہے دھڑکا میرے دل کا

مژگان کی کٹاری ہین تو ہر سینے کی کوٹلے
ابرو کی سروہی مین ہے چھالا ہے بلکا

ہفت اقلیم مین ہمسر نہین رکھتی اپنا
ہونٹ رخسار دہن ناک بھوین بال آنکھین

دیکھتے ہین کبھی تسبیح کبھی مصحف رخ
یا الٰہی رہین قائم صد وسی سال آنکھین

رسا تخلص شہزادہ کریم الدین دہلوی شاگرد حافظ غلام رسول شوق

ہیو فا ون سے اے رسا تم نے — ایسے کہو دل لگا کے کیا پایا
یہان تلک اوسکے غم مین روئے رسا — کہ ہم آنکھون کو اپنی کہو بیٹھے

رسا تخلص لالا انبہ پرشاد داستان گو ولد چندی پرشاد خواہر زادہ راجہ جھاؤ لال باشندہ لکھنؤ شاعری و داستان گوئی مین شاگرد ہوس و میر قاسم علی کے تھے

جان نکلی جو مرے جسم سے جب آنکھ لگی — اور بتلا دے تجھے ہجر مین کب آنکھ لگی

رستم تخلص نواب اشرف الدولہ رستم علی خان عرف اشرف خان خلف نواب خان دوران خان دہلوی مصاحب نواب سعادت علیخان والی لکھنؤ مقیم بنارس

اے دل و دیدہ بہت تم نے ستایا مجھکو — مین ہون اب جان سے بیزار تمھارے ہاتھون

رستم تخلص میر رستم علی خان باشندہ جالستھ متعلق سہارنپور نبیرۂ امیر الامرا نواب عبد اللہ خان فرخ سیری

کب تلک ہجر کے دن دیکھیے ہم دیکھینگے — آستین اشک سے ہر رات کو نم دیکھینگے

رستم تخلص رستم علی باشندہ انبالہ شاگرد حافظ صیغم

کل جو آکر گلبدن نے شکل دکھلائی ہمین — بیکلی ایسی ہوئی جو کل نہ پھر آئی ہمین

رسوا تخلص آفتاب رائے دہلوی محمد شاہ کے عہد مین مشرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے شراب بہت پیتے تھے مشہور ہی کہ ایک جوہری بچہ کے ہاتھ سے جسپر عاشق تھے مارے گئے

کوئی جا نہیں مین ہہ کہ آنکھون سے نم نہیں — رسوا ابھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین
وصل مین مجھ و دیتا ہے اور ہجر مین بیتاب ہے — اس دوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھایئے

رسوخ تخلص حسن مرزا خلف مرزا مندہ محمد خان لکھنوی شاگرد آباد

پر تو فگن ہوئی جو انگوٹھی کی آرسی — چمکے ہین زور حسن سے اونکی کلائیان

رشک تخلص میر علی اوسط باشندہ لکھنؤ مقیم کانپور ولد میر سلیمان شاگرد ناسخ کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

دیدہ سمندر سے ہوا ہو گیا
دیکھیے اللہ کی قدرتین
محبت تجھے تب کہ ہو خانۂ دل
ہم اسے رشک مرتے رہے آبرو پہ
کسکو رکھتے نہین بیتاب تری گھر کی تلاش
پوچھتے وجہ دہن کسلیے معدوم ہوا
وہ رند ہون کہ کرون قرض کرکے میخواری
زنجیر اوسے چاہیے جو زور دکھائے
یاد اپنی ہمین بھول گئی یاد تو کیسی
تری وصاف ہے سوسن تری بینا نرگس
کیا جرم منہ مین بندی نے لی لی اگر زبان
لعل و یاقوت ہین مہندی سے سر ناخن
کیون نہو کان جواہر سینۂ شفاف یار
دست بوسی کرتی ہے تصویر پشت آئینہ
آیا جو سفر سے لیے آیا نئے عاشق
کہان یہ لطف چیتے نے کمر پائی اگر پتلی
فقط تجھ مین عناصر نے عجب ترکیب پائی ہے
یا سرمن من کے بگڑ جاتا ہے

دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا
سنگ سے بت بت سے خدا ہو گیا
ہمارا تمہارا تمہارا ہمارا
رہا نقش بر آب نقشا ہمارا
آدمی کیا ہے اثر قبلہ نما تک پہونچا
کیا کہین کچھ نہ ہی پہلی ملاقات مین بات
جو روز جمعہ ہو ذیحجہ کی نوین تاریخ
سکھائی ہے تری زار کو زنجیر کی تصویر
کچھ دیکھے جو بولا وہ پہیرا دہ فراموش
وہ سراپا ہے زبانین یہ سراپا آنکھین
صاحب بھی تو پکڑتی ہین آٹھون پہر زبان
پہلے تھا غیرت الماس و گہر ناخن
چٹنیان نیلم کی تو ہیرے کی بالین چھاتیان
اے بتو اللہ رہی تقدیر پشت آئینہ
سوغات نکالی تو یہ سوغات نکالی
تمھارے ہونٹھ پتلے اونگلیان پتلی کمر پتلی
بدن شفاف شانہ گول قد موزون کمر پتلی
کام بن بن کے بگڑ جاتا ہے

رشکی تخلص نواب محمد علی خان خلف الرشید نواب حاجی محمد مصطفےٰ خان بہادر شیفتہ رئیس اعظم دہلی شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار فارسی و اردو انکے نہایت شیرین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

آنکھین ملانے مین ہی عبث تمکو احتراز
آنکھین ہین دل نہین کہ ملایا نہ جائے گا

مگر ایک بار رخ سے نقاب اوسکے اوٹھ گیا
نبضیں چھٹیں ہیں آنکھوں میں دم ہے لبوں پہ جان
وہ آئے تھے میری بھی چوری سے رات
مرا اعتقاد بخت کھٹکتا نہیں
رنجش کا اگرچہ کوئی سبب درمیاں نہ تھا
مانگی جو اوسنے جان تو غیروں پہ آ بنی
اک محشر خیال دل تنگ تھا کہ کیوں
کیا کیا بناکے ہم نے سنایا رقیب کو
اس قدر خوف ہوا ہم کو مری جان کسکا
قیس کی دھوم مچ رہی ہے مگر
ہم وہ گم کردہ راہ ہیں کہ کبھی
ہے دگرگوں ابتداے عشق میں رشکی کا حال
اس عنایت کی بھی قابل یہ گنہگار نہیں
رات کو بات نہ کی اوسنے سحر تک ہمسے
نہ سلجھے گی تمھاری اور دشمن کی قیامت تک
یہ منصب بلند ملا جسکو مل گیا
مرا احوال سنکر بے تکلف
وہ وہ کہتے ہیں جرم کہ کم ہونگے اور سے
تدبیر کب بتانے کو احباب آگئے ہیں
آیا خیال بیکسی کا اونھیں تو کب
وقت وفاے وعدۂ دشمن نہیں اگر
وہ باتیں جو کہ اوسنے تہیں چھپا لی
وہ پھیرنا کوبہ کو رشکی کہاں سے

بھر راز دل کسی سے چھپایا نہ جائے گا
آؤ کہ کوئی دم میں بلایا نہ جائے گا
مرا چونک پڑنا بلا ہو گیا
ترا یہ بھی بند قبا ہو گیا
لیکن وہ آپ صلح کریں یہ گمان نہ تھا
حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان نہ تھا
در پر تمھارے رات کوئی پاسبان نہ تھا
مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا
یہ نہ سوچے کہ ہے نالہ شرر افشان کسکا
عشق اس سے سوا نہیں ہوتا
خضر بھی رہنما نہیں ہوتا
رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر
سیکڑوں خون کیا کرتے ہو دو چار نہیں
اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہیں
اگر اولجھا ہمارا دل تمھاری زلف پیچاں میں
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں
کہا کیا سچ یہ ساری داستاں ہے
کیا کیا امیدواری تقدیر کر چکے
جب کام ہم حوالۂ تقدیر کر چکے
جسوقت وہ مجھے تہ شمشیر کر چکے
پھر تیری بات بات میں کیوں اضطراب ہے
غضب ہے کر رہا ہوں میں اونھیں سے
ہوئے ہیں آپ بھی اب تو ہمیں سے

**رشید** تخلص پنڈت کنور بہادر بن گنیش پرشاد فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

سنتے ہین آج وہ بت تیغ بکف آتا ہے
کون روکے گا جو قسمت مین شہادت ہوگی

**رشید** تخلص سید بہادر علی محرر محبس اکبرآباد

وہ ترک شوخ جو غیرون سے ہمکنار رہا
رشید گور سے تھی ہمکو ہمکناری رات

**رشید** مرزا محمد زکی لکھنوی ولد مرزا مہدی برادر زادہ مرزا حاجی قمر شاگرد محمد بخش شہید

ساقط نہ کسطرح مری نبضین ہون کہ سب
غیرون کے ہاتھ مین ہین تمہاری کلائیان

**رضا** تخلص میر رضا علی طغرا نویس لکھنوی شاگرد جرأت

مت پوچھیو رضا کا کچھ حال غم تنہائی
اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی

**رضا** تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاندپوری

آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ ترے اے گلرو
دو قدم چل کے حنابان کے تلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہین چپکے تری کوچہ مین
ہین گنہگار نجوایوان کے تلے بیٹھ گئے

**رضا** تخلص محمد رضا مقیم اکبرآباد شاگرد خاور

شب فراق بھی مقتل ہے عاشقون کے لیے
تڑپ تڑپ کے کٹی آج اپنی ساری رات

**رضا** تخلص مرزا جیون دہلوی خلف مرزا جان شاگرد میر نظام الدین ممنون صاحب دیوان گزرے

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ
ہم بھی سنتے ہین اور جلتے ہین

ہاتھ مین اسنے حنا تم جو ملا چاہتے ہو
آج دو چار کا کیا خون کیا چاہتے ہو

سبزے ہین اوسکے کانون مین اب آبدار کے
جیسے کہ برگ سبز ہون نیچے گلاب کے

**رضا** تخلص میر محمد رضا لکھنوی شاگرد میر ضیا فن کشتی اور تیغ بازی اور عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے

نقش شیرین کا مٹے تیشہ سے پر اوسکا خیال
یہ نہین ممکن کہ جائے خاطر فرہاد سے

**رضا** تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی شاگرد ضیا بڑے متقی تھے

اسکا کچہ انجام بھی سمجھا کہ تونے ای فلک
حسن روز افزون وہان یہان عشق شور افزا دیا

رضا تخلص سید غلام رضا خان طباطبائی خلف نواب نصر اللہ خان باشندہ بنارس شاگرد ذاکر علی ذاکر

خاکسارون کو ہے ایذا سرکشونکو چین ہے
ہے زمین پاؤن کے نیچے آسمان بالای سر

رضا تخلص غلام رضا خوشنویس ولد انبہ پرشاد داستان گوی لکھنوی یہ بھی داستان خوب کہتے تھے

رکھو نہ سر عاشق مضطر کے تلے ہاتھ
ہر شب مرے اسے مہ ہون ترے سر کو تکیہ کا ہاتھ

رضا تخلص ایک شخص رام پوری کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

اب کوئی لحظہ مین مجنون یہ بلا آتی ہے
جرس ناقۂ لیلی کی صدا آتی ہے

رضوان تخلص نواب واحد علی خان ولد نواب نجابت علی خان بہادر نواسۂ نواب مظفر جنگ مسند آرای فرخ آباد شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے نیند کہان رہتی ہے کچہ مجھکو بتادے
آنکھونکو تری شکل دکھائی نہین دیتی
بے جان سے چھوڑ چکے شام جدائی
کٹتی ہوئی یہ رات دکھائی نہین دیتی

رضوی تخلص حکیم جعفر علی خلف حکیم شجاعت علی باشندۂ قصبہ جے پور

وقت رخصت کیا کہون کس بیکسی سے رو دیا
دل تو مجھکو دیکھکر مین دلربا کو دیکھکر
بچہ بیداد سے رضوی نہ چھوٹا مرغ دل
انگلیان صیاد کی ہون یا قفس کی تیلیان

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ باشندۂ شاہجہان آباد

مرے قتل کرنے مین دو فائدے ہین
ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا
بلکہ لگ شمع کو عاشق کے ستانیوالے
کسطرح جلتے ہین اور وے کے جلانے والے
رضی سے صنم کیون برا مانتا ہے
یہ تیرا ہے بندہ خدا جانتا ہے

رضی تخلص مرزا رضی خان لکھنوی نواب وزیر الممالک کے قرابتدار تھے نجوم مین اچھی مہارت رکھتے تھے قصۂ لیلی و مجنون ریختہ مین نظم کیا ہے

دل کی طلب ہے اور تمنا ہے جان کی
یہ ہم پہ مہربانی ہے اس مہربان کی

دیکھو

**رعایت** تخلص میر رعایت علی ولد امانت علی باشندۂ لکھنؤ

یارب کمر بتون کی بچانا دم خرام — ہر ہر قدم پہ ناز سے بل کھائے جاتی ہین
بنتی ہین بیڑیان تری دیوانون کیلیے — حداد ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے بلوائے جاتی ہین

**رعد** تخلص میرزا اکبر علی

حشر کے روز نیا خون کا محضر اپنا — خط باطل نہ وہ سینہ ور کا قشقا ٹھہرا

**رعنا** تخلص عبد الرحیم مرحوم لکھنوی ولد خواجہ بخش تاجر پیشہ مقیم کانپور شاگرد مصحفی

دے بوسہ گر اوس طفل پری زاد کے منہ پر — تو رنگ کچھ آسکے دل ناشاد کے منہ پر

**رعنا** تخلص مردان علی خان ملازم راجہ کپور تھلہ راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے غنچۂ راگ انکا نظر سے گزرا

گزرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے — تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

**رغبت** تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

جسکو اپنی نہین پروا سے جگر سوزی کچھ — اوسکی ہر بات پہ کیون جی کو جلاتے پھرئے

**رغبت** تخلص میر ابو المعانی لکھنوی

یاد ہے راتون کو چھپ چھپ کے وہ آنا تیرا — چٹکیان میری وہ لے لے کے جگانا تیرا

**رفاقت** تخلص مرزا نگین تلمیذ جرأت

خوف سے تیرے نہین بولتے اغیار سے ہم — ورنہ بگڑ جانے کو تیار ہین دو چار سے ہم
وہان کیونکر رہئے کہ منادی جہان ہو یہ — زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی

**رفعت** تخلص شیخ محمد رفیع اللہ آبادی مقیم عظیم آباد

کیا جگر ہے کہ تری در پہ فغان کرتے ہین — ہم تو آہستہ قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہین
کیا کرتا ہے اکثر نالۂ جانکاہ پہلو مین — الٰہی دل ہے میرا یا کوئی بدخواہ پہلو مین

**رفعت** تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندۂ دہلی بہیت شاگرد قدرت اللہ شوق پہلے بیدم تخلص کرتے تھے انکا حافظہ ایسا تھا کہ کل قصیدہ ایکبار سننے سے یاد ہو جاتا تھا بعض تذکرہ والون نے انکو باشندۂ رام پور لکھا ہے

لباس صبر مری دل پہ اس روش ہے تنگ
کہ جیسے تیری قبا میرزا افلش ہے تنگ

بہتی ہے زور شور سے اپنی مدام چشم
اک بحر ہے عظیم کہ جسکا ہے نام چشم

**رفعت** تخلص مرزا پیاری دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی امیر تیمور گورگانی کی اولاد مین ہین

ہم خوش تھے کہ محشر مین تو دیکھینگے وہ دیدار
لیکن یہ قیامت ہے کہ محشر نہین ہوتا

کس منہ سے کرون دل کی شکایت کہ برا ہے
تجھسے تو جدا وہ کبھی دم بھر نہین ہوتا

ہو برا بیتابی دل کا کہ اسکے ہاتھ سے
راز پنہان ایک عالم پہ نمایان ہوگیا

یا الٰہی در دکس پردہ نشین کا تھا کہ شب
دل مین اوٹھ اوٹھکے مرے دل ہی مین پنہان ہوگیا

مژہ کو چھیڑ سے تو مدت ہوئی پہ اب تک
چبھی سی ہے خار سا سینے کے درمیان گیا

خدا نکردہ وہ کرے نالہ گر ترا عاشق
تو پھر زمین یہ کیسی یہ آسمان کیسا

کچھ آنکھ سے کیا نہ گیا کچھ خیال کا
مار آگیا دل اور یہی بے قصور تھا

کچھ پاس غیر کچھ وہ تغافل شعار یان
گویا کہ سامنے بھی ہین نظرون سے دور تھا

رحم اوٹھا ہو کہ نالہ کا اثر ہو کچھ ہو
نزع مین بار سے وہ لینے کو خبر آہی گیا

تھا ہدف غیر پہ اپنا جو مقدر تھا درست
غلط انداز سے وہ تیر ادھر آہی گیا

آج کچھ رفعت دل خستہ کا احوال ہے غیر
جو کہ دھڑکا تھا ہو وہ پیش نظر آہی گیا

شب وصال مین دیتا ہے لطف کیا کیا کچھ
ہر ایک بات پہ عالم یہ منہ بنانے کا

نہ اونکو ناز سے فرصت کہ ہم سے ہو کچھ چھیڑ
نہ ہم کو ضعف سے یارا ستم اوٹھانے کا

تری گلی مین ہوئے خاک بھی تو کیا حاصل
ترا ہے ڈھب وہی دامن اوٹھا کے آنے کا

مین ایک وہ بھی کہ اونکو ہے تمسے راز و نیاز
اور ایک ہم ہین کہ منہ تکتے ہین زمانے کا

گم ہو گئی شاید بت و بتخانہ کی الفت
کچھ اندنون آتا ہے جو رہ رہ کے خدا یاد

ہائے پانی بھی چوانے کو نہ آیا دم مرگ
کوئی خبرگیر نہ حسرت ترے بیمار کے پاس

لب ہین جان بخش یہ کیسی کہ مین اونکی خاطر
اپنی جینے ہی سے مایوس ہوا جاتا ہون

پونچھے اشک اوسنے گمان غیر مین
مرگئے ہم اتنے ہی احسان مین

جان اجل کو دینگے اک جھگڑے کی ساتھ
تو ہے جو دے دین تجھے اک آن مین

رفیع تخلص حاجی رفیع الدین خان لکھنوی

ناتوانون کے ستانے سے حذر کر ظالم
عرش بھی آہ سے مظلوم کے ہل جاتا ہے

رفیع تخلص منشی فرزند علی بن روشن علی بلگرامی اٹاوہ کی فوجداری عدالت کے سررشتہ دار تھے

اپنی آنکھوں سے مجھے کھٹکا ہی ہر عنوان کا
دم مین دکھلاتی ہین نقشہ نوح کی طوفان کا

رفیق تخلص رفیق علی سوار رسالہ انگریزی

کبھی بھی نہ سر مین تیغ نگہ یار رفیق
اک لگایا زخم جو دل پر سو وہ ناسور ہوا

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ دہلوی شاگرد تمنا اللہ خان فراق

روشن رہیگا داغ دل عاشقان مدام
ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل

یہ رہی ہے ہجر مین تیری سدا خونبار چشم
اور تو ہم سے خفا ہے حیف ہو کر چار چشم

رفیق تخلص امین اللہ

رہ عشق کے بیچ و پیچ مین جو رفیق تھے سو جدا ہوے
مگر ایک نالہ و آہ کو مرے دل سے ہمسفری رہی

رفعت تخلص مرزا قاسم علی شاگرد جرأت وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مسکن لکھنو صاحب دیوان گذرے

پھر مجھکو کاٹے کھاتا تھا شب یہ رنگ تھا
اوس بن پلنگ خواب پہ شکل پلنگ تھا

خط وہ بھیجے رقیب کا لکھا
یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا

اوسطرف وہ ہاتھ سے دامن چھڑانے لگا
اسطرف چاک گریبان پاؤن پھیلانے لگا

ہمارے سامنے مست ابر بار برس
جو ہم سے ہو سکے تجھ سے نہ ہو ہزار برس

دیا اک بوسہ پنہان اوسنے ہمکو رات دل لیکر
سو ہم بھی یہ سمجھتے ہین حساب دوستان در دل

تجھے پہلو مین پالا تھا اسی خاطر اسی خاطر
کیا رسوا مجھے تو نے ستمگر دل ستمگر دل

جسمین جو بات سمائی وہ بھلا جائے کہان
حسن آخر ہوا اوسکا یہ ادا جائے کہان

چھوٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسی کی
اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی

**رفعت** تخلص مولوی حبیب النبی مرحوم معاون مدرسۂ عالیہ کلکتہ ولد مولوی ضیاء النبی مغفور سرہندی باشندۂ رامپور حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

دوسری کا سوگ کیجے ایک کا غم ہو چکا
اب جگر کو روئیے دل کا تو ماتم ہو چکا

ہم توکل کھا کے موئے اور وہان غیر و نکو
جاتے ہین اب تلک اپنا دسی معمول پہ پھول

اپنی تربت پہ نہین مارتا پتھر کوئی
چڑھتے ہونگے کسی اللہ کی مقبول پہ پھول

زندگی گر عذاب ہے تجھ بن
موت بھی تو خراب ہے تجھ بن

**رقم** تخلص حکیم سکھانند باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر

وفور شوق مین سرخ کے لیے وہان بیچ
نہین میسر بوسے کہان کہان کے لیے

**رقم** تخلص مولوی احمد حسین خلف مولوی احسان اللہ باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

نہ دینا ہوش دو بوسے لبون کے
زبان کو پیر کرو دشنام سے بند

**رمز** تخلص مرزا فتح الملک بہادر ولی عہد ابو ظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق شعر انکے اچھے ہوتے ہین

آنکھین تو اوسکو دیکھ کے ہوتی ہین بیقرار
بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا

کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے
ملا مجھکو قسمت سے جلاد اچھا

سب کچھ آسان ہے تجھے گردش دوران کرنا
ایک مشکل مری مشکل کا ہے آسان کرنا

مانا کہ نہ دل لے کے تو مجھسے وفا کرتا
پر دل کی تسلی کو وعدہ تو کیا کرتا

طرز رفتار نے تری ظالم
رفتہ رفتہ سبھے تمام کیا

وہ لیگئے ہین خدا جانے کسطرح دل کو
دیا ہے میتے اونھین اپنے اختیار سے کیا

تم رہو اور مجمع اغیار
میرا کیا ہی ہوا ہوا نہ ہوا

دل بیتاب ہو گیا تجھے رفاقت کی امید
کون ہوتا ہے برے وقت مین جو ہوگا

سب سر اسینہ کر یا سب کوئی دار ستمگر تجھے
داغ جو پیدا ہوا شکل درم پیدا ہوا

اوس شوخ کو ہم نا مہربان کیا کہین
مشفق نہین شفیق نہین مہربان نہین

درد فراق فکر عدو طعن دوستان
اس ایک جان پر مری کیا کیا بلا نہین

وصل کی شب حشر کا دن ہو تو شاید کچھ کہین
اسقدر شکوے ہین دل مین اوس ستمگر سے ہمین

ہم کو کیا غیر کے آنے کی خبر
چغلیان نقش قدم کھاتے ہین

نہ حرم مین جگہ نہ دیر مین جا
ہم سے گئے جائین اے خدا کسمین

رمز الفت مین جو جا ہو آرام
تو یہ راحت طلبی جانے دو

ہوئی صورت نہ کچھ اپنے شفا کی
دوا کی مدتون برسون دعا کی

یاد بت مین عمر گذری یان تو رمز
کیا کہوگے وہان خدا کے سامنے

دل لے تو گئے ہین وہ ہمارا
پر دیکھیے اوسکو کیا کرین گے

الٰہی موت تو ہوگی مگر یون ہو تو بہتر ہے
کہ سر ہو پاؤن پر قاتل کے اور سجدے ہی مین دم نکلے

نہو جب ضعف سے طاقت کہ آئی جان ہی لب تک
تو ہم سے ناتوانون کا کہو کسطرح دم نکلے

رمز تخلص مولوی ظہور اللہ خلف چودھری انوار اللہ نامے زمیندار جہانگیر نگر
شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر
فارسی کہتے ہین ❊

حکم ہے باد بہاری کا کہ ہر طفل کو آج
بوستان حفظ ہوا اور یاد گلستان ہو گئی

رنج تخلص میر محمد نصیر محمدی مرحوم خلف میر کلو متوطن اکبر آباد مقیم دہلی خواجہ میر
درد علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین و نواسہ تھے ۱۲۶۱ بارہ سو اکسٹھ ہجری مین
انتقال کیا علم ریاضی و علم موسیقی مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

خط دیکھکر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا
قاصد اودھر بدیدۂ پرنم اولٹ گیا

یقین ہو گیا دیکھکر اوسکا قامت
کہ بیشک قیامت مین دیدار ہوگا

کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر
کوٹھی چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر

یاد دلوا کے جو ہم بستری یار رولائے
سو وہ تصویر نہالی ہے بغل کا دشمن

دیکھی نہین حالت یہ جدائی مین کسی کی
ہے طور جدا اپنا جدائی مین کسیکی

رنج تخلص حکیم محمد فصیح الدین قوم بنی اسرائیل مؤلف تذکرہ بہارستان ناز

باشندۂ میرٹھ شاگرد غالب دہلوی تذکرہ انکا نظر سے گزرا

| | |
|---|---|
| نامہ مجھ سے وہ غیر کو لکھوائین | یہ بھی لکھا مرے مقدر کا |
| اک بار اور میری عیادت کو آیئے | اچھی طرح سے مین ابھی اچھا ہوا نہین |
| مین خوب جانتا ہون لگاوٹ کو آپ کی | آنکھین تو مل رہے ہین مگر دل ملا نہین |

رند تخلص لالہ کھیم نراین کھتری دہلوی نبیرۂ لالہ لچھمی نراین طب مین اچھا دخل رکھتے تھے مہاراجہ ہلکیت راے کے رفیقون مین تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے ہوگلی مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

| | | |
|---|---|---|
| نالۂ طنبور و چنگ اے اہل غفلت کم نہین | ق | گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے |
| ہے سزا اوسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال | | راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے |

رند تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری شاگرد جرات

| | |
|---|---|
| روتا ہون چپکے چپکے آتا ہے یاد جسدم | وہ دیکھنا کسی کا نظرین چرا چرا کر |
| سنتے ہو گر برا معشوق کہنے سے تو ہان | ہم تمھین مشہور اپنا چاہنے والا کرین |
| وہی فغان ہے وہی آہ ہے وہی نالہ | خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہے سو ہے |

رند تخلص مہربان خان پسر خواندۂ نواب احمد خان بنگش ناظم فرخ آباد موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

| | |
|---|---|
| جسکا تجھ سا حبیب ہووے گا | اوسکا عالم رقیب ہووے گا |
| دل کا گھبرانا کہون یا کہ نفس کی تنگی | دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی |
| مری چھاتی پہ رکھ کے برچھی کو | نہ اوٹھا دل کے پار ہونے دے |

رند تخلص اکرام الدین باموزادہ شاگرد مولوی عبد الکریم سوز

| | |
|---|---|
| تری زلف بکھری بکھری جو نہ دیکھتے کبھی ہم | تو نہ ہوتے یون پریشان نہ یہ حال زار ہوتا |
| نہ وصال اوس سے ہوتا نہ اوٹھاتی رنج فرقت | جو شراب ہم نہ پیتے تو یہ کیون خمار ہوتا |
| تو نے ہماری یاد کو خاطر سے اپنی ہائے | حرف غلط کی طرح سے ظالم مٹا دیا |
| ہم پر تو التفات نہ تھی لیک بزم مین | ساقی نے رند جان کے ساغر پلا دیا |

دل مین آنا ترے نہین مشکل | ہو گئے جب غبار آ بیٹھے

**رشید** تخلص سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

ٹوٹی بت مسجد بنی مسمار بتخانہ ہوا | جب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ ہوا
دونون زلفین یار کی ہلتی ہین بالون پر سے | وجد کرتا ہے صدا اُسنے یہ جوڑا سانپ کا
خط پہ آتے ہین سمٹ لہرا کے گیسو یار کے | سبزۂ نوخیز پر شش ہے یہ جوڑا سانپ کا
کب مٹا عشق کا نشان دل سے | زخم اچھا ہوا تو داغ رہا
کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد | مین ماجرا سے چمن کیا کرون بیان صیاد
دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے نے | وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد
دل کو لے لیتا ہے محبوب جوان ایکنہ ایک | دل ہی رہتا ہے مجھے آفت جان ایکنہ ایک
رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہین | اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین
گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین | جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین
غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین | پر ہم اون کے ہین وہ ہمارے ہین
تمہارے ہاتھ سے تنگ آئی ہین جو ان بنا کرتی ہین | یہ مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم یہ مر مر کر
نہین معلوم انھین کیا حال میری بیقراری کا | غلط کہتے ہین دم دیتے ہین کہ ہین گریہ و زاری کا
ہوگئے بیزار عبث گھر کو نہ جاؤ آؤ | تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ
دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہے | روٹھے جاتے ہو اسی بات پر آؤ آؤ
نگہ یاس سے دیکھون تو یہ کہتا ہے وہ شوخ | پھر پڑی آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو
دیکھکر اپنی گلی مین کئی پتھر مارے | مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو
بت کرین آرزو خدائی کی | شان ہے تیری کبریائی کی
پاس دین کفر مین بھی تھا ملحوظ | بت کو پوجا خدا خدا کرکے
خیال اور کچھ سے رشک حور ہوتا ہے | خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہے

چلنی ہی او مہروش تجھکو نہ دہانی چاہیئے — چاند کھڑا ہے ڈوپٹا آسمانی چاہیئے
آزردہ ہو کہ خوش ہو مین کہتا ہون صاف صاف — ہان ہان نہین پسند تمھاری نہین مجھے

رنگین تخلص میر اکبر علی عرف میر سنگی لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گزرے

دیکھا جا آن کر صورت خدا کیواسطے آئیو — ترے عاشق کا دم آیا ہے سب ہے بیمار انکھوں میں

رنگین تخلص پورن لال کایتھ دہلوی

رنگین نہین ہین قطرۂ شبنم یہ باغ مین — باد صبا لئے ہے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی تورانی الاصل ولد محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہگری کو اچھی طرح سے جانتے تھے بہت سے شہرون کی سیر کی تھی کلکتہ مین بھی آئے تھے ریختی کے موجد تھے صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد قیاس کیا ہے خطا کی ہے کیونکہ خود انشاء اللہ خان نے نسخۂ دریاے لطافت مین لکھا ہے کہ اونھون نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیا تھا ریختہ وہزل بھی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی مین سنہ ۱۲۵۱ بارہ سو اکیاون ہجری مین اسّی برس کی عمر مین انتقال کیا دیوان ریختہ و ریختی وہزل و فرسنامہ و حکایت رنگین اور کئی مثنویان اونسے یادگار ہین فرسنامہ اور دیوان و مثنوی انکی نظر سے گذری

اے موجد عیش و شادمانی پھر آ — رباعی — وے باعث لطف زندگانی پھر آ
مین ہون بن تیرے چشم خوبان مین ذلیل — پھر آ تو اب اے مری جوانی پھر آ
جو نالہ رات کو لب سے نہ ہٹ گیا ہوتا — تو ساتھ آہ کے سینہ بھی پھٹ گیا ہوتا
کھینچ لائی ہے اوسے کشش دل یہان تک — ہزار شکر کہ تجھ کو بھی یہ مقدور ہوا
تھی شعلہ یا وہ برق کہ جی میرا جل گیا — ایسی ہی کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا
ربط ہم سے آپ نے جو اب بہت کم کر دیا — سچ بتاؤ تم کو صاحب کسنے برہم کر دیا
کیا کرتے ہو تم ناصح نصیحت رات دن مجھکو — اوسے بھی ایک دن کچھ جا کے سمجھاتے تو کیا ہوتا

پرندے کا نہین مقدور جو وہان جا کی پرای
قسم ہے ایک عالم کو رلادیتا ہی ای رنگین
بازگشتی تیر ہے پھر کر یہ تیرا دیکھنا
زاہد بتا تو کعبہ مین کیا دیکھتا ہے تو
ہر سخن مین تم نہین کرتے ہو یہ کیا طور ہے
جی جلا کر ایک بوسہ مانگتے ہین یار سے
گھر سی تیری اوٹھکے مین جاتا ہون روتا اسطرح
تیری گل تکیون کے خاطر ہی لازم ہی کہ ہو
پیار کے الطاف کے بوسے کے ہم خواہان نہین
وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگین
میری چھاتی سے لپٹ جائیے اور سو رہیے
کس رات ہوئے آپ ہین مہمان ہمارے
دم آیا ناک مین اس آہ اور زاری کو جینے سے
روح نے جسم پر گرانی کی
دمبدم بسکہ ترا حسن فزون ہے ظالم
دل کو کوئی کسطرح سنبھالے
اس اپنی ہاتہ کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہے

کبوتر گر ہمارا نامہ بر ہوگا تو کیا ہوگا
وہ اوسکی جھڑکیان کہا کرتا ابھو ہو بیانا
صدقے تیرے اس ادا پر سے مجھے تریانکہ
جاتے ہین دیر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم
نازنینی معشوق کو لازم ہے پر اتنا نہین
آگے باقسمت وہ دیکھین ہان کرے ہی یا نہین
جیسے تو مکتب کو جاتا تھا کسی ہنگام مین
ایک تو شمس کا اور ایک قمر کا تکیہ
وہ سمجھتے ہین ہماری آرزو کچھ اور ہے
اس مین کیا تیری شان جاتی ہے
آئیے آئیے بس آئیے اور سو رہیے
کب تم نے نکالے کہو ارمان ہمارے
طبیبو موت سے بہتر ہے بیماری کے جینے سے
اب یہ حالت ہے ناتوانی کی
روزجی مین ہے کہ کھنچوائیے تصویر نئی
یہان جان کے پڑ رہے ہین لالے
نشانی اونکی چھلا تھا سو اوسکی یہ نشانی ہے

## ریختی

دل تڑپے ہے تجھ بن مرا ای جان دوگانا
میرے گھر مین زناخی آئی کب
کرون مین کہان تک مدارات روز
تو دوا ایک ہے اللہ رہی اوحرفت باز
ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو مین

رہا مرے گھر آج تو مہمان دوگانا
مین نگوڑی بھلا نہائی کب
تمھین چاہیے جی وہی بات روز
قادری مانگی تھی تو دوڑ کے لائی لشواز
شکر صد شکر کہ وصل اوس سے ہوئی رات کو مین

چل دوگانا چھاتیون سے چھاتیان مل مل گھسین
چل بدن سے ہم بدن کو رگڑین اور صندل گھسین

آج فرصت نہین کل رات کی ٹھہرا کے اوٹھو
بات بندی سے ملاقات کی ٹھہرا کے اوٹھو

ابکی یہ عہد ہے کہ جو بارہ وفات ہو
تو میرے اور تیرے زناخی وہ بات ہو

صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاوگے
یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آوگے

مین وہ لوا اوڑھنی کی نہین کل کی اوڑھنی
باجی مجھے اوڑھا دے جھلا جھل لی اوڑھنی

برسات اوسکو کہتے ہین جی جب بہار مین
سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی

پھوپھی لحاف گرگوا رہی لوگو دوڑیو
کولے تک جو سر سے مری ڈھلکی اوڑھنی

بھاری بسنت ٹکا دے کہ رنگین لگاؤن مین
سر پر مرے ٹھہرتی نہین ہلکی اوڑھنی

ٹیس پیڑو مین اوٹھی اوہی مری جان گئی
مت ستا تجھکو دوگانا تری قربان گئی

روان تخلص سید جعفر علی لکھنوی شاگرد کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

عشق مین لیلی و مجنون کے گھر لٹایا چاہیے
وادی مجنون مین اک تکیہ بنایا چاہیے

پائی جب گلبدن مین بوے الفت اک ذرا
گلشن ہستی مین دل دین سے لگایا چاہیے

روشن تخلص میر علی حسین داروغہ سرکار نظام الدولہ خلف میر خلیل باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

اوسکی آنکھون سے بھلا کرتی ہے کیا ہمچشمی
جا کے بنوائے کہین نرگس بیمار آنکھین

بغل مین غیر و تکے جب بیٹھتا ہے وہ دلبر
تو درد اوٹھتا ہے بے اختیار پہلو مین

روشن تخلص روشن شاہ باشندہ بریلی مقیم میرٹھ

دیکھ کے تجھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا
واہ ری تیری دانشمندی ہمین بھی اک کام کیا

آپ کرتے ہین پیار بار بار نہین
ہمکو ان کا بھی اعتبار نہین

کشتی چاہیے کہ جب جانا گذر اوسکا ہے
مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اوسکا ہے

دل کی تپش سے گرمی خورشید سرد کی
سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد ہے

کوچہ یار مین [illegible] بیٹھ گئے جب کہ ہوا [illegible]
جو نقش قدم بھی نہین اوٹھنے کی زمین سے

روشن تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

جی مین یہ تھا کہ جان کیجیے نثار ‌ ‌ ‌ ایک دم بھی وہ بے وفا نہ رہا

رونق تخلص میر غلام حیدر خان عظیم آبادی

رحم کر اے دوست گا ہے خاکساری پر مری ‌ ‌ ‌ نقش پا کی طرح تیری راہ مین افتادہ ہون

رونق تخلص سیٹھ بابوجی پارسی باشندہ بمبئی مقیم کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم

نہین ملتی دل وحشی کو اپنے ایکدم راحت ‌ ‌ ‌ کبھی پھرتا ہون صحرا مین کبھی جاتا ہون گلشن مین

اب بنایا گھر کو اندر کا اکھاڑا چاہیے ‌ ‌ ‌ جو پری پیکر کہ آ جائے پچھاڑا چاہیے

رونق تخلص راے گنگا پرشاد بہادر ڈپٹی کلکٹر ولد بھوانی پرشاد باشندہ بریلی

آغاز مین نہ فکر کی انجام کے لیے ‌ ‌ ‌ چھوڑا خدا کو الفت اصنام کے لیے

رونق تخلص لالہ رام سہاے ولد حکیم منا لال باشندہ لکھنو شاگرد ناسخ راجہ جھاؤلال کے عزیزون مین تھے

صد چاک ہون شانہ کی طرح زلف کے غم مین ‌ ‌ ‌ قاصد یہ اوسے کہیو زبانی مرے دل کی

رویت تخلص مولوی حبیب احمد خلف و شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت تال بھوپال مین رہتے تھے شعر انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے عروض و قوافی مین کمال تھا شروع جوانی مین انتقال کیا

کسی پری کی ہے زلف دوتا سی جا اولجھا ‌ ‌ ‌ یہ دل بلا ہے کہ ایسی بلا سے جا اولجھا

سحر کہتے ہین جسکو چاک ہے اپنی گریبان کا ‌ ‌ ‌ جسے کہتے ہین بجلی لمعہ ہے اک آہ سوزان کا

تصور یہ بندھا ہے مجھکو اوس رشک گلستان کا ‌ ‌ ‌ نظر آتا ہے دنیا ہی مین عالم باغ رضوان کا

مزار ایسی جگہ کیجو نہ ظاہر تا کسی پر ہو ‌ ‌ ‌ کہ مین کشتہ ہون اے یار کسیکے ناز پنہان کا

کیا غضب ہے پاس انکے بیٹھون تو کہے وہ دور ہو ‌ ‌ ‌ اور اگر ہون دور تو کہتا ہے کیون مہجور ہو

رہا تخلص میر رضی ولد میر عباس عرف میر مغل باشندہ فیض آباد مقیم کانپور شاگرد رشک

آرزو ہے کہ رہا وادی ایمن دیکھے ‌ ‌ ‌ عاریت اوسکو عنایت کرو موسیٰ آنکھین

رہا تخلص غلام محمد خان قوم افغان باشندہ اکبرآباد شاگرد گلزار علی اسیر ملازم راجہ بھرتپور

اللہ رے بناوٹ کہ بگڑنے لگے سنکر ‌ ‌ ‌ کچھ وصف کیا مین نے جو بے ساختہ پن کا

دل لگ چلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف
آنے لگا جو کچھ مرے غم کا بیان پسند

کہنا ترا ہمارے سر آنکھوں پہ ناصحا
پر کیا کریں جو دل سے نہ ہو اختیار ہین

**رہائی** تخلص شیخ عبد اللہ ڈاکٹر ولد شیخ نقیر محمد باشندۂ موضع راگھوپور پرگنہ منیر ضلع عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم و عبد اللہ خان مہر راقم کے ملاقاتی ہین

مجھ پا شکستہ کے لیے کیا احتیاج قید
قابل ہے بیڑیونکے نہ لایق رسن کے پاؤن

کیا ہوگئے وہ لوگ رہائی جو زیر چرخ
پیچون کے بل سے چلتے تھے رکھتے تھے تن کو تان

**ریاض** تخلص شیخ ریاض الدین امجد خلف شیخ غیاث الدین اشرف باشندہ سندیلہ شاگرد خواجہ وزیر

تو وہ آہو چشم ہے جائے اگر گلزار مین
آنکھ وہین شاخین نکالین نرگس بیمار مین

**ریاضت** تخلص اسلام علی ولد عبد اللہ شاگرد وخانہ زاد امانت

حسرت سے پس کے ہو گیا دل میرا پائمال
اوس شوخ نے دکھای جو مہندی لگا کی ہاتھ

## حرف زاے معجمہ

**زار** تخلص مغل بیگ معاصر میر تقی

مشہور ہے جو نالے میری گلی مین اوسکی
جب اور کوئی رویا سمجھا کہ زار ہوگا

**زار** تخلص برہان الدین خان دہلوی ملازم درگاہ شاہی خط شکست مین دستگاہ رکھتے تھے فارسی بھی کہتے تھے

کیونکر اوس بت کو یہ حال دل ناکام لکھون
کب وہ دیکھے ہے خدا اسکا بھی اگر نام لکھون

چشم طوفان خیز پھر اب گریہ پر تیار ہے
جسکے آگے اے سیہ رو ابر تو بیکار ہے

چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے
پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے

**زار** تخلص میر مظہر علی لکھنوی رفیق نواب احمد علی خان شوکت جنگ

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

اب رہائی نے کیا اور پریشان مجھکو
خوش تھا اس سے وہی گوشۂ زندان مجھکو

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو  کافر ہوا گر اسمین کچھ بات بناتا ہو
اگر کچھ بس چلے اپنا تو سکا ہے کو یہ خواری ہے  نہ چاہین اوسکو اے ناصح جو الفت اختیاری ہے
فصل گل و بہار مبارک ہو عندلیب  ہین یار ایک سی ہے بہار و خزان مجھے

ضرار تخلص حافظ امام بخش نابینا باشندہ تھانیسر مقیم دہلی علم فارسی و علم موسیقی و علم دعوت مین خوب دخل رکھتے تھے

دکھلاؤن چارہ گر کو جو زخم جگر تو وہ  رو رو کے یون کہے ہے کہ اسکا نہین علاج
زار یون دیتا ہون تسکین اس دل غمناک کو  اب کوئی لاتا ہے اوس نا آشنا بیباک کو

ضرار تخلص شیخ امیر الدولہ ولد شیخ محمد بخش متوطن بجنور منشی محکمہ صاحب اجنٹ راجپوتانہ

غیر کے پاس شب و روز رہا کرتا ہے  ایک شب بھی نہ مرے گھر وہ ستمگار آیا

ضمار تخلص میر جیون شاگرد محمد امان نثار وطن انکا کشمیر مولد دہلی

لیجاؤ گے تم اوسکی گلی سے جہان مجھے  آرام جو یہان ہے نہو گا وہان مجھے
کس سے ہولی کھیل کے آتا ہے وہ رشک بہار  رنگ مین کپڑے ہین سارے تر بتر بھیگے ہوئے

ضرار تخلص لالہ دہنپت رائے خلف لالہ شنکر لال ماموں زادہ لالہ کندن لال بہادر باشندہ بریلی مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر

میری طرح کسی پہ تمھارا جو آئے دل  سینے پہ ہاتھ رکھ کے کہو ہاے ہاے دل
مین گرمیان کرون جو بھرین آپ آہ سرد  کیا خوش ہون مین کسی پہ تمھارا بھی آئے دل

ضرار تخلص منشی مینڈو لال لکھنؤ شاگرد طوطا رام عاصی صاحب خلف میدنی لال دیوان ہندی و فارسی ہین

لیلی رگ جان قیس کی کھنچ آئی ہے شاید  ڈوری یہ نہین پردۂ محمل سے لگی ہے

زاہد تخلص عادل شاہ خان بن گلداد خان باشندہ راے پور ضلع فتح آباد

تشریف وہ نہ لائے نہ بھیجی خبر کبھی  اے آہ کچھ کیا بھی نہ تو نے اثر کبھی

زاہد تخلص سید علی محمد شاگرد صبا

کچھ فرشتہ نہین مین بھی تو بشر ہون زاہد  اوسکے کہنے سے کوئی اچھی ہین شمر کیسو

زاہد تخلص میرزا زاہد الدین خلف مرزا کام بخش ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

| | |
|---|---|
| طرزین بناوکی یہ فقط ہین براے دل | کیونکر نہ اوس پری پہ بھلا اپنا آئے دل |
| جب ہم بغل رہے وہ گل گلشن مراد | پہلو مین کسطرح سے نہ پھولا سمائے دل |

زاہد تخلص خواجہ ولایت حسین اکبرآبادی شاگرد اعظم

| | |
|---|---|
| خدا کو واسطے فرقت زدونکو مت چھیڑو | نہ پوچھو یہ کہ کٹی کسطرح ہماری رات |
| قضا پکار رہی ہے یہ نعش زاہد پر | وہ لب ہلاے تو آجاے جسم زار مین روح |

زائر تخلص مرزا علی حسین ولد مرزا خلیل اللہ بیگ شاگرد حسن یار خان افضل متوطن مشہد باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلقۂ کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

| | |
|---|---|
| زلف شبگون سے عیان چہرۂ زیبا ہوگا | آب حیوان اسی ظلمات سے پیدا ہوگا |
| رولاتا ہے تصور جب گلوے یار مہرو کا | صراحی دار موتی بنتا ہے ہر قطرہ آنسو کا |
| مانند شمع یکسر دنیا مین تھی زبان ہم | خاموش ہوگئے لیکن اس انجمن سے نکلے |
| فلک حسن خوبان سے روی زمین ہے | کوئی مہروش ہے کوئی مہ جبین ہے |

زر تخلص شیخ بلاقی ولد شیخ سعد اللہ سادہ کار لاہوری مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی مہر و مرزا عنایت علی ماہ

| | |
|---|---|
| کبک و طوطی مین کچھ کمال نہین | اون مین تیری سی بول چال نہین |
| مجھسے کہتے ہو مرے گھر سے نکل باہر ہو | کب مین باہر ہون بھلا آپ کے فرمانسے |

زکی تخلص میر محمد زکی ولد میر غلام رضا عرف غلام پیر باشندۂ بلگرام

| | |
|---|---|
| تصور بندھ گیا رونے مین کس قتال دوران کا | رگین گردن کی دم بھرنے لگین شمشیر عریان کا |

زکی تخلص محمد زکی خلف قاری محمد تقی شاگرد عبد الرحمن خان احسان مقیم دہلی

| | |
|---|---|
| میرا دل سودا زدہ اسمین سے نہ گرجائے | گر زلفون کو شانہ تو مری جان سمجھ کر |

زکی تخلص مرزا احمد علی لکھنوی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے خمسہ خوب کہتے ہین

مسیحا کے ہمنے زبانی سنا ہے
کہ بیمار الفت سنبھلتا نہین ہے

نکلتا ہے دم ایسے پردہ نشین پر
جو گھر سے بھی باہر نکلتا نہین ہے

**زکی تخلص جعفر علیخان مرحوم دہلوی امراے شاہ عالم بادشاہ مین تھے**

سنکے احوال مرا ناصح مشفق نے زکی
ہاتھہ سے ہاتھہ ملے حیف سے سینہ کوٹا

عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانہ کے ساتھ
وصل مین وہ جان دی یہ ہجر مین جیتی رہے

**زکی تخلص شیخ مہدی علی مرادآبادی خلف شیخ کرامت علی واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نے انکو ملک الشعرا خطاب دیا تھا صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین**

بوسہ لیتے ہی جو پاپوش نگارین پاؤنکا
رشک سے کہتا ہے دل اپنا کہ دشمن زیر پا

جمال یار پہ ہمنے یہ ٹکٹکی باندھی
کہ اپنی آنکھہ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا

دھوم دیوانے اوڑاتے ہین پری زادونکے
شمع محفل کو لگا دیتی ہین پروانے پر

بو ہے غنچہ مین عیان یا تری ہونٹھون مین مسی
قید شیشے مین پری ہے کہ ضیا آنکھون مین

اب سبب کیا ہے جو کانٹا سا کھٹکتا ہے زکی
یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھون مین

شورش وحشت ہو اور دامان دلبر ہاتھہ مین
پاؤن مین بیڑی ہو اور زلف معنبر ہاتھہ مین

ٹھہرا کے طپش کھا کے خفا ہوکے ہنس پڑے
پاؤن پہ مین گرا جو بدن کو لگا کے ہاتھہ

گا ہے غم فراق گہے آرزوے وصل
کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے

حسرت اسے تازہ اسیران قفس آتی ہے
دھوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہے

جب یہ سنا کہ پاؤنکو مہندی لگی ہے وہان
شعلہ بھڑک اوٹھا نگہ انتظار سے

ماہتابی پہ جو وہ خورشید رو ہے بیحجاب
اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی

دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ
گویا وہ ضمیر منفصل ہے

جوہر تھے مجھہ مین سب ملکوتی خصال کے
انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

**زکی تخلص نواب محمد زکی خان عرف نواب بہادر خلف نواب دلیر الدولہ آغا حیدر نیشاپوری باشندہ لکھنؤ شاگرد اشرف علی قادر و علی اوسط رشک**

زنجیر ہو گلے کے لئے میرے موج مے
میخواری مین اگر وہ مجھے یاد آئے زلف

**زلال** تخلص میر دوست علی خوشنویس خلف میر محمد پناہ باشندۂ اٹاوہ شاگرد مصحفی و محمد عیسی تنہا پہلے دوست تخلص کرتے تھے

کسی کاتب نے گر نامہ لکھا تھا اوسکو
آج کل روز قلم ہوتے ہین دو چار کے ہاتھ

**زمان** تخلص سید محمد زمان باشندۂ امروہہ تعلقات دنیوی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہین
نرگس کی چشم ہی پہ پتلی پلک نہین

**زور** تخلص داؤد بیگ برادر خورد و شاگرد محمود بیگ

ہوتے ہین اب سیاہ خانۂ خلق
سرمہ آنکھون مین مت لگایا کرو

**زیب** تخلص مرزا جمال الدین معروف بہ مرزا کلن بن مرزا بہادر بن مرزا جہاندار بخت نبیرۂ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

لہو مین بھر کے جو اوس کو اپنے یار آیا
یقین ہے آج کسی بیگنہ کو مار آیا

بعد اک عمر لگی آنکھ ذرا سونے دے
نہ کرائے شور قیامت ابھی بیدار مجھے

**زیب** تخلص مرزا احمد علی خان

آتش فرقت سے ہے یہ داغ جگر کی صورت
پھیلا اودھر جاتا ہے رکھتے ہی شرر کی صورت

**زیب** تخلص میر آغا خلف میر الہی بخش باشندۂ فیض آباد شاگرد وزیر علی صبا

پیش آتی ہے وہی جو ہے تقدیر مین لکھا
مٹتی ہے سرنوشت بیاض جبین سے کب

**زیرک** تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندۂ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی شہیدی تھے اب عربی مین عالم تخلص کرتے ہین

ق

زیرک گل ایک طرف کو مین تشکل خستہ دل
جاتا تھا ناگہان وہ پری رو ملا مجھے

فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو مین عرض کی
کب تک رکھے گا رنج مین تو مبتلا مجھے

سنتے ہی در جواب یہ بولا وہ تند خو
صحبت سے تیری رنج نہین ہے ذرا مجھے

لیکن یہ ڈر ہے اپنی صحبت کے واسطے
ایسا نہو سکھاسے تو مہر و وفا مجھے

زیرک شباب ہی مین ہے کچھ لطف زندگی
یہ عیش پھر کہان جو جوانی گذر گئی

## حرف سین مہملہ

**ساجد** تخلص محمد ساجد علی خان ولد نواب سید علی محمد خان بہادر شاگرد مولوی شہید

| | |
|---|---|
| یاد آتی ہے جو اوس شوخ قمر کی صورت | دل بھی پہلو مین پھڑکتا ہے جگر کی صورت |

**ساحل** تخلص مرزا اکبر علی ولد میرزا باقر علی دہلوی مقیم کانپور شاگرد رشک

| | |
|---|---|
| چلمون سے محو زلف کو نوکر وہ رکھتے ہین | اک کون مین آج ہوتا ہے بھری غلام زلف |
| ہمسری یار سے گلشن مین کیا کرتی ہے | کور ہو جائین تری نرگس شہلا آنکھین |

**ساقی** تخلص منشی میر محسن علی ساکن نگینہ

| | |
|---|---|
| دم تاک مین ہے گبر و مسلمان کے بحث ہے | یارب چھٹینگے مخمصۂ کفر و دین سے کب |

**ساقی** تخلص میر غلام حسین متوطن بخارا شاگرد میر شمس الدین

| | |
|---|---|
| آج کی رات مری جان نہ جا | راہ مین ڈر ہے بات مان نہ جا |

**سالک** تخلص ارشاد علی شاہ خلف محمد علی مرید شاہ فضل حسین عظیم آبادی شاگرد ہادی علی بیخود باشندۂ بھوپال تال لکھنؤ مین بہت روز رہے سیاح وارفتہ مزاج تھے

| | |
|---|---|
| نہ رہون مین کبھی نظرون مین حسینون کے ذلیل | چھوڑ دین حسن پرستی کا جو لپکا آنکھین |
| واہ کیا رنگ طلائی ہے کہ کندن گرد ہے | ہوگیا ہے نقرۂ چھلا سنہرا پاؤن مین |
| گر یہی ہے اشتعال آتش رنگ حنا | شعلہ جوالہ نجائے گا چھلا پاؤن مین |
| اس ادا سے بزم مین قصان جو او نکا گیا | بنگیا گھنگرو ہر اک چشم تماشا پاؤن مین |

**سالک** تخلص مرزا خجستہ بخت ابن شاہ عالم بادشاہ مرید میر مہدی قدس سرہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

| | |
|---|---|
| مت دیکھ یہ حقارت سے مرے گریہ کو ظالم | یہ اشک مسلسل نہین موتی کی لڑی ہے |

**سالک** تخلص مرزا قربان علی بیگ وکیل راجہ الور خلف نواب مرزا عالم بیگ خان مرحوم شاگرد مومن خان و اسد اللہ خان غالب مولد انکا حیدر آباد و مسکن دہلی راقم کے دوستون مین ہین اشعار اسکے نہایت بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

وہان دخل وہم کو نہ گزر ہے خیال کا
کچھ ہو سیر اونکو جانب اغیار دیکھنا
خلق خدا پہ رحم بھی کرنا ضرور ہے
کسلیے حال دل گم شدہ یارب نہ کھلا
یون عمر گزاری تری فرقت مین کہ ہردم
دل وہ کافر ہے کہ مجھکو نہ دیا چین کبھو
کچھ بھی جور روز حشر بڑھایا نہ جائے گا
وہ اضطراب شوق کے طعنے وصال مین
سمجھتے ہین وہ فرض اسکی شکست
خوبان ظلم دوست کو مین نے برا کہا
کیونکر ہو جز لکھین ستم عشق کی سیاہی
خراب کوے بتان ہے خلقت یہین سے باقی ہے ہجر و جنت
تیری تصویر کیون نہ بول اوٹھے
خلقت کو یہ گمان ہے کہ خلوت عدو سے ہے
اوس سے اور بوسہ کی خواہش اپنی حد سے بات کہ
گمان مجھپر ہے اوسکو داد خواہی سے شکایت کا
پسند اللہ کو کیا جانے کیا آجاے اثر آہ
نیند اوڑنے سے بڑھا لطف شب وصل عدو
تیز چلتی ہے سخت جانون پر
مرے کوچے سے گزر جاے عدو دیکھون تو
خوشی ہے اونکو یہ جانتا ہون مگر مین سمجھنے کو بات اپنی
نہین اکبار بھی اب سننے کی طاقت دل مین
گرے ہین چشم خلائق سے خاک ہو کر ہم

اچھی جگہ ہے دل کو بھروسا وصال کا
اکبار منع کیجے تو سو بار دیکھنا
مت دیکھنا کسی کو خبردار دیکھنا
غیر کا راز تھا کیا یہ بھی کہ افشا نہ ہوا
جینے کا گمان تھا مجھے مرنے کا یقین تھا
بیوفا تو بھی اسے لیکے پشیمان ہوگا
قصہ تمام ہمسے سنایا نہ جائیگا
کیا رنج ہجر ہے کہ اوٹھایا نجائے گا
مرا دل بھی عہد وفا ہو گیا
تم کیون خفا ہوئے تمھین اللہ کیا کہا
غم رزق مقدر ہے سوا ہو نہین سکتا
سپہر گردش مین کر نہ جرأت کہ دور آیا ہے اب مین کا
اسمین عاشق کی جان ہے گویا
پردہ کو تم اوٹھاؤ کہ یہ پردہ در ہوا
وہ اگر دے بھی تو سالک کب تری سنہ پہ کھلا
قیامت ہو گیا حق مین مرے آنا قیامت کا
مجھے شرم گنہ تجھکو تکبر ہے عبادت کا
ہاے پہونچا ہے کہان شور سلاسل میرا
دم نہ چڑھ جاے تیغ قاتل کا
یہ بھی سمجھا ہے مگر دل مین ترے گھر ہونا
کہون یہ اونسے کہ بعد مردن تم آکے ماتم مرا کرنا
پہلے سو بار ترا نام لیا کرتا تھا
ستم ہے تم نے کیا کسطرح جہان اپنا

اپنی ستم کشی کا مجھے امتحان ہے اب
اقرار وصل اور وہ مست غرور ناز
میری قسمت مین ہے وہان آوارہ ہونا چارہ گر
سنئیو وصل مین ہجران کی بیقراری رات
زمانہ مین سپہر کی سرعت ہے شام سے
یہ تازہ رشک کیسا ہے دل مین بجز عدو
دیکھ لیتے ہین جو دروازہ کے اکثر باہر
یہ صفت تجھ مین نئی ہوگئی بدخو ہو کر
ابتک بھی ہوش میرے ٹھکانے نہین ہوے
تم بھی وہی کہو تو کہے اک جہان عجب
کیونکہ ممنون نہ ہوت مین اپنی گرانجانی کا
یہ بھی ہوگا اے ستم ایجاد تجھ سا ہے کبھی
ہوتی ہے رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک
پوچھتے ہو کہ تجھے غیر کے گھر دیکھا تھا
دیکھنا صبح شب وصل بھی ہے کیا ہی بلا
نہ وہ آئی نہ نیند آئی شب وعدہ مگر یا سب
لیستے طالع نے اس عالم کو اب پہنچا دیا
جھکتا نہین سر آج ترے در پہ ہمارا
دل بھی کیا چیز ہے کھنچتا ہی جو خود یار کی ساتھ
ہاتھ مین آئینہ لیکر تم دکھاؤ غیر کو
لو اور گرم ہوگئی محفل رقیب کی
اے خضر اتنے دن تری کیونکر بسر ہوئی

درکار ایک اور نیا آسمان ہے اب
آیا ہے پی کے تو کہین اے نامہ بر شراب
میری پیشانی پہ لکھا ہے نشان کوی دوست
تو غیر کے لیے روتا رہا وہ ساری رات
اے دل وہ اپنے وعدہ پہ آئین یقین ہے آج
شاید ملے ہین وہ مرے پیغامبر سے آج
تو مجھے ہاتھ سے کہہ دیتے ہین باہر باہر
آپ بھی منہ سے نکلتا ہے تری تو ہو کر
سالک کا حال رات کو ایسا سنا کہ بس
مین بھی وہی کہون تو کہے اک جہان غلط
اونکو نظر دن سے ہوا ہے اگرانا مشکل
شوخیان ابتک جوانی کی ہین چرخ پیر مین
سر ہمارا جو زانو پہ وہ دھر لیتے ہین
بے نقط ہے وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین
جان کے خوف سے کہہ دیتے ہین مجبور نہین
ہین تو ہین شمع کے بھی منہ پہ ذرا نور نہین
ہماری نیند لیکر سو گئے وہان پاؤن پھیلا مین
چاہیے تحت الثری کو عالم بالا کہون
ظالم نہ کہین غیر نے یہان پاؤن دھرا ہو
یہ دکان وہ ہے کہ چلتی ہے خریدار کی ساتھ
واے بخت رو ہے تقدیر پشت آئینہ
کیا کیا جلا ہون مین نفس شعلہ بار سے
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

ڈاور روز جزا گھبرا گیا | میں نے اتنی حشر میں فریاد کی
خاک کا حال کہیں یا عدو کا یا تیرا | نہ پوچھے کاش قیامت میں کچھ خدا ایسے
میکدہ کی نہیں ملتی گر راہ | آ د مسجد کی زیارت ہی سہی
وصل اوس بت کا نہ ہو گر سالک | آج کی رات عبادت ہی سہی
صیاد اور بند قفس سے کرے رہا | جھوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی سہی
واے اے ضعف کہ سنتے تھے فقط اسکو | یا رسائی نہیں دیتی مری فریاد سہی
یون وہ خود رفتہ کہ کب جانے کہان کی کہان | یاد آتا ہے تو اتنا کہ نہیں یاد مجھے
روے سخن کدھر ہے نہ سمجھا ترا رقیب | ہم یار سے شکایت تقدیر کر چکے
سبکے رشک کہ زیارا اور غیر کے گھر جاے | ورنہ تمہیں آرام سے یون رات گزر جاے
ہان سچ ہے کہ تم کیونکہ اوسے قتل کروگے | دشمن کا مرا احسان نہیں ہے کہ اوتر جاے
کچھ مزا ہین بھی وہی اضطراب سے ہے | دل ہے کہ اک فرشتہ قہر و عذاب سہتے
ہو سیتے عدو کے گھر مین تو دامن جھٹک دیا | ہم خاک بھی ہوے ہین تو مٹی خراب ہے
جتنے گئے ہین سب ترے غم مین مبتلا | ملک عدم یہان سے زیادہ خراب ہے
ہنسو بولو کھلے خوبی زبان کی | خموشی بابت کھولتی ہے دہان کی
نزاکت سے بڑھا لطف شب وصل | نہین ہے تاب اونھین خواب گران کی
وصل دشمن کی مانگے نہ یون دم بدم دعا | سالک خدا سے اتنا تقاضا نہ چاہیے
جانے سے اے تصور جانان مرے تلاش | ایسا نہ ہو کہ وہ کہین دشمن کے گھر ملے
بات کرتے ہین وہ گھڑیون مین حیا کر سالک | وعدہ وصل مین اونکو بھی مزا آتا ہے

سامان تخلص میر محمد ناصر جونپوری مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان

رقیب اسطرح جلتے ہین ہمین دیکھ | مگر رشتہ ہین ہین اوس شمع رو کے

سامی تخلص مرزا محمد جان بیگ کشمیری مرید حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ فن انشا و نثر و قبیاق اشعار پارسی بہت خوب کہتے تھے کئی غزلین حسب فرمایش احباب ریختہ مین کہین تھین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین وفات پائی

افسوس کہ اغیار بنے یار تمہارے / غماز بنے محرم اسرار تمہارے
ہم گھر میں تمہارے کہو کس راہ سے پہنچیں / دشمن ہیں ہمارے در و دیوار تمہارے

**ساحی** تخلص مولوی وحید اللہ خان بہادر صدر الصدور ضلع مین پوری ولد مولوی عبد الحکیم چاٹگامی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستوں میں ہیں بیشتر فارسی کہتے ہیں

امتحان تیر ستم کا سینۂ ساحی پہ ہو / سنتے ہیں دعوا ہے اوسکو لذت آزار کا

**سائل** تخلص محمد یار بیگ دہلوی قوم اوزبک شاگرد شاہ حاتم و سودا

نہ دیکھا زندگی میں اوسکو سائل / بھروسا کیا نگاہ واپسیں کا
وہ حائل ہو گیا دست شکستہ کیطرح / آہ اپنا جسکو میں نے قوت بازو کہا
شاخ کو کوئی ہلا دے تو ثمر جھڑتے ہیں / اپنے ہر جنبش مژگان سے گہر جھڑتے ہیں

**سائل** تخلص حکیم عبد الحق ولد شاہ ابو الحسن قادری باشندہ موضع [illegible] ضلع مونگیر شاگرد خواجہ وزیر و امیر احمد امیر

شوق سے اپنے گنہگاروں کو جو زنگ کریں / سینچے بار سے کے ابر ہیں تو تجھے پلکیں
کھیل مرغ دل وحشی کا شکار او صیاد / دونوں آنکھیں تیری شہباز ہیں شہپر پلکیں
سوزش عشق سے جلتی ہیں یہ آنکھیں اپنی / پنجہائے کی طرح [illegible] ہیں سب پلکیں

**سبحان** تخلص عبد السبحان شاگرد ابرو مقیم دہلی

جان و دل ہے قبول سب جانا / پر گلی میں ترے ہمیں آنا

**سبقت** تخلص مرزا مغل خلف مرزا علی اکبر اخوند شاگرد جرأت وطن اگلا ایران مولد دہلی مسکن لکھنو ۱۲۳۵ بارہ سو پینتیس ہجری میں [illegible]

تا بہ کجا یہ اضطراب دل نہ ہوا ستم ہوا / جان لبوں پہ آ گئی تو بھی قلق نہ کم ہوا
جب سے ترے فراق میں گرم گریہ ہیں / ہنگامہ شب [illegible]
کس طرح سے اپنے تئیں کرتے پایمال / افسوس اوسکو شوق نہیں ترک تاز کا
کھٹکی ہے اب ہی دل پہ کم کسی سے ملیں / نہ کوئی ہم سے ملے اور نہ ہم کسی سے ملیں

**سپاہی تخلص امام بخش معلم نستعلیق خوب لکھتے تھے**

سپاہی یہ تن سوزان ہے میرا سلاح اپنی — لگی ہے جسطرح سے آہن شمشیر آتش مین

**سپہر تخلص شتاب خان دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین**

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر یہ کہا — تجھکو ظالم بھی سپہر کوئی مجھسا نہ ہوا
رکھا یاد تمنے مرے بھولنے کو — عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمہارا
سنے جو جملہ مجہ کے وہ ہنستا ہے اے سپہر — رہتا ہون جسکے سامنے کہکر بھی ہو ل
کچہ آج کل مرے دلمین گزرتے ہین غبار — کھلا نہ آئینے کا بیان اونکے مدعا مجھکو

**سپہر تخلص میر محمدی خلف میر مہدی عرف میر شاہ علی لکھنوی خواہرزادہ محسن صاحب سراپا سخن شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے**

قاتل کا کشتہ ہون کیا ذکر ابروے خمدار کا — کام لیتا ہے وہ قاتل ڈھال سے تلوار کا
کہا یہ اوس بت گلرو نے دیکھکر تن زار — خدا کی شان یہ دیکھو پڑی ہے خار مین سوچ
نہین مسی ملی ہے یہ لب جان بخش جانان پر — خضر اودی گھٹا چھائی ہوئی ہے آب حیوان پر
ملا کر لب سے لب بوسہ دیا اوسنے نہ ہونٹھونکا — سکندر رہگیا پیاسا یہ سچکر آنکھون پر
مستی مین وعار روز ازل سے ہے یہ ساقی — دل نشۂ وحدت سے رہے چور بغل مین
فردوس مین بھی بادہ کشی اپنی رہا کی — اک جام رہا ہاتھہ مین اک حور بغل مین
اونکے زانو پہ جب رکھا سر کو — ہنسکے بولے ابھی تو ذرا سر کو
وصل ہے یا وصال ہے صاحب — کیون بڑھاتے ہین آپ زیور کو
کمر ٹوٹی جو دیکھی خط سے قاصد کی کمر خالی — ملے دست ہوس دیکھے جو دست نامہ بر خالی
سرد آہین کر رہا ہون کچھ آنسو مین ان — ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی
آہ سوزان کے شرارے ہین قسم گریہ بلند — اوڑتے ہین جگنو برستی ہے گھٹا برسات کی
ہے مکدر میری آہ و گریہ سے وہ سخت دل — زنگ لوہے مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

**سجاد تخلص سید محمد سجاد مخاطب بہ ذو الفقار الدولہ برادر زن واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ خلف محمد تقی علی خان نواسہ انشاء اللہ خان باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا علی**

شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

رہا بعد فنا بھی یہ اثر سوداے الفت کا
کہ مقتل مین سیاہی چھا گئی خون شہیدان پر

زخم شمشیر نگہ کا رہی ہے
دونون آنکھون سے لہو جاری ہے

جو ترے عشق کا آزاری ہے
تندرستی اوسے بیماری ہے

سیہ پوشی پہ مائل کیون خط رخسار رہتا ہے
مگر حسن رخ سادہ کا ماتم دار رہتا ہے

یہ کس عارض کا محو جلوۂ دیدار رہتا ہے
کہ آئینہ ہمیشہ پشت بر دیوار رہتا ہے

سجاد تخلص حکیم سید سجاد اکبرآبادی ولد میر محمد اعظم شاگرد امیر و جد اعلی انکے میر منشی دار الانشاے شاہی تھے صاحب دیوان گزرے

دل کی جمعیت نہ کہو لب کھول کر
ہو وے سے غنچہ پریشان بول کر

مر گئے پر اگر نہین آسیب
کیون یہ رکھتے ہین قبر پر تعویذ

میرے تمام حال کی تقریر ہے وہ زلف
روز سیاہ و نالۂ شبگیر ہے وہ زلف

ایک دل رکھتا ہون جو چاہے سو لیجاوے آہ
خواہ کاکل خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

لب شیرین پہ اوسکے مرتا ہون
زندگی اپنی تلخ کرتا ہون

جب ہم آغوش یار ہوتے ہین
سب مزے درکنار ہوتے ہین

یار کا جامہ ہمین تو ہے عزیز
یوسف اپنا پیرہن تہ کر رکھے

بتون کے تئین کس قدر مانتا ہے
یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے

رات اور زلف کا یہ افسانہ
قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

سجاد تخلص میر علی سجاد محافظ دفتر کلکٹری ضلع الہ آباد خلف میر حیدر علی باشندہ موضع کڑا پرگنہ ملیہ توابع ضلع مذکور شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

صدقے ترے قد پہ لاکھون خوش قد
آنکھون پہ فدا ہین اپنی آنکھین

گلرنگ ہین آستین و دامن
دکھلاتی ہین کیا بہار آنکھین

سحاب تخلص محمد الہ یار خان خلف محمد ہارون خان رسالدار خیرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد برق

ہر قدم پر مردے زندے کرتے ہین انداز یا
اے بتو مسیح نما گویا تمھارا پاؤن ہے

**سحاب** تخلص کنور گوپال سنگھ ولد راجہ سالگرام شاگرد مولی بخش قلق

شمع رو رو کے سر بزم یہ کہتی تھی کہ ہای
خاک کرتی ہے مری گرمی بازار مجھے

اے دل رفتہ مگر جان یہ کچھ آن بنی
چارہ گر اب نظر آتے ہین عزادار مجھے

**سحر** تخلص محمد خلیل خان حیدر آبادی

بو تری باقی ہے اے رشک بہار
اشک کا ہر قطرہ سمن بن گیا

اے سحر یار مزیدار کسکو ملتا ہے
برا بھلا تو ملے در کنار خاطر خواہ

**سحر** تخلص میر ناصر علی مرحوم زمیندار بری براون خلف میر محمد علی متوطن کوپل مقیم لکھنو شاگرد ناسخ ۱۲۹۱ بارہ سو اونچاس ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

آنکھین مری فرقت مین ہین ناسور سے افزون
پھوڑے سے زیادہ ہے دل زار بغل مین

کچھ سخت نکما کسی بدمست کو ساقی
شیشے سے فزون ہے دل میخوار بغل مین

نکلا ہے جو دم حسرت آغوش مین اے سحر
کس پیار سے لیتی ہے مجھے گور بغل مین

اسمین شیرین تری کچھ شان نہ کم ہو جاتی
چوم لیتی لب شیرین سے جو فرہاد کی ہاتھ

**سحر** تخلص مرزا افضل علی باشندۂ لکھنو مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد مرزا علی جان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

پریون سے مشابہ جو ہے پرواز پری
انداز پری رکھتا ہے انداز پری

نکلا لین صلح مین او لجھن کی باتین
دیا بوسہ تو پیچ و تاب کھلکر

کھلا دو چشم افسون گر مین سرمہ
دکھاؤ سحر کو جادو جگا کر

مردم دیدہ یہ کوئی زلف مین پھنستے نہین
پتلیون کا ہے تماشا خانہ زنجیر مین

**سحر** تخلص منشی عبد الحمید ولد غلام مینا ساحر باشندۂ کاکوری

نام کو تجھسے نہ الفت نہ ملاقات رہی
دن کو بھی آپ وہین رہیئے جہان رات رہی

یہ شب وصل مین گردون کی عداوت دیکھو
صبح ہوتی ہے مرے گھر مین بہر رات رہی

**سحر** تخلص شیخ امان علی ولد محمد امین لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان گذرے

جو کچھ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوات ۔ کہان تلک کوئی رو رو کرے گلا دل کا
برق کے ہم ہین دیکھنے والے ۔ ابر تر کے ہین یادگار آنکھین
چشم بیمار کی بیمار صدرے جاتے ہین ۔ لب جان بخش سے ہوتا نہین اچھا کوئی
منہ کو آئینہ مین دکھیا دیکھ کے خوش ہوتے ہو ۔ پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی
وصل کی بعد مرگ ٹھہری ہے ۔ اسلیے گور پر مسہری ہے

سحر تخلص احمد علی خان خلف کرم علی خان مقیم دہلی

ہوئی زخمی مژہ کی اور نگاہ چشم دلبر کے ۔ نہین محتاج ہم نوک سنان و آب خنجر کے

سحر تخلص مولوی ظہور علی

عبث وابستہ یہان گھر سکونت کا بناتا ہے ۔ کہ آخر ایک دن دار بقا کو یہان سے جانا ہے
بعد مردن بھی مجھے رنج فراق یار ہے ۔ گور کی ظلمت نہین ہے کم شب دیجور سے

سحر تخلص راجہ نواب علی خان ولد امیر علی خان باشندہ خیر آباد

حورون مین کہان ناز و ادا صورت انسان ۔ جنت مین بھی دنیا کے مزے یاد کرینگے
ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا ۔ اٹھ جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے
لکھینگے سراپا سحر اوس لعبت چین کا ۔ بیکار قلم مانی و بہزاد کرینگے

سحر تخلص اجودھیا پرشاد پسر رام دیال دیوان اعتماد الدولہ افضل علی خان شاگرد مہدی علی خان قبول

تصور کمر یار مین ہین اشک روان ۔ کھٹک ہو کیون نہ جو پڑ جائے بال آنکھون مین
اسیر دیدۂ جانان ہین سب کی طائر دل ۔ نہین ہے رشتہ کے ڈورے ہین جال آنکھون مین

سخا تخلص شیخ سخاوت حسین ولد گل محمد باشندہ دیباجی ٹولہ بلند شہر شاگرد فدا حسین فدا

سمجھا دو ان ستمگر کو کاٹ کی سپاہ میرے ہاتھ ۔ ایذا اٹھائین قتل مین تا تھک کے رکے ہاتھ
یہ جان لے کہ جان بھی جائیگی ہاتھ سے ۔ ہم پھر بھی تیرے گرد سے سینہ سے سرکے ہاتھ

سخن تخلص رام دیال گھڑی ساز ولد پریم سکھ لکھنوی شاگرد آتش صاحب و جان [illegible]

خدا کے واسطے سن اے صنم گلہ دل کا ۔ کہ تیری آنکھون نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

سخن تخلص حکیم مرزا محمد حسین وطن انکا کشمیر مولد دہلی شعر فارسی بھی کہتے ہین

دہین جان نکلی دہین آن نکلا
بہلا مرتے مرتے یہ ارمان نکلا

سخن تخلص خواجہ فخر الدین حسین خلف خواجہ جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ وکیل عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد عرف آرہ شاگرد مرزا نوشہ غالب سید فرزند احمد صفیر بلگرامی انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین کلام ان کا لکھنویون کے انداز کا ہے کوئی شعر یا کوئی فقرہ نثر دہلویون کے انداز کا انکے کلام مین نظر نہین آتا انکو آرہ مین دیکھا تھا انکا فسانہ سروش سخن نظر سے گزرا

یہ جان ہے یہ جگر ہے یہ دل تیری نذر ہے
اسمین سے کوئی بھی تو کرا سے دلستان پسند

بناوٹ سے بگڑ کر عین گرمی مین لگے کہنے
خدا کی واسطے چھوڑو نہ ڈالو ہاتھ گردن مین

کبھی چھونے نہ پائین پانون تک جسکا ہم ارمان ہے
زہے تقدیر اوسکا ہاتھ ہو دست برہمن مین

بڑا ہے جن کو اوتارا ساقی مہوش نے شیشے مین
کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر مین

دفن ہے اسمین سخن لاشۂ لیلیٰ شاید
ہاے مجنون کے جو مرقد سے صدا آتی ہے

سخنور تخلص دیوالی سنگہ کایتھ خلف راے جی سنگہ دہلوی منشی دفتر شاہی

گریان رکھے ہے بن ترسے یہ چشم تر مجھے
طوفان نوح آنے ہے اب پھر نظر مجھے

سخنور تخلص مولوی احمد علی لکھنوی مقیم مرشد آباد شاگرد مصحفی

آب گو ہے سخن غیر مین لیکن صاحب
کان مین گرنے ہی کر دیتا ہے بہرا پانی

لب شکر شکن اوس غیرت گل کا دکہاتا ہے
چمن مین طوطی و بلبل کو آپس مین لڑاتا ہے

اثبات جز لا یتجزی مین تھا کلام
ساکت رہا وہ غنچہ دہن انفصال ہے

سخی تخلص سید پرورش علی ولد بیدار علی باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

دل لبھوتا نہین جو کہتے ہو
ہم ہی لینگے ہم ہی لین گے

سراج تخلص مولوی سراج الدین باشندۂ ضلع فرید پور مقیم ضلع مرشد آباد راقم سے اپنے ضلع راج شاہی عرف رامپور بوالیہ مین ملاقات ہوئی تھی انکے بہت سے اشعار عربی و فارسی بھی نظر سے گزری

حسن ہے خوبون مین لیکن کچھ وفاداری نہین
جون گل کاغذ کہ جسمین بو نہین ہے رنگ ہے

**سراج** تخلص سراج الدین دکھنی بعضے تذکرہ والون نے انکا نام قمر علی لکھا ہے

نہین ہے تاب تجھے تیرے سامنے جانان
کہان سراج کہان آفتاب عالمتاب

پھر بھی نہین ہے نشتر شوق سے خالی
بیتابی نبض رگ خارا کی خبر لو

**سراج** تخلص سراج الدین علی شاہ اورنگ آبادی درویش تھے

رفوگر کو کہان طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے
اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر مین آجائے

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا
کہ کتاب عقل کے طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

**سردار** تخلص سردار مرزا خلف سید محمد لکھنوی شاگرد وزیر

مژدہ ای جوشش جنون دشت مین آئی ہے بہار
پھر کھجاتے ہین کئی دن سے برابر تلوے

گرم رفتاری عشاق کا اعجاز یہ ہے
تر نہین ہوتے ہین بالا سے سمندر تلوے

**سفیر** تخلص مرزا زین العابدین خان خلف نواب سالار جنگ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

بے تکلف تھی دل کے لینے تک
ہم سے اب آپ منہ چھپاتے ہین

ترے ہاتھ سے بوے مشک آئی شانہ
مگر تو نے کاکل سنوارے کسی کے

اوسکے کوچہ کیطرف مین تو نہ جاؤن سفیر
کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہے مجھے

**سرشار** تخلص لالہ ملوک چند لکھنوی

اس سج سے وہ دلبر چلے خوبان اکڑ کے
جون ماہ ستارون مین چلے رات کو اڑ کے

**سرور** تخلص مرزا رجب علی بیگ ولد مرزا اصغر علی لکھنوی شاگرد نوازش حسین خان نوازش صاحب دیوان و سرور سلطانی ترجمہ شمشیرخانی و شگوفہ محبت و گلزار سرور و فسانہ عجائب ہین اردو نثر بہت خوب لکھتے ہین اوائل سنہ ۱۲۸۱ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راجہ بنارس کی سرکار مین متعلق تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزری

ہزار حیف مرے دل نے ہماری آہ بھی نہ کی
جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا

یہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا
گلی سے مل گئے سب رنج در کنار ہوا

رشک زلف یار سب عقدے ہین میرے ای سرور
اور اولجھ اوٹھتے ہین نبٹھے جب کہ سلجھا کر ہم

نہین اوٹھتی پلک نزاکت سے
سرمہ ہوتا ہے بار آنکھون مین

اتنی چھائی ہے خاک تیرے لیے
چھا رہا ہے غبار آنکھون مین

جب سے اپنا لقب ہوا ہے سرور
روز و شب ہے خمار آنکھون مین

سیر و مشرق و مغرب کی سیر کی ہم نے
نہین ہے حسن خداداد کا جواب کہین

کوچۂ قاتل مین جا کر اپنے ہاتھون جان دی
مرتے مرتے کام آئے یہ ہمارے ہاتھ پاؤن

پیری و صد عیب یہ بھی مثل ہے ای سرور
ڈھونڈھتے ہین اب تو لاٹھی کو سہارے ہاتھ پاؤن

تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر
کہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون

اللہ ری بدنصیبی کہ جو دریا مین غرق ہون
تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہ ہو

پھر نہ منہ اوس نے کیا میری طرف ہی ظالم
سخت تم بھی مرے نالو ہوا اثر سے خالی

**سرور تخلص مرزا افضل علی بیگ برادر حقیقی مرزا انیاز علی بیگ نکہت شاگرد شاہ نصیر دہلوی**

آج آتی نہین ہے بانگ درا
ہمرہون نے کہین قیام کیا

**سرور تخلص لالہ نیاک رام نائب سررشتہ دار بندوبست ضلع فرخ آباد ولد جے کشن لال مقیم فتح گڈہ**

مطلب کی میری ایک نہ مانی آپ نے
باتین شب وصال مین کین اپنی کام کی

**سرور تخلص سید کاظم حسین شاگرد آباد ولد سید ظفر علی باشندۂ لکھنؤ**

دل مین جو بار گیسوی جانان کا تھا خیال
ڈر ڈر کے چونک چونک اوٹھے ہم تمام شب

مر مر کے کاٹتا ہون شب انتظار یار
اوٹھتا ہے بار ہجر بھلا مجھ حزین سے کب

پرنور کیا ہین حسن سے ساری کلائیان
ہین شاخ نخل طور تمھاری کلائیان

**سرور تخلص حمایت اللہ خان دہلوی شاگرد نصیر**

زنجیر کی جو کانون مین آئی صدا نہین ۔۔۔ مجنون کے سلسلے مین کوئی کیا رہا نہین

سرور تخلص غلام مرتضی خان ولد نصیر اللہ خان عرب ہاشمی شاگرد خواجہ آتش وطن انکا مدینۂ منورہ مولد و مسکن لکھنو

مجھسے جو پوچھتا ہے کوئی ماجراے دل ۔۔۔ یہ کہکے لوٹ جاتا ہون مین ہاے ہاے دل

سرور تخلص ولایت علی کشمیری لکھنوی خلف و شاگرد محمد جعفر مخمور و آتش انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

آتی نہین کسیکو بھی اصلا نظر کمر ۔۔۔ عنقا کی طرح گم ہے تمھاری مگر کمر
جُدا ہوئے ہین کسی برق وش سے یہ شاید ۔۔۔ بسان ابر جو روتی ہین زار زار آنکھین

سرور تخلص مرزا عزیز الدین دہلوی داماد سراج الدین بہادر شاہ متخلص بہ ظفر شاگرد ذوق

ہوتے ہین آپ جبین بہ جبین بات بات پر ۔۔۔ یہ ڈھنگ ہے تو ہو چکی صورت نباہ کی
یہ بھی سرور ترک کیا چاہتے ہین وہ ۔۔۔ صحبت جو ہم سے اونسے ہے یہ گاہ گاہ کی

سرور تخلص احمد حسین شاگرد و برادر خورد امداد حسین ظہور باشندۂ میرٹھ

الامان الحذر کا شور اوٹھے ۔۔۔ جوش ہووے جو دیدۂ تر کا

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان شاگرد محمد جان بیگ سامی امراے دہلی مین تھے شعر اچھا کہتے تھے ایک تذکرہ شعرا اور ایک دیوان انسے یادگار ہے سنہ ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین وفات پائی فارسی بھی اچھا کہتے تھے

مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین ۔۔۔ قصہ ہے زندگی کا یہ سب انفصال تھا
سبزۂ خط گرد لب شاید ہوا اوسکے نمود ۔۔۔ خود بخود دہدہم جو میرا رنگ کاسنی ہو گیا
نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے ۔۔۔ بازوون سے جو اوڑاتا ہے کبوتر شپا
ہاتھ اپنے رہی زیر بغل بعد فنا بھی ۔۔۔ تھی لبسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
ترے کھولینگے جب بند قبا ہم ۔۔۔ گرہ دل کی کرینگے اپنے وا ہم
دیوانے ہم نہین ہین جو فصل بہار مین ۔۔۔ کہنے سے ناصحون کے گریبان رفو کرین

خبر لایا اوسے یہان بہر تماشا دم نزع — دوستون سے نہ ہوا وہ جو ہوا دشمن سے
گھبرا کے نہ لے یار کی سرور تو بلائین — آسیب کہین اوس رخ روشن پہ نہ آئے

**سروش** تخلص امداد علی خان ولد منو خان فرخ آبادی

روے روشن کا تصور ہے مگر دل مین سروش — دل خون گشتہ بہا اشک کے شامل ہو کر

**سریع** تخلص سید محمد علی ولد داروغہ باسط علی شاگرد صفیر

غنچے سر اپنا جھکا لیتے ہین شرماتے ہین — مسکراتے ہوئے گلشن مین جو وہ آتے ہین

**سعادت** تخلص میر سعادت علی باشندہ امروہہ معاصر سودا

ہوش کھو دیتے ہین میرے اونکی آنکھین مے پرست — بسکہ ہون کم ظرف ہو جاتا ہون پیتا تو نہین
یار سے جو رقیب لڑتے ہین — یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین

**سعادت** تخلص سعادت خان ولد جہان خان ساکن اعظم گڈھ مقیم کانپور تھانہ دار کرنیل گنج ضلع کانپور شاگرد رشک

چھپ گئے صبح وطن زلف جو کھولی تم نے — سے غضب آئے تو شام غریبان عارض
وہ جبین ماہ دو ہفتہ ہے وہ رخ غیرت مہر — دانت موتی کی لڑی لعل بدخشان عارض

**سعید** تخلص مرزا آغا نجف ولد مرزا امیر بیگ بھکیت باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا مہدی بقول صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کی ہم نے خوب سیر حسینان دہر کی — اسے بت نہین جواب خدا کی قسم ترا
دل اوسنے لیکے جسم کی مٹی خراب کی — ہو جاتا ہے بغیر مکین کے مکان خراب
سر کا تو نے فسون ساز سے باندھا تعویذ — سر اوٹھانے نہین دیتا ترے سر کا تعویذ
صاف معلوم ہوا شب کو ستارا ٹوٹا — تند پھرانے ہین جو سر کا ترے جھپکا تعویذ
کہکشان مانگ ہے رخ ماہ ہے پیشانی بدر — بال ہین شب دیجور ستارا تعویذ
گر دیکھنی ہو شکل بت لاجواب کی — عینک لگا کے چہرۂ مہر آفتاب کی
وہ میکش آج آنے کو ہے شغل میکشی ہوگا — کرم تو بھی کر اپنا اے ابر باران تجھکو حجت ہے
ہم دعا دینگے رہا کر دے قفس سے صیاد — تو پہلے ہو لے گا ہم سیر چمن دیکھینگے

مجھ خاکسار کو نہین حاجت سریر کی ... ہے بوریا سے فقر پہ عزت فقیر کی

سعید تخلص مرزا سردار حسین ولد مرزا علی اصغر

عجب کیا ہے اگر مین بھی اسیر چاہ بابل ہون ... کسی زہرہ شمائل کے ذقن پر دل سے مائل ہون

سعید تخلص لالہ کنور بہادر ولد گنگا پرشاد فرخ آبادی

جوش وحشت کبھی زندان مین نہ رہنے دیگا ... بیڑیان لاکھ پنہائی کوئی حداد مجھے

سعید تخلص محمد سعید الدین بن مولوی محمد اساس الدین باشندۂ بدایون مقیم دہلی
تلمیذ نواب زین العابدین خان عارف

ہے برق کا خواص شب وصل یار مین ... یعنی ادھر سے لحظہ مین آئی ادھر گئی
گو لامکان تلک تو رسائی ہے آہ کی ... پر کیا ہی گر بتون ہی کے دل مین نہ راہ کی

سعید تخلص قاضی سعید الدین خان خلف قاضی القضات نجم الدین علی خان باشندہ
کاکوری آخر ایام مین انکی بصارت زائل ہو گئی تھی

بیدماغی ادسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری ... کہ پری کو نہین خوش آتی ہے انسان کی بو

سعید تخلص قاضی میر سعادت علی باشندۂ اکبر آباد

یارب آنکھون مین اپنے خار ہے گل باغ مین ... ہے نمک پاش جراحت شور بلبل باغ مین

سعید تخلص حاجی سعید بخت ولد محمود بخت مجموعہ دار شاگرد حضرت تسلیم باشندۂ سلہٹ
راقم کے ملاقاتیون مین ہین تاریخ گوئی سے بہت شوق رکھتے ہین فارسی کبھی کہتے ہین
اجداد انکے ہندو تھے کئی پشت سے مشرف باسلام ہو گئے

کر اس سے محرم صنم خدارا کہ تیری انگیا کی بخیہ گرہ ... یہ اودھرا او بھرا یہ اوٹھا اوٹھا یہ مکمل موزون جہان کا سا
پایا نہین ہے سرمہ کا ہرگز مثل ار رنگ ... ہر آن مین بدلتی ہین آنکھین ہزار رنگ

سفیر تخلص خواجہ بادشاہ ولد و شاگرد خواجہ وزیر لکھنوی

دیوانہ مجھکو آپ نے اچھا کیا کیا ... لے لونگا اب تو زلف گرہگیر ہاتھ مین
وہ سحر کر کہ طائر رنگ حنا تیرا ... طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

سفیر تخلص حاجی جلال بخش خلف حاجی حسین بخش باشندۂ سلہٹ شاگرد منشی شفیع

مست راقم کے ملاقاتی ہین

سحر آفرین یہ سایۂ زلف سیاہ ہے
بنجا ہے کیا عجب ترے پہولون کا ہار سیاہ

**سکندر** تخلص خلیفہ محمد علی مرثیہ گو باشندہ پنجاب شاگرد محمد شاکر ناجی شراب بہت پیتے تھے وطن سے دہلی گئے وہان سے حیدر آباد مین جاکر انتقال کیا وہان کے باشندون نے اونکی ہڈیون کو کربلا مین بھیجدیا

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا
مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا
نہ دیکھا ہو جو کسی نے حباب مین دریا
وہ دیکھ لے مری چشم پر آب مین دریا

گرا ہے مانگ مین دل میرا آہ ڈھونڈھون کدہر
کہ آدہی رات ادہر ہے اور آدہی رات ادہر
سحر گزرا چمن مین کونسا خورشید رو یارب
کہ شبنم گل کے منہ پر آب تاب پانی چھڑکتی ہے

**سکندر** تخلص سکندر خان باشندہ شاہجہان پور مومن خان سے کسب سخن کرتے تھے ایک دن ایک شعر کی اصلاح پر بہت مباحثہ کر کے ترک مشورہ کیا

کسکا نام اوسکے لبون پر تھا کہ اس نفرت کیا
حرف ناصح سے دماغ اپنا پریشان نہ ہوا

**سلام** تخلص نجم الدین علی خان اکبر آبادی خلف شرف الدین علیخان پیام

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ
درازی رات کی بیمار سے پوچھ

**سلطان** تخلص شہزادہ ایزد بخش بہادر عرف مرزا ایلچی خلف شاہ عالم بادشاہ

دور رکھ دوران سر سے گردش دوران مجھے
مت رکھ اے دیر خراب آباد سرگردان مجھے

**سلطان** تخلص نواب نصر اللہ خان مرحوم والی رام پور

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر
دیکھا تو نہین اوسکے یہ پاسنگ برابر

**سلطان** تخلص سلطان شاہ خلف شاہزادہ جمعیت شاہ ماہر دہلوی

بن جلائے دل و جگر جل جاے
کیا بری آگ ہے محبت کی
آتے آتے وہ پھر گئے گھر کو
یہ بھی خوبی ہے اپنے قسمت کی

**سلطان** تخلص صاحبزادہ اعظم الدین نواسۂ ٹیپو سلطان مرحوم مقیم ٹالی گنج متعلق کلکتہ صاحب دیوان فارسی اور راقم کے دوستون مین ہین

داغون سے غم کے رشک چمن ہے فضاے دل — ہے جاے سیر یہ چمن دلکشاے دل

**سلطان** تخلص خواجہ طالب علی خان عرف خواجہ سلطان جان مرحوم خلف خواجہ حسین علیخان مرحوم رئیس عظیم آباد مقیم گیا اولاد مین خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کی تھی سلسلہ اُنکے ناںنہال کا حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے ملتا ہے موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بہت دنون تک کلکتہ مین آکر رہے تھے لکھنو کی بھی سیر کی تھی تین دیوان اُنکے نظر سے گزرے اشعار فارسی و اردو خوب کہتے تھے ۱۲۷۰ھ بارہ سو ستر ہجری مین کلکتہ سے گیاجی مین جا کر انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے راقم نے یہ تاریخ اونکے وفات کی لکھی ہے

## قطعہ تاریخ

خواجہ سلطان جان کہ رحلت کرد وا — دوستان را کرد با اندوہ جفت
سال مرگ او چو جستم از سروش — خواجہ سلطان جان بمرد افسوس گفت ۱۲۷۰ھ

## اشعار سلطان

اک نئی طرح کا حلقہ نے پھندا مارا — تو نے اے زلف مسلسل مجھے اولجھا مارا
وار کیا معلوم ہو تیغ نگاہ یار کا — ساحل بحر فنا ہے گھاٹ اس تلوار کا
موجۂ آب زمرد سے مری زنجیر ہو — ہون مین دیوانہ کسی کے سبزۂ رخسار کا
اے بتو ہر مومن و کافر کی لگتی ہے نظر — ہے خدا حافظ تمہاری مصحف رخسار کا
بوے عطر خس تھی سلطان یار کے رومال مین — اوسنے جو پوچھا پسینا سبزۂ رخسار کا
دل کی جا سینے مین میرے اوسکا پیکان بگیا — میزبان جاتا رہا اور گھر مین مہمان رہ گیا
کمر لچکی تو وہ گل ہنسکے بولا — بھرا ہے پھولون سے دامن ہمارا
دیکھی جو تری چاند کی ٹکڑون سے یہ دو گال — انکار نہ کا مذکور ہے شق قمر کا
مثل مشہور ہے دیوانہ ہوئی بستا ہے دل — بہین آنکھون سے دریا ناصحے گر کوئی روتا
لگائی تیغ اگر قاتل تو شادی مرگ ہو جاؤن — دریان زخم مین ہو جاے عالم روے خندان کا
مانی ملینگے خاک مین سب مونگا ضیان — اوسکی کمر مین فرق اگر بال بھر رہا

اندنون حسن پہ آپ اپنے ہین مغرور بہت
اور سب باتین تو موقوف ہین چل دور بہت

اس دم کسی کا ڈر نہین شرطی گھر اپنے یار
لیجاؤنگا تجھے مین اگر اور مگر شمیست

رندون نے آج نشہ مین کیا دھج نکالی ہے
مینا بغل مین سر پہ سبو جام دوش پر

افتادگی پسند تھی طفلی ہی سے مجھے
آیا نہ ایک دم کبھی آرام دوش پر

بات کہتے نہین ہین موتی پروتے ہین ہم
ہے بجا کہیے زبان کو جو زبانِ الماس

مرنے کے بعد بھی نہ گئین بیقراریان
عالم ہے برق کا مرے سنگ مزار مین

لڑاتا ہے وہ اپنی عکس سے آئینہ مین آنکھین
مری نظرون مین اہو سلطان ہرن گویا کہ لڑتی ہین

جب آتا ہون ہو جاتا ہے سوراخ جگر مین
کاہیکو کوئی آئیگا اب آپ کے گھر مین

چاہیے عاشق و معشوق مین گرما گرمی
وصل کی رات نہین خوب یہ شرماشرمی

دام بلاے عشق مین ہم بے سبب پڑے
کم بخت دل پہ ہاے خدا کا غضب پڑے

تاب کسکی جو کرے بات اوس بتِ مغرور سے
حور بھی دیکھے تو لے اوسکی بلائین دور سے

معشوق کو جو وصل کی شب مین حجاب ہے
دامن مین صاعقہ کے گل آفتاب ہے

پڑھی جو بادہ کشون نے نماز استسقا
تو جھوم کر طرف قبلہ سے گھٹا آئی

تمکو یہ ویسی فقط بات بنا آتی ہے
یا کبھی چاند سی صورت بھی دکھا آتی ہے

دفن جس کوچے مین ہم عاشق ناشاد ہوے
جتنے پیر حرم تھے وہان غیرت فرہاد ہوئے

سلیس تخلص سید محب علی متوطن کانپور شاگرد مونس مرثیہ گو

بے اذن بوسے لے کے گنہگار ہو گیا
اب تو قصور وار مین سرکار ہو گیا

سلیم تخلص مرزا سلیم بہادر خلف اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی مرید میر محمدی مرحوم

جھگڑے سے سب کسی کے فراغت ہوئی مجھے
کثرت مین سیر عالم وحدت ہوئی مجھے

ہے کوئی اپنا خانۂ دل بھی عجب مکان
جسمین نصیب یار کی صحبت ہوئی مجھے

سلیم تخلص میر عباس ولد میر عالم علی لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

کیا کرین آہ جو موثر نہ ہو نالا دل مین
جان جان دل نہین جاتا کوئی ڈالا دل مین

وائے قسمت نہ ہوا یار بغلگیر سلیم
رہگیا عید کو ارمان مرے دل کا دل مین

یار آیا ہے نظر خواب مین بعد مدت ۔ کھولیو چونک کے غافل نہ خبردار آنکھین

**سلیم** تخلص میر سلامت علی بنارسی

کہتے ہو لعل سے بہتر لب معشوق ہوا ۔ سخت نادان ہو پتھر لب معشوق ہوا

**سلیمان** تخلص مرزا احمد سلیمان شکوہ بہادر خلف حضرت شاہ عالم بادشاہ شاگرد شاہ حاتم و انشا مدت تک لکھنؤ مین جلوہ افروز رہے شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین اکبرآباد مین قضا کی اور وہین مدفون ہوے راقم نے اونکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

کرے یہ کاش فلک میرے بند بند جدا ۔ یہ مجھ سے ہو نہ مرا شوخ خود پسند جدا

جنازہ تیرے دیوانے کا اس تو قبر سے اوٹھا ۔ کہ شور نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اوٹھا

ناز سے کر گئے وہ ایسا ہی اشارہ چمکا ۔ کہ نئے سر سے یہ پھر داغ ہمارا چمکا

یون یہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا ۔ تو آسمان و زمین سب اولٹ گیا ہوتا

رہ گئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب ۔ یون ترے کوچے سے ہین بے سر و سامان نکلا

جان دی راہ محبت مین الہی صد شکر ۔ بات جو ہم نے کہی تھی سو بنا ہے صد شکر

بات کہنے مین جواب نامہ لایا سچ بتا ۔ کیا نکالی تو نے اب اے قاصد چالاک یہ

زخم کھا کر جو گرا مین تو وہ یہ کہنے لگا ۔ اچھا اچھا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ

ہزار طرح سے وہ چھپے کرے لیکن ۔ نہ پہونچے نالہ کو میرے ترانۂ بلبل

غیر کا نام جو تم پیار سے لیتے ہو تو بس ۔ ایک برچھی ہے کہ پہلو مین چبھو دیتے ہو

شیخ کی تسبیح اور عمامہ کس گنتی مین ہے ۔ وہ گنبد تزویر ہے یہ گنبد تلبیس ہے

دل اگر فولاد ہو تو بھی کھنچا جاتا ہے آہ ۔ اوس صنم کا جذب الفت سنگ مقناطیس ہے

کیا اجابت کی ہوا ورکو خداوندا آہ ۔ مارے مارے جو دعاے سحری پھرتی ہے

جبہہ سائی کا نشان جاے جبین سے کیونکر ۔ کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

**سلیمان** تخلص سلیمان خان دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد اشرف علیخان فغان

نظر آئی حنا بندی مجھے کیسی گل کے ہاتھون کی ۔ کہ اشک سرخ سے کاسہ ہوا معمور آنکھون کا

سلیمان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

تجھسے ظالم سے ملا دیکھیو طرار ہی دل
کچھ بھی ڈر ہر کا نہ کیا بل بے جگر دار ہی دل

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع شاگرد شاہ حاتم وطن انکا کابل مولد دہلی ایام شباب مین لکھنؤ مین جاکر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربون مین منسلک ہوکر ملک الشعرا کا خطاب پایا تھا ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری مین انتقال کیا سوا مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن ہجو و قصیدہ گوئی مین اپنے عہد مین عدیل نہ رکھتے کلیات انکا نظر سے گزرا

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا
چون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا

صحبتون کا نہ کرو غیر کے مجھسے اخفا
کو نسی شب تھی کہ مین وہان بس نہوا نہ تھا

بدنام تو عبث مجھے کرتا ہے ناصحا
مدت ہوئی جنون سے سر و کار اوٹھ گیا

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

گلہ لکھون مین اگر تیری بیوفائی کا
لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا

طلب نہ چرخ سے کر نان رحمت اے سودا
پھرے ہے آپ یہ کاسہ لیے گدائی کا

لطف اے اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤن گا

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا
جون اشک پھر زمین سے اوٹھایا نہ جائیگا

بھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا
دروازہ کیا قبول کا مسدود ہو گیا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

سینے سے مین دعا کو لایا جو شب لبون تک
کہنے لگی اجابت کیا پھر خیال آیا

کونین تک سے لے تھی جس دل کی مجھکو قیمت
قسمت کہ اک نگہ پر جا اوسکو ڈال آیا

بہ رنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوئے
جو اپنے دل پہ کبھی تجھکل سے غبار آیا

خاک کا لیسر بھی مسیحا سے کم نہین
فیروزہ ہووے مردہ تو دیتا ہے وہ جلا

نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو چھکا ڈالا
کہین بیہوش ہے شیشہ کہین ساغر ہے متوالا

سو بھی تدبیر نہ تقدیر کو بہلا سکی
کہاں کفر ہے اے شیخ ایسا کہ کہا اوس بت نے
ہے رنگ تماشا خوبان صورت خورشید
نور اخذ ہنر کرنے مین دل کا مین گنوا یا
زنہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون
سو دا مین اپنے یار سے جا کر کچھ کہون
گالی نہین ہے بوسہ مرے دل پہ گوارا
یا تنبیہ یا کہ یہ وعدہ یا گالی ہے پیام
گذری جس غم سے ہمین زندگی وہ روزہ
لگو رسنگر ہمسو او لگا او بلبا ہے یہ دل
ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین جس اشک مجھے
کام آیا نہ کچھ اپنا تن زار آخر کار
کسکے ہین زیر زمین دیدۂ نمناک ہنوز
ایک دن گھیر مین دامن کا ترے دیکھا تھا
اشک آتش و خون آتش جگر لخت دل آتش
اے لالہ گو فلک نے دیے تجھکو جا بجا داغ
غیرون کی بات پر نہ کہون کان مت رکھو
ناصح نہ او سے بک جو ہین آگاہ راز عشق
لے مرے دل کو دے کے اپنا دل
قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
نہ ندبیر نہ زور نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم

جب تجھے قتل پہ عاشق کی مچلتے دیکھا
پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا
جون آئنہ جوہر نے مجھے عیب لگایا
بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب
پوجون ہون مین اوسی کو جو ہے آشنا پرست
قہقہہ مار لگا کہنے وہ طناز بہت
ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کے من کے بیچ
جھوٹا کوئی کہاتا ہے تو بیٹھے ہی کے لالچ
کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے بہلانے کو
رکھے اوس غم کو خدا ماہ سے دور
رخصت اک نالہ اے صیاد چاہئے ہے بہار
کر دیا مادر ایام نے گھر سے باہر
سمجھے اکسیر تجھے نکلا جو غبار آخر کار
جا بجا سوت سے پانی کی طرح خاک ہنوز
گرد پھرتے ہین گریبان کے مرے چاک ہنوز
آتش پہ برستی ہے پڑی مشتعل آتش
چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طلب
وہ کر چکے ہین دین و دل و جان نثار عشق
سنگ کے مول یہ بکے ہے لعل
ذرہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام
جو جانے بیچے یہ دل کا حباب ہے معلوم

بلبل چمن مین کسکی ہین یہ پریشانیان
جلکر اونکا ہے جو تجہ کو صنم کہہ یاد کرتے ہین
کسی کے مرگ پہ ای دل نہ کیجیے چشم تر ہرگز
بوسہ ہنسکر نہ دیا اون نے سوائے دشنام
گرم جوشی نہ کرو مجھسے کہ مانند چنار
صفحۂ ہستی پہ اک حرف غلط ہون سودا
ناوک تو تیرے صید نہ چھوڑا زمانے مین
پیارے نہ برا مانے تو اک بات کہون مین
یہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو الطاف
پاس ناموس مجھے عشق کا ہی ای بلبل
جی تنک تو دیکے لون کہ جو ہو کارگر کہین
نے بلبل چمن نہ گل نودمیدہ ہون
مگر تجہ سے رنجیدہ خاطر ہے سودا
ہاتھ کسکا ہے تری زلف کا شانہ سچ کہہ
کسکی ملت مین گنون آپ کو بتلا ای شیخ
مطلب کی میری عرض یہ اکبار بھی سودا
اسرار خرابات سے واقف جو ہو زاہد
دل لگے تجھسے برق کے شعلہ کو دیجیے
سن کے یہ کہتا ہے میرے نالۂ جانکاہ کو
بہار باغ ہو مینا ہو ہوا ہو صہبا ہو
زخم کی طرح زمانے مین تو کاٹ اپنی عمر
سفیرت آمد جو مست شد دین و ایمان
سے لے ہی چلے ہو دل کو تو خاطر مین یہ رہے

ٹوٹی پڑی ہین بتون کی ساری گلابیان
میان ہم تو مسلمان ہین خدا کہتے بھی ڈرتے ہین
بہت سا روئیے اونپر جو اس جینے پہ مرتے ہین
سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہین
اپنے ہی آگ مین مین آپ جلا جاتا ہون
جب تجھے دیکھنے بیٹھو تو اوٹھا جاتا ہون
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین
کس لطف کی امید پہ یہ جور سہون مین
جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین
ورنہ یہان کونسا انداز فغان ہے کہ نہین
اے آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین
مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
اوسے تیرے کوچے مین کم دیکھتے ہین
رات آتی ہین نظر خواب پریشان مجھکو
تو مجھے گبر کہے گبر مسلمان مجھکو
ہان نے نہ چھوڑا کبھو اوس لب شیرین کو
کعبے سے نہ کم سمجھے در پیر مغان کو
پر ہے یہ ڈر کہ اوسکی بھی ایسی ہے خو نہ ہو
کیون مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو
ہوا ہے ابر ہو ساقی ہو اور دریا ہو
خندہ یا گریہ جو کچھ ہووے سو تک درد سے ہو
بردون کس کیتئین یار دکہ گیا کیا کچھ
اک وقت مین ملا تھا یہ ناز و نعم کے ساتھ

ایون

سو دل اوسکے تو نہو بات نہ کرنیسے ملول
وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہین بات کی راہ

ہمارے کفر کے پہلو سے دین کی راہ یاد آوے
صنم رکھتے ہین جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے

غنچہ سے مسکرا کے اوسے زار کر چلے
نرگس کم تو آنکھ مار کے بیمار کر چلے

اب تو ہین چھوڑنے کا نہین اوسکو ناصحا
ہونے جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی

مستی سے اوس نگاہ کی لی محتسب خبر
دنیا تمام گرم خرابات ہو گئی

یار وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
نظرون مین سو طرح کی حکایات ہو گئی

کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہین الٰہی
یک قطرۂ خون سینے مین آفات طلب ہے

دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن
جب دیکھیے ہے وہ مجھکو تو اک جنبش لب ہے

مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق
تو بہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے

اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے

انصاف کسکو سونپیئے اپنا بجز خدا
منصف ہو بولتے ہین سو تجھ سے ڈرے ہوئے

جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر زار آہے
فردہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے

دہن غنچہ کا جب دیکھیون ہون گوش گل یہ گلشن مین
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے

منت تو لاکھ کیجے یہ جو غرور ہے وہ ہار ن
منت غریب اوسکے عہدی سو کب بر آئے

تھی سرد مہری اوسکی آب حیات دل کو
جھوٹی تپاک دنے تو کچھ آگ ہی لگائی

سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے

دل اپنے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے
ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہے تو جہان ہے

خواہ کعبے ہین تجھے خواہ ہین بتخانے مین
اتنا سمجھون ہون مرے یار کہین دیکھا ہے

مری آنکھون ہین بستا ہے مجھے تو کیون رولاتا ہے
سمجھکر دیکھ تو اپنا کوئی بھی گھر ڈہاتا ہے

ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم
ہر اک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے

سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار مین مجنون
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے

گردش سے آسمان کے نزدیک ہی سبھی کچھ
ہم سے تجھے ملانا اک دور ہے تو یہ ہے

گزرا ہے کسکی خاک سے ظالم تو سنبھر
دامن کے ساتھ ساتھ تری گرد ہے سو ہے

کچھ تازہ تعلق نہین اس دل کو الم سے
یہ رنگ مین تصویر کی تیرے سے ہے نزاکت
اثر ہے آہ مین ہر چند نے تاثیر نالے مین
کہا مین کہ لازم ہے کیا قتل سیر ا
رہا کرنا ہمین صیاد اب پامال کرنا ہے
جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے
نہین ہے رشتہ تسبیح صورت زنار
سے نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجھ سے
آہ وزاری سے مرے شب نہین سوتا کوئی
گل پھینکے ہے اورون کی طرف بلکہ ثمر بھی
کیا ضد ہے خدا جانے مجھ ساتھ وگرنہ
تنہا مرے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
جان سے کندن دل کا رسخت ہے فرہاد
نامہ کا جواب آنا تو معلوم ہے اے کاش
تجھ تیغ تلے کہہ تو ستم سے کہ سر دھر دے
مجرم ہون مین تو کہہ و مکافات کے لیے
ستان مین کیا کہون زاہد پسر کی کیفیت
ہوگئے صاحب جو ہیں تیرا منہ دیکھ فقیر
بھر نظر تجھکو نہ دیکھا کبھو ڈرتے ڈرتے
کھینچے کیا ہو میان تیغ کہ یہان رشتہ عمر
بھلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے
قاتل ہماری لاش کو تشہیر سے ضرور

تھا طفلی مین گہوارا مرا دامن غم سے
جبکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدہ نم سے
یہ آتا ہے کہ ان دونون سے سیراجی بہلتا ہے
لگا کہنے ہنسکر کہ خواہی نخواہی
پھر کتا بھی جیسے بھولا ہو سو پرواز کیا سمجھے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے
قسم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھسے
تجھسے نالان ہون مین اک خلق ہے نالان مجھسے
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی
آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہین مر بھی
وگرنہ کوہکنی زور آزمائی ہے
قاصد کے بد و نیک کی مجھ تک خبر آوے
پیارے یہ ہمین سے ہو ہرکارے وہ مرے
منہ مین خدا نے دی ہے زبان بات کے لیے
کہ جبکو دختر رز دیکھ کر اد ہل جاوے
ہے نمد پوش سدا آئینہ فولادی
حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے
صرف سینے کا ہوا تا نکے ہے بھرتے بھرتے
اپنا ہے تو فریفتہ ہووے خدا کرے
آئندہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان
اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کرے

گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو
زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

**سوز** تخلص مولوی عبدالکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی مقیم دہلی صاحب دیوان گذرے شعر اسکے بامزہ ہوتے ہین

ہوتی ہے ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا
راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا

فکر مین تھے انتہائے عشق کی مدت سے ہم
بارے یہ عقدہ ہمین آکر تہ خنجر کھلا

صبا رقیب سے رکھتی تھی راہ کچھ ورنہ
ستم یہ کیون مرے مشتِ غبار پر ہوتا

کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی
رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہوگیا

ابھی دل مین ابھی آنکھون مین ابھی دامن پر
اشک مین بھی تری شوخی کا اثر آہی گیا

سوز کو بیگانہ سہے پر بزم مین رہنے تو دے
رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہوجائے گا

پاس آنے مین نہ کشتون کے لگے دیر کہین
لے لیا موت نے گھر ہی ترے بیمار کے پاس

جتنا جتنا روکا اونکو اوتنی اوتنی بہرے اور
طفل تو ہین یہ اشک ابھی پر کتنی شرارت کرتے ہین

مجھکو پھر کھٹکے یہ گزرا ترے آنے کا خیال
اور شب وعدہ مین ہوتی رہے کھٹکے لاکھون

جان سینے مین نظر آنکھون مین دم ہونٹون پر
اک نہ آنے سے ترے کام مین اٹکے لاکھون

آج یہان رسوا ہوا کل وہان خرابی مین پڑا
یون ہی گھٹ گھٹ کر مری توقیر آدھی رہگئی

اوسکو ہے شوق ستم مجھکو ستم کی خواہش
مین ستمگار کو درکار ستمگار مجھے

سوز ہے کچھ تو تمنا کہ پڑے پھرتے ہو
کیون یہ کہتے ہو نہین اوس سے سروکار مجھے

**سوز** تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے تھے وطن انکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ مین گئے تھے خط شفیعہ اور نستعلیق خوب لکھتے تھے تیر اندازی مین کمال تھا + شعر اس انداز سے پڑھتے کہ مضمون شعر کی صورت بنا کے دکھا دیتے تھے + پہلے میر تخلص کرتے تھے جب میر تقی لکھنؤ مین گئے اونھون نے سوز تخلص کیا + اشعار عاشقانہ اسکے نہایت پرسوز ہوتے ہین اسّی برس کی عمر مین لکھنؤ مین وفات پائی + دیوان انکا نظر سے گزرا

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہو گیا
تن چاک سینہ سوزان دل داغ چشم گریان
کیون طفل اشک تجھکو آنکھون مین مین نے پالا
ایک تو تھا دل غمدیدہ اسیر زلف
جنکے نامے ہو پہنچتے ہین تجھ تک
بہت چاہا کہ تو بھی مجھکو چاہے
رقیبون کے ڈر سے مبادا نہ کہدین
کہنے ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا
سہم اوس سے شب جو بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رولا دیا
کی فرشتون کی راہ ابر نے بند
نہ بھولا یہ دل تو اس نیرنگی مینای دوران
چوری چوری تیرے منہ شاید لگا
برق طپیدہ یا شرر برجہیدہ ہون
منت کش خزان ہون نہ حسرت کش بہار
بس جی کہاؤ نہ قسم جانتے ہین
بند مین اپنے گرہ دے کہ تجھے یاد رہے
ہان اہل بزم آؤن مین بھی پر ایک سن لو
قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے
کیا خفا کر دیا جوانی کو
خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانو نگا کہا اب تو
کہیو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یارون کو
کھول نہ دیجیو لاڈلے اس دل ناصبور کو
دامن تلک تو تیرے کہان دسترس مجھے

آہ یارب راز دل اونپر بھی ظاہر ہو گیا
تو دیکھتا نہین ہے تجھکو دکھائین کیا کیا
اسپر بھی میرے منہ پر تو گرم ہوکے آیا
پاؤن زنجیر مین اور ہاتھہ گریبان مین پھنسا
کاش مین اونکا نامہ بر ہوتا
ولے تو نے نہ چاہا پر نہ چاہا
کبھو کھو لکر دل مین رونے نہ پایا
جو تم سے بتو ہوگا سو اللہ کرے گا
ولے کین بھی کیا ہون کہ روتی مین بنا ہنسکہ ہنسایا
جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج
یہ شیشہ ہے ابھی قابل رہے جو طاق نسیان پر
ہونٹھ جو ہین آج پیاسے کے خشک
جس رنگ مین ہون ہین غرض از خود رمیدہ ہون
جون سرو باغ دہر مین دامن کشیدہ ہون
جیسے تم ہو تمھین ہم جانتے ہین
مین یہ ڈرتا ہون نہ ہو جاؤن فراموش کہین
تنہا نہین ہون بھائی با نالہ و فغان ہون
کیون سوز چپ ہی بیٹھا کچھ بول اوٹھہ نہ ہان ہو
کو سون کس منہ سے ناتوانی کو
نہ چھوٹے گا ترے کوچے سے اے دلبر دل لگا اب تو
راہ ملتی ہے نہین دشت کی آوارون کو
بہاپ لگی ہے چلبلے جہانکیو مت تنور کو
تیری گلی کی خاک بھی ہو تو ہو بس مجھے

جو سر گوشی مین بوسہ لے لیا احسان کیا اسکا
تکلف بر طرف یہ حقتعالی کی ہے رزاقی

منہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ تو تجھہ سے ملا سکے

تصویر تیری کھینچے مصور تو کیا مجال
دست قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے

اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے
دور کے بھی دیکھتے سے ہم گئے

مثل نے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے
کچھ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

گفتار مین اب ضعف سے آواز نہین ہے
سمجھے نہ مری بات جو ہمراز نہین ہے

بکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے
سبھون سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے

مانند جرس پھٹ گئی چھاتی تو فغان سے
فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے

فرض کیا مین کہ وہ ہے سنگدل
آہ مین اپنے بھی اثر چاہیئے

**سوزان** تخلص شہزادۂ امام بخش دہلوی معروف بہ مولوی کلو شاگرد عبد الرحمن خان احسان

پھر دام سے زلفون کے تا حشر نہ چھوٹیگا
اے دل تو کہین اوسکے پھندے مین نہ آجانا

مین خون دل پیون اور ہنگام بادہ نوشی
بوسہ یہ جام لیوے اوسکے لب دہان کا

**سوزان** تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ فرزند مرزا علی جان لکھنوی

اوس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسی کے
دل مت لگا کسی سے کہتے یہ جا کسی کے

فرقت مین اوسکے سوزان ناحق تو جان دی ہے
ہرگز نہین نہ ہونگے یہ آشنا کسیکے

**سوزان** تخلص مولوی غلام مرتضی مرحوم رامپوری مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے یہین وفات پائی

سینے پہ ہمنے کھائے داغ ایک دو تین چار پانچ
تمنے جلا کے کیا چراغ ایک دو تین چار پانچ

مٹکے کے مٹکے خم کے خم پی گئے غیر ساقیا
بھر کے ہمین کبھی دیا ایاغ ایک دو تین چار پانچ

**سوزان** تخلص شیخ شمس الدین دہلوی مقیم فرخ آباد

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑ کے
میان جاؤ کہین گھر سے تو آئے نہین لڑ کے

**سوزش** تخلص حافظ عبد الرحمن شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلی مین طالبعلمی کرتے تھے

اس قدر ضعف سے بیٹھون ہون تو اوٹھنا ہے محال
ناتوانی سے اوٹھا بھی تو گرا جاتا ہون

ہوا منظور میرا رشک جو اوس شوخ پرفن کو | تصور مین بھی ساتھ اپنے لیے آیا وہ دشمن کو

**سہراب** تخلص سہراب بیگ دہلوی شاگرد نصیر خوشنویسی و فن رمل مین کامل تھے فارسی بھی کہتے تھے

ہم آ گئے یہ تنگ زیست سے پھر | اب کے خانہ خمار اب تو نہ آیا
نہ ہوئی کوئی شب وصل میسر ورنہ | دیکھتے شوق محبت سے مین کیا کیا کرتا
کس دن نہین خیال وہان وکمر سے مجھے | وہ کونسا ہے روز کہ سیر عدم نہین
یہ عجب ہے کہ جد تو بہر تماشا نکلے | ایک عالم ترے شیدا کا تماشائی ہے

**سہیل** تخلص مرزا احسن جان لکھنوی مقیم ہوگلی متعلق کلکتہ شاگرد ملیحان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

غش یہ عشق آتے ہین اوس زلف کی بیمارونکو | لخلخہ بھیجے گیسو کا سونگھانے کے لیے
کہہ سکے یہ خواب عدم سے ہمین جو لگاتے ہین | آنکھین کھولو ہم کہ آئے ہین منانے کے لیے

**سہیل** تخلص مرزا امجد عباس

ماہرویون کو دل اپنا نہ کبھی بیچیے سہیل | وصل اک دن نہ ہوا داغ الم کھائے بہت

**سہیل** تخلص ارتضے علی خان ولد مولوی احمد علی خان فرخ آبادی

کسواسطے آزردہ طبیعت ہے سہیل آج | کیا حال ہے کچھ تو کہو رنج و محن اپنا

**سیّاح** تخلص میان داد خان اورنگ آبادی ولد عبداللہ خان شاگرد غالب اطراف مغرب و عجم و ہندوستان کی سیر کی تھی سنہ ۱۸۶۲ اٹھارہ سو باسٹھ عیسوی مین کلکتہ مین آئے تھے اندنون سورت مین رہتے ہین شعر اچھا کہتے ہین تم کو احباب مین ہر یہ شعر انتخاب کرکے لکھ دیے تھے

آیا نہ یار وعدے پہ سیّاح صبح تک | کیا کیا شب فراق مین تڑپی بدن مین روح
عبث جاتا ہے کعبے کو خدا نزدیک ہے دل سے | تو کیا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل سے
نہ رکھینگے قدم دہشت کے مارے غیر وہان ہرگز | نہ گر لوائین اوٹھا کر لاش میری کوئی قاتل سے
دل وحشی کا بھی کیا کارخانہ لاابالی ہے | زر داغ جنون کا خرچ ہے سرکار عالی ہے
کہون گر جان تو سمجھے کہ ہمکو بیوفا سمجھا | سمجھ اوس بدگمان کی ساری دنیا سے نرالی ہے
پھرا کرتا ہون گرد اوسکے نہین تاب ہم آغوشی | مین ہون تصویر اور وہ شمع فانوس خیالی ہے

ہوئے صاف ور تیری ثنا خوان ہیں کیا کریں ۔ قاتل وہان زخم کی گویا زبان نہ تھی
پڑ گیا ہے اوسکو چسکا چاٹ کر کسکا لہو ۔ اوگلی ہی پڑتی ہے جو تلوار اوس خونخوار کی
آتش قدم ایسا ہون جو بیٹھون تو زیادہ ۔ ہو دھوپ سے بھی سایۂ دیوار مین گرمی
مشتعل ہے بزم مین شعلہ جو اوسکے حسن کا ۔ شمع پروانون سی جو پائی پر پرواز ہے
بارے اتنا تو اثر نالۂ بلبل نے کیا ۔ نظر آتا ہے ہر اک گل ہمہ تن گوش مجھے
بچھاتا خار غم ہے وہان جہان بستر لگاتا ہون ۔ کھٹکتے میرے دو دن کی فلک کے زندگانی ہے
عدم کا کیون کیا ثابت وجود اہل سخن بھولے ۔ نہیں تھی عدم کے ساتھ تشبیہ دہن بھولے

**سیادت** تخلص میر مجاہد الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون

مثل نسیم صبح پھرا مین تو ہر کہین ۔ پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین

**سیارہ** تخلص مرزا فخر الدین بن مرزا اسغر الدین ثابت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان ستار اچھا بجاتے تھے

خدا کے واسطے جا کر کہو اوس آفت جان سے ۔ کہ وقت نزع ہے رخصت ہو تو بیمار ہجران سے

**سید** تخلص سید غلام رسول ولد سید احمد رامپوری

مژگان پہ دم گریہ ہے لخت جگر آیا ۔ یا ہے شجر عشق صنم مین ثمر آیا

**سید** تخلص میر غلام رسول اکبر آبادی بعض صاحب تذکرہ نے انکو اکبر آبادی لکھا ہے

خوبرویون سے تو ملنے سے نہ باز آئینگے ۔ یہ تو بہ خو نہین جائیگی مگر جان کے ساتھ

**سید** تخلص میر علی نقی برادر خورد میر ابو القاسم محب دہلوی برادرزادہ میر نظام الدین ممنون

قربان سادگی کے لگا کہنے غیر سے ۔ کیا جانے آج کیا تھا کہ سید خفا گیا
کھلے بال شاید کوئی خوبرو ہے ۔ صبا کے لپٹ مین جو عنبر کی بو ہے

**سید** تخلص میر بہادر علی ولد سید مردان علی باشندۂ فرخ آباد

کرے کیا اثر خاک ہمکو دوا اچھا ۔ تری چشم فتان کے بیمار ہین ہم

**سید** تخلص حکیم میر قطب علی عرف قطب عالم باشندۂ سکندر آباد

جادو کرے ہے شہر مین سید کا ریختہ
دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہو گیا

**سید** تخلص میر غالب علی خان دہلوی مخاطب بہ سید الشعرا دفتر شاہی کی انشا پرداز تھے سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا پہلے غریب اور آشنا تخلص کرتے تھے

نہ غازہ نہ گلگونہ ہے نہ رنگ حنا تو
اسے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا

سید سے یہ عداوت اللہ رے کفر ای بت
پڑھنے جنازہ اوسکا سب آئے تو نہ آیا

سما دے گا پھولا قبا مین نہ سید
ہم آغوش جب وہ گل اندام ہو گا

نہ ہین گردون نہ شکل آسیا ہم
و لے گردش مین رہتے ہین سدا ہم

مین اور ترک عشق یہ امکان ہے نہین
ناصح کے پند سننے کو یہان کان ہی نہین

جو آنکھ ادھر سے وہ لڑا جانتے ہین
تو ہم بھی کہین دل لگا جانتے ہین

یارو مرے بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو
حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو

بناے کفر و دین اک تار سے ہے
کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

**سید** تخلص امام الدین

ہماری حسن کے کوچے مین بینوائی ہے
یہ آنکھین دیکھتے ہو کاسہ گدائی ہے

**سید** تخلص میر یادگار علی باشندۂ بارہ معاصر شاہ عالم بادشاہ

شورشین باقی ہین دل مین تس پہ آئی ہے بہار
دیکھیے کیا کیا شگوفے اب کی لاتی ہے بہار

**سید** تخلص سید حسین عظیم آبادی خلف شاہ فریدالدین احمد شاگرد میر محمد رضا جو پریشان تخلص انسے کلکتے مین ملاقات ہوئی تھی

گرچہ ظاہر مین نظر ہمکو نہ آئے گا ہے
پر تصور مین میان تیری کمر دیکھ چکے

**سید** تخلص میر امداد علی ولد سید حسین باشندۂ بارہہ مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر

حسن کی ہے اب سراپا مین سمائی پیٹ پر
خط نے رخ گھیرا نظر اپنی اب آئی پیٹ پر

**سید** تخلص نظام الدولہ سید علی خان بہادر خلف معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد رشک سنہ ۱۸۵۶ اٹھارہ سو چھپن عیسوی مین کلکتے مین آئے تھے

صاحب دیوان ہین

بازار کسقدر مرے یوسف کا گرم ہے
لاتے ہین نقد عمر خریدار ہاتھ مین
شانہ نہ کھینچ زلف مین مشاطہ بار بار
اک روز کاٹ کھائے گا یہ مار ہاتھ مین

**سدید** تخلص آغا سید مولوی میر محمد لکھنوی صاحب دیوان ہین

فرق ہے ظاہر و باطن مین حق و باطل کا
لب پہ ہے ذکر خدا عشق بتونکا دل مین
ہر گھڑی گرد کدورت سے تہ و بالا ہے
اے صنم شیشۂ ساعت کا ہی نقشا دل مین

**سپہر** تخلص مرزا عباس علی خلف مرزا بندہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی حسن خان
آباد - تجمل حسین خان کے عزیزون مین ہین

گجری نہ پہنو ہاتھون مین پھولون کی ای صنم
لچکین نہ بار گل سے تمہاری کلائیان

**سیف** تخلص مرزا محمد حسن مرحوم ولد مرزا علی خان اعظم فارسی گو بن مرزا احمد فاخر مکین
باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

وہ دن رہے نہ وہ سن اور نہ وہ شباب رہا
دل خراب یہ اب تک مگر خراب رہا
جدا جو شب کو تو اے رشک ماہ تاب رہا
ہر ایک داغ جگر مثل آفتاب رہا
مثل ہے جل گئی رسی مگر نہ نکلا بل
جو تجکو شیب مین شوق شراب ناب رہا
اسقدر سوزش ہوئی دلکو تپ فرقت مین آہ
اشک گرم اپنا زمین پر گر کے چھالا ہو گیا
خاک جل جل کے ہوا آہ تن زار اپنا
سیف ہے شعلہ فشان داغ دل زار کی آنچ
کافر عشق ہین اسلام سے کچھ کام نہین
ہے زیادہ ہمین تسبیح سے زنار پسند
پھول کانٹے مرے آنکھون مین نظر آتے ہین
دشت وحشت کے سوا خاک ہو گلزار پسند
خم کے خم صرف ہون تو بھی نہ چھلکون ای ساقی
مین وہ کمظرف نہین ابلون جو مملو ہو کر
قسم لون غیر کے اس سلسلے سے اوس بت سے
خدا کرے کہین لٹکائے آسمان نخچیر
عقدہ جب کیا ساقی نے مری جانب کو
بند شیشہ کا گلا ہو گیا اچھو ہو کر
کان تک اوسکی رسائی کی ہوئی ہے صورت
آہ پہونچی ہے مرے حلقۂ گیسو ہو کر
قہر تیر نگہ اوس قاتل سفاک کی ہے
رہگیا مرغ دل زار ترازو ہو کر

قتل کے ساتھہ ہے منظور ادب عاشق بہی
آج محفل مین وہ بیٹھا ہے دو زانو ہوکر

کہتا ہے شب کے پردے مین گھر جانیکو مہر
یارب نہ شام ہووے نہو یہ تمام روز

اب زندگی فراق مین مثل حباب ہے
رہتا ہے اپنی عمر کا لبریز جام روز

انکار بوسہ کرتے ہوا اقرار وصل مین
دکھیا نیا ہے ہمنے یہ اقرار کا طریق

جھڑکی ہے لاکھہ بار تو گالی ہزار بار
بدلا ہے صاف یار کے گفتار کا طریق

پہلے ہین لطف بعد بہت ہین خرابیان
یہ ابتداے عشق ہے وہ انتہاے عشق

اے پاؤن وقت طاقت فرار و ہی یہی
بھاگین ہم اسطرح کہ نہ پہر ہمکو پاے عشق

جنہین بہائی ہے بوے خاکساری گو وہ منعم ہین
کبھی دن عطر بھی ملتے ہین تو مٹی کا ملتے ہین

شاید کہ گنج حسن بتان ہاتھہ آئے گا
کھجلاتی ہین جو آج ہماری ہتھیلیان

مجھے ہے خوف تم رکھنا نگہبانی یہ اے مردم
ہے طفل اشک تنہا پلکون کا ٹوکنا جنگل ہے

یہ گل چھپلے کے کہاے ہین کسیکی یاد گیسو مین
کہ سر سے تا قدم اپنا تن لاغر مسلسل ہے

بری ہے صاف آرایش سے حسن اوس مہ انور کا
نہ مہندی ہے نہ افشان ہے نہ مسی ہے نہ کاجل ہے

**سیف** تخلص خواجہ سیف اللہ فرخ آبادی ولد خواجہ احمد اللہ شاگرد صفیر

ہوا در آپ کا کچھہ کم نہین باد بہاری سے
پری رو اوس پہ پہبتی کہتے ہین تخت سلیمان کی

**سیف** تخلص سیف اللہ مرحوم ولد حاجی لعل محمد باشندہ کلکتہ

مصحف رخسار بیضاوی پہ کشف خال سیخ
وقف ہے اک سورۂ و الشمس کی تفسیر کا

سیف کو دل مین کھپی ہے جب سے وہ ترچھی نگاہ
سانس ہر دم کام کرتی ہے دم شمشیر کا

**سیفی** تخلص میر وارث علی خوشنویس ولد میر بشارت علی باشندہ نواب گنج توابع فرخ آباد مقیم کانپور شاگرد ناسخ

دل جو روشن ہے اثر ہے چہرۂ پر نور کا
رات جو تاریک ہی ہوتی ہے یہ تاثیر زلف

**سیل** تخلص سید محمد ولد سید علی جان باشندہ فیض آباد مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کارگر کچھہ بھی نہ زنگار کا پھاہا ہو گا
زخم تیغ نگہ یار نہ اچھا ہو گا

درد فرقت سے سب در و زہین گریبان اپنے ٹکٹین … اِس سے بڑھکر غم و اندوہ بھلا کیا ہو گا
ابھی آئے ہو ابھی مجھسے ہے رخصت کا سوال … ہان یہ کہیے کہ کسی اور سے وعدہ ہو گا

## حرف شین معجمہ

**شاباش** تخلص کلب سجاد خان عرف مبارک میرزا وزیٹر ضلع اٹاوا ولد کلب حسینخان بہادر نادر تخلص

عاشق شہید خنجرِ ناز و ادا ہوا … سر دی سے آج حق محبت ادا ہوا

**شاد** تخلص منشی تفضل حسین خلف سید قمر الدین احمد باشندۂ میرٹھ مقیم فرخ آباد

یون خوشقدون مین قامتِ جانان بلند ہے … جیسے نشان قلب مین ہو وے سپاہ کی

**شاد** تخلص میر یار خان منشی ملٹن انگریزی باشندۂ میرٹھ

زلفِ صنم سے ہے مشکبو ساری جہان مین قاصدا … آہوئے چین جہان ملی جانیو یار کی گلی

**شاد** تخلص شیو پرشاد شاگرد میر حسین تسکین باشندۂ دہلی

جاکے قاصد بھی وہان غیرون مین شامل ہو گیا … اور اک کانٹا نکل آیا مری تقدیر کا

**شاد** تخلص رجب بیگ خان شاگرد جرأت

الفت نہین جانے کی صنم تیری قسم ہے … جب تک تن فرسودۂ عاشق مین یہ دم ہے
وحشت مین گریبان ہے اور بخیۂ غم ہے … ہو خار بیابان سے سو اب زیر قدم ہے

**شاد** تخلص محمد ایاز خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

اوسکو تو کہتے خلق نے میرا گلا سُنا … میرے بھی منہ سے گاہ برا یا بھلا سُنا

**شاد** تخلص الہ یار بیگ شاگرد مصحفی کیانی نسب تھی

اگر چاک سینے کا ہم وا کرین … تو ہنگامۂ حشر برپا کرین

**شاد** تخلص سکندر آباد کے ایک برہمن کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوس رنگ حنئی کا بڑا جہین زمین پہ عکس … ضیا سے پھول اوگتے ہین وان سی بہارین

**شاد** تخلص بڑھانہ کی ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

خون ٹپکے تھا آنکھون سے لگے جھڑنے شررہی
کامل ہوئے فن اپنے مین یہ دیدۂ تر بھی

**شاد** تخلص شیخ محمد جان خلف وارث علی لکھنوی فارسی مین شاگرد مرزا علی اکبر شیرازی کے اور اردو مین شاگرد میر کلو عرش کے

کہیں ہیچ دفن نکلتا ہے کوے جانان مین
زمین مین بھی نہین لیتا قرار دل میرا

جو روسکے کہتا ہون ملنے سے غیر کے حاصل
تو ہنس کے صاف یہ کہتا ہے یار دل میرا

بیٹھتے ہی جی نہ پوچھا یو چھینگے کیا مرہی پر
مردے کی روح کو بھی گھر سے نکالتے ہین

**شاد** تخلص فضل علی مرحوم شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نہین سنتا کبھی وہ درد دل کا
عجب بیدرد کے پالے پڑا دل

عجب کم بخت وہ ساعت تھی اے شاد
لگا تھا جس گھڑی اوس سے مرا دل

**شاداب** تخلص خوشوقت راے باشندۂ چاندپور شاگرد قایم و میان مصحفی

جب تلک ہو کام مژگان سے تو ابرو مت جھڑا
تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

**شادان** تخلص میر حبیب علی دہلوی شاگرد بھوری خان آشفتہ درویش تھے

دل نہ تبھیے آہ نادان طفل ابتر کو کبھی
یاد ہے نکتہ مجھے حضرت اوستاد سے

**شادان** تخلص لالہ لبا ڈلال کاتھہ

یون داغ دل ہین اس مری سینے کے آس پاس
چنے جڑے ہون جیسے نگینے کے آس پاس

**شادان** تخلص مرزا حسین علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب ان سے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

غیرون پہ ہین وہ لطف کہ بڑھتی ہین ہمیشہ
ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا

ذوق نظارہ سے نہین باقی ادب کا نام
سر مجھ سے زیر تیغ جھکایا نہ جائے گا

شادان نے دل لگا کے بتون سے برا کیا
اوس سے یہ راز عشق چھپایا نہ جائیگا

**شادان** تخلص میان رحمن بخش خلف منشی فیض بخش تاجر شاگرد راقم وطن انکا فریدپور مولد و منشا و مسکن کلکتہ بہت اچھی طبیعت پائی ہے

شاد کیسے ہوتے ہین ہنستے لوٹے جاتے ہین
دست طفلان ہین دل شادان کھلونا ہوگیا

کھاؤنگا تلوار کا پھل جب تمھارے ہاتھ سے
تب مرا نخل تمنا بار ور ہو جاوے گا

جو کہتا ہون نہ مل اغیار سے فرماتے ہین ہنسکر
بھلا کہیئے تو میرے آپ کیا مختار بیٹھے ہین

ذکر وفا یہ دیتے ہین کیون آپ گالیان
گرچہ نہ چاہے آپ کا اچھا نہ سب کیجیے

**شادان** تخلص راجہ چندو لال نائب والی حیدر آباد دکھن ولد نراین داس کھتری باشندۂ راے بریلی شاگرد شیخ حفیظ الدین و شاہ نصیر دہلوی حالات انکے نہایت مشہور ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے
اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے

**شاد** تخلص محمد عباس خلف مرزا غلام علی بیگ ولد مرزا عظیم بیگ صوبہ دار توپخانہ فرحت بخش باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق شہر کلکتہ شاگرد امداد علی بحر راقم نے انکو مٹیا برج کے مشاعرے مین دیکھا ہے یہ شعر اس تذکرے لیے بھیجے تھے

روشن ہوا یہ تار شعاعی سے سر بسر
بکھری ہوئی ہے زلف پریشان آفتاب

سچ ہے کہ آگ ہوتا ہے غصہ شباب کا
مشہور ہے جہان مین گرمی دوپہر کی دھوپ

فریاد کہ اوس زلف سیہ فام نے مارا
کی مشک نے تاثیر مرے زخم جگر پر

پایا نہ کبھی آگ پہ سیماب کو قایم
ٹھہرا نہ کبھی پھاہا مرے زخم جگر پر

تیر نگہ یار کسی سے نہین رکتا
آئینۂ فولاد ہو یا ہو سپر سنگ

ہوائے تند کے جھونکے نہ دو برق آہ
بھڑک اوٹھین نہ مرے شعلۂ داغ جگر

**شاد** تخلص میر احمد حسین مقیم شکوہ آباد بزرگ انکے سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین حجاز سے ہند مین آئے تھے

لب ہلاؤ کبھی بس ایسی ہے رعنائی کیا
کام آئے گی قیامت مین مسیحائی کیا

**شاعر** تخلص میر بسم اللہ لکھنوی خلف میر نور روز علی ملازم راجہ نواب علی خان شاگرد کرامت علیخان فرخ صاحب دیوان ہین

نہین سوگا لیان اک بوسہ لیکر اے پری پیکر
پھر اب آزردہ کیون ہے تو حساب دوستان در دل

جسے نہین ہے مروت وہ آدمی ہی نہین
بشر کو چاہیے شاعر حجاب آنکھون مین

ہاتھ خالی آئے تھے سب ہاتھ خالی جائینگے ۔ لائے تھے کیا ہاتھ مین لیجائینگے کیا ہاتھ مین

**شاعر** تخلص میر ناصر پرست عرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ وقرابت رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا تخلص کلو لکھا ہے

اپنے مطلب کی کہے جائینگے ہم ۔ گرچہ سو بار نہین سنتیے گا

**قطعہ**

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہین ۔ حال شاعر ہجر مین کیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی ۔ غم الم وحشت جنون سودا رہا

**شاعر** تخلص شیخ خدا بخش باشندہ سہارن پور

یہ کیا انصاف ہے اے چرخ نا انصاف بتلا ۔ زلیخا خوش ہو عشرت گہ مین اور یوسف ہو زندان مین
اوٹھایا لطف دنیا مین سبھون نے عشق خوبان سے ۔ رہا شاعر ہے لیکن حسرت و افسوس حرمان مین

**شاغل** تخلص اشرف حسین لکھنوی خلف و شاگرد کاشف علی کاشف مقیم کانپور

محرم گلابی ساقی میکش کی دیکھ کر ۔ کیا دوڑنے لگا مرا وقت خمار ہاتھ

**شاغل** تخلص شیخ امیر الدین معروف بمولوی امیر اللہ باشندہ کڑا شاگرد مصحفی الہ آباد مین وکالت کرتے تھے

بیقراری سے مری آہ وہ آگاہ نہین ۔ جسکا مین چاہنے والا ہون وہی چاہ نہین

**شافی** تخلص امین الدین دہلوی معاصر سودا مقیم عظیم آباد

بہت زخم دل مرے کو کوئی التیام دو ۔ ظالم کو بلکہ زخم دگر کا پیام دو

**شاکر** تخلص شاہ شاکر علی دہلوی درویش صاحب دل تھے

اوسکی آنکھون نے نہ اک خلق کو بیمار کیا ۔ زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمھارے ہین تمھین ہمسے سبب شرمانا کیا ۔ دور سے شکل دکھا کر ہمین ترسانا کیا

**شاکر** تخلص محمد شاکر شاگرد محمد علی حشمت

**قطعہ**

گلچین تجھے کیا تری بلا سے ۔ گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا … جو اون پہ گزرتی ہے گزرے ہے

**شاکر** تخلص منشی عبد السبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ

تڑپتے ہین ترے کوچے مین قاتل نیم جان کیا کیا … تماشے مرغ بسمل کے دکھاتے ہین جوان کیا کیا
وابستہ ہوگیا تری زلف دوتا کے ساتھ … دل لے ملایا لاکے مجھے کس بلا کے ساتھ
کاہیدگی جسم کا ممنون کیون نہ ہون … پہونچا مین کوے یار مین باد صبا کے ساتھ
جو تیرے حسن کا مشہور عالم مین فسانا ہے … مرے بھی عشق سے آگاہ ایجان اک زمانا ہے
نہین معلوم کس منزل پہ یہ جا کر اوترتے ہین … یہان سے قافلہ ہر روز یارون کا روانا ہے
سوے کاکل لگی رہتی ہے اپنی آنکھ کیون شاکر … خم گیسو مین کیا مرغ نظر کا آشیانا ہے
ڈر موت کا جینے کی تمنا نہین رکھتے … ہم دل مین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکھتے

**شاکی** تخلص مرزا انجتا ور شاہ بہادر خلف ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی
شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

لائے اسے آہ جگر تو اوسے پانا لہ دل … کون دونون مین کرے جلد اثر دیکھین تو
ایک پہ زخم ایک پر ہے داغ … دل تو وہ کچھ ہے اور جگر یہ کچھ

**شان** تخلص اکبر حسین خان بن حسن علیخان بن تجمل حسین خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

دل مین کبھی ہے ذکر خدا گاہ یاد بت … خالی رہا مکان یہ اک دم مکین سے کب
نالا کیے دیا کیے وہ دم تمام شب … امیدوار وصل رہے ہم تمام شب

**شاہ** تخلص شاہ سعد اللہ دہلوی درویش صاحب کمال تھے

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہان زیست … جب تو ہی نہین تو پھر کہان زیست

**شاہ** تخلص درویش خدا آگاہ محمد شاہ مقیم دہلی

کیا بھروسا خوبرویان سمن اندام کا … ان پہ مرنا ہاتھ سے کھونا ہے ننگ و نام کا

**شاہ علیخان** دہلوی معاصر سودا ملازم نواب سراج الدولہ و نواب عالیجاہ
محمد قاسم خان لکھنؤ مین انتقال کیا

کیا مری آہ کیا صنم کی نگاہ … ایک ترکش کے تیر ہین باللہ

**شاہی** تخلص شاہ قلی خان باشندۂ حیدرآباد دکھن ملازم تاناشاہ

| | |
|---|---|
| ملنا تمہارا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچ کہے | کس کس کا منہ موندون صنم کوئی کچھ کہے کوئی کچھ کہے |

**شاہی** تخلص مرزا انور الدین کہ مین برادر مرزا حیدر شکوہ حیدر تخلص مقیم لکھنؤ شاگرد آتش ونواب عاشور علیخان صاحب دیوان گزرے

| | |
|---|---|
| ملو گلے سے تو جاتا رہے گلہ دل کا | تمہارے وصل پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا |
| مژدہ باد اے مے پرستو میکدہ کا در کھلا | خم سے شیشہ کھلا شیشہ سے ساغر کھلا |

**شاہی** تخلص مرزا امجاد الدین دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

| | |
|---|---|
| مین اور کس سے راز نہان آپ کا کہون | کیا مین بھی غیر ہون کہ چھپایا نہ جائے گا |
| شب کو گیا وہ ماہ لقا بزم غیر مین | یہ داغ دل سے اپنے مٹایا نہ جائیگا |

**شایان** تخلص پنڈت ہیم نراین خلف پنڈت رام نراین مصنف مہو باشندۂ بریلی

| | |
|---|---|
| قائل نہین مین دیدۂ پرنم کے سامنے | طوفان نوح اگلے زمانے کی بات ہے |

**شائق** محمد ہاشم خیاط دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

| | |
|---|---|
| دل مرا تم نے چرایا نہین سچ کہتے ہو | اک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو |
| سراپا اوس پریرو مین لطافت ہی صفائی ہے | تصدق ہم ہین اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے |

**شائق** تخلص میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی مہوسی مین کامل عیار تھے بیشتر فارسی کہتے

| | |
|---|---|
| اوس سنگدل کے دل مین ذرا بھی نہ راہ کی | تاثیر ہم نے دیکھ لی بس اپنے آہ کی |

**شائق** تخلص منشی محمد بخش ساکن حال عظیم آباد

میرا جور فلک سے یہ حال ہوا میرا جینا بھی مجھ پہ وبال ہوا
نہ تو ہوش و حواس بجا ہی رہا نہ تو وا یا شفیق و یگانہ رہا

| | |
|---|---|
| اب اونکا کاسۂ سر پائمال عالم ہے | کہ جنکا تھا نہ کوئی ہمسر آسمان کے تلے |

**شائق** تخلص سید محمد حسین عرف میان جان بن سید سرفراز علی باشندۂ بریلی مقیم فرخ آباد

| | |
|---|---|
| ترک الفت اغیار بدل تم سے ہو ایکبار | باور نہین آتا مجھے باور نہین آتا |

شائق تخلص عبد اللہ باشندہ سہارن پور

لگانے اور سے پروانہ لو پروا نہیں اسکو
جلادے گی محبت جو کہ ہے شمع شبستان میں

شائق تخلص شیخ محمد پیر بخش اکبرآبادی شاگرد ہاشمی و جرأت

تماشا دیکھکر جراح کے مرہم لگانے کا
ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہیں

بزیر دور فلک جب تلک زمانہ رہے
ہمارے سجدے کو یارب وہ آستانہ رہے

شائق تخلص شیخ محمد نذیر الدین حسن فرزند شاہ غلام محی الدین رودی سرہندی باشندہ [illegible]

چین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا
دن گیا رات گئی رات گئی دن آیا

شائق تخلص خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر جان باشندہ ڈھاکہ ولد خواجہ جلیل اللہ مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب شعر فارسی و اردو اونکے پر درد ہوتے ہیں ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا بارہ تیرہ برس ہوئے کہ فوت کلکتہ میں ہوئے تھے

اوسی نے کیا مجھکو رسوائے عالم
کہ جس نے تجھے عالم آرا بنایا

گئے کل سوئے مرقد ہمنفسان کہ وہ سوتے تھے راحت و چین سے وہان
غم دل سے پکارا یہ آہ و فغان و لے آئی وہان سے صدا ہی نہین
کوئی رفتۂ ملک عدم نہ پھرا کہ جو پوچھون وہان کا مین حال ذرا
ہے مقام عجب کہ وہ کیسی ہے جا جو گیا سو وہان سے پھرا ہی نہین

شیشہ گر کیا ہے بنا تجھ سے جو پھر شیشہ
اشک کا اس سے بہانا ہو دل پر شیشہ

شائق تخلص منشی سرفراز علیخان ناظر محکمۂ ڈپوٹی کلکٹری و ڈپٹی [illegible] صاحب ضلع بھاگلپور بھاگلپور مین رہنے کے ہنگام مین قمر سے اصلاح لیتے تھے

موت بھی سر پٹکتی ہے اوسکے بالین پر کھڑی
حال ابتر ہے تمہارے یہ عاشق بیمار کا

شائق تخلص لالہ فتح چند ولد لالہ بسنتی رام لکھنوی شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

دل اپنے قبضے سے باہر ہے اور یار نہین
نہ زور دل پہ ہمارا نہ اختیار کسی طرح

شباب تخلص سید ولد امداد حیدر خلف سید ولی حیدر شاگرد [illegible] باشندہ سانڈی مقیم فرخ آباد

چاہت وہ روگ ہے کسی بت پر جو آئے دل ... تم بھی کسو پہ مر کے کلیجہ کہ ہاے دل

**شتاب** تخلص مرزا غلام عباس خلف مرزا آغا جان سفلط نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

دست بردار ہوئے تم کیسے لکھوں کاغذ ... آرزو کسکی کرون اور کسے بھیجون کاغذ

**شجاع** تخلص مرزا کریم الشجاع بن مرزا دارا بخت بن ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

کب سے شجاع سفلط نالے بھرے ہی اگر ... کوچے میں اوسکے گھر گھر مذکور ہے تو یہ ہے

**شجاعت** تخلص شیخ بہادر علی ولد شیخ فتح علی عرف شیخ مداری باشندہ لکھنو شاگرد امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

بام پر بیٹھ کے آنکھیں جو دکھاتے ہو تم ... پتلیوں کا سر بازار تماشا ٹھہرا

ہرن کی آنکھ نہ ایسی نہ ایسی حور کی آنکھ ... ہر ایک آنکھ تمھاری ہزار آنکھوں میں

**شرافت** تخلص مرزا اشرف علی لکھنوی نبیرہ میر شرف شاگرد میر نظام الدین ممنون

چمک کے برق سے کی دل پہ شعلہ باری رات ... نظر میں پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

**شرر** تخلص سید علی حسن دہلوی ولد سید قدرت علی طپان نبیرہ میر سوز سنہ بارہ سو اسی ہجری میں کلکتہ میں آئے تھے راقم کے ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لئے دیے تھے

نکل ہر گز نہ چشم تر سے لخت دل نہ رین اڑکا ... ادھر شدت سے ہے بینہ کی خوف ہی ستی مین کیچڑ کا

جدا اہل سوز مین نیرنگی عالم سے کیا اونکو ... بہار نخل شمع بزم کو کرا ڈر ہے تیجھڑ کا

**شرر** تخلص مرزا جعفر دہلوی برادر خورد حکیم مرزا محمد عشق تخلص حیدر آباد مین جا کر انتقال کیا

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند ... اک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہون

**شرر** تخلص حافظ میر حافظ نواسہ حافظ اشرف مرحوم حافظ تخلص باشندہ دہلی

یہ بیخودی ہے شرر کو نہ جانتا ہی نہین ... زمین ہلتی ہے کیسی اور آسمان کیسا

تم جانتے تو تھے کہ مروت نہین ذرا | مرنا تھین بتون پہ شرر کیا ضرور تھا
اللہ اللہ رہی سجدے کی تمنا مجھکو | اوسکے ہر نقش کف پا پہ جھکا جاتا ہون
تری تقدیر مین ہونی تھی اسیری ورنہ | ساتھ لیکر تجھے ہم اے دل مضطر آتے

**شرر تخلص مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شید تخلص نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق**

شرر خدا سے ڈر وکل تھے سجدۂ بت مین | اور آج تم کو یہ دعوے ہے پارسائی کا
روز کے ظلم وستم اوٹھ نہ سکے اے ظالم | تنگ آخر ترے ہاتھون سے شرر آہی گیا
ہر جفا کو ترے وفا کہئے | یہ نہ کہئے تو اور کیا کہئے

**شرر تخلص مولوی علی بخش خان بہادر صدر الصدور بن مولوی خدا بخش باشندۂ بدایون**

برائے نام ہی سہی اونکو وصل سے نفرت | وصال کا بھی مرے وہ ملال کرتے ہین
ہون یہ جان بلب آنکھون مین دم رکا ہے شرر | یہ کسکے آنے کا ہم احتمال کرتے ہین

**شرر تخلص سید فضل حق ولد سید عظیم الدین باشندۂ میرٹھ شاگرد عبد الصمد فوق**

مانا کہ حال غیر پہ تو مہربان سہی | پر مجھسے بھی تو پہلی سی وہ گرمیان نہین

**شرر تخلص مرزا صادق علی مرحوم برادر مرزا جعفر علی فصیح ترک دنیا کیا تھا**

گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے | نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے

**شرر تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نوازش حسین خان نوازش بیشتر فارسی کہتے تھے**

جھوٹی ہے محبت یہان تم کسکو جتاتے ہو | تقریر مین لکنت ہے کیون باتین بناتے ہو
سامعین کا نہ فقط سننے سے دم رکتا ہے | سرگذشت اپنی جو لکھین تو قلم رکتا ہے

**شرر تخلص عبد الغفور خان تھانہ دار ضلع بلندشہر خلف نور محمد خان ابن شاہ محمد خان کابلی باشندۂ رامپور بریلی**

ہاتھا پائی جب سے کرتا ہے وہ کافر مجھسے | ٹوٹتے ہین رشک کی مارے ہماری ہاتھ پاون
کسی سیم بدن پر مری ان روزون لگی آنکھ | سونے نہین دیتی ہے مجھے ایک گھڑی آنکھ

**شرر تخلص مرزا آغا حسن ولد آغا محمد فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد آتش صاحب کے ہین**

پاپوش اوسکی مہندی لگائی ہے اے شرف
ہین تم کو دیکھتا ہون محبت کی آنکھ سے

یون ہی ہین سرخ اوس گل نازکبدن کی پائون
تم مجھکو گھورتے ہو عداوت کی آنکھ سے

**شرف** تخلص سرفراز الدولہ مرزا ابوطالب خان خلف نواب منیر الدولہ ولد میرزا ابوالحسن خان نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

جب نبض غم کا نہ اسے خورشید رو چارہ ہوا
یار مغرور نگین ادائی سے ہوا بیہوش رت

نبض میری چھوڑکر بھاگا مسیحا ہاتھ سے
لے لیا درد حنانے صاف چھلا ہاتھ سے

**شرف** تخلص میر امام علی خلف میر قادر علی باشندۂ فرخ آباد

منہ سے بوسہ تو نہ انکے جبین یا مر جائین
وصل مین ہوکے ہم آغوش وہ بولے شرف

جان جائے تو نہین غم ہے نگران رہے
ابتو فرمائیے کچھ اور بھی ارمان رہے

**شرف** تخلص شرف الدین حسین تھانہ دار ضلع کانپور ولد شہاب الدین باشندۂ علیگڈھ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

ایسی کسی حسین نے بھی پائی نہین جبین
گیسو ہی رات تارے ہین تل مانگ کہکشان
دعوے کوئی شاید کرے خون کا اپنے

دن کو ہے مہر رات کو ماہ مبین جبین
ابرو اگر ہلال ہین ماہ مبین جبین
اسواسطے ابرو کی طرف دا رہین پلکین

**شرف** تخلص مرزا اشرف الدین بیگ لکھنوی

مژگان اوسکی برچھی ہین یا خنجر ہین یا بھالے ہین

سینہ سپر یہان ہم بھی ہین سب آئے دیکھے بھالے ہین

**شرف** تخلص سید سادات حسین خان عرف آغا مجو خلف سید محمد میر عرف میر نواب باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم سے اونسے بزم مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہوا نہ ضبط تو بیتاب ہوکے کہہ بیٹھا
شب فراق مین تڑپا کے مار ڈالیگا
داغ دل بہت مجنون سے چڑھا آؤن گا
یار کرتا ہے مرے سوز تنفس کا علاج

خبر بھی ہے تمھین کرتا ہے پیار دل میرا
قرار واقعی ہے بیقرار دل میرا
فصل گل مین جو ذرا ابھی میرا سودا اٹھا
ہون وہ بیمار کہ دمساز مسیحا ٹھہرا

بیتاب ہون سنو نگا نہ مین لن ترانیان
گستاخ ہون ڈرونگا تری اس نہین سے کب

گھستے گھستے پاؤن کی زنجیر آدھی رہ گئی
آدھی چھٹنے کی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی

آدھے دھڑ کا دم نکلتا تھا کہ آیا خط یار
پڑھتے پڑھتے مر گئے تحریر آدھی رہ گئی

**شرف** تخلص شیخ شرف الدین حسین دہلوی شاگرد سودا بیشتر مرثیہ اور منقبت کہیے

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیان ہوا
وہ مہ جبین جو رات کو پھر میہمان ہوا

لوٹے چمن مین گل کے خزان یون بہار حیف
اور عندلیب جیتی رہے تو ہزار حیف

مانند مرغ قبلہ نما گرچہ مضطرب
پھرتا ہون اپنے گھر مین پہ غربت گزیدہ ہون

**شرف** تخلص میر محمدی خلف سید جعفر خان صوبہ دار مرشدآباد برادرزادہ نواب خان دوران خان

رباعی

قزاق نہین کہ لوٹ لاتے ہین ہم
نوکر بھی نہین کہ روز پاتے ہین ہم
کیا پوچھتے ہو یارو حقیقت اپنی
اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہین ہم

اک صفائے قلب بس ہے بہر تسخیر جہان
خاتم دست سلیمان ہے نگین آینہ

خاکساری مین تردد سخت بے تاثیر ہے
پاؤن مین رنگ رواں کے موج کی زنجیر ہے

توتیائے چشم مردم خاکساری کیون نہ ہو
فی الحقیقت خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

**شرق** تخلص میر غلام عباس خلف سید غلام رضا لکھنوی شاگرد میر وزیر علی صبا صاحب دیوان ہین

فکر عقبیٰ کی نہ کچھ خواہش دنیا دل مین
ہے فقط یار کے ملنے کی تمنا دل مین

مین وہ بیمار ہون احسان نہ لون مرتے دم
خوب سمجھے ہوئے ہین مجھکو مسیحا دل مین

یاس و حرمان و غم و رنج فراق جانان
آیا پیغام اجل کا انھین دو چار کے ہاتھ

ذبح کر ڈال تو چھوٹون مین غم فرقت سے
فیصلہ ہے مرا قاتل تری تلوار کے ہاتھ

کیون لوٹ پڑا گیسو سے شبگون پہ تمھاری
لو اور سنو آئی ہے شامت مرے دل کی

**شرم** تخلص نور بیگ باشندہ دہلی شاگرد حافظ اشرف حافظ و شاہ نصیر دہلوی

ظاہرا انکے شرم تخلص کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی

| | |
|---|---|
| تری محفل مین جانے کی مجھے رخصت اگر ہوتی | برنگ شمع قوت پاؤن کی بھی صرف سر ہوتی |

**شرر** تخلص احمد خان دہلوی فیروز پور مین رہتے ہین

| | |
|---|---|
| خاک اپنی زندگی ہواے عزیز و جب کہ وہان | صورت امید مر مر کر بنے اور رلوٹ جائے |

**شرر** تخلص منشی کریم الدین سوداگر پنجابی کٹرہ دہلی

| | |
|---|---|
| ہم کو خالق نے کیا ہے سر و سامان پیدا | نہ تو دامن ہے میسر نہ گریبان پیدا |

**شریف** تخلص مولوی شریف الحسن بن مولوی نظام الدین باشندہ فرخ آباد

| | |
|---|---|
| مرے سواد مین پنہان ہین معنی روشن | نگاہ غور طلب ہون خط غبار ہون مین |

**شریف** تخلص مرزا شریف بیگ مرثیہ خوان دہلوی

| | |
|---|---|
| شریف رونے پہ آجائین گر یہ دیدۂ تر | تو آبرو نہ رہے کچھ گھٹا برسنے کی |

**شریف** تخلص مرزا محمد شریف خلف مرزا افضل شاگرد ولی اللہ محب

| | |
|---|---|
| ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے | تو نے سو طرح سے ٹالا نہ ٹلے بیٹھ گئے |

**شمشاد** تخلص مرزا حاجی قادر بخش بن مرزا بلند بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد و مرید عبیدہ شاہ

| | |
|---|---|
| پھر فصل بہار آئی شاید کہ گلستان مین | آباد جو دو دن سے زندان نظر آتے ہین |

**شمشاد** تخلص مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان مضطر بن مرزا سلیمان شکوہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا داستان طرازی و افسانہ گوئی مین کمال رکھتے تھے

| | |
|---|---|
| کام تو کچھ بھی نہین ہے حشر مین اپنا مگر | آن نکلینگے ترے خاطر اگر آنا ہوا |
| ناتوانی کا برا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا | ایسا کیا بوجھ بہت طوق گلوگیر مین تھا |
| ستم کا یہ مزہ ہے دل کو الفت مین کہ اے ظالم | لیے پھرتے ہین ہم سر پر سدا گردون سے دشمن کو |

**شعاع** تخلص محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف الصدق جنت آرامگاہ حضرت شاہ عالم بادشاہ آفتاب تخلص ۱۲۵۳ بارہ سو تریپن ہجری مین ۸۰ برس کی عمر مین انتقال فرمایا راقم نے دہلی مین انکے مزار کی زیارت کی ہے

| | |
|---|---|
| تجھ زلف کے سودے سے یہ دل کیونکہ برآوے | تا حشر نہ چھوٹے یہ بلا جسکے سر آوے |

شعلہ تخلص امرناتھ وطن انکا کشمیر مولد لکھنو

| | |
|---|---|
| جان دی شعلہ نے حسن سبز سے پرہیز کر | حق مین اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا |
| غبار راہ ہین پر اسے ہوا سے عالم بالا | فلک پر ایک دن پہونچینگے ہم اس خاکساری سے |

شعور تخلص میان شعور احمد سرہندی پیرزادے تھے

| | |
|---|---|
| عشق نے کیا کیا دیے آزار اوٹھتے بیٹھتے | دم ہوا لینا ہمین دشوار اوٹھتے بیٹھتے |

شعور تخلص شیخ عبد الرؤف ولد شیخ حسن رضا باشندہ بلگرام مقیم لکھنو شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

| | |
|---|---|
| گلے سے اپنے لگائے وہ جان جان جو تجھ | بدن سے رشک کرے کیون نہ وصل یار مین روح |
| آسمان سے کون لے احسان تاج خسروی کا | اوٹھ سکیگا کس سے یہ بار گران بالای سر |

شوری تخلص ایک شخص باشندہ جوالاپور کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

| | |
|---|---|
| پھرتا رہے ہے چار پہر مضطر آفتاب | روشن ہے یہ کہ محو ہوا تجھ پر آفتاب |

شفا تخلص حکیم یار علی دہلوی قوم بنی اسرائیل معاصر محمد علی حشمت یا ولی دکھنی

| | |
|---|---|
| جون ڈانک دیتے ہیں دونا کھلے ہے جوہر | چمکا ہے رنگ پان سے شہرہ ترے لبان کا |

شفا تخلص مرزا کریم بیگ خلف مرزا انور علی بیگ لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

| | |
|---|---|
| خیال حور کیا دھیان اوس پری کا ہے | نکل کے نور سے رہنے لگی ہے نار مین روح |
| وہان پھپھولا آگ کا تھا خال یہان اختر ہوا | وہان یہ بیٹھا تھا یہان نکلا ہے تارا ہاتھ پر |

شفا تخلص خواجہ محمد کاظم کشمیری

| | |
|---|---|
| تیرے خنجر کے وہ احسان ہین کہ ہر زخم جگر | خود ادا سے شکر کو قاتل دہن ہو جائیگا |

شفق تخلص مرزا علی جان خلف مرزا جان لکھنوی شاگرد ہجر + غلام نے انکا دیوان پنساری کے نذر کیا کہ پڑیون مین صرف ہوا + راقم کے دوستون مین ہین + اندنون موچی کھوے مین رہتے ہین شعر اچھا کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے دیے تھے

| | |
|---|---|
| سوا تیرے نہین پایے کسی کو دوست ہم اپنا | نظر آتا نہین کوئی یہان سے تا عدم اپنا |

جو قصد قصد ہے تو خون کریں پہلے ہم اپنا | اگر تیرا لہو دیکھا نکل جائے گا دم اپنا
سر شوریدہ اپنا وقف تیغ جور خوبان ہے | نکالیں حوصلہ جی بھر کے اب اہل ستم اپنا
طمع دو آنسوؤں کی بھی نہ رکھو اہل دنیا سے | شفق جی بھر کے رو لو جیتے جی کر جاؤ غم اپنا
چھڑایا اسنے مجھکو کیسے نوجوانوں سے | مرے ہاتھوں سے اک دن خون ہوگا پیر گردوں کا
وہ دوست مل گئے غیر سے جن پہ دعوی اتحاد | کسی کا اب زمانے میں اعتبار رہا
ملو تو صورت آئینہ صاف ہو کے ملو | مزا نہیں ہے دلوں میں اگر غبار رہا
کرے میں کوئی کسی کا شریک حال نہیں | چلے ہے چھوڑ کے تنہا مجھے مزار میں روح
جو بات کی اونھوں نے غیر ہو گئی ہیں | حاصل ہوئی ہے عشق سے ہمکو صفائے دل
کیوں ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہو غیرونکو دیکھکے | محفل میں شمع سان نہ جلاؤ ہمارے دل
رخ کا یہ قول ہے رشک کرہ نار ہوں میں | زلف بڑھ بڑھ کے کہتی ہے دھواں دھار ہوں میں
ادھر خدا بندگی کا طالب ادھر ہے نفس حرص اپنا لیا | یہ روح اگر میان غالب عجب مصیبت کی درمیان ہے

شفق تخلص دولت رام کلفو وشتر باشندہ دہلی

پس از مردن بھی گردش ہے نصیب اپنے مقدر میں | بگولے کی طرح پھرتی ہے میری خاک چکر میں

شفق تخلص محمد علی خان بن مولوی احمد علی خان باشندہ فرخ آباد

بوسہ جو ملا نصیب جو خال حبیب کا | چمکا ہے ماتھوں میں ستارا نصیب کا
ناچار گذر رہا ہوں ترے آستان سے | لکھا مٹا رہا ہوں میں اپنے نصیب کا

شفق تخلص انور الدولہ محمد سعید الدین خان بہادر عرف منجھلا صاحب خلف نواب احمد بخش خان بیتاب + شاگرد امجد علی تائق + باشندہ موضع ... ضلع کالپی + صاحب دیوان ہیں + انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

ہوا ہے کس سے الٰہی مقابلہ دل کا | کہ رشک ساغر جم ہے ہر آبلہ دل کا
ٹھوکریں کھاتا ہے میرا کاسۂ سر خاک میں | بعد مرنے کے بھی اک درد سر پیدا ہوا
دہن سے اوس گل تر کے جو آب آب ہوا | ہر ایک غنچۂ گل شیشۂ گلاب ہوا
مقام عشق میں غفلت سے میں ہشیار رہا | کہ رہنما نے زلیخا کے زار خواب ہوا

ہاتھ دکھلا کر مجھے دیوانہ و مفتون کیا / ہیں لکیریں یا کہ ہیں نقش محبت ہاتھ میں
بگولے پیتے ہیں تعلیم مجھ سے ہرزہ گردی کی / کہ آندھی ہوں میں صحرا سے جنوں کے خاک اُڑاتے ہیں
سرنگیں مژگاں کی یہ فوج صف آرا دیکھیے / اس سیہ کرتی کی پلٹن کا تماشا دیکھیے
حوصلے دل میں تڑپنے کے ہیں کیا کیا دیکھیے / ذبح کر کے رقص بسمل کا تماشا دیکھیے
چتوں سے سحر اوس پری کی / آنکھیں استاد سامری کی
ایسا تھا شوق وادی وحشت کہ دوڑ کر / بوسے ہمارے آبلوں نے خار کے لیے
یہ ضعف ہے کہ سانس کا لینا محال ہے / بار گراں ہے روح تن زار کے لیے
گھر سے وحشت میں نکلتے ہی وطن بھول گئے / یہ فضا دشت کی دیکھی کہ چمن بھول گئے

**شفقت تخلص میر بشارت علی باشندۂ دہلی مقیم حیدرآباد دکن**

دل میں لیتا ہے حسینان پری رو کا خیال / بند کی ہم نے ہے افسوس پری شیشے میں

**شفقت تخلص شکر اللہ بنارسی شاگرد مرزا طپاں**

اوس گل نو سے سوم میں مدسے آیا نہ گیا / پھول بھی مارے نزاکت کے اوٹھایا نہ گیا
شب جو تھی بے نور بے روے دلبر چاندنی / لوٹتی تھی خاک پر حسرت سے شب بھر چاندنی
شب کو بیٹھے تھے بچھا کر تم جو اپنے بام پر / رشک کرتی تھی تمہاری چاندنی پر چاندنی

**شفقت تخلص عبد الرحیم ۱۸۱۰ء اٹھارہ سو دس عیسوی میں کلکتہ کے میڈیکل کالج میں ڈاکٹری سیکھتے تھے**

رسم الفت دہر میں مطلق نہیں شفقت رہی / بیوفاؤں سے بس اب دل کا لگانا چھوڑ دیں

**شفقت تخلص سید محمد حسین باشندۂ موضع کلاوٹھی مقیم دہلی شاگرد مولوی صہبائی فارسی گو تھے**

وہ چشم مست ہے ساقی کہ جھکی گردن پر / بغیر جرم ہے خون ناحق شیشۂ مل کا
جاتی ہے اپنی جان سحر کی امید میں / آفت ہے کوئی طول شب انتظار سا
چلتی ہے جب تو میرے ہی جانب ہی التفات / کیا دشمنی صبا کو ہے میرے غبار سے
کس کس سے میں بچاؤں دل ناتواں کو آہ / اوس فتنہ گر سے یا فلک بے شمار سے

**شفقت تخلص محمد شفیع مقیم لکھنؤ معاصر سودا و میر**

شام کو جب یاد تیری بات آتی ہے ہمین — نیند کافر ہون جو ساری رات آتی ہے ہمین

**شفیق** تخلص مظہر علیخان شاگرد شاہ امام اللہ خان فراق

آتا نہین چمن مین مزا اگلا سا حیف — جاتی چلی بہار ہے یونہین ہزار حیف

**شفیق** تخلص خواجہ نور الدین خان عرف سانولے صاحب برادر سعید الدین خان

شفیق شاگرد امجد علی قلق

کندن سا دمکنے لگا وہ پھول سا چہرہ — کی مے نے او تڑتے ہی یہ تاثیر گلے مین
واہ کیا ہو نوسے اسے مہر طلعت ہاتھہ مین — سہے یہ بیضا نہین مہندی کی رنگت ہاتھہ مین

**شفیق** تخلص شیخ ناصر علی خلف شیخ مدد علی باشندۂ فتح آباد

انکار بات بات مین ہر دم شب وصال — اوٹھتے نہین شفیق سے نخرے جناب کے

**شفیق** تخلص تلسی رام شاگرد کیول رام ہوشیار

مرے سینے کی سوزش کا بیان کیا — فلک آہون کا میرے اک دہوان ہے

**شکر** تخلص رادھا کشن کایتھہ مراد آبادی

دیکھہ تو اے چشم سیل اشک طغیانی مین ہے — گھر سنبھال اپنا کہ دیوار قرہ پانی مین ہے

**شکوہ** تخلص مرزا محمد رضا لکھنوی شاگرد مرزا اسمٰعیل

تجھکو دلدار مین سمجھتا ہون — کیا غلط یار مین سمجھتا ہون
نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہی دل کو — عجب طرحکا الٰہی عذاب ہے دل کو
تھوڑے ہی نیک و بد کی گروہ تمیز رکھے — کافر ہو پھر جو اوس سے دل کو عزیز رکھے

**شکوہ** تخلص آغا محمد حسین خلف احمد حسین احمد بن مرزا امیر امیر فارسی گو + صاحب تذکرہ حدائق الشعرا + باشندۂ لکھنؤ + مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد اصغر علی خان نسیم

یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

ہان وہ بات اور ہے گر آپ بتا ہی نہ سکین — ناز قرآن تو نہین ہے کہ اوٹھا ہی نہ سکین
اسمین کچھ راز نہین ہے تو چھپاتے کیون ہین — رخ خط غیر نہین ہے کہ دکھا ہی نہ سکین
دیکھتا جب وہ عنایت کی نظر کرلین گے — ہم بھی سرمے کی طرح آنکھہ مین گھر کرلین گے

**شکوہ** تخلص میر شکوہ علی ساکن رادہ

نہ دم مین دم ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھون مین
کبھی جو روئے تھے خون جم رہا ہے آنکھون مین

**شکیبا** تخلص غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی شعراے پاے تخت معین الدین اکبر شاہ بادشاہ دہلی مین سے تھے

نیم بسمل اوس نے گر چھوڑا شکیبا غم نہین
پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا

نہین قتل تم نے کیا کیا نہین کہتے ہم کہ برا کیا
یہ بھلا کیا یہ کہو گے کیا جو کوئی کہے کہ یہ کیا کیا

تری چین جبین ہے موج طوفان
ابھی سے ہم کنارے ہو رہے ہین

چکا ہون مین طبیب یہ امکان ہی نہین
تو نبض دیکھتا ہے یہان جان ہی نہین

یاد اوس ساق بلورین کی دلائی مجھکو
شمع نے آگ نئے سر سے لگائی مجھکو

اوس چشم سرمہ سا کی نظر کیون نہ گرم ہو
او تری ابھی ہے سان پہ تلوار گرم ہے

نہ پوچھو ماجرا ہجران کی شب کا سخت آفت ہے
مہ تابان بھی میرے سر پہ خورشید قیامت ہے

**شگفتہ** تخلص مرزا شگفتہ بخت عرف مرزا حاجی خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم بنارس

ساقی ہے مے ہے باغ ہے ابر بہار ہے
تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے

مشکل ہے میرے اوسکے سو صحبت برآہ
مین جلد باز ہون وہ تغافل شعار ہے

**شگفتہ** تخلص بدھ سنگھ آہنگر دہلوی شاگرد کبیرے خان آشفتہ

پروانہ دار جلکر خاک ہو گئے ہم
پر شمع رو نہ چوکا اپنی شرارتون سے

**شگفتہ** تخلص سیف الدولہ سیف علی خان خلف نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد کاظم علی جوان صاحب دیوان گذرے

خرام ناز ترا بس کہ ہی نظر مین رہا
تمام عمر ہی بیٹھا مین رہگذر مین رہا

آنکھین چرا کے شب وہ بہانے سے اوٹھگیا
حرف مروت آہ زمانے سے اوٹھگیا

بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھ ادب کرتے ہین
گالیان دیتے ہین یہ آپ غضب کرتے ہین

غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی تاریک ہے
یاس ہے رخ اوسکا یعنی صبح بھی نزدیک ہے

**شمس** تخلص میر شمس الدین عرف مرزا جین

چشمکے رویکی مری آواز کہتا ہے وہ شوخ ۔ یہ وہی کم بخت شاید یہان ہین دیوار ہے

**شمس** تخلص شمس الدین منشی کتب خانہ مہاراجہ بردوان

گلستان مین گزر ہے آج کس ساقی گلرو کا ۔ کہ ہاتھون مین صراحی ہے لیے ہر نخل تنبو کا

**شمس** تخلص شریف احمد خان عظیم آبادی شاگرد مرزا غلام حسین ظفر

اگر نہائے وہ مہ بے حجاب دریا مین ۔ تو تھرتھرانے لگے آفتاب دریا مین

**شمس** تخلص شیخ علی محمد مرحوم باشندہ بریلی

اللہ رے صفائی بدن نازک جانان ۔ سینے کی نظر آتی ہے زنجیر پس پشت

**شمس** تخلص میر آغا علی لکھنوی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر کلکتہ مین کبھی آئے تھے راقم کے ملاقاتی ہین

یہ تو فرمایئے کب آیئے گا ۔ تو خوشی آپ کی رخصت ہی سہی
نہ کرو بات ادھر دیکھو تو لو ۔ نہین الفت تو مروت ہی سہی
کٹی شب یار کی آرایشون مین ۔ سحر تک زلف بگڑا کی بنا کی
بتاریخ حسن ہاتھون ہاتھ لوٹی ۔ بندھی مٹھی کھلی قسمت حنا کی

**شمس** تخلص مرزا اکبر علی شاگرد حیدر علی آتش

تیرہ بختی سے نہ دیکھی کبھی گھر کی صورت ۔ خانہ بردوش ہمیشہ ہون بھنور کی صورت

**شمس** تخلص میر آغا شاگرد ناقب باشندہ لکھنؤ

ہنس کے وہ بولے جو بکھری بیٹ پر چوٹی کبھی ۔ دیکھ گر دیکھی نہ ہو زنجیر پشت آینہ

**شمسی** تخلص لالہ سورج پرشاد ولد لالہ چنی لال باشندہ فرخ آباد شاگرد مجذوب

واللہ منکران قیامت کو اے صنم ۔ قائل اگر کیا تو تمھاری ہی چال نے

**شمشاد** تخلص میر احمد علی لکھنوی نواسہ اقبال الدولہ شاگرد مرزا علی حسین اوج

خوف کیا ہم کو اگر ساتھ ہے اوس گل کے رقیب ۔ کہین بلبل کی جھجکتی ہے بھلا خار سے آنکھ

**شمیم** تخلص عباس مرزا عرف امراو مرزا خلف مرزا امداد علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

بغیر یار کے کیا سیر باغ کو جائین — ہمارے ہی آنکھون کو ہے خار ہر چمن کی بہار
پہر وقت ہجر یار مین ہے یہ صدائے دل — بہولے سے بھی کسی سے نہ کوئی لگائیو دل

**شمیم تخلص سید غالب علی ولد سید حیدر بخش بنارسی شاگرد مرزا الطاف حسن**

رہبر اہل جنون ہوتے ہین اسباب جنون — پیچھے پیچھے ہم ہین آگے نالۂ زنجیر پا

**شناور تخلص صاحب مرزا خلف شاہ میر خان ابن آغا نصیر نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے**

یار ہین مجھکو ہی عیار کے دستور بہت — آپ گرد در تو بندہ بھی ہے پھر دور بہت
کسیکو تیغ ملتی ہے کسیکو غمزۂ برّان — ہمارے قتل کا ساماں ہے وہان ہتھیار بٹتے ہین
لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہم بستر بھی ہوتے ہین — اگر وہ پھیل کر سوتے ہین تو ہم خود سمٹتے ہین
پھر شب عیش و طرب ہو وہی چرچا پھر ہو — وہی ساقی وہی ساغر وہی مینا پھر ہو
اے آئینہ رو ایک مجھی کو نہین حیرت — بت بن گیا جسکو تری صورت نظر آئی
دینا تھا مرا خط اوسے غیرون سے چھپا کر — آخر تجھے بھی عقل نہ اے نامہ بر آئی

**شنکر تخلص دیا شنکر دہلوی حیدر آباد مین فوت کی**

ان طبیبون سے کچھ ہوا نہ علاج — عشق کا درد لادوا دیکھا
دیکھ کر گریان مجھے وہ ہنستا ہے — خندۂ گل ہے ابر کا رونا
اثر سے خالی اگر ہے فغان بلبل کا — ہوا ہے چاک گریبان کس لیے گل کا

**شور تخلص مرزا محمود بیگ شاگرد سعادت یار خان رنگین وطن انکا ایران مولد دہلی سپاہی پیشہ تھے لڑائی مین مارے گئے**

وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہین — یہان کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہین
غضب ہے آنکھین ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے — خدا نے اپنے ہاتھون سے تری صورت بنائی ہے

**شور تخلص مغل جان ولد مسماۃ نصیبن باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم و فرزند علی مسلم جوانی مین فوت کی**

لڑکے کشتی دیو مضمون کو پچھاڑا چاہیئے — جھنڈا میدان سخن مین آج گاڑا چاہیئے

**شور** تخلص بابو مدن موہن لعل بن چھدامی لال مقیم فتح گڈھ

ہم کو آبادی سے مطلب ہے نہ ویرانی سے ۔۔۔ رات دن غم مین بسر کرتے ہین دیوانی سے

**شورش** تخلص غلام احمد دہلوی خلف محمد اکبر قبالہ نویس شاگرد مومن خان

کھو رکھیگا مجھکو میرا دیدۂ تر ایک دن ۔۔۔ شمع سان گھل جائیگا یہ جسم لاغر ایک دن
تا خواب مین بھی جلوہ فروز اونکے ہو تو ۔۔۔ ہم کوچۂ اغیار مین فریاد کرین گے

**شورش** تخلص منشی زین العابدین خان ولد میر محمد عطا حسین خان مصنف نوطرز مرصع مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

شکایت درد ہجران کی جو کی اوسنے تو فرمایا ۔۔۔ بس اب موقوف کیجے گفتگو مین مدعا سمجھا

**شورش** تخلص میر غلام حسین عظیم آبادی خواہرزادہ ملا وحید شاگرد میر باقر حزین ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین وفات پائی اسنے ایک دیوان اور ایک تذکرہ شعراے اردو یادگار ہین

رقیب گرچہ بہت بر خلاف ہے شورش ۔۔۔ ہوا کرے ہمین سہے یار اپنے کام سی کام
ابرو تا ہے تو بھی روا اے چشم ۔۔۔ اسمین جو ہونی ہو سو ہوا اے چشم

**شورش** تخلص حافظ ناصر حسین شاگرد نثار اللہ خان فراق

تجھ مین انداز و ادا اور دلربائی قہر ہے ۔۔۔ ساری باتین خوب پر شب کی لڑائی قہر ہے

**شوق** تخلص شیخ الٰہی بخش اکبر آبادی ملازم مرزا مظفر بخت خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم فارسی اور ریختہ مین صاحب دیوان گذرے ۱۲۴۱ بارہ سو اکتالیس ہجری مین انتقال کیا

دیکھے جو رنگ اس مژۂ اشکبار کا ۔۔۔ دل مچلتون سے آب ہو ابر بہار کا
اس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹھا سکے ۔۔۔ جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا وہین رہا

**شوق** تخلص جوہر بیگ لکھنوی شاگرد مصحفی فن نظم و معما مین اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام مین مشہد مقدس کو چلے گئے تھے

تجھ بن فلک سے بستر غم پر تمام رات ۔۔۔ تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات

شوق تخلص مولوی قدرت اللہ باشندۂ موضع موہی ضلع سنبھل مرادآباد مقیم رامپور
بڑے عالم تھے اپنے دیوان و تذکرہ شعرا یادگار ہین

دلبری کرتا ہے تو گویا مرا پیارا سمجھے
مارے ڈالے ہے یہ الفت تمہاری مجھے

اے خدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی
کہ مجھے اوسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوق تخلص روشن لال علم موسیقی اور ستار نوازی مین کمال حاصل کیا تھا

گردش چشم دکھانا نہ گل اندام کہین
ورنہ ٹوٹینگے صراحی کہین اور جام کہین

شوق تخلص بھوگی لال

کہین وہ شوخ بھی آجای لڑکون مین تماشے کو
مبارک جب مجھے اے شوق ہو دیوانہ پن اپنا

شوق تخلص حسن علی خان دہلوی شاگرد خان آرزو و نواب عماد الملک غازی الدین خان کے متعلقون مین سے تھے صاحب دیوان گذرے

دکھا دیدار اے پیارے کہ مین فرقت سے گذرا
تجھے فردا اے محشر آج ہے مین کل ہی در گذرا

عبور بحر دنیا مین سبکساری سے کرتا ہون
حباب آسا شمار دم سے بے کشتی گذرتا ہون

مدت سے یہ بحث درمیان ہے
یہ علم نہین کمر کہان ہے

## رباعی

اس دور مین بد قماش اکثر دیکھے
تھے وہ جو غلام تاج بر سر دیکھے
اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتھون
اوراق جہان تمام ابتر دیکھے

شوق تخلص ایک شخص باشندۂ دہلی شاگرد سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دامن کو تیرے خون سے ہے بن بھرے ہوئے
چھوٹے نہ اپنا عشق تو قاتل مرے ہوئے

شوق تخلص حافظ غلام رسول دہلوی شاگرد نصیر امامت مسجد و تعلیم اطفال کرتے تھے

لکھا ہوا تھا یہ اوس مہ جبین کے پردے پر
نہین ہے کوئی اب ایسا زمین کے پردے پر

رونگٹے پاؤن مین چبھتے ہین نزاکت کے سبب
فرش مخمل پہ وہ گلرو جو قدم رکھتا ہے

شوق تخلص محمد بخش دہلوی شاگرد برکت اللہ خان

ساقی یہ کونسی تھی مے تند جسنے آہ
غربال کر دیا ہے ہمارا ایاغ دل

سورۂ والشمس کی تفسیر ہے مکھڑا ترا ۔ شوق سے لینگے اوٹھا اس بات پر قرآن ہم
اے شوق اوچھالے ہیں وہ شیشے کو نشے مین ۔ منظور کسی کی تو ادب سے دلشکنی ہے

**شوق** تخلص محمد جہانگیر خان باشندۂ فتح گڈھ

آواز ہے اذان کی نہ گھڑیال کی صدا ۔ ہے ہے شب فراق ہے کیسی بلا کی ہے

**شوق** تخلص عنایت اللہ متوطن فریدآباد شاگرد مولوی امام بخش صہبائی بسبیل روزگار پنجاب مین رہتے تھے

کرون مین شکوہ اغیار کسطرح جب شوق ۔ بلا ہو یار سے قسمت سے بیوفا مجھکو
ایک عالم کو ہے آرام کی خواہش پر دل ۔ نہین معلوم غم و درد کا خواہان کیون ہے

**شوق** تخلص حکیم تصدق حسین خان عرف نواب مرزا ولد حکیم آغا علی خان لکھنوی شاگرد خواجہ آتش انکی کئی مثنویان نظر سے گزرین

دیکھ لیتے ہین جو ہم اوس گل کے پیاری ہاتھ پانؤ ۔ بیخودی سے بھول جاتے ہین ہماری ہاتھ پانؤ
شوخیان کرنے مین چل نکلے ہو تم حد سے سوا ۔ باندھینگے مہندی لگا کر ہم تمہاری ہاتھ پانؤن
دیکھا نہ کر دوسری طرف آنکھ دبا کر ۔ ناقص ہوا چہرہ جو ہوئی چھوٹی بڑی آنکھ
ایک ایک سے دلچسپ ہے جو عضو بدن ہے ۔ رہ رہ گئی پہر وہین جس جا پہ پڑی آنکھ
کہنے مین نہین ہین وہ ہمارے کئی دن سے ۔ پھرتے ہین اونھین غیر ادھر کئی دن سے
اک شب مرے گھر آن کے مہمان رہے تھے ۔ آتے نہین اس شرم کے مارے کئی دن سے
مہندی بھی ہے مسی بھی ہے لاکھا بھی ہے لب پر ۔ کچھ رنگ ہین بیرنگ تمہارے کئی دن سے
ڈر سے ترے کاکل کے نہین چلتے ہین رستے ۔ دم بند ہے اس سانپ کی ماری کئی دن سے
آخر مری آہون نے اثر اپنا دکھایا ۔ گھبرائے ہوئے پھرتے ہو پیاری کئی دن سے
پھر شوق سے کیا اوس بت عیار سے بگڑی ۔ ہوتے نہین باہم جو اشارے کئی دن سے

**شوق** تخلص حکیم سید علی ضامن خلف و شاگرد رشک انکی ہر غزل کا مقطع تاریخی ہوتا ہے صاحب دیوان ہین

مارا کبھی ہمین تو ڈرایا کبھی ہمین ۔ کس سے بیان کیجیے جور و جفائے زلف

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر — ایسا نہو کہ منہ پہ کوئی بات لائے زلف

**شوق** تخلص رائے دولت رائے ولد شیو سنگہ لکھنوی شاگرد منشی مینڈو لال زار

نہین معلوم ترے طالب دیدار کو آہ — خواب کیا چیز ہے لگ جاتی ہین کیونکر آنکھین

**شوکت** تخلص حنیف علی ولد میر رستم علی بجنوری شاگرد غلام علی عشرت مشہور ہے کہ بنارس مین بہ سبب طمع و حرص کے دین اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہوگیا تھا اور حنیف مسیح اپنا نام رکھا میرٹھہ مین فنیسیون کے لڑکون کو پڑھایا کرتا تھا

مجھہ مین اور ابر مین ہے معرکہ آرائی آج — سرخرو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

**شوکت** تخلص میر حسین علی دہلوی ناظر عدالت دہلی

داد لین کس سے ترے حسن کی اے غیرت ماہ — عذر ہے دیدۂ یعقوب کو بینائی کا

دور چشم یار مین سب ہوگئے باہم رقیب — ایک ادنیٰ یہ فریب نرگس مستانہ تھا

ہے تصور دل مین میرے اوس بت مغرور کا — جسکا تلوا دیکھہ کے پھر منہ نہ دیکھون حور کا

وعدۂ امروز کو فردا یہ پھیکا ہمنفس — یار کا آنا قیامت کا کچھہ آنا ہوگیا

جی لگ گیا قفس ہی مین اب تو نہین ہے دہیان — موسم بہار کا کدھر آیا کدھر گیا

ساقی ترے طفیل سے ہمکو مہ صیام — معلوم ہی نہین کدھر آیا کدھر گیا

شوکت نے جان دی ترے در پر ہزار شکر — وہ مرتے مرتے آہ بڑا کام کر گیا

جب کہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل — اوس ستمگر کی بلا لیتی ہے خنجر ہاتھہ مین

وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ سہی — دل کے بہلانے کو سیرے کوئی صورت چاہیے

**شوکت** تخلص مرزا تصدق علی خلف قلندر بخش جرأت باشندۂ لکھنؤ

ہر سو صدا اے الحذر آتی ہے کوہ سے — نکلی ہے فوج نالۂ دل کس شکوہ سے

**شوکت** تخلص میر قاسم علی بنارسی کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم نے انکو بزم مشاعرہ مین دیکھا ہے

کس نے دکھلایا ہے یہ چاند سا تلوا مجھکو — ایڑیان گھستے ہی گزرا یہ مہینا مجھکو

**شوکت** تخلص میر امداد علی متوطن میرٹھہ شاگرد امداد حسین ظہور

لاکھہ صورت سے کیجے تدبیر — ہوگا لکھا ہے جو مقدر کا

**شوکت** تخلص مولوی باسط علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شوکت ظلم رسیدہ نے نکالی آخر — تیری ہر بات مین لاکھون ہین ستمگر پہلو

**شہامت** تخلص شاہ شہامت علی درویش تھے

یاد حق گر ہو نہ دل مین تو ہو غالب نفس شوم — بوم ہو جاتا ہے وارث خانہ ویران کا

**شہرت** تخلص امیر بخش دہلوی خلف عیسی خان شاگرد شاہ اللہ خان فراق دکھن مین جا کر بذریعہ شاعری دیوان چندو لال کے ملازمون مین داخل ہوئے تھے نوجوانی مین انتقال کیا

ہزار افسوس اب یون خاک مین ملتا ہے اے شہرت — یہ طفل اشک وہ ہے اپنی جو آنکھون مین پلتا تھا

ہوکے ہر اک پہ مبتلا سمجھتا ہے جو اور جفا — امین ہے اوسکو کیا مزا یہ تو مین ہتا ہو دل

دم دلاسے جانتے ہین سب ترے اے جان ہم — دل چرا کے بیٹھے تھے ایسے نہین نادان ہم

وہ کوکتا ہے قسم ہے ہم اودہر دیکھین تو — چل تو اے آہ رسا تیرا اثر دیکھین تو

کہتے ہین مہر کو نسبت ہے ترے عارض سے — شک تو برقع کو اوٹھا رشک قمر دیکھین تو

حیرت بڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے — آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے

**شہرت** تخلص افتخار الدین علی خان برادر نواب واثق علی خان

غیر و نے خوش ہوا در یار وسے بیزار جو خوش — یار ناخوش ہین اور خوش رہین اغیار جو خوش

جا بستہ نظر آوین جو تیری اونگلیان پانچون — جو اس سے گنتو ابیٹھون نہ کیونکر مین یہان پانچون

دل کو جگر کو داغدار کستنے کیا ہے یار نے — سینے کو رشک لالہ زار کستنے کیا ہے یار نے

**شہرت** تخلص مولوی سعید الدین مرحوم سرہندی پیرزادے تھے کلکتہ مین آکر وفات پائی

نہین دل ہے بلکہ وہ ہے جہنم سو شوق تیا مین کہ اشتہا — بخدا وہ چشم ہے بے بصر جسے شوق دید بتان نہین

**شہرت** تخلص احمد علی خان شاگرد جرأت

بلا ہے آفت جان ہر پری وش ہے کہ انسان ہے — دلا وہ کیا ہے تو جسکے لیئے دن رات نالان ہے

**شہرت** تخلص جرأت کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

دل ڈھونڈھتے ہو پاس مرے دل تو کہان ہے — اک شعلۂ آتش ہے کہ پہلو مین نہان ہے

**شہرت** تخلص حیدر بیگ حیدر ابادی

محل غرابات مین وارد جو ہوئے زاہد خشک
دیا رندون نے اونہین آتش تر مین غوطہ

**شہرت** تخلص محمد شاہ ولد خواجہ عبدالوہاب متوطن کشمیر باشندہ عظیم آباد شاگرد مہدی بخش تسلیم محرر عدالت منصفی وصدر امینی ضلع بھاگلپور راقم سے ملاقاتی ہین

کرتے ہین تعریف ابروی بت بے پیر کی
دیکھنا تیزی ہماری برش شمشیر کی

آگئی اوس جنگجو کی یاد جو ہنگام غسل
موج دریا مین روانی ہوگئی شمشیر کی

**شہرت** تخلص مرزا حاجی خلف مرزا قیام الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبدالرحمن خان احسان و نظام الدین ممنون و مفتی صدرالدین خان آزردہ

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے یہ مینخانے مین
نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا

غبار اوٹھا نہ ترے دل سے ورنہ اے ظالم
ہماری جان کو اک وہ بھی آسمان ہوتا

تیر سے اسلئے وہ اب ہوتے نہین سینے کو پار
ہے کہین ہا مرگیا ناکام شہرت کیا ہوا

کچھ نشان مجھ بے نشان کا بعد مردن بن گیا
حسرتین مجھ ہوکے اک جا جمع مدفن بن گیا

کفر و دین مین تھا نہ کچھ عقدہ بجز بند نقاب
اوسکے کھلتے ہی یہ کار مشکل آسان ہوگیا

ہاے جی بھر کے وہ دیدار میسر نہ ہوا
حشر کا دن شب غم کے بھی برابر نہ ہوا

یون بیٹھتے ہو جیسے کسی سے کسیکو کچھ
مطلب نہین مراد نہین مدعا نہین

بتون پہ آسے نہ پایا تھا اپنے حرف امید
کہ اتنی دیر مین وہ ہوگئے خفا ہم سے

**شہرت** تخلص محمود عظیم آبادی

تصور جب سے ہے برق رخ محبوب پرفن کا
چراغ طور پروانہ ہے اپنے داغ روشن کا

حباب آسا مجھے خانہ بدوشی اپنی خوش آئی
خیال اس بحر فانی مین ہوا مجھکو نہ مسکن کا

ہمارے اشک خونی سے فروغ روی جانان ہے
چراغ راہ اپنا ہے شفق سے کام روغن کا

دیکھتے ہین اوسکی بسمل آنکھ سے روی اجل
صید گہ مین صاف ہے شمشیر قاتل آئینہ

خود نما کب آسکین روشن دلون کے سامنے
ہوسکا کب مہر تابان کے مقابل آئینہ

ہون جو دیوانہ خود آرائی کا تیرے اے صنم
جاے مصحف ہے گلے مین ہمارے حمائل آئینہ

عکس پڑجائے جو تیغ ابرو دلدار کا — خاک پر تڑپے برنگِ مرغ بسمل آئینہ

**شہرہ** تخلص مرزا نصیر الدین حیدر خلف مرزا آغا جان مضطر نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمٰن خان احسان

نہ ایک وعدے پہ وہ یار بے وفا ٹھہرا — سحر تو ہو چکی اب وقت شام کا ٹھہرا

**شہید** تخلص مولوی حاجی فخر الدین حسن خان مرحوم باشندہ شاہجہان پور مقیم دہلی منشی دار الانشاء شاہی تھے گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ طپش ہے میرے نامے میں کہ بس تڑپا کیا — جب تلک بالِ کبوتر سے نہ او سکو وا کیا
زبس روشن فتیلہ ہے مرے ہر داغ سوزاں کا — رہا کنج لحد میں بھی مرے عالم چراغاں کا
رخ دلدار ہے بوسے کے تصور سے کبود — میں سمن زار میں بھولا گل سوسن سمجھا

**شہید** تخلص مولوی غلام حسین غازی پوری بڑی مدت تک نواب فضل حسین خان کی رفاقت میں تھے ۱۱۹۶ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری میں عدالت بنارس میں معمور تھے

ٹپکے جو مرا اشک شرربار زمیں پر — سبزہ نہ اوگے خاک سے رہتا زمیں پر
اے آبلۂ پا مجھے یہ چشم ہے تجھ سے — پیاسا نہ رہے دیکھیو کوئی خار زمیں پر

**شہید** تخلص مولوی یوسف علی شاگرد نجم باشندہ بہار انسے ۱۲۱۲ھ بارہ سو بارہ ہجری میں کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے ہیں

ہے تماشا گلفشان اپنا چراغ خانہ ہے — دیدے کے قابل یہ جناب بلبل و پروانہ ہے

**شہید** تخلص مولوی حفیظ الدین مرحوم سابق ڈگری نویس عدالت صدر دیوانی کلکتہ خلف منشی نجم الدین مرحوم منصف بردوان شاگرد لالہ لکھیم نراین رند باشندہ ضلع فرید پور متعلق ڈھاکہ راقم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اشعار فارسی انکے نہایت نمکین و شیریں ہوتے ہیں چوبیس پچیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

تھی مرنے کی خواہش تو شب وصل میں افسوس — نکلا نہ شب ہجر بھی ارمان ہمارا

**شہید** تخلص ایک شخص معاصر میر دسودا کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

گئے برباد اپنے نالہ و فریاد یا قسمت — بہار آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد یا قسمت

شہید آخر مقدر تھا ہمین حسرت مین جی دینا — ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاد یا قسمت

**شہید** تخلص مولوی محمد بخش ولد شیخ خدا بخش خوشنویس باشندۂ سندیلہ مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی اولاد مین تھے صاحب دیوان گزرے

کہان سے محفل رندان مین دو ساغر نے — کہ پھر رہی ہے یہ بزم شرابخوار مین روح
بیدل وہ ہون کہ یاد نہین کچھ سوای دل — ہر دم پکارتا ہون یہی کسکے ہاے دل
نہ آئے گی مجھے فرقت مین فرش گل پر نیند — کہ چبھتی ہے رگ گل مثل خار پہلو مین
بوسے کے دھیان مین جو مجھے یاد آئے ہونٹھ — بے اختیار منہ سے یہ نکلا کہ ہاے ہونٹھ
کس درجہ دلکش اوس بت کافر کی آنکھ ہے — ہے سحر ساحری کہ فسونگر کی آنکھ ہے
دست رنگین جب کہ دکھائی وہ ہنگام رقص — شمع محفل بنگئے اوس خوش ادا کی ہاتھ سے

**شہیدی** تخلص منشی کرامت علی خان مرحوم + ولد عبد الرسول خان عروضی باشندہ لکھنؤ + شاگرد مصحفی و نصیر دہلوی + بیشتر پنجاب و گجرات و رامپور بریلی و بھوپال ٹانک و دہلی مین رہتے تھے علم عروض و حساب مین امثال و اقران سے زیادہ دخل رکھتے تھے + بڑے بے تکلف اور عاشق مزاج تھے + آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے سنہ ١٢٥٥ بارہ سو پچپن ہجری مین سفر حجاز کیا + اور بعد ادای حج بیت اللہ روانہ مدینہ منورہ ہوکر اثناء راہ مین بیمار ہوگئے + لیکن چہار دہم ماہ صفر سنہ ١٢٥٦ بارہ سو چھپن ہجری مین جسوقت مدینہ منورہ مین پہونچے اوسی وقت روضۂ مبارک کو دیکھکر جوش اشتیاق سے انکی جان نکل گئی

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت — مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

اشعار اونکے بہت خوب ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا +

بقدرت لقب ہے میرے کلک گوہر فشانکا — بیاض صبح اک سادہ ورق ہے اپنے دیوانکا
خدا انکو جو ملتا ہے شہیدی کس محبت سے — زبان پر میری جسدم نام آتا ہے محمد کا
نام میت کا سنے سے جسے غش آتا ہو — وہ جنازے پہ شہیدی کے مقرر آیا
وعدۂ شام پہ کیا ہم نے عبث جاگ کے صبح — وہ اوسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا

قدر سب چاہنے والونکی ترے دیکھ چکے
عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر
ہزار مرتبہ دیکھا ستم جدائی کا
فضاے باغ سے ہے گوشۂ قفس خوشتر
مجھے عذاب جہنم کربت پرست ہون بہتر
شہیدی حشر کے دن بھی ہمارا ہو چکا او ٹھنا
خلوت مین کوئی لحظہ ٹھہرتا وہ شمع رو
شاد ہو ہو کے جلاتا نہ مجھے یون ہر دم
نئی باتین نئی گھاتین نئی چاہت نیا پیار
تیغ رکھتا دوش پر باعث ہوا سو ناز کا
شرم آتی ہے وگرنہ ان بتونکے ضد سے مین
جسکو سینے سے لگا لا تو نے پیکان جا لگا
ہو چلا خنجر بیداد کا بسمل ٹھنڈا
ہاتھ ہی رہجاے گا خلق خدا کا سب عذاب
اسقدر لطف نہ فرما و شب وصل مین تم
دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک
رت جگے ہوتے رہے ہین کہ مرے غم کے تم
شب وصل ایک نہین کہتے مین اوس پری نے
بیمار محبت کو اب اللہ شفا دے
وصل کے تدبیر کا خواہان رقیبون سے ہوا
دن رہائی کے قریب آئے شہیدی شاید
دعا مین مانگتا ہی وہ کسی عاشق کا خط آئے
یا کیا نزا ایسا ہون گر مر جاؤن میری قبر پر

خوار رہتا ہے برا نا تو پشیمان نیا
تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا
ہنوز حوصلہ باقی ہے آشنائی کا
گر اپنے دل مین نہو دغدغہ رہائی کا
وہ بت بہشت مین دعوا جسے خدائی کا
یہی عالم رہا بعد فنا گر ناتوانی کا
بیصبر ہو لیکے آپ شہیدی خجل ہوا
گر وہ بے رحم مرے حال سے غافل ہوتا
کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا
ایک پر سے اوس پری کو قصد ہے پروانگی
جیتے جی اللہ سے یک حور جنت مانگتا
دل ہے اے قاتل یہ تیرے عاشق دلگیر کا
سے ہوا جو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا
گر مرے اعمال بد کا حشر کو دفتر کھلا
روز ہجران مجھے اندوہ فراوان ہوگا
موت یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا
ایک شب درد دل زار نے سونے نہ دیا
حوصلہ دیکھ لیا میری شکیبائی کا
سنتے ہین کہ ہاتھ اوس سے مسیحا نے اوٹھایا
تیری فرقت مین مرا ہوش اسقدر جاتا رہا
خود بخود آج مرا طوق گلو ٹوٹ پڑا
نیا شوق اندنون پیدا ہوا اوسکو کبوتر کا
لاے پروانہ چراغ اور گل چڑھائی عندلیب

لطف سو دیجیے پلا کر اوسے یک جام شراب
گو مین تائب ہون پر انکار کا موقع ہے کوئی
یار نے بے تیغ کر ڈالا شہیدی کو شہید
ہوئے عشاق نوازی کے وہ ذہی مصروف
سکا نور میرے داغ کا بالخاصیت ہو مشک
بیقراری دلکی مین کیونکر جتاؤن یار کو
دیکھا کبھی نہ خار کے دامن کشی کا لطف
ہر وضع کے انسان سے ملاقات ہے اوسکو
گھر ہمارے آج وہ خورشید پیکر آئے گا
اے روز قیامت ادب اسکا ہے تجھے فرض
شہیدی مین تو کیا ہون لیکے بوسہ سنگ اسکو
گو ایک بھی نہ رشک ندامت ہوا قبول
نزع کے وقت شہیدی سے جو خواہش پوچھی
سو ندو تم دو ہی دو بوسے ولے اک دہن کا دو
کیون نہو بس بس ابھی سے دیکھو بوسے دس دو
آپ نے جو چار بوسون کی قسم کھائی ہے کل
ایام مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے
وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی
برا ہو دست تہی کا کلال کے در پر
ہاے وہ اونکا زمستان مین یہ کہنا شب وصل
پاس دم کے پڑی رہتی ہے ہر دن خاک پر
میرے زخمون پر نمک سے مشک بہتر مشک سے
ہر جگہہ مین سو تغافل ہے نشان

وصل کی رات مین کیا آئے مرے کام شراب
غنودہ بھری بزم مین دے جب وہ گل اندام شراب
کسکی باندھی جب وہ پتلی سی کمر حضرت کو فوت
ہاے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد
مرہم ہو میرے زخم کے تاثیر سے نمک
سینے پر جب ہاتھ رکھتا ہے ٹھہر جاتا ہے دل لیا
صحرا کے سیر کو گئے عریانیون مین ہم
سب خلق مدارات کے قابل ہے مگر ہم
دیکھتے ہین شام مین کچھ صبح کے آثار ہم
ہے تجھسے بڑی میری شب تار کہی دن
کیا خوش ہو اوس بت نے خدا کو ایک پیو مین
رونے مین کچھ ہین حضرت آدم سے کم نہین
کیا ہی حسرت سے کہا کچھ مجھے مرغوب نہین
ہے مثل مشہور ہین مطلب کے سو مطلب کے ہو
تو بھی اب ہون ہین بارہ دس تو وہ بس بس کے دو
آج لو تکا مین مقرر دس کے دہ یا ہنس کے دو
دن عیش کے گھڑیون مین گذر جاتے ہین کیسے
بن آئے کسی شخص یہ مر جاتے ہین کیسے
کھڑے تھے آج شہیدی لیے سبو خالی
نہ اوترتے نہ میرے ہولی حمائل ٹھنڈی
عاشق اوس پردہ نشین کے ہے مقر چاندنی
سودہ الماس بہتر سب سے بہتر چاندنی
سادگی نادان سے اوس عیار سے

صورت دلکش جہان آئی نظر مین مرگیا　　　اور وہ لگا انجام میرے عشق کا آغاز ہے

قیامت تک نہ بھولونگا یہ احسان تنگی جا کا　　　مرے زانو پہ زانو بے تکلف رات وہ بیٹھے

گالیان ہین مقبرے پر دیکھکر پڑھنگا رقیب　　　کسقدر بدظن ہے اپنے عاشق مغفور سے

ناکامی جاوید کی ہم اسنتے منت　　　افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی

**شہید** تخلص منشی غلام علی باشندہ اٹالی ضلع بست وچہار پرگنہ شاگرد قاضی سراج الدین علیخان بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین

مرگیا ہون بتون کی فرقت مین　　　ہو مزار اپنا سنگ صرمر کا

داغ دل اپنا بشکل مہر تابان ہے شہید　　　کیا ہوا گر یہان چراغ زندگی گل ہو گیا

**شیدا** تخلص میر فتح علی شمس آبادی ہمعصر میر سوز شاگرد سودا

وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین　　　اب دیکھنے کو جنکے آنکھین ترستیان ہین

**شیدا** تخلص حکیم اسلام بیگ نواسہ حکیم نصر اللہ خان وصال باشندۂ دہلی

میری امید وحسرت دارمان کیطرح　　　پایان نہین ترے ستم بے شمار کا

سر بہت فتنۂ محشر نے فلک پر کھینچا　　　پر ترے قامت دلکش کے برابر نہ ہوا

پھر اب کی دھوم دھام ہے ابر بہار کی　　　رہ جاے آبرو مژدۂ اشکبار کی

**شیدا** تخلص میر جھبو جان باشندۂ دہلی شاگرد مومن خان گیارہ برس ہوئے کہ رحلت کی

مگر عدو سے ہے وعدہ کہ خود بخود شیدا　　　کچھ اضطراب ہین ہین دل کے اضطراب سے ہم

ناشکیب ہم نہین ہین ادھر کو نگاہ سے　　　پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہین

دریا ہین کہین کہین مژگان بھی تر نہ ہو　　　مرجاے کوئی اور کسی کو خبر نہ ہو

کہتے ہین اوسکے کوچے مین مارا گیا کوئی　　　مجھکو یہ خوف ہے کہ مرا نامہ بر نہ ہو

**شیدا** تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

کرتے ہو کیون شبک تم ورسے مجھے اوٹھاکر　　　کیا میرے بیٹھنے کا خاطر پہ بار گزرا

**شیدا** تخلص حامد علی خان خلف مولوی احمد علی خان شاگرد فرزند حیدر

رونے سے میرے کیون نہ ہنسے وہ گل اُو / تاثیر آہ سرد مین ٹھنڈی ہوا کی ہے
اب مجھہ پہ مہربان ہین شیدا بتان دہر / بندے کے حال پر یہ عنایت خدا کی ہے

**شیدا تخلص میر پنگا شاگرد میر محمدی بیدار وطن انکا کشمیر مولد و مسکن دلی**

لیکے دل اے دلربا کیون قسم کہاتے ہو تم / ہم نظر بازون کے ہاتہون سے کہان جاتے ہو تم
جاکان مین باتون کے بہلنے لیا بوسہ / دیوانہ ہون شیدا یہ بڑا کام کیا ہے

**شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرۂ نواب غازی الدین خان متخلص بہ نظام مقیم کالپی**

اپنا نازک ہے مزاج اے بت قاتل تیرا / کر ترڑپتا نہین دل کھول کے بسمل تیرا
شمع تک ٹھنڈی اوٹھی بزم سے اوسکی پیہم / اوٹھے تو جلکے اوٹھے بیٹھے تو جلکے بیٹھے

**شیدا تخلص منشی تفضل حسین خان باشندۂ کاکوری برادر خورد فدا حسین خان انکو کلکتہ مین دیکھا ہے**

بدن پر دہجیان پڑجائینگی پہولون کی چادر سے / اوٹھا لے جلد کوئی پہول میرے گل کے بستر سے
ہوئی فصاد کی حاجت نہ مجھکو دشت وحشت مین / کیا خار مغیلان نے زیادہ کام نشتر سے

**شیدا تخلص نواب محمد حسن خان ولد رمضان علی خان لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان ہین**

جاتے ہو اک گھڑی کو جو گلگشت باغ کو / کرتی ہے درد آپ کی دو دو پہر کمر
ہنگام نزع وصل بت سیمبر ہوا / نسخہ یہ کیمیا کا لگا ہمکو مر کے ہاتہہ

**شیدا تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا کلو نبیرۂ حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد ذوق**

عدم سے آئی نہ یاران رفتگان کی خبر / خبر نہین وہ کہان جاکے قافلہ ٹھہرا
کہتے نہ تہے ہم اے دل مت نام لے وفا کا / تو نے وفا کا ثمرہ خانہ خراب دیکھا
مارا گیا مقرر شیدا کہ اوس گلی مین / لاشہ پڑا ہوا ہے آج ایک نوجوان کا
ایک مدت سے ہے تہی پہلو / نہین معلوم کیا ہوا دل کو

**شیدا** تخلص مرزا اعلی جاہ بہادر عرف منجھلے صاحب موسوی خلف دبیر الدولہ محمد ولیجاہ عرف آغا حیدر حیدر نیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا سرفراز علی قادر انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

سینے کو کرے شق نہ تڑپنا مرے دل کا / ہوجاے کہین فاش نہ پردا مرے دل کا

آوین ہمارے قتل پہ وہ باندھکر کمر / تو ہم بھی جان دینے پہ باندھین ادھر کمر

عاشقونکی نہ کھو سکین الجھن / پھر یہ گیس درد کے دوا ہین بال

بوسے سے پھر کیا زندہ جسے مارا نگاہون سے / نئی ہے بات ہونٹھون مین نیا انداز آنکھون مین

ہو گرم مجھ پہ جا ہو بلا لو مکان مین / ہے دوزخ و بہشت تمھاری زبان مین

اوس نوجوان کے عشق مین سر مشق کیجیے کیا / طاقت نہین ہے اسے فلک پیر ہاتھ مین

کیون کعبہ و کنشت مین ہوتا ہے تو خراب / جسکی تجھے تلاش ہے غافل یہین نہ ہو

**شگفتہ** تخلص حافظ عبد الصمد دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ سپاہی وضع تھے

بے سبب کاکل مشکین مین یہ شانا کیا تھا / منہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانا کیا تھا

**شگفتہ** تخلص اعظم بیگ خان لکھنوی برادر زادہ حیدر بیگ خان شاگرد جرأت

جو شب کو وہ نہ رہا پاس اپنے تا دم صبح / تو سو طرح کا ہمین سوچ بار بار رہا

چھکایا بادہ الفت نے اسقدر مجھکو / کہ جسکا صبح قیامت تلک خمار رہا

وقت خلوت نہین کہہ سکتے جو کچھ پاس ہے ہم / بیٹھے منہ تکتے ہین حیرت زدہ لاچار سے ہم

کھلی نہ کیونکہ رہے آنکھ اوسکی بعد از مرگ / کہ جسکی موت دلا وقت انتظار آئے

ہزارون وسوسے خاطر مین کیون نگذرینگے / جو اوس گلی مین نظر کوئی بیقرار آوے

**شگفتہ** تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

عید کے دن ہی نہ دیکھا اوس ہلال ابرو کو آہ / چاند دیکھا ہم نے لیکن منہ نہ دیکھا چاند سا

**شگفتہ** تخلص سید محمد حسن خان بہادر ڈپٹی کلکٹر ضلع مین پوری بن سید تیغ علی متوطن سندیلہ

ہے کسے حسرت قفس مین گلشن ایجاد کی / منتین کی ہین اسیری کے لیے صیاد کی

پھر چلا جاؤنگا گر رہنے نہ دیگا باغبان
راہ مین بھولا نہین ہون خانۂ صیاد کی

میرے دل مین کسکے ابرو کا تصور ہی بندھا
جھولتی ہے عرش پہ تلوار کس جلاد کی

**شیفتہ** تخلص مخدوم مکرم جناب نواب حاجی محمد مصطفٰے خان بہادر دہلوی خلف عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضٰی خان بہادر مظفر جنگ شاگرد رشید مومن خان اوصاف حمیدہ اونکے بیان ہو نہین سکتے ہر دو زبان فارسی و اردو مین اشعار اونکے نہایت شیرین ونمکین ہوتے ہین + دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو اونکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا + تذکرہ گلشن بیخار و رہ آورد حسرتی و دیوان اردو اونکا نظر سے گذرا فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین اور صاحب دیوان ہین ۱۲۸۶ ہجری مین انتقال کیا

ہاے اوس برق جہانسوز پہ آنا دل کا
سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا

شکل مانند پری اور یہ افسون و فا
آدمی کا نہین مقدور بچانا دل کا

شیفتہ ضبط کرو ایسی بھی کیا بیتابی
جو کوئی ہو تمھین احوال سنانا دل کا

اوس شوخ کج ادا سے نہ آئی موافقت
کیونکر گلہ نہ ہو مجھے طبع سلیم کا

شیشہ او تار شکوے کو بالاے طاق رکھ
کیا اعتبار زندگی بے ثبات کا

اے مرگ آکہ میری بھی رہجاے آبرو
رکھا ہے اونے سوگ عدو کے وفات کا

گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے
دیکھا اثر یہ نالۂ بے اختیار کا

خوبیٔ بخت کہ پیمان عدو
اونکو ہنگام قسم یاد آیا

کس لیے لطف کی باتین ہین پھر
کیا کوئی تازہ ستم یاد آیا

اوس سے مین شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا
کیا کرون تھا مرے دل مین سو زبان پہ آیا

آپ مرتے تو ہین پر جیتے ہی بن آئیگی
شیفتہ ضد ہے جو اسنے وہ ستمگر آیا

مین نے کیا جانیے کس ذوق سے دی جان دم قتل
کہ بہت اوس سے ستمگر کو پشیمان دیکھا

کون کہتا ہے کہ ظلمت مین کم آتا ہے نظر
جو نہ دیکھا تھا سو ہم نے شب ہجران دیکھا

جفا و جور کا اوس سے گلا کیا
جو پوچھے مہربانی کیا وفا کیا

یار کو محرم تماشا کیا
مرگ مفاجات سے یہ کیا کیا

غیر ہی کو جا ہین گے اب شیفتہ
کب طالع خفتہ نے دیا خواب مین آنے
پاس سے انکھ بھی جھپکی تو توقع سے کھلی
شب ہجران نے کہا قصۂ گیسوے دراز
بسکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا
ذکر عشاق سے آتی ہے جو غیرت اوسکو
تاب بوسے کی کسے شیفتہ وہ دین بھی اگر
جی چراغ غم رشک سے جل جاے تو اچھا
پروانہ بنا میرے جلانے کو وفادار
سب باتین اونھین کی ہین سچ بولیو قاصد
کہا حال تمھارا ہے ہمین بھی تو بتاؤ
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار
شب باتنے اسقدر رہے کیون آپ رات کو
کل شیفتہ سحر کو عجب حال غوش ہین تھے
تھا غیر کا جو رنج جدائی تمام شب
یہ ڈر رہا کہ سوتے نہ پائین کہین مجھے
تھوڑا سا میرے حال پہ فرما کر التفات
خیر جو گزری سو گزری پر بھی اچھا ہوا
ہین تو دونون سخت لیکن کونسا ہے سخت تر
التماس وصل پر بگڑی تھی بیڈھب رات کو
مجھکو سنا کے کہتے ہین ہمدم سے یاد ہے
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
یارو بس لطف سے نہ کرا ہے دشمنی شعار

کچھ تو سبب ہے جو یار نے ایسا کیا
وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا
صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
شیفتہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا
آپ عاشق ہے مگر وہ بت خود کام اپنا
کر چکی کام یہان لذت دشنام اپنا
ارمان عدو کا بھی نکل جاے تو اچھا
محفل مین کوئی شمع بدل جاے تو اچھا
کچھ اپنی طرف سے تو تصرف نہین کرتا
ہو جو کوئی شیفتہ اُف اُف نہین کرتا
شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
مدت مین گو ملے تھے مگر مین بنا نہ تھا
آنکھون مین نشہ اور لبون پر ترانہ تھا
نیند اونکو میرے ساتھ نہ آئی تمام شب
وعدے کی رات نیند نہ آئی تمام شب
کرتے رہے وہ اپنی بڑائی تمام شب
خط دیا تھا نامہ بر نے اونکو تنہا دیکھ کر
اپنے دل کو دیکھیے میرا کلیجا دیکھکر
کچھ نہ بن آئی مگر جوش تمنا دیکھکر
اک آدمی کو جانتے تھے ہم بھی اب سے دو
مرتے رہین گے آپ پہ جیتے ہین جب تلک
امید سے اوٹھاتے ہین ہم جور اب تلک

خواہش کا م دلِ اتنی نہ کرا ے شوق کہ وہ
کم ہم سے خفا وہ ہین گے اونسے خفا ہم
نے طبع پریشان تھی نہ خاطر متفرق
کیا کرتے ہین کیا سنتے ہین کیا دیکھتے ہین ہا ے
ہے آرزو ے شربت مرگ اب تو شگفتہ
آنکھون سے یون اشارہ دشمن نہ دیکھتے
شکوہ کرون جفا کا تو کہتے ہین کیا کرون
طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ
یہ کیا کہا کہ بکتے ہو کیون آپ ہی آپ تم
گر محو شی ہے مگر فرق شرارت مین نہین
عذر اک ہاتھ لگا ہے اونھین پیمان نے نہین
کیونکر اوٹھتا ہے خدا رنج قفس
ممکن نہین بن سے ملے نسب ہون
لیلی کہے سے بگڑ گئے تھے
کہتا ہون جو غیر سے نہ ملیے
ہمدم نہ سہی محبت او سکو
کرم ہے مصاحبت ظالم کہ شادی مرگ ہو جاؤن
فلق سے نالہ موزون نکل آ ے تو کہتے ہین
پاسے وہ شوق ملاقات عدو مین جا سکے
ہم بھی دکھاتے غیر سے اخلاص کا مزا
بوسے کئے قبول تو کتنی ہی چھوڑ دو
افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شگفتہ
ہم سے جو ہو سکا رہتو دشمن سے صاف ہے

ڈھونڈھتے ہین چلے جانیکو بہانا شب وصل
ندامت سے اسیطرح بنی جاتی ہے باہم
وہ دن کبھی عجب تھے کہ ہم اور آپ تھے باہم
اوس شوخ کے جب کھولتے ہین بند قبا ہم
لگتی ہے زہر ہم کو شفا اور شفا کو ہم
ہوتے نہ اسقدر جو نگہبانون مین ہم
تم سے وفا کرون کہ عدو سے وفا کرون
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین
اے ہمنشین مگر وہ مرے روبرو نہین
چھیڑ کس بات مین طعنہ کس اشارت مین نہین
کیون کہا مین نے کہ چلیے مرے غمخانہ مین
مر گئے ہم تو کفن صبا دو مین
بیگانہ آشنا تمہا ہون
دیوانہ مین جب تک بنا ہون
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہون
اس بات پہ کیا اوسے نہ چاہون
ستم سے فائدہ جب کام نکلے مہربانی مین
تمہین کیا غم گزرتی ہے تمہاری شعر خوانی پر
جسکی آنکھون کی تصور مین مجھے خواب نہین
آفت تو یہ بڑی ہے کہ تم بدگمان نہین
ایسا نہ ہو پڑے کہین جھگڑا حساب مین
طاعت مین کچھ مزا ہے نہ لذت گناہ مین
تقصیر ہو کبھی سے کسی کی معاف ہو

غیر سے حرف تمنا سے جفا کہتے ہو
کہتے ہین لاف وفا موت سے پہلے کیسی
شیفتہ شکوۂ دشمن سے بس آ گئے نہ بڑہو
ہاے وہ شیفتہ کی بیتابی
نہ تجھے آدھی رات کو کھڑکائی اور کون
دشمن کے افترا سے رہائی محال ہے
پھر دل وہی ہین گرم ہے دلدار شیفتہ
کیا مانگتے ہو جان بہت لوگ دے چکے
ادنکا لگاؤ اور بھی کرتا ہے بیقرار
اجل نے کی ہے کسقدر مہربانی
سحر ادنکو ارادہ ہے سفر کا
اور الفت بڑہ گئی اب اوس ستم ایجاد سے
دن سے یہان آنے کی تدبیر ہے
خور اسے باتین بناؤ ہلے ہو غیر سے تم
یہ ہے نصیحت پیران کار افتادہ
جس لب کے غیر بوسے لین اوس لب سے شیفتہ
نہ لکھو نامہ نہ بھیجو پیغام
کیجے اغیار سے ملنا موقوف
رشک سے رنگ مین تغیر جو پائی تو کہا
صدقے اس غش حرکاتی کے سحر چھیڑنے کو
یہ اچھا ہے تو اچھا غیر کو بھی
نہ پوچھو شیفتہ کا حال صاحب
کی تمنا نے کرم مین نے تو فرماتے ہین

کس سے کہتے ہو کہین غیر ہے کیا کہتے ہو
ہم نہین جانتے تم کسکو وفا کہتے ہو
دیکھو وہ دوست ہے تم کسکو برا کہتے ہو
تھام لیا وہ تیری محمل کو
اے جذب اشتیاق وہ یہان تک کشش نہو
گھر یار کا جو گھر کے مرے متصل نہو
ڈرتا ہون مین کہ پھر کہین خواہان دل نہو
وہ بات ہمسے کہئے کہ حد بشر نہو
دہان کچھ نہ ہو تو جوشش یہان اسقدر نہو
کہ جب پہلو مین وہ نامہربان ہے
قیامت آنے مین شب درمیان ہے
اک نئی لذت جو پائی دل نے پھر بیداد کی
کیا اثر نالۂ شبگیر ہے
نشان ہم کو ملا گم ہوئی نشانی سے
کہ بلا ہے جوانی ڈر و جوانی سے
کم بخت گالیان بھی نہین تیرے واسطے
عشق کی آپ سے نسبت ہی سہی
مجھکو الفت نہین غیرت ہی سہی
تجھسے ڈرتا ہون کہ تو دم مین بدل جاتا ہے
شب کو سوتے مین مجھے عطر وہ ملجاتا ہے
ستاؤ اور پوچھو کیون غمین ہے
یہ حالت ہے کہ اپنے مین نہین ہے
شیفتہ تیرے لیے جور و ستم بھی بس ہے

ہر چند کہ ہے آپ سے ملنے کی تمنا
پر آپ سے ملنے کی تمنا نہین رکھتے

مند تو دکھیو تشنہ کام شوق مجھکو جان کر
قتل کرتا ہے ستمگر خنجر بے آب سے

کسکی زلف خم بخم پھر لے گئی تاب و قرار
شیفتہ پھر کچھ نظر آتے ہو تم بیتاب سے

گر نہین یہ کہ بر آتا ہے وہ ظاہر داری
کیون نگاہ غلط انداز ادہر کرتا ہے

دیکھیے آہ ہماری بھی اثر کرتی ہے
سخن دردشنا ہے کہ اثر کرتا ہے

ایک دن شام ہماری بھی سحر کر دیگا
وہی جو شام کو ہر روز سحر کرتا ہے

بدگمان آپ غلط محرم اسرار سے ہین
دل ہمین راز نہانی کی خبر کرتا ہے

ملنے کا میرے اور ترے چرچا نہ کرینگے
گر دوست ہین اغیار تو رسوا نہ کرینگے

بے عذر وہ کر لیتے ہین وعدہ یہ سمجھکر
یہ اہل مروت ہین تقاضا نکرینگے

مر رہا ہون درد فرقت مین نہین دیتا کوئی
سچ اگر پوچھو تو سم بھی کم نہین اکسیر سے

وعدہ وعدہ کا آپ کی تکرار سے کھلا
مین نے یون ہین کہا تھا کہ کیا آئے کیا چلے

وہ شیفتہ کہ دھوم ہے حضرت کے زہد کی
مین کیا کہون کہ رات مجھے کسکے گھر ملے

گردن غیر پہ چلتے نہین دیکھا ہرگز
پیار رکھتے ہین مگر دشنہ و خنجر ہم سے

ایک حالت پر نہین رہتا کوئی
اب وفا ہو بیوفائی ہو چکی

کام بر لا سے کوئی بیٹھے شیفتہ
اوٹھ گئے جب آپ کوئے یار سے

میری خوشی کا اونکو نہایت خیال ہے
کچھ ان دنون مین غیر سے شاید ملال ہے

تری خوبیان غیر کیا جانتا ہے
تو جیسا ہے بس جی مرا جانتا ہے

ہوا انس کیون دل کو اول نظر مین
کہ وہ مجھکو زود آشنا جانتا ہے

خجل ہون آپ مین بیوقت اپنے آنے سے
تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجھے

جفا کو ترک کرو تم وفا کو مین چھوڑون
کچھ اشتہار تمھین ہو کچھ اشتہار مجھے

بڑے فساد اوٹھین شیفتہ خدا نکرے
کہ اونکے بزم مین ہو دخل اختیار مجھے

## حرف صاد مہملہ

صابر تخلص مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرام بخت بہادر ابن مرزا خرم بہادر نبیرہ

مرزا ظہیر الدین صبا نبیرہ شاہ بادشاہ دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہیں تذکرہ گلستان سخن انکے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت میں تذکرہ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم کا لکھا ہوا ہے

عصیان کے دولت اب تم خجلت سے بعد مرگ
اوٹھانا مرے غبار کو دشوار ہو گیا

محفل میں میں تو اوس لب میگوں کے سامنے
نام شراب لیکے گنہگار ہو گیا

اونکی گلی میں آن کے کیا کیا اوٹھائے رنج
خاکِ شفا ملی تو میں بیمار ہو گیا

مثل زر تیری کدورت سے مری رنگت ہے زرد
حکم رکھتا ہے ترے دل کا غبار اکسیر کا

قاتلوں کے واسطے کج طینتی بھی حسن ہے
خوبی ترکیب میں داخل ہے خم شمشیر کا

ہماری خاک میں اتنی کہاں رسائی ہے
نہ جانیں دل میں ترے کسطرح غبار آیا

مرتا ہوں قبر میں بھی ابھی خوف ہے کہ پاسے
پوشیدہ زیر خاک کہیں آسمان نہ ہو

سمجھے ہی چاہتا ہے وہ ہر ہر ستم کی داد
سمجھا ہے اپنے ظلم کا اک قدرداں مجھے

مرگ شب وصال کی خوبی ہے ورنہ یار
رکھتا نہ گھر میں تا سحر مہمان مجھے

ہوں میں بھی اپنے شیشۂ دل کی صفا سے تنگ
مشکل ہوا ہے راز کا رکھنا نہاں مجھے

تیغ کھینچے ہوئے ابرو ہے مرے سر کے
ہے فقط چشم سخنگو کا اشارہ باقی

صابر تخلص صابر شاہ دہلوی محمد شاہ کے عہد میں تھے

جو ہم بستر نہ ہو ہم سے تو اوسکی کیا شکایت ہے
نظر بھر کے ہمیں اک دیکھنا اوسکا کفایت ہے

صابر تخلص احمد مرزا خلف و شاگرد مرزا انس باشندہ لکھنؤ صاحب دیوان ہیں

تیغ کا وقت ہے پہلو میں وہ آ بیٹھے ہیں
بے خبر ہم ہیں وہ کرتے ہیں خبرداری دل

صاحب تخلص نواب ظفریاب خان خلف سمرو فرانسیس باشندہ دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز علم موسیقی اور مصوری میں اچھا دخل رکھتے تھے شروع جوانی میں رحلت کی

نظر آتا ہے مجھے شب ماہ بیمار اپنا
بار ہے اب تجھ سے بلندی پہ ستارا اپنا

ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے اس پار
یا اژدہا ہے فوج سکندر کے اس پار

**صاحب** تخلص صاحب علی خان باشندۂ الہ آباد

خار اور جنس چھوڑتا ہے اب نہیں دامن مرا | اور جنون کو ہے مرے چاک گریبان کی ہوس

**صاحب** تخلص شمشیر زمان خان دہلوی نبیرۂ حافظ عبد الرحمن خان احسان شاگرد عبد الرحمن خان احسان و محمد ابراہیم ذوق

شرمندہ ہے ناکامی فرہاد سے اتنا | ہرگز کبھی تیشہ کا سرا دیر نہیں ہوتا
کس کس کو میں بتاؤن کہ بار غم فراق | دل پر نہیں جگر پہ نہیں جان پہ نہیں
ذرا آنکھوں میں رکھنا اسکو صاحب | کہیں یہ طفل اشک ابتر نہووے

**صاحب** تخلص مولوی صاحب عالم خلف پیارے صاحب سجادہ نشین مارہرہ ضلع علیگڑہ

ضعف سے حال یہ پہونچا ہے اسیر دلکا | قوت نالہ نہیں طاقت فریاد نہیں

**صاحب** تخلص ایک شاعر قدیم صاحب دیوان کا ہے جسکا کچھ حال معلوم ہوا

ز ذر کیفیت مے ہے کہ کبھی جھلکتے ہین | جام ہر شیشہ جھکا شیشہ پہ مینو ار جھکا

**صاحب** تخلص مترجہ ہانس نصرانی شاگرد میر وزیر علی صبا

دیکھنا توڑکے وحشت میں نکل جاؤن کا | مجھکو پہنا ئے ہو زنجیر زنجیر محبت

**صاحبقران** تخلص سید امام علی ولد غلام حسین رضوی بلگرامی معاصر جرأت و انشا ہزل اور فحش سے اشعار انکے مملو ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکی بھٹنی کو پکڑ مین نہ ٹلا بیٹھ گیا | چیخی اسطرح وہ چیخ کہ گلا بیٹھ گیا
نخل مومی کیطرح تھا مین کھڑا گلشن مین | گرمی عشق سے پھولا نہ پھلا بیٹھ گیا
مجھکو شہوت ہوئی جسم سے | تھی بسترے کسی چھنال کی حنا کی
جیون غضب ہے نہی کی ہے بے مثال آنکھ | چھوٹے سے سن مین اسکی بڑی ہی چھنال آنکھ

**صادق** تخلص مرزا صادق بیگ رامپوری

عشق دلبر میں کہون کیا دوستو کیا کیا گیا | دل گیا ایمان گیا راحت گئی ہنسنا گیا

**صادق** تخلص مرزا محمد امیر تیموری کی اولادون مین سے

تیرے ہی سرکی قسم مین اپنے سرکو کاٹ دونگا | اگر کوئی دیوے ... سرکی قسم تیرے سرکی ...

**صادق** تخلص میر محمد صادق خلف میر سید محمد باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خدا نے مقدر کے نہ تھا آہ کوئی ساتھ
ہمراہ کسی دوست کو مشکل میں نہ دیکھا

بھلا دل کو جو گیسو میں سرگرداں ہو کیونکر
یہ وہ راہیں ہیں جن میں خضر بھی اکثر بھٹکتے ہیں

اودھر بزم میں جام چلتے رہے
ادھر اشک آنکھوں سے ڈھلتے رہے

**صادق** تخلص پنڈت دیبی پرشاد متوطن بریلی

کیون نہ برسات میں ہو سبز دوپٹے کی بہار
رنگ بہتر نہیں دنیا میں کوئی دھانی سے

**صادق** تخلص دوارکا پرشاد خلف لالہ کنور بہادر وکیل عدالت فرخ آباد

چشم کو کب کھلی ہے کیون یا رب
آسمان کسکی راہ تکتا ہے

**صادق** تخلص محمد عزیز الدین برادر محمد سعید الدین سعید تخلص خلف مولوی اساس الدین متوطن بدایون باشندۂ دہلی شاگرد مرزا اوسد غالب پہلے عزیز تخلص کرتے تھے

رہی تا بعد مردن بھی علامت جذب کی باقی
بنا نا سنگ مقناطیس سے صادق کی مدفن کو

ہم وم ذبح تجھے بھر کے نظر دیکھ تو لیں
کاش کہ تیز ترا خنجر خونخوار نہ ہو

لیگئی دل اک نگہ میں اوسکی چشم نیمخواب
مست ہم سمجھے تھے اوسکو پر بہت ہشیار ہے

**صادق** تخلص بہور بیگ متوطن شمس آباد باشندہ دہلی

آوارگان عشق کو مانند گرد باد
کیجا قرار ہو تو کوئی جستجو کرے

**صادق** تخلص شیخ محمد صادق قریشی باشندۂ دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

نے جنگ سے ہے کام نہ کچھ صلح کا ہے ڈھنگ
سامان نہ سود کا ہے نہ حاصل نہ ساز کا

**صادق** تخلص میر جعفر علی خان دہلوی مصنف بہارستان جعفری

یون بیان غیر سے اب اور مثال نرگس
ہم سرین دیکھتے ہی ہاتھ میں پیمانہ لیے

شرم سے نام وہ نہیں لیتا
پھر ہمارا خطاب ہے کو لی

**صادق** تخلص صادق علی خان فیلبان مرزا سلیمان شکوہ بہادر عزیز فوجدار خان فیلبان شاہ عالم بادشاہ باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد انشاء اللہ خان

صادق اب اور سرو کا نہین اوس سے مگر ۔ ایک بوسے کی رکھی ہے دل غمناک ہوس
جسنے دیکھا ہے تری جلوہ گری کا نقشہ ۔ اوسکو بھاتا ہے کب اسے یار پری کا نقشہ
تھی ایک تو کرتی ہے لاہی کی غضب تسخیر ۔ ہے آفت جان کا فرانگیا کی یہ سنگھرالی
کچھ اوس سے اشارے مین کہتا ہون تو کہتا ہے ۔ دانتون مین دبا انگلی اجی دو اسے یہ رسوائی کی

**صادق تخلص صادق علی خان عظیم آبادی**

ده ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن مین آب ۔ دیکھے تو خضر کے بھی بھر آئے دہن مین آب
کیا دخل ہم وفا سے پھرین اور جفا سے یار ۔ سو مرتبہ زمانے مین گر انقلاب ہو

**صادق تخلص صادق حسین خان ولد نثار علی خان خواہرزادہ راجہ تاج الدین حسینخان کمبوہ باشندہ لکھنؤ شاگرد رشک**

آتش رنگ حنا ہے یا عذاب نار ہے ۔ خاک کیجان ورہی کرتی ہے شیون زیر پا

**صادق تخلص حکیم سید محمد صادق عرف صادق مرزا ولد حکیم سید محمد حسن خان نبیرہ روشن علی خان برادر معتمد الدولہ باشندہ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد ہادی علی بیخود**

نگہ بد سے جو اوس گل کی طرف تو دیکھے ۔ پھوٹ جائین تری او نرگس شہلا آنکھین
کثرت آب سے ہم اشک سے مانند حباب ۔ دیکھو لو رکھتی ہین آغوش مین دریا آنکھین

**صادق تخلص صادق علی خان عرف میان سیتا بیگ لکھنوی شاگرد جرأت**

**رباعی**

بس سے کہون آہ جا کے حالت دل کی ۔ اتنی باقی ہے رونہ طاقت دل کی
وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی ۔ افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

**صالح تخلص مرزا مصلح الدین نواسہ ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد مرزا پیارے رفعت**

ناناپن ہی ہے آپ کے مجھسے جو کچھ کہا ۔ لیکن زبان خلق کی تدبیر کیا کرون
ہمکو تو دل لگی مین اونھین ہین جلادتین ۔ سو دل خدا جو دیوے تو سودا لگا ہے

**صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی فارسی شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین کلکتہ اور مرشد آباد مین آئے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا**

منعم کی اوس محبت پر دیا تھا جان و دل صبا نے
نہ تھا معلوم یون ہوجائیگا نامہربان اپنا

صبا تخلص صبا شاہ مغلبچہ آخر ایام مین فقیر ہو کر امام شاہی فقیرون کے سرگروہ ہوئے تھے اور غورجہ شکارپور مین اپنے مرشد کے مزار پر چار ابرو کی صفائی کر کے یاد اللہ مین مشغول تھے

چھوڑ بیٹھا جو تعلق عالم ایجاد کا
سرو چیلا ہو گیا ہے کیا کبھی آزاد کا

صبا تخلص احمد حسین خان خلف محمد کاظم خان باشندہ حسین آباد ضلع مونگیر شاگرد مولوی اولاد علی کا ہے

سکندر کو مبارک آئینہ خاتم سلیمان کو
خدا اس دل کو رکھے اور دل پر داغ ہجران کو

لب غنچہ دہن جس دم تکلم مین گل افشان ہو
ہنسی بھولے چمن مین باغبان گلہای خندان کو

کان جید دائے جو اوس سے تو غش آیا مجھکو
بارے یون ہی نے کیا بس تہ و بالا مجھکو

صبا تخلص لالہ کانجی مل متوطن فیروز آباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

مجھے آتا ہے تجھ پر رحم اوس قاتل کے کوچے مین
لیے جاتا ہے نامہ آج تو اے نامہ بر کس کا

صبا ہم نے تو ہرگز کچھ نہ دیکھا جذب الفت مین
غلط یہ بات کہتے ہین کہ دل کو راہ ہے دل سے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تربت صبا کی دیکھی کل رات دو پہر جو ق آئے نظر مجھے وہان شمع و چراغ کتنے

جا کر جو آج ون کو دیکھا کیا تفحص
اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص ہنر اراجہ ستنگر ناتھ بہادر پیشکار نظارت شاہی دہلی ولد راجہ رام ناتھ نظر شاگرد سعادت یار خان رنگین

دل جب اوسکی نگہ مست کا مخمور ہوا
سر خوش کیفیت بادہ انگور ہوا

ہو نہین صدقے ترے بہا نے سکے
زور ڈھب یاد ہین نہ آنے کے

صبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی خواہرزادہ میر اشرف علی ناحی شاگرد آتش ١٢٧١ بارہ سو اکہتر ہجری مین گھوڑے سے گر کے انتقال کیا + شعر عاشقانہ اچھی طرز پر اچھا کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا +

نہ کیون کیفیت اشراق ہم مستون کو حاصل ہو
بلند و پست عالم ایک ہے چشم حقیقت مین
بنگیا خال جبین کوکب بخت خورشید
دکھلائینگے تجھے ہم داغ جگر کا عالم
اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے
آسمان نے مجھے محروم شہادت رکھا
جمشید اپنے وقت کا ہون مین فقیر مست
سکو لہو مین گردش نگہ یار سے لیسا
روتے روتے چشم نابینا ہوئی
کیا بنایا ہے بتون نے مجھکو
اب تو صاحب کی ہوئی خاطر جمع
عروس گل پہ ستی کا گمان ہوتا ہے
ہوگیا مین قتل اونکا نام لیکر پیار سے
لیگیا چھین کے دل وہ بت پرفن کیسا
اوس بادشاہ حسن کا سایہ جو پڑ گیا
جور گلچین عشق گل خوف خزان اندا ہی خار
دل ہے غذائے رنج جگر ہے غذائے رنج
آدم سے باغ خلد چھٹا مجھسے کوے یار
کسی کے وعدے کا رہ رہ کے دھیان آتا ہے
کھائینگے زہر اونکے خط سبز فام پر
مردے پڑے ہین ہجر کے مارے پلنگ پر
کروٹ بدل کے آپ جو سوئے ہین وصل مین
مسافر ہون سراسیمہ ہون مضطر ہون پریشان ہون

ہر اک خم اپنے میخانے مین سینہ ہے فلاطون کا
حصیر فقر ہمپایہ بنا تخت فریدون کا
کس ترقی پہ ترا حسن خداداد آیا
منہ اسطرف کبھی تو اسے آفتاب ہوگا
کیونکر کوئی جیے گا جب یون عتاب ہوگا
تیغ قاتل کے لیے تخت سیہ ڈھال ہوا
جام جہان نما ہے پیالہ سفال کا
تل تیل ہو کے بہگیا چشم غزال کا
یہ کنوان ٹوٹا تو اندھا ہو گیا
نام رکھا ہے سلمان میرا
سن چکے حال پریشان میرا
فراق یار مین سنبل دہوان ہے ہم گھٹ کا
مجھکو سیفی یار کا اسم جلالی ہو گیا
رنگ اڑ گئے دیکھ کے منہ شیخ و برہمن کیسا
ہر سرو لنگ باغ مین تیمور ہو گیا
لاکھ آفت مین پھنسی ہے ایک جان عندلیب
پیدا کیا ہے مجھکو خدا نے برائے رنج
وہ ابتدائے رنج تھی یہ انتہائے رنج
اٹھ اٹھ کے لگاتی ہے انتظار مین روح
سرسبز ہونگے خضر علیہ السلام پر
تابوت کا گمان ہے ہمارے پلنگ پر
ہم لگ گئے ہین گور کنارے پلنگ پر
یہ سب کچھ ہو رہے تجھ خیال سے حیران ہین

مجھے بھی اور اوسے بھی امتحان کا اک بہانا ہے
اوسے تیغ آزمائی ہے مجھے دل آزمانا ہے

پادشاہون کے لب گور سے آتی ہے صدا
مور کو بھی نہ ستائے جو سلیمان ہو جاے

تجربہ دو دلون کی جا بنا ریون کا کردم قتل
امتحان غیر کا میرا سر میدان ہو جاے

**صبا** تخلص خواجہ عبد الرحیم خلف الرشید خواجہ سلیم اللہ داماد و برادر زادہ خواجہ علیم اللہ مرحوم رئیس اعظم ڈھاکہ ہر دو زبان مین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے سنہ ۱۲۸۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

جائیے آپ اوس گلی مین صبا
ہم یہین سے سلام کرتے ہین

طوفان نوح پھر ہو جہان مین جو باندہ دون
دامان ابر سے مین گریبان کے تار کو

وزدیدہ اون نگاہون کے مضمون کا فیض ہے
سب کو گمان جو سرقہ کا میرے سخن مین ہے

جو کہ دیکھا خواب ہے اور جو سنا افسانہ ہے
اس سے یہ ثابت ہوا دنیا تو ہم خانہ ہے

وہان ہے عذر لغزش مستانہ آئے ہین یا تو
اور یہان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہے

دیکھ کر کثرت دلونکی تار تار زلف مین
آئنہ حیرت مین ہے اور کشمکش مین شانہ ہے

یہ تو ہو معشوق وہ عاشق زہے نیرنگ عشق
ایک ہی آتش سے جلتی شمع اور پروانہ ہے

**صبا** تخلص کریم بخش باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

عاشق کی بعد مرگ بھی مٹی خراب ہے
خاک مزار کا بھی تو ملتا نشان نہین

**صبر** تخلص سید محمد علی مرثیہ گو فیض آبادی

غم ہجر صنم مین رات دن کی بیقراری سے
نہ بھی فرصت مجھے وقت سحر تک آہ و زاری سے

**صبر** تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم ابو علی خان شاگرد عزت اللہ خان عشق وطن اونکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

سگے مقصد حرم کا ہے سر میخانہ رکھتے ہین
غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکھتے ہین

**صبر** تخلص میر علی حسین شاگرد کیف

لگائے دل کو نہ دنیا مین جو کہ ہو ہشیار
کہ پایدار نہین آہ اس چمن کی بہار

**صبر** تخلص شیخ محمد رضا شاگرد عبد الرؤف شعور

کام آتی ہے بیٹھتے اوٹھتے
صنعت ہین آہ و عیوب دوستی ہے

خیر ہے کس سے خفا ہو آج کیسا ہی مزاج
زلف کیون بکھری ہی کیون بگڑی ہین تیور بولیے

خط اگر پھاڑا تو پھاڑا قتل کیون اوسکو کیا
جرم کیا قاصد کا تھا بھیجے پیغمبر بولیے

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ مقیم شاہجہان آباد شاگرد منشی بسنت سنگہ نشاط وشاہ نصیر دہلوی وحکیم مومن خان

ہمین گمان کہ وہ آگئے ہمارے قابو مین
اونھین یقین کہ مرے ہاتھ اک شکار آیا

دل لگانے کو بتاتا ہے تو مشکل ناصح
ترے نزدیک چھڑانا مگر آسان ہو گا

زیست کم حسرت بہت کس کس کا شکوہ کیجیے
طالع خوابیدہ کا یا دیدۂ بیدار کا

بدنامیان ہین باعث نام آوری یہان
ہم جانتے تھے عشق مین کچھ ننگ وشان نہین

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ خلف خیراتی لال باشندۂ سکندرہ شاگرد حافظ فہیم سررشتۂ کمسریٹ سے متعلق تھے شعر بہت جلد کہتے ہین اپنے سنہ ۱۸۵۳ اٹھارہ سو ترپن عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

تا بہ رگ ہے یار سر کھاتا ہے سنبل پیچ و تاب
مشک چین نے جبین مالی ہے یہ وہ گیسوی دوست

گرد کدورت کہین دل سے تری دور ہو
پس کے ہین سرمہ بنون جو تجھے منظور ہو

گر بہار نکہت پیراہن یوسف نہ اے
کب نہال آرزوے پیر کنعان سبز ہو

دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے
طائر فکر و تصور صورت پروانہ ہے

کسا ہے اوسکی چھاتی پہ سینہ بند زرتار کے
ہو یا چاندی کی ڈبیا پر کھنچی تحریر سونے کی

صبر تخلص میر اسد خلف میر مہدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

میرے سر پر ہین شگفتہ مثل گل داغ جنون
کیا عجب گر ہو ہجوم بلبلان بالاے سر

صبیح تخلص میر وارث علی لکھنوی

سیر منظور جو ہے میرے تڑپنے کی انھین
پوچھتے ہین دل بیتاب تمھارا ٹھہرا

فرقت یار مین کب اشک تھمے اپنے صبیح
کس نے دیکھا ہے کہ بہتا ہوا دریا ٹھہرا

صحبت تخلص مرزا بخش علیخان خلف نوروز علی خان بن امیر الدولہ حیدر بیگ خان

باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

ہوگیا ہم کو جنون ٹکڑے گریبان کو کیا
رکھ لیا اوسنے دم رقص جو دامان سر پر

اون کشیلی انکھڑیون کا جو تصور ہے مدام
دیدہ ہاے زخم کے مانند ہے خونبار آنکھ

جب سے آنکھین لڑاتی تھین چشمک نہین ہے جا بکر
ہم سے اوس بیدید ہ اب ہرگز نہ انکی ار آنکھ

**صحت** تخلص محمد حسنخان ولد حکیم غلام عباس نبیرہ محمد یار خان وکیل باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش

محفل مین رہ گئے کف افسوس ملکے ہم
پردے مین یار نے جو چھپائے دکھا کے ہاتھ

**صدر** تخلص میر صدر الدین مرحوم ولد میر بدر الدین نبیرۂ خواجہ باسط باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

آندھیان آتے ہین آہو تشنے ہمارے اکثر
اوٹھا طوفان اگر رونے پہ آئین آنکھین

**صدر** تخلص محمد صدر الدین علوی شناوری وشکار سے بہت شوق رکھتے تھے

کرتا نہین ہے تو جو ادہر شبہ تو زلف نے
کیا جانیئے کہ کان مین کیا کہدیا ترے

**صدق** تخلص شیخ محمد اشارت علی بن شیخ نوازش علی نبیرۂ نواب ابو محمد خان کمبوہ باشندۂ میرٹھہ شاگرد مظفر خان گرم تاریخ گوئی مین اچھا دخل رکھتے تھے

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے
اوس بدگمان کو وہم کہ مغرور ہو گیا

میانتک شمع رویون کو مری قربت سے نفرت ہے
کہ گل ہووے چراغ و شمع گر آوے مرے گھر مین

**صدق** تخلص ایک شاعر حیدرابادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بوقت اشک اب نکلے ہے شاید
ہوا آنکھون مین اب لخت جگر بند

کہان نکلے ہے تار زلف سے دل
کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

**صفیر** تخلص محمد نظیر باشندۂ بلگرام شاگرد شرف

یار کے آگے شب وصل مین مرجاؤن مین
نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

**صفیر** تخلص محمد میر خان شاگرد امداد حسین صفیر

اپنے ہاتھون سے رقیب اپنا بنایا ہمنے
آئنہ اوس بت خودبین کے مقابل کرکے

وعدۂ وصل تو ہر روز ہوا کرتا ہے
آج وسے ڈالیے اک بوسہ کڑا دل کرکے

**صغیر تخلص میان نجم الدین خلف شاہ نصیر دہلوی**

گریہ اے پردہ نشین چھپکے کیا کرتے ہین — غم دوری مین بھی ہم پاس وفا کرتے ہین
آہ صحبت ہوئی کیا شبنم و گل کے باہم — عقبنا رو تا ہون وہ اوتنا ہی ہنسا کرتے ہین
صغیر دیکھ تو دریا یہ بھی نصیب ہے شرط — پیاس سے لب ساحل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

**صغیر تخلص شیخ حیدر علی ولد شیخ وہومن لکھنوی شاگرد رشک صاحب دیوان ہین**

سیاہی تیلیون کی یہ بھی اک پردہ ہو ظاہر کا — بھرا کرتی ہے تیری سرمئی انہوا ن آنکھون مین
مسیحائی تلی ہونٹون کو یا یا سحر باتون نے — کرشمہ ہے بھوون مین اور ہے اعجاز ہونٹون

**صفا تخلص میرن شاہ دہلوی خلف رتن شاہ مرحوم شاگرد ذوق**

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا — یہ خرابی ہے ستم [illegible] ہے مین
جب رہے خدا کے لیے ای حضرت ناصح — اسوقت خدا یاد نے مرد چھپا [illegible] ہے

**صفا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا**

محتسب جھوٹ ہے مے کیسے بھری شیشے مین — [illegible] ہے آنسو کی تری شیشے مین

**صفا تخلص لالہ منو لال لکھنوی قوم کایتھ ولد رای [illegible] شاگرد [illegible] صاحب دیوان گذرے بعض صاحب تذکرہ نے [illegible] شاگرد لکھا ہی**

خوبصورت جو بہت ہو اسکو سمجھا ہو صفا — تو نے دیکھا نہین وہ سن شاک سری کیا منہ کیا
ہیچ کو کب سلیقہ تھا ستمگاری مین — کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے حسرت کے نام مین لکھا ہے

مرے شعر مین تو اوسکے نام سے پانی بھر آیا — مزا ایسا ہے کیا اوس بوسہ عارض خندان
مرے رونے سے دل اوسکا تو کچھ مائل بہ رحمت ہے — مرے حق مین مرا رونا تو یہ باران رحمت ہے

**صفا تخلص حافظ محمد حسین باشندہ میرٹھ شاگرد غلام مولی قلق**

تو شاکے کیونکہ جو تک اوٹھا گر اثر نہ تھا — واعظ یہ میرا نالہ ہے شور اذان نہین

**صفا تخلص مرزا اسعید الدین دہلوی عرف مرزا اتھے برادر و شاگرد مرزا رحیم الدین حیا**

گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتے بیٹھے — کون ٹکرا سے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

**صفت** تخلص مغل جان نظام الملک آصف جاہ کے قرابت متوسلون مین سے تھے
بعضے صاحب تذکرہ نے انکا صنعت تخلص لکھا ہے

سینے مین آہ دل مین طپش اشک چشم مین
شہرہ ہے عاشقی کا مرے جا بجا ہوا

**صفدر** تخلص میر صفدر علی باشندہ سونی پت

شجر سوختۂ شمع سے جب گل نکلے
چاہیے بیضۂ فولاد سے بلبل نکلے

**صفدر** تخلص میر فرزند حیدر خلف میر امیر حیدر فرخ آبادی شاگرد آسمعیل حسین منیر

دنیا کے دن پھرین جو وہ یوسف سوار ہو
ہو جائے صاف ابلق ایام چار دات

وہان رنگ پان سے ہے در دندان مین لالہ
یہان خون لب سے سرخ ہین صفدر کی یاد

ہوتے ٹھوکر سے ہزارون گل و بلبل پامال
تیرا گلگون چمنستان مین جو لیتا ناخن

منہ دیکھے کی اسیحان محبت نہین اچھی
رہنے دو تم اپنی یہ عنایت نہین اچھی

دیوانے بنے ناصحا ہم اوس شکر سخنی سے
سچ کہتے ہین ناجنس کی صحبت نہین اچھی

**صفدر** تخلص صفدر بیگ خلف حیدر بیگ باشندہ کرنال مقیم دہلی

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس
اب تلک تو مری عادت سے خبردار نہین

آرام تھا گلی مین ترے نقش پا کی طرح
ظالم اوٹھا کے کیون مری مٹی خراب کی

اسطرح سمجھا مجھے ناصح کہ دل سمجھے مرا
پند کرنا اور ہے اور سر کھپانا اور ہے

**صفدری** تخلص میر صادق علی دہلوی کہین برادر و شاگرد میر نظام الدین ممنون
جوانی مین ایک کافر بے پیر کے ہاتھ سے مارے گئے

نہین معلوم ٹھرا پاے نگارین کس کا
چھپا ہٹ سے حنا کی سی گل قالین ہے

نہین معلوم دل مین صفدری کو درد کیسا تھا
کہ ہر دم ہاتھ سینے پر دھرے تا بانہ پھرتا

صفدری قد کو کہین اوسکے کہا تھا گل سرو
سیدھی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو

چھپکے کا شکر ترے ابرو پہ ہے داغ
یا قبضۂ شمشیر مین چھٹی یہ جڑی ہے

**صفی** تخلص محمد صفی اللہ باشندہ دہلی

اللہ ہر اک دل سے ہے احوال سے آگاہ
گر نالہ فلک رس نہین اپنا تو نہ ہو [illegible]

## صفیر تخلص نور خان شاگرد میر حسین تسکین و غلام مولی قلق باشندۂ میرٹھ

ترے چالوں سے فتنۂ عالم — روز رہتا ہے روز محشر کا
اپنا خنجر ذرا بچا سے گا — دھیان سودائی کو نہیں سر کا
سرگشتہ روز و شب ترے کس طرح مدام — اپنا ہی درد آدہ ہے یہ آسمان نہیں
کیونکر صبح ہجر صبح قیامت سے کم نہیں — کم صور کے فغان سے صدائے اذان نہیں

## صفیر تخلص سیا خان باشندۂ دہلی شاگرد مومن

لب شیریں سے کیا جو بوسے سے منع لب بہ لب — سمجھے ہرگز کبھی ترا راز نہ پنہان ہوتا
نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا — نہ اختیار تمہارا نہ اختیار اپنا
کہتے ہو جان جائے تری اور تمہیں مجھ جان — سہے ہے خدا نخواستہ یہ تمنے کیا کیا
ہوا جو سنو تو مجھے خوب یاد کر لیجے — کہ رہ نہ جائے کوئی جور امتحان کے لیے

## صفیر تخلص شیخ امداد حسین خلف شیخ واحد بخش فرخ آبادی شاگرد امداد علی بحر

دشمن کو بھی نصیب نہ ہون یہ الجھان — رسوا ہوئے ذلیل ہوئے دل لگا کے ہم
ہاتھوں سے اوسکے رنگ اوڑایا غضب کیا — قائل ہیں سحر سازی دزد حنا کے ہم

## صفیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص داروغہ آبکاری ضلع مونگیر باشندہ

بلگرام مقیم ضلع شاہ آباد اردو میں محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی سحر سے اور فارسی میں مرزا نوشہ غالب سے اور مرثیہ میں مرزا دبیر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان اردو و قصۂ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم میں شعر اچھا کہتے ہیں راقم کے احباب میں ہیں راقم نے اس تذکرہ کے لیے اونسے کچھ اشعار طلب کیے تھے اوسکے جواب میں انھوں نے نامۂ منظوم و اشعار مندرجہ ذیل بھیجے تھے

بس اے سرشک جوش ترا ہے یہ ناگوار — ایک ایک قطرے سے ترے سیلاب بہہ گیا
اک شور ہے جہان میں تیرے چھپاؤ کا — کھلا جاتا ہے ترا پانی دن ایک بار
عالم کو تو نے عالم آب ایسا کر دیا — موقوف رکھ گیا ہے زمانے کا کاروبار
ہر چند تیرا جوش کبھی کم ہونے سکے — کچھ بھی تو رحم کر کہ ہوئی آنکھ اشکبار

چھپرہ کے واسطے جو ہوا دل مرا نڈھال
آنکھون کو میرے حال پہ جوش آیا ایکبار

اتنا بھی چاہتا نہ تھا اے رشک مہربان
جس سے زیادہ طول ہو فرقت کا کاروبار

تو جانتا ہے مجھکو ہے چھپرہ کا اشتیاق
عبد الغفور خان نے کیا ہے وہان قرار

کچھ بے طرح ہے شوق مجھے اونکی دید کا
ہوتا نہ جوش آب تو بیڑا نہ ہوتا پار

مانند موج آب ہے اب دل کو پیچ و تاب
تو ہے مری مدد کو پہونچ اے وفا شعار

اک موج بھیج چھپرہ کی جانب بصد شتاب
جاکر وہ زیر قصر معلی کرے قرار

جسوقت سیر آب کو آئے وہ نا صبور
میری زبان سے بولے لب موج ایکبار

اے بحر فیض ابر کرم منبع وفا
اے کان علم و حلم و سخن فہم روزگار

دانندۂ رموز سخن واقف عروض
کشاف سر شعر دقیق و نکو شعار

بعد از نیاز و عرض سلام اپنا اشتیاق
کیونکر کرون بیان کہ نہین اسکا انحصار

ہر دم تڑپ رہا ہے دل اشتیاق مند
لیکن حضور آپ نے روکا سجال زار

ہفتہ ہوا کہ آرہ سے اک نامہ نظم مین
بھیجا ہے ڈاک سے جو بڑھا دل کا اضطرار

پٹنہ مین اتفاق سے پہنچا ہون آجکل
دو چار روز اور مگر ہے یہان قرار

مسکن مرا ہے آرہ یہ امید ہے مجھے
جب تک ہون آنکھین دید کے قابل العبد نگار

محروم مین نہ نامہ و پیغام سے رہون
بھیجا کرین حضور بھی خط مجھکو بار بار

محظوظ دل کیا کرین اپنے کلام سے
مضمون نغز دل کو مرے لطف دے ہزار

اس نامہ کا جواب جو آئے تو آرہ مین
حاصل کو بھی ملے تو نہین کچھ برا یہ کار

پہونچیگا میرے پاس بہر حال پھر لکھ
دراصل میرا قصبہ آرہ مین ہے قرار

اپنا کلام حضور مین کیا بھیجون آپ کو
کیا باغ کو لیجائیگا اک سوتیا کا ہار

لیکن نہین پسند کہ خالی بھی جائے خط
جاتی ہے اک غزل بھی کہ وہان پائے اعتبار

نامہ دعا پہ کرتا ہون ختم اور یہ دعا
جب تک نہ پہنچون در روز بیان ہو بار بار

یارب مقیم چھپرہ ہون عبد الغفور خان
صحبت مین اونکی ہو یہ صفیر وفا شعار

# اشعار

تاثیر محبت کا اوس وقت مزا ہوتا
جو دیکھ لیتا سنگ یار پہاڑ کھائے گا

مزرع فلک نہ پامال ہو کیونکر اے شوخ
بے سبب تیری بغل مین یہ مچلنا کیا تھا

پاس اونکی نزاکت نے کیا خوب ہمارا
قتیل تیغ الفت کی پریشانی نہین جاتی

لب گرد کثرت زفشان سے چھپاؤ نہ اسے
سب دیکھتے ہین اور کہین جاتے نہین ہم

سمجھے بھی شب ہجر مین کچھ کام نہ نکلا
یہ ذائقہ پاؤگے نہ اغیار کے منہ مین

کیا کیا لب شیرین پہ ٹپکتی ہے مری رال
کھلتا نہین کہ کھلتے ہین کیا اوس پہ عجیب

جز ہم نظارہ [illegible] ہین رسوا کرین
ہم بغل غیر سے تو وہ گل شاداب نہین

دے [illegible] اک بوسہ خوشی سے اپنی
اے [illegible] جوان وہ پری شیشے مین اوتارا ہوتی کیا

ہین [illegible] مین [illegible] ہون مین دیتا ہون جو کو
یون مین کسطرح بھلا حال سناؤن اونکو

[illegible] تیرے ہونٹون کا جو سمجھین لطیفان [illegible]
بس دیکھ چکے ہین دلبرون کو

مژگان سے کئے ہین لخت دل گم
منہ اپنا اونکے وصل مین دیکھ زبان

وہ آپ منا لیتے ہین جب کہ خفا ہوتا
ہما جیا تو مرے استخوان بہت اچھا

تری رفتار کا مضمون سبے چلتا پھرتا
خواب مین غیر کے پہلو مین تو رسوا کیا تھا

چھٹتا نہین اوس شوخ سے مکتوب ہمارا
نکولا جنگلون مین ہے تن بے سر لیے پھرتا

اک یہی خال تو اے جان ہے جان رخسار
ہین مردم دیدہ کیطرح خانہ نشین ہم

اے موت مگر مرنے کے قابل بھی نہین ہم
دیکھو تو زبان دے کے نکلوا رکھے منہ مین

جی چاہتا ہے دے دون زبان یار کے منہ مین
جو عاشق دہن ہوا کچھ بولتا نہین

پھر ہے وہ آپ دیکھین روزن دہان مین
آج آنکھون مین ہماری اثر خواب نہین

اچھا تم میری خوشی جائیے [illegible]
جانتا ہے بند محرم کی کشش تسخیر

کیا کام مرے حال پریشان سے کسیکو
دل چیا ہے وہ محفل مین ادہر دیکھین تو

اشارہ تیری آنکھون کا اگر جانے ہرن [illegible]
اب دل پہ نگاہ ہے ہماری

آتش پہ نگاہ ہے ہماری
ان جتون کو بے دہر ہم کیا کیجیے

| | |
|---|---|
| گھر کیا دل مین جو اوسکے نیشتر نے | وہ لگے میرا کلیجا چیرنے |
| کہیے کیسے غیر سے اسوقت کیا ذکر تھا | دیکھکر مجھکو زبان اپنی لگی کیون دابنے |
| باتون سے تیرے کیا ہے بیمار | کیا ہو نسخہ مری دوا کرینگے |
| وہ وہان سے چلے ہین ہم یہان سے | مضمون کیا صلح کا لڑا ہے |
| دیسے گزرتے ہی نظر اوس رشک ماہ کی | ہو تیل تراشتی ہے سروہی نگاہ کی |
| ساقی دعائین مانگ تو زلفون کو کھولکر | رندون کو احتیاج ہے ابر سیاہ کی |
| کل جو اوٹھے تھے بٹھا لے کے لیے | آج بیٹھے ہین اوٹھا لینے کے لیے |

**صمیم** تخلص منشی ... داس دہلوی طب ہندی و ستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

| | |
|---|---|
| بھولی بھولی تری صورت سے یہی تھی تو قع | تو تو عیارون کا عیار ستمگر نکلا |

**صنعت** تخلص کریم الدین زرگر مراد آبادی ہمیشہ اپنی اوقات عزیز کو عبادت مین صرف کرتا تھا اور وضع آزادانہ رکھتا تھا

| | |
|---|---|
| یہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن | ہمارا ہی دل لے کے دلدار ٹھہرے |

**صولت** تخلص نواب محمد تقی خان لکھنوی خلف نواب حسین علی خان اثر شاگرد ناسخ شعر خوب کہتے ہین لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

| | |
|---|---|
| گھل گیا پیری مین فرط غم سے ایسا جسم زار | پوست ڈھیلا ہو کے آخر جامۂ تن ہو گیا |
| جو دیکھی خال مین ... کچھ ... | تو قرآن مین بھی نکلا ... |

**صولت** تخلص قاسم علی خان ... علی خان ... قائم خان ... باشندہ ...

| | |
|---|---|
| تربت مین ہم ... ہین | تھا زیست مین ... انتظار کا |
| ملتے ہو رقیبون سے ... گھر نہین آتی | اتنی ... فرصت نہین ملتی |

**صید** تخلص ... مولوی عبد الباری مرحوم شاگرد مولوی رشید ... مرحوم ... مدرسہ عالیہ کلکتہ مین زبان انگریزی کے مدرس ... زبان مین اچھا کہتے تھے مگر کلام ... یعنی ... انتقال کیا ... تاریخ کہی ہے

چون مرد برادر من عبد الباری — در دیدهٔ من تیره جهان شد ناگاه
بنوشت خرد سال وصال او با سے — صد حیف شکست بازوے من بیدآه

سنہ ۱۲۸۳ھ

## ولہ

ہے غم سخت موے مولوی عبد الباری — تنگ ایسا ہوئین چرخ سے کبس ہاتھون سے
ایسی حالت مین ہوئی مجھکو جو تاریخ کی فکر — دل یہ بولا کہ قضا کی ہے مرے بھائی نے
سو جب صرصر بنا ہے خنجر شمر لعین — صحن گلشن ہے خزان مین کربلا مو عندلیب

سنہ ۱۲۸۳ھ

## حرف ضاد معجمہ

**ضابط** تخلص مہر علی متوطن دہلی

نام کی تو نے شرم کر ضابط خدا کے واسطے — یہ تیرا اگر یہ تجھے آخر بھا لیجائے گا

**ضاحک** تخلص درویش صاف باطن شیخ مراد بخش خیاط باشندہ دہلی

جا کیا جگر کے سینے مین ٹوٹا ہزار بار — ضاحک یہ رشتہ بھی کہین ہیان یار ہے

**ضاحک** تخلص میر غلام حسین ولد میر عزیز اللہ دہلوی مرزا رفیع سودا کی ہجو خوب کہی ہے اور بہت یہ گو تھے میر حسن اونکے بیٹے نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے کہ ایسے ظریف تھے کہ کوئی غزل انکی ہزل سے خالی نہین

کیا دیجیے اصلاح خدائی کو ولیکن — کافی تھا تیرا حسن اگر ماہ نہ ہوتا
[illegible] اوس طفل پریوش چھپا مین [illegible] — بس مر [illegible] نہ چلا رو کے [illegible]

**ضامن** تخلص شیخ ضامن علی لکھنوی خلف شیخ ابو تراب شاگرد اسیر

[illegible] کو چھینک دی لحد سے اوچھال کر — اسیر سے کنہ کا بوجھ اوٹھے گا زمین ہے جب
[illegible] مشکل گھر سے بس تھی امید — اوج مین اونکے منتظر رہے ہم تمام شب

**ضامن** تخلص [illegible] محمد ضامن باشندہ اکبر آباد مقیم حیدر آباد شاگرد شاہ نصیر دہلوی

[illegible] — جہان آپ کی غزل بھی مرے جان نام آپ کا
[illegible] مین — [illegible] تجھے یقین آیا

**ضائع تخلص** میر خیر الدین باشندهٔ ناگور مقیم دہلی

ضائع کا اسے عزیز دکھیہ ڈہنگ ہی نرالا ۔ تا صبح روتے رہتا تا شام خوار پھرتا

**ضبط تخلص** کنھیا لال سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد خلف موہن لال مرادآبادی

وہ کوٹھے پر چڑھے ہے جو چشم بد دور ۔ اوتارا چاند کو سب کی نظر سے

**ضبط تخلص** نوازش علی خان خلف مقصود علی خان دو پٹے باز باشندهٔ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

شرمندہ لعل لب سے ہو یاقوت و برگ گل ۔ صاف آئینہ خجل ہو جو دیکھے صفائی رخ

**ضبط تخلص** سید حسن شاہ برادر سید شاہ حسین حقیقت شاگرد جرأت مرآت حیدری اور کئی رسالے منظوم جفر اور رمل مین انسے یادگار ہین

نقد دل وحشت مین کھو کر اک جنون پیدا کیا ۔ ہم نے بازار محبت مین یہ کیا سودا کیا
ایسا نہ ہو کہ پاؤن تلک آرہے کہین ۔ آئی لٹک کے زلف گرہگیر دوش پہ
طفلی مین بھی خیال یہ آتا تھا مجھکو ضبط ۔ رہنے نہ دیگا یہ فلک پیر دوش پہ

**ضبط تخلص** سید آغا جان ولد سید علی خان برادر نواب معتمد الدولہ باشندهٔ لکھنؤ شاگرد ہادی علی بجنود

تو سراپا چمن حسن ہے اے رشک بہار ۔ رخ ہے گل سرو ہے قد نرگس شہلا آنکھین

**ضیا تخلص** مولوی غلام رسول خلف شیخ محمد پناہ ساکن قصبۂ بلانوان پرگنہ سندیلہ شاگرد نواب عاشور علی خان

مد نظر ہو مین ہین نشیلی وہ انکھڑیان ۔ مانند رند مست نہ کیون لڑکھڑا اے دل
ڈر ہے ضیا نہ گل کہین شمع حیات ہو ۔ ان سوزون طرح چلی ہے ہنا بیت ہوا دل
کوچے سے یار کے انہین الفت کمال ہے ۔ کیونکر لحد مین ٹھہر سکینگے یہ خستہ تن کے پاؤن
غیرت مہر وہ عارض جو نمایان ہو جاے ۔ داغ دل اپنا یقین ہے مہ تابان ہو جاے

**ضرغام تخلص** مرزا بہادر بیگ دہلوی

اے ستمگر سبب خاطر ناشاد نہ پوچھ ۔ ہم سے مغموم مزاجون کو نہ کر یاد نہ پوچھ

خاک ضرغام کا کو سون نہین لگتا ہے پتا ۔ تیری شوخی نے کیا کیا اوسے برباد نہ پوچھ

**ضرورت** تخلص محمد حسین باشندہ پانی پت دہلی مین معلمی کرتے تھے

تاثیر آہ و نالہ معلوم ہے جو کچھ ہے ۔ کیا لوگے اے ضرورت گر پھر بکا کروگے

**ضعف** تخلص عابد حسین باشندہ دہلی

ایسا نہ ہو کہ دست نگارین سے گم ہو دل ۔ اے شوخ خوفناک ہین وزدحنا سے ہم
افتادہ رہگذار مین ہین اسلیے کہ گاہ ۔ کچھ رہروون کا رازنہین نقش پا سے ہم

**ضعف** تخلص شیخ غلام عباس آئینہ ساز ولد شیخ غلام محی الدین لکھنوی شاگرد امجد علی

کیون نہ کھٹکین دل عاشق مین ستمگر پلکین ۔ ہین رگ جان کے لیے صورت نشتر پلکین

**ضعیف** تخلص شجاعت علی باشندہ دہلی اپنے آخر وقت مین آزادانہ بسر کرتے تھے

ہم بھی گو یا کہ نقش پا ہین ضعیف ۔ جس جگہہ بیٹھے پھر وہین کے ہوئے

**ضمان** تخلص میر محمد کامل باشندہ دہلی

گھلا دیا ہے ضعف نے گو جسم زار کو ۔ پر پھرتی ہے لیے مری وحشت غبار کو
نہ پہونچی اوسکی دامن تک مری خاک ۔ مجھے شکوہ رہا باد صبا سے

**ضمیر** تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی صوبہ دار عظیم آباد قرابت دار علی وردیخان مہابت جنگ حسین آباد مین صحبت کی

نہین صہبا کی یہ ہے جلوہ گری شیشے مین ۔ کی ہے ساقی نے فسون پڑھ کے پری شیشے مین

**ضمیر** تخلص گنگا داس رمال شاگرد شاہ نصیر باشندہ دہلی

روکش ابر بہاری کیا یہ چشم زار ہے ۔ خندہ زن گل پر بھی زخم سینۂ افگار ہے
مین بتاتا ہون ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال ۔ چشم خواب آلود اوسکی فتنہ بیدار ہے

**ضمیر** تخلص شیخ مداری اکبرآبادی شاگرد نظیر اکبرآبادی

وہ ابھی ہے نوگل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہے ۔ نہ کچھ آئینہ سے اوسے خبر نہ حیا سے کچھ سروکار ہے

**ضمیر** تخلص میر مظفر حسین مرثیہ گو خلف میر قادر علی باشندہ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نگاہ ملتے ہی گاہ یار کے پاس — دیکھیو تو کہاں کہاں ہے دل
دیکھنا عاشقوں کی ارزانی — ایک بوسے پہ بھی گران ہے دل

**ضمیر** تخلص راے بلونت سنگھ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہوگا ہمارا ضبط کسی کو کہاں نصیب — جلتے ہیں مثل شمع زبان پر فغان نہیں

**ضمیری** تخلص مرزا مظہر تاجدار باشندۂ بنارس درویش وارستہ مزاج تھے روم و شام تک کی سیاحت کی تھی دلی میں انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

یوں عادتوں کو تیری کیا کیا نہ جانتے تھے — لیکن تجھے ستمگر ایسا نہ جانتے تھے

**ضو** تخلص منشی کمال الدین باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی

دیکھنا ہے تو دیکھلو ضو کو — آگے کیا جانیے کہ کیا ہو جاے
عشاق نقد جان پہ کبھی اک نگاہ ہے — اے برق منتظر ہے یہ مُثبت گیاہ بھی
مشکل نہیں ہے ربط کسی کا کسی کے ساتھ — میرا اوسکے ساتھ شرط ہے کچھ اک نباہ بھی

**ضیا** تخلص میر ضیاء الدین دہلوی عظیم آباد میں سکونت اختیار کی تھی ۱۱۹۴ھ گیارہ سو چورانوے ہجری میں فوت کی اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ ۱۱۹۶ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری میں عظیم آباد میں بقید حیات تھے

صاف تھا جبتک تو ہم کو بھی جواب صاف تھا — اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
کل کی رسوائی تجھے کچھ تھی انہ ننگ خلق — اوسکے کوچے میں ضیا تو آج پھر جانے لگا
پلا دے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جاتے ہیں — جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق میں پانی چواتے ہیں
نے دل جلا ہوں کہ نہ میں سینہ تفتہ ہوں — میں داغ یاس و حسرت یاران رفتہ ہوں
کسی دشمن کی بھی یارب نہ گزری شب جدائی کی — کہ جیسا اوس سے میرے وصل کا یہ دن گزرتا ہے

**ضیا** تخلص مرزا ضیاء بخت دہلوی فرزند مرزا فرخندہ بخت خاندان تیموریہ سے ہیں

نہ شب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے — تجھے کسی کا مگر انتظار رہتا ہے
چھڑا سکے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن — بندھا جو اشک کا تا جیب تار رہتا ہے

**ضیا** تخلص ضیاء الدین مدام نشۂ شراب میں سرمست رہتے تھے

جون حنا راسجانہ بہوے ہین نہ بہل لاتے ہین ہم
جب مراد اپنی کو پہنچے ہین تو چل جاتے ہین ہم

**ضیا** تخلص مرزا سخاوت علی خلف مرزا حاتم علی مہر مقیم اکبر آباد

مزا قند مکرر کا ہے لب مین *
نہ ہو بوسون مین پہر تکرار کیونکر

**ضیا** تخلص غلام جیلانی باشندہ دہلی شاگرد امراو مرزا انور

وہان ناز وہ کہ در تلک آیا نہ جائے گا
یہان ضعف یہ کہ جان سے جایا نجائیگا

مرجائینگے پر اونکو بلایا نہ جائے گا
احسان دوستون کا اوٹھایا نہ جائیگا

**ضیا** تخلص سید محمد میر خلف میر محمد تقی لکھنوی شاگرد ندنب مرثیہ گو

بڑا ہے عربدہ جو سے معاملہ دل کا
بپھرا ہے جاکے کہان بل بے حوصلہ دل کا

**ضیا** تخلص شیخ ولی اللہ اکبر آبادی

رہیگی یون ہی اگر دل کو بیقراری رات
خدا ہی جانے کہ کیونکر کٹے ہماری رات

نہین امید کہ تا صبح اپنی جان سنبہلے
یون ہی رہا جو رگ و پی مین درد ساری رات

**ضیا** تخلص حسن جان شاگرد و خلف سید علی جان درخشان باشندہ لکھنو مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بہیجے تھے

خبر کیا ہے بتان شمع رو کو
خدا ہی حال ہے روشن ہمارا

دل مرا داغ مرا سینہ مرا اشک مرا
گل ہوا غنچہ ہوا باغ ہوا تال ہوا

صنم بے دہن بہشے ہم کو
یہ بہی گویا خدا کی قدرت ہے

**ضیا** تخلص منشی وارث علی باشندہ ڈھاکہ معلمی کرتے ہین تہوڑی سی غزلین اور ایک مثنوی کے بعض بعض داستان راقم کو دکھلائے تہے طبیعت انکی علم شعر سے نہایت مناسبت رکہتی ہے صاحب دیوان ہین

بات میری بہی نہین سنتا ہے صحبت کا اثر
دل مرا عشق بتان مین سخت بدخو ہوگیا

شکر اوس قاتل کا کرتا ہے اشارہ ہی ادا
ہر دہان زخم اک چشم سخنگو ہوگیا

لکہتے ہین آج وصف دو ابروی یار ہم
حاسد کے سر پہ کہینچتے ہین ذوالفقار ہم

**ضیائی** تخلص میر ...الدین دہلوی علم فارسی مین اچہا دخل رکہتے تہے

ضبط آہ و نالہ مدت سے کیا کرتے تھے لیک
اب وہ رازِ دل ہمارا آشکارا ہو گیا

پاس اپنے کیا دھرا تھا اے فلک جز نقدِ دل
وہ بھی اے ظالم نیازِ نازِ خوبان ہو گیا

**حقیقی** تخلص جناب حافظ اکرام احمد خلف حافظ قطب الدین مرحوم باشندہ ساڈہورہ و ساداوٗرہ ضلع انبالہ کے شاگرد شاہ رؤف احمد رافت سرہندی پیرزادے ہین پہلے حشمت تخلص کرتے تھے + عروض و قوافی و صنائع و بدائع شعری مین فی زمانا بے مثل ہین + جمیع اصنافِ سخن پر قادر ہین + شعر پرمضمون اور عاشقانہ فرماتے ہین + ہزل اور ریختی اور مرثیہ مین مہمان تخلص کرتے ہین + بہت سے ملکون کی سیر کی ہے + بہت سی زبانون سے واقف ہین + طب یونانی اور ہندی و ڈاکٹری اور بیشتر فنون وہنر مین کامل ہین + چودہ پندرہ برس تک کلکتہ مین تھے سات آٹھ برس سے ڈھاکہ مین تشریف فرما تھے کہا گر مشہور ہین سنہ ۱۲۸۶ بارہ سو چھیاسی مین انتقال کیا

ہون شاہ کشورِ سخنِ دلپذیر کا
کرسی عرش پایہ ہے اپنی سریر کا

دیتا ہے قلب کاخ کو ترجیح کاخ پر
سمجھا جو مدعا ہے نقوشِ حصیر کا

یہ ذکر سلسلے مین ہمارے مدام ہے
اوس زلف سے خیال بندھا ہے اسیر کا

کھینچا ہے دل کو زلف سی مچھلی نے کان کی
ماہی کو سحر یاد ہے کیا مارگیر کا

ہو آہن بتان مین منعکس جلوہ خدائی کا
نمایان کفر سے ہے استفادہ رہنمائی کا

قفس مین بند ہو کر طوطی جان نے دہی ایسی
کسی کو قید ہونے کا ہے غم ایسکو رہائی کا

مرغ جان کیون قفس تن سے نہ پرواز کرے
ہر پر تیر ستمگار ہے شہپر اپنا

کیسی عنوان نہین جاتا جو خیال خط غیر
ہوش اوڑا دیتا ہے ہر ایک کبوتر اپنا

رؤف کا وصل لہو ہی سے مجھے دینا ہی ضرور
شب مہتاب ہے اور آیا ہے دلبر اپنا

اپنے سینے مین وہی عشق نہان ہے کہ جو تھا
کعبۂ دل مین وہی ذکر بتان ہے کہ جو تھا

تیر انداز وہی آفتِ جان ہے کہ جو تھا
کشتۂ ناز و ادا پیر و جوان ہے کہ جو تھا

آپ تشریف جو یہان لائیے اے بندہ نواز
دیدہ و دل وہی صاحب کا مکان ہے کہ جو تھا

آہ و نالہ ہے وہی ادھر وہی سر دنا ضبط
پر اثر نالہ و افغان مین کہان ہے کہ جو تھا

ہوگیا افشا ہے راز عشق آہ سرد سے
جو گیا ہدہد کبوتر بلبل اوس گل کا بنا
اونکے جوڑے مین رہا کرتا ہی جوڑا سانپ کا
زلف جاناں کا دم تحریر لازم ہے خیال
نظم کو جادو بنایا یا دنرگس نے تمام
زلفین اپس مین سدا ہو جاتے ہین زیر و زبر
شانۂ مشاطہ نے سلجھا کے کب گوندھی ہی جعد
مدتون دل مین رہا جو مار کاکل کا خیال
تیری آنکھون مین نہین ہے سرمہ و نالہ دار
دھکدھکی کے در مین اولجھے دونون زلفون کے سر
مانگ پر اونکی بندھی تعویذ سونے کے نہین
عشق گیسو مین سبق گر ہے تو یاحی کا ہے
دہیان رہتا ہے جو ابرو ئے بت بے پیر کا
جذبۂ الفت نے کھینچا دل بت بے پیر کا
رخ مین ہی گرمی غضب ۔ ہی قہر اوسکی ہر ادا
جھوٹ مین کہتا نہین ہر بات مین اعجاز ہے
حسن ہے جلوہ نما زلف چلیپا ہے بلا
خط ابھی نکلا نہین رخ کا عجب انداز ہے
ہجر مین تیرے صنم ہردم ہون پیتا اپنا خون
تا بلب آیا ہی دم جینا ہی اب مجھہ پر زبون
رہتا ہے درد الم احوال دل کس سے کہون
جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے

آنا جانا بند کب ہے مجھسے ہوا جاسوس کا
دل نہ کیون ہو آشیانہ طائر افسوس کا
اور بیان ہر پیچ مین ہی سکے توڑا سانپ کا
تا سمند طبع کے خاطر ہو کوڑا سانپ کا
فکر سنبل نے ذرا مضمون نہ چھوڑا سانپ کا
سانپ کے ہے واسطے موضوع گھوڑا سانپ کا
توڑ کر نیولے نے ہر اک جوڑ جوڑا سانپ کا
رفتہ رفتہ ہوگیا آخر وہ پھوڑا سانپ کا
سر نکالے ہے پٹاری سے یہ جوڑا سانپ کا
ایک مین پر لڑ رہا ہے آج جوڑا سانپ کا
شیر گردون کی سواری مین ہے گھوڑا سانپ کا
آج کل منتر کیا ہے یاد تھوڑا سانپ کا
اور جلے کہتے ہین جسکو میان ہے شمشیر کا
آج قائل ہون مین مقناطیس کی تاثیر کا
دیکھیے گر نقشہ تو ہو وے رنگ فق تصویر کا
دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا
ابروون مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا
دم ہے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا
کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا
غم سے قائل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا
خاق دربان ہی نہین رکھتا بت بے پیر کا
حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

آٹھ شعر مرقومۂ بالا صنعت توشیح مین ہین کہ دو دو مصرع ثانی کو سلسلے کے ساتھ

ملانے سے ایک ایک مطلع نکلتا ہے یعنی

| | |
|---|---|
| دیکھے گر نقشہ تو ہو وے رنگ فق تصویر کا | دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا |
| ابرو وں مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا | دم ہے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا |
| کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا | غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا |
| خلق در بان ہی نہین رکھتا بت بے پیر کا | حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا |

دوسری صنعت یہ ہے کہ اول مصرعون سے دو شعر مرقومہ ذیل دو بحرین یعنی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف اور بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکفوف مین نکلتے ہین

| | |
|---|---|
| رخ مین ہے گرمی غضب جھوٹ مین کہتا نہین | حسن ہے جلوہ نما خط ابھی نکلا نہین |
| ہجر مین تیرے صنم تا بلب آیا ہے دم | رہتا ہے درد و الم جب سے تو آتا نہین |

اور دو شعر مرقومہ ذیل بحر رجز مثمن سالم مین بھی نکلتے ہین یعنی

| | |
|---|---|
| ہی قہر اوسکی ہر ادا ہر بات مین اعجاز ہے | زلف چلیپا ہے بلا رخ کا عجب انداز ہے |
| ہر دم ہون پیتا اپنا خون جینا ہی اب مجھپر ہون | احوال دل کس سے کہون غم مونس و دمساز ہے |

اور پانچ شعر مرقومہ ذیل بھی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف مین نکلتے ہین یعنی

| | |
|---|---|
| رخ مین ہے گرمی غضب ہر بات مین اعجاز ہے | حسن ہے جلوہ نما رخ کا عجب انداز ہے |
| ہجر مین تیرے صنم جینا ہے اب مجھپر ہون | رہتا ہے درد و الم غم مونس و دمساز ہے |
| جھوٹ مین کہتا نہین ہے قہر اوسکی ہر ادا | خط ابھی نکلا نہین زلف چلیپا ہے بلا |
| ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون | تا بلب آیا ہے دم جینا ہے اب مجھپر ہون |
| جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے | رہتا ہے درد و الم احوال دل کس سے کہون |

اشعار مرقومہ بالا کو قلب کرنے سے اور بھی کئی شعر نکلتے ہین اصحاب طبع پر چھپا نرہیگا

| | |
|---|---|
| جلد پھر صحبت کا ہو جاتا ہے اے مغبچہ اثر | آج کل رتبہ بڑا ہر جنس سے ہے شیر کا |
| رونق بزم طرب ہے آج شمع رو ہی دوست | آتی ہے گلہا ہی نخل آرزو سے بو ہی دوست |
| سرد آہین بھرتے بھرتے مین یہان ٹھنڈا ہوا | گرمی دشمن سے وہان خالی نہین پہلو ہی دوست |
| چشم ہی ناصح کی اب پتلی سکندر کی بنی | مین نے کیونکر وس دشمن جان کو دکھایا رو ہی دوست |

لوٹتا ہے کون ان روزون بہار روے دوست
خندہ زن اوس دست مین شانہ ید بیضا پہ ہے
شب کو اونکے بام پر ہمنے لگائی جو کمند
آئی جاتی دمبدم مثل نفس ہے مرگ دوست
دنبالہ دار سرمہ نہین چشم یار مین
زنجیر کی سنکر ترے محبوس کی جھنکار
ہین چوڑیان اوس ساعد نازک مین قیامت
کھوئی تمہاری ساق نے توقیر پاے شمع
ہر شی کی عمر گھٹتی ہے دنیا مین دمبدم
تعریف ساق یار مرے دل سے پوچھیے
آنکھون مین کیا تنتنگ کی چربی ہے چھا گئی
گالیان غیرونکو اے غیرت شیرین نہ سُنا
چھاتی گدرائی ہوئی چھوتے ہی آفت آئی
مہر و مہ خدمت عالی مین سدا رہتے ہین
حور کے غم سے غلمان کے صدمے ضیغم
مردار کی باتون مین کچھ آجاتی ہے بوے وفا
آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین
عریانی آئی جب سے یہ جھگڑا ہے مٹ گیا
جان تیرے غم مین ہی دی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیرون سے ڈرتا ہے کیا کوچے مین انکے تو جا
روٹھے گا ہمسے تو گر تیشے سے پھوڑینگے ہم
شکوہ ہے لب پر تیرے روز و شب اے میرے دل
وہان ہے تو خوش میری جان دم میرے لب پر ہے یہان

کسکے ناخن ہین کلید قفل عقد موے دوست
غیرت ثعبان موسی کیون نہو گیسوے دوست
گر پڑے چڑھ چڑھ کے مثل شانہ گیسوے دوست
کھیل مین مصروف ہین جب سے لب و ابروے دوست
نکلے ہے عین مستی مین ضیغم ہرن کی شاخ
مجنون نے کہا ہے عجب افسوس کی جھنکار
کیون جان نہ لے عاشق مایوس کی جھنکار
اس غم سے موج اشک ہے زنجیر پاے شمع
یہ ہے زبان حال سے تقریر پاے شمع
پروانے کچھ سمجھتے ہین توقیر پاے شمع
لیتا ہے بوسے شمع کی گلگیر پاے شمع
تلخ ہو جاے نہ شیرا کہین دشنام سے کام
ہو گیا سخت خراب اس طمع خام سے کام
صبح سے ایک کیا کرتا ہے اک شام سے کام
بعد مردن بھی رہا ہمکو نہ آرام سے کام
کیا عجب ہے گر بلیٹ کر کان پہونچے ناک مین
پر آپ کی گئی نہین اب تک نہین نہین
کل جیب تھی کلی نہ تھی آج آستین نہین
شوخی یہ ہمنے بھی کی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہتا ہے مجھسے یہ جی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ٹھانی ہے دل نے بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ہونٹھون کو اپنے توسی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہدے یہ اوس سے کوئی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

ساقی سے بنا ہے اور گل کی بھی آئی ہے فصل | بادہ بھی تھوڑا سا پی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیر وسے ملتا ہے تو کوئی بت ای میری جان | لا ئینگے ضد سے تیری اب تو جو کچھ ہو سو ہو
جیسے یہ جامہ ہے تنگ ویسے ہی دل ہے میرا | چیر ینگے سینے کو بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ملنے میں خوبونکے ضیغم کوئی بچتا ہے جی | سر پہ یہ جو کھون ہے لی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

غزل مرقومہ بالا بہت سے بحور و اوزان مختلفہ مین موزون ہے اور پڑھی جاتی ہے اور یہ بہت بڑی اور مشکل صنعت ہے کہ آج تک کسی شاعر عرب و عجم کا کوئی شعر جو چھہ سات بحر سے زاید بحرون مین موزون ہو نظر آیا نہین اسلیے غزل مذکور کے

ایک ایک مصرع کو چند بحور جدا گانہ مین تقطیع کرکے لکھا جاتا ہے

بحر مدید مثمن سالم ارکان فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن
تقطیع جان تری غم فاعلاتن مین ہے دہی فاعلن اب تو جو کچھ فاعلاتن
ہو سو ہو فاعلن
بحر مدید مثمن مخبون ارکان فاعلاتن فَعِلن فاعلاتن فَعِلن
تقطیع شوخی یہ ہم فاعلاتن نے بھی کی فَعِلن اب تو جو کچھ فاعلاتن
ہو سو ہو فَعِلن
بحر بسیط مثمن سالم ارکان مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
تقطیع غیرون سے ڈر مستفعلن تا ہے کیا فاعلن کوچے مین اوس مستفعلن
کی تو جا فاعلن
بحر بسیط مثمن مخبون ارکان مستفعلن فَعِلن مستفعلن فَعِلن
تقطیع کہتا ہے مجھ مستفعلن سے یہ جی فعلن اب تو جو کچھ مستفعلن
ہو سو ہو فعلن
بحر بسیط مثمن مطوی ارکان مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
تقطیع روٹھے گا ہم مفتعلن سے تو گر فاعلن تیشے سے ہو
مفتعلن ٹوٹینگے سر فاعلن

بحر کامل مسدس مضمر مقطوع مرفل یا مذال ارکان مستفعلن فعلاتن متفاعلاتن تقطیع
شکوہ ہے لب مستفعلن پہ ترے رو فعلاتن ز روشب اے مرے دل متفاعلاتن

بحر مضارع مثمن اخرب ارکان مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن تقطیع ہونٹھون کو مفعول
اپنے تو سی فاعلاتن اب تو جو مفعول کچھ ہو سو ہو فاعلاتن

بحر رجز مثمن مقطوع مخبون ارکان مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن تقطیع وہان ہے
تو خوش مستفعلن مری جان فعولن دم میرے لب مستفعلن پہ ہے یہان فعولن

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن تقطیع کہدے یہ اوس
فاعلاتن سے کوئی اب فعلاتن تو جو کچھ ہو فعلاتن سو ہو فعلن

بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکشوف ارکان مفتعلن فاعلن یا فاعلات مفتعلن
فاعلن یا فاعلات تقطیع ساقی ہے مے مفتعلن نا ہے اور فاعلات گل کی بھی
مفتعلن ئی ہے فصل فاعلات

بحر متقارب اثرم ابتر شانزدہ رکنی ارکان فعلن فعلن فعلن فع فعلن فعلن فعلن
فع تقطیع بادہ فعلن بھی تھو فعلن ڑا سا فعلن پی فع اب تو فعلن جو کچھ فعلن ہو سو
فعلن ہو فع

بحر مشاکل مثمن مجبوب ارکان فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن فعل تقطیع غیرون سے
مل فاعلاتن تا ہے تو کو مفاعیلن ئی بت اہرمو فاعلاتن رہی جان فعل

بحر مقتضب مطوی مکشوف ارکان فاعلن مفتعلن فاعلن مفتعلن تقطیع لائینگے فاعلن
ضد سے ترے مفتعلن اب تو جو فاعلن کچھ ہو سو ہو مفتعلن

بحر وافر مثمن اعصب معصوب ارکان مفتعلن مفعولن مفتعلن مفعولن تقطیع جیسے یہ جا
مفتعلن مہ ہے شق مفعولن ویسے ہے دل مفتعلن ہے میرا مفعولن

بحر مجتث مثمن مقطوع ارکان مفعولن فاعلاتن مفعولن فاعلاتن تقطیع چیرینگے مفعولن سینے
کو بھی فاعلاتن اب تو جو مفعولن کچھ ہو سو ہو فاعلاتن

بحر منسرح مثمن مطوی مخبون مکشوف ارکان مفتعلن فعولن مفتعلن فعولن

تقطیع ملنے مین جو مفتعلن ہونگے ضی فعولن غم کوئی بچ مفتعلن نا ہے جی فعولن

بحر مقتضب مثمن مکشوف ارکان مفعولن مستفعلن مفعولن مستفعلن تقطیع سر پہ یہ مفعولن جو کہون ہے لی مستفعلن اب تو جو مفعولن کچھ ہو سو ہو مستفعلن

بحر خفیف مثمن مجنون مقصور ارکان فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن تقطیع جان ترے غم فاعلاتن مین ہے دہی فعولن ابتو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فعولن

بحر عمیق مثمن سالم یا مسبغ ارکان فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن یا فاعلیان تقطیع جان ترے فاعلن غم مین ہے دہی فاعلاتن ابتو جو فاعلن کچھ ہو سو ہو فاعلان

اس غزل کے شعر سوا ے بحور مذکورۂ بالا کے اور اور بحر مین بھی موزون ہونگے ہن عروض دانون پر چھپا نرہے گا

ہمنے کب ہونچا کو ہاتہ اوس لف کی لٹ چھوڑدی
ہان جو دیکھی اک ہے کالی ناگنی جھٹ چھوڑدی

تو جو مژگان کو جھپک لیتا ہے عیاری سے
جیتا دل کو ہے اسے جان کوی آری سے

اسقدر بوسے لیے ہم نے ہجوم شوق مین
تکتے تکتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی

ہوند خاک ہوکے بھی جنبش بدن مین ہے
کیا رشتۂ حیات ہمارے کفن مین ہے

تنکے جوانی گھٹا جھوم پڑی اور بھی
بھیگ گے اونکی مسین ہونگی کڑی اور بھی

ساقی شفق کو دیکھ کے کہتا ہے ناز سے
صہبا ے سرخ شیشۂ چرخ کہن مین ہے

یہا ہے تو گرمی داغ جگر دکھاؤن
اے مہربان ابھی تو یہ سوز کہن مین ہے

صیغم تخلص نواب حیدر حسین خان عرف اچھے صاحب خلف نواب امداد حسین خان

اوس جو ان کی کبھی الفت کو نہ مین چھوڑونگا
مجھ پہ کرتا ہے ستم اے فلک پیر عبث

ضیغم تخلص مولوی محمد غضنفر مرحوم شاگرد محمد رضا برق

جب سے پیش نظر وہ صورت ہے
آئینہ کو کمال حیرت ہے

کسکے رخ پر پڑی ہے اوسکی نگاہ
جو سفید آئینہ کی رنگت ہے

## حرف طا ے مہملہ

طالب تخلص طالب حسین بن محمد عسکری نالان شاگرد انشا وطن انکا کشمیر مولد دہلی

وحشت مین آہ شرربار جو طالب نے بھری ... ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ
مجھ سے جب آنکھ وہ ملاتا ہے ... دل ہی سینے مین لوٹ جاتا ہے
مژدہ اے قیس میری وادی مین ... ناقہ لیلے کا آج آتا ہے

**طالب** تخلص میر طالب علی خلف سید الشعرا میر غالب علیخان سید تخلص

مضطر ہوکے مین شب اوٹھا اور باہر نہ آیا ... گھر سے تری گلی مین تا بام تو نہ آیا

**طالب** تخلص عاشور بیگ خلف دولت بیگ خان شاگرد میر تقی فدا ہر اللہ خان فراق وطن انکا توران مولد ہندوستان

رقص بسمل ہے تپشہائے دل ... تو بھی آ دیکھ تماشائے دل

**طالب** تخلص امام الدین دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی مرید شاہ مولانا عبد العزیز قدس سرہ انکا رسالہ تقویت الشعر انکی نظر سے گزرا

نہ کہا تھا تجھے اے دل نہ لگانا دل کو ... اپنی چھاتی پہ نہ رکھ لینا کبھی اس سل کو

**طالب** تخلص طالب علی خان نقشہ نویس عدالت فرخ آباد ولد دلاور علی خان باشندہ آنولہ ضلع بانس بریلی صاحب دیوان ہین

بوسہ لیا جو رخ کا وہ طالب خفا ہوئے ... مصحف کو چوم کر مین گنہگار ہو گیا
سیرے اوسکے نہ ہوا وصل مین بھی رفع حجاب ... دل مین تھا شوق ملاقات حیا آنکھون مین
جلائے وصل سے یا ہجر سے کرے مجھے قتل ... حیات و موت مری اوسکے اختیار مین ہے

**طالب** تخلص محمد عباس ولد داروغہ عدالت نظام احمد خان لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

رونے نے ہی مجھکو کیا عشق مین بدنام ... اوٹھتی ہے مرے آنسوون کے جوش سے انگشت

**طالب** تخلص حافظ شبراتی نابینا رامپوری شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق علوم عربی و فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے علم معما مین لاثانی تھے صاحب دیوان گزرے صاحب تذکرہ گلشن بیخار و گلستان سخن نے جو انکا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے

گریہ مین چشم تر سے دن رات چاہتا ہون
بویا ہے تخم الفت برسات چاہتا ہون

جیسے سلنے کو شق کیجے دل دلگیر کو
مین یہی دو جاے اور کیا کھا گیا مین تیر کو

کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے
میری آنکھون سے تو کچھ لعل و گہر سے برسے

رات بھر نالے کیے ہم نے تو دن بھر روے
جسقدر شام سے گرجے تھے سحر سے برسے

اشک اڈا ہے مرا ابر سے کہہ دو جا کر
آبرو چاہے تو ہٹ کر مرے گھر سے برسے

**طالب** تخلص شیر محمد خان دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان

مجھ سے تمھارے بزم مین جایا نہ جائیگا
جب تک رقیب وہان سے اوٹھایا نہ جائیگا

بہر عیادت آئین تو اوسوقت آئینگے
جسوقت مجھسے لب بھی ہلایا نہ جاے گا

**طالب** تخلص الایچی رام باشندۂ جلال آباد ضلع امرت سر ولد سوبی رام برہمن سارست کچھ دنون سنہ ۱۸۶۱ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین باقر گنج عرف بریسال مین وارد ہوکر راقم سے اصلاح لی تھی طبع سلیم رکھتے ہین

مجھ پر وہ ظلم یار نہ اغیار نے کیا
جو کچھ کہ بخت و چرخ ستمگار نے کیا

آیا نہ رحم میرا دل صیاد دام مین
نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا

ذرا ادھر کو بھی تشریف لاؤگے کہ نہین
مرا بھی خانۂ ویران بساؤگے کہ نہین

سنجی سے سو ہم بھلا ہے کہ دو جواب شتاب
اجی تم اتنا تو فرماؤ آؤگے کہ نہین

بیگناہون کو قتل کرتا ہے
روز محشر کا تجھکو ڈر ہی نہین

ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے
واہ جی تم کو کچھ خبر ہی نہین

**طالب** تخلص مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین احمد خان ثاقب شاگرد مرزا غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

طالب کی خبر لو کہ وہ بیمار ناتوان
دنیا مین کوئی دم کے لیے مہمان ہی اب

قفس صیاد نے گلشن مین رکھا ہی زہے قسمت
اگرچہ ہم ہین زندان مین پہ رہتے ہین گلستان مین

رسا وے نکلتے ہین اب آنسو کیا سبب اسکا
مگر اٹکے ہین لخت دل ہماری چشم گریان مین

وہ جب کرتے ہیں طالب وعدہ رہتا ہے یہاں جھگڑا
ہمیشہ آس میں اور یاس میں اور شوق وحرمان میں

ڈر سے اوسکے اوٹھو اوٹھائیے ہوئے
ناتوانی ذرا سنبھال ہمیں

**طالب** تخلص پنڈت کشن لال کشمیری باشندہ دہلی اکونٹنٹ محکمہ نہر جمن دہلی شاگرد مولوی محمد حسین آزاد و نواب مرزا ظہیر انسے دہلی میں ملاقات ہوئی تھی۔

محفل سے گر عدو کو اوٹھایا نہ جائے گا
تو ہم سے گھر میں دوست کے جایا نہ جائے گا

میں جاؤں اس جہان سے دیا جان تن سے جائے
پر ہائے کوسے یار سے جایا نہ جائے گا

**طالب** تخلص قاضی محمد یعقوب خلف قاضی فیض اللہ مقیم دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

گھر اسکے مرے گھر وہ گل اندام نہ آیا
یہ جذبۂ الفت بھی کسی کام نہ آیا

دل لیتے ہی وہ بات رہی اوسکی نہ طالب
سے ہے اور مزاج اوس بت عیار کا ابتو

**طالع** تخلص شمس الدین لکھنوی معاصر سودا

ناز و کرشمہ غمزہ ادا عشوہ و خرام
یہ سب ہے ان بتوں میں پہ اک دلبری نہیں

زبس معمور ہے سینہ مرا الفت کے داغوں سے
شگاف سینہ کو اپنے در گلزار کہتے ہیں

**طاہر** تخلص مرزا بندہ حسین باشندہ فتحپور ہنسوا شاگرد نواب عاشور علیخان

سنا لہا سال رہے بادیہ پیما طاہر
ایک مدت سے نہیں دیکھی ہے گھر کی صورت

نہ دیکھا اوسکو تو رویا مثال ابر بہار
کھلیں جو عالم رویا میں ایک بار آنکھیں

**طاہر** تخلص طاہر علی خلف سید اظہر علی فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

دل آپ کے مانند مکدر نہیں اپنا
اس آئینہ میں دیکھیے زنگار کہاں ہے

**طاہر** تخلص محمد طاہر قندہاری مقیم دہلی ہندیوں کی صحبت میں زبان اردو کو اچھی طرح سے سیکھا تھا

ناز کرتی ہوئی ہم پر جو صبا آتی ہے
کوچۂ زلف سے اوس شوخ کے کیا آتی ہے

**طائر** تخلص شیخ اکبر آبادی شاگرد نظیر

اسطرح پائے میں پیارے ترے اقرار میں پیچ
جیسے رہتا ہے عیاں کاکل بلدار میں پیچ

**طبیب** تخلص حکیم محمد حسن خان ولد فتح خان فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

بیدلی کا درد جانے وہ صنم
اے خدا اوسکا کسی پر آئے دل

روز تیر دن کا نشانہ کیون نہ بنے
اسقدر چھاتی لب بان سے لا دل

فتنہ حشر بھی جھک جھک کے قدم لیتا ہے
تم تو دو ہاتھ قیامت سے بھی بڑھکر نکلے

**طپان** تخلص مرزا احمد بیگ خان مرحوم ولد نواب عطاء اللہ خان باشندہ دہلی مقیم کلکتہ مختار صدر دیوانی کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین تمغش خان والی دشت قبچاق کے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۸۳۶ اٹھارہ سو چھتیس عیسوی مین فوت کی مرزا احمد بیگ اپنا تخلص حرف طاء حطی سے لکھتے تھے

رات کو چرخ سے ٹوٹا نہ ستارا ہوگا
آہ سوزان کا مرے کوئی شرارا ہوگا

کیون نہ جھولوگے ہنڈولے مین تم ابر کے ساتھ
میری قسمت کا جو گردش مین ستارا ہوگا

پابند نہین اپنے وہ رتبۂ عالی کا
پڑ جائے جسے چسکا اوس پیار کی گالی کا

طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہے
امکان نہین بجنا اک ہاتھ سے تالی کا

پڑ گئے داغون سے کیا کیا نہ جگر مین سوراخ
پھول جھڑ جھڑ کے کئے ہم نے سپر مین سوراخ

وہ بولے دیکھ کے اس دل کے داغ تازہ و خشک
کہ اس فضا مین نہین کوئی باغ تازہ و خشک

کیجو دل شوریدہ کو ہرگز نہ میرے ساتھ دفن
کھودیگا زیر خاک بھی ورنہ مرے آرام کو

کون آئینہ رو آج گیا ہے مرے گھر سے
پیدا ہے جو حیرت مرے ہر حلقۂ در سے

دریا سے نکلتے نہین جو مردم آب سے
پنہان ہین مری آہ شرربار کے ڈر سے

تغیر وعدۂ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے
کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے

**طپان** تخلص سید قدرت علی دہلوی خلف میر سوز

داغ الفت سے جو فانوس نظر آتا ہے
مرغ دل سینے مین طاؤس نظر آتا ہے

جان کھوئی ہوکے عاشق ابروی خمدار کی
کشتی عمر آکے ڈوبی گھاٹ پر تلوار کے

**طپش** تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخاری کی اولاد مین تھے مولد و مسکن انکا دہلی وہان سے آکر لکھنؤ مین مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت مین رہے بعد ازان بنگالہ مین آکر مدت تک شہر ڈھاکہ مین نواب

شمس الدولہ بہادر کی رفاقت مین رہے سنسکرت مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات انکے بہت خوب ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گزرا مرزا جان طپش کے ہاتھ کی لکھی ہوئی غزلون مین تخلص اونکا طا مہملہ سے لکھا تھا اسلیئے مین نے بھی تاے فوقانی سے نہین لکھا

کیون وصل کی دل سے جاوے امید / آخر دنیا ہے جاے امید
ایسی کیا کی ہے دلا ہم نے بتون کی چوری / دیکھکر ہم کو جو یہ آنکھ چرا لیتے ہین
جب کہین غنچۂ پژمردہ نظر آتا ہے / دل سمجھکر اوسے چھاتی سے لگا لیتے ہین
نہین ممکن رہائی قید سے اوس زلف مشکین کے / قلندر ہوکے ہین بجا اوسکے پیچھے سر منڈاتا ہون
ق کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھلاؤن / تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکاتی ہے
لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون / اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے
ق طپش اب بیچتا ہے دل کو اپنے / بہا اس جنس کی کئی بوسے پر ہے
ہوے ہین خوبرو کتنے خریدار / تمنا سائی ہین جن جن کو نظر ہے
کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار / ولے اوسکا ارادہ بیشتر ہے
سو یہ ہے عرض خدمت مین تمہاری / کہ لینا آپ کو منظور گر ہے
تو اب اس سے بھی کچھ بڑھیے زیادہ / یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے
کسکی طرف سے آج طپش تجھکو یاس ہے / سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہے
ناز سے وہ منہ پھرا کر اسطرف سونے لگے / چپکے چپکے لیکے کروٹ ہم ادھر رونے لگے
نے پیروی قیس نہ فرہاد کرینگے / ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے
ہم خوش ہوے سوراخ کئے طپنے جگر مین / اب نے کی طرح شوق سے فریاد کرینگے
کبھی تو پانو کے ٹھوکر سے تیرے آشنا ہوتے / اگر خوابیدہ کوچے مین ترے جون نقش پا ہوتے
سرخ اپنے لہو سے ترے دستار کرینگے / آخر کو ہم اک دن ترے سر ہو کے مرینگے
دیکھینگے جنازے کو روکے گا کوئی کیونکر / اب باندھکے ہم بھی تو یہان سر سے کفن نکلے

طرب تخلص ولایت حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین طعمہ

آبرو والے ہون نہ ترے امن — دیکھو روشن ہے حال گوہر کا

**طرب** تخلص منشی گوپال سہاے بن پنڈت برج لال باشندۂ مین پوری مقیم فتحگڈھ

سوتے نصیب کو نہ جگایا حضور نے — آئے نہ ایک رات مری خوابگاہ مین

**طرب** تخلص موتی لال کھتری شاگرد شاہ نصیر دہلوی

نہین گوندہی ہے چوٹی دست مشاطہ نے جانان کی — یہ مشکین بانڈھلی ہن لوسنے ذرد و بیچ ایمان کی

**طرب** تخلص دہومی لال برادر زادہ راجہ کنول نین قوم کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر صاحب دیوان گزرے

مین ہی کیا تنہا ترے کوچے سے سر دیکر اوٹھا — جو بشکل نقش پا بیٹھا ہو وہ مشکل اوٹھا

ابر و مینا ہے و مے ساقی و مطرب ہے طرب — کیا ضرا تھا جو مرے پاس وہ دلبر ہوتا

تیرے مجنون کے گلے مین نالۂ آہن گداز — آن کر اٹکا تو پانی طوق گردن ہو گیا

**طرب** تخلص مولوی رحیم بخش نواسہ شیخ نور محمد قادری تھانیسری مقیم دہلی شاگرد غبد الکریم سوز

آتش مزاجیون کا نتیجہ ہے مفلسی — خالی رہے ہے بیچ ہمیشہ چنار کا

قتل تو کرتا ہے مجھکو پر مین ہون برگشتہ بخت — خوف یہ ہے منہ نہ پھر جاے تری تلوار کا

بہت ہی ہلتی ہے اوسکی طرب کچہ صورت — ہوا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا

ہوا ہے شوق سے اوڑکر چمن مین پہونچینگے — نہین نہی ہم اگر بال و پر نہین رکھتے

**طرز** تخلص گردہاری لال باشندۂ امروہہ شاگرد قایم صاحب سراپا سخن نے جو انکا تخلص طرار لکہا ہے غلطی کی ہے

نہ سلجھا شانے کے ہاتھون بہی زلف سیہ تیری — نپٹ کوچ پڑا ہے معاملہ دل کا

آہ اوس شوخ نے احوال نہ پوچھا ہرگز — اٹھکیا روٹھکر جتکا بیٹھ رہا مل دیکھا

**طرز** تخلص احمد حسین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا خدا بخش قیصر

دل کو ترے ستانا چاہا نہ ہم نے ورنہ — نے گریہ بے اثر تھا نہ نالہ نارسا تھا

اتنا تو صبر و سے نہین یارب کہ ہجر و صل — جلدی کرین نہ اوس بت دیر آشنا سے ہم

اب کی ملجاے وہ تو کام نہین
اگلی پچھلی حکایتون سے ہمین

طرز تخلص میر علی حسین لکھنوی شاگرد مرزا وزیر علی صبا۔ راقم کے ملاقاتیون مین ہین

ہم سے چشمک زنی نہ کرسکے عبث
یار تم نے ضرور ماری آنکھ
ہو چکی فرقت جدائی ہو چکی
آؤ ملجاؤ لڑائی ہو چکی

طرہ تخلص طرہ باز خان بنارسی

مصور کھینچے کراوس شوخ کی تصویر کا نقشہ
مری صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کا نقشہ

طفل تخلص مرزا عبد القتہ بہادر عرف مرزا طفل خلف مرزا ابر مرحوم ذخویش شاہ عالم بادشاہ زہد و ورع مین اوقات گزارتے تھے صاحب دیوان گزرے

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہے
دل ہے میرا کوئی وحشی صحرائی ہے

طوطی تخلص راجہ نہال سنگھ راجہ کپور تھلہ شاگرد غلام محی الدین غلامی

مین صدقے اس نزاکت کے کمر لچکا نہ کھا جائے
چھری باندھی تو باندھی تم نے کیون تلوار گران باندھا

طوبی تخلص سید علی حسین ولد امان علی لکھنوی مقیم حیدرآباد دکھن

چہرہ یار پہ بکھری ہوئی کیا خوب ہے زلف
دستہ سنبل گلشن سے جو منسوب ہے زلف

طور تخلص محمد رضا خلف مرزا اعظم بیگ قوم افشار باشندہ لکھنو شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

جب تلک بیٹھا رہا وہ پاس مین بیخود رہا
طور گویا یار کی دیکھی تھی صورت خواب مین
مین جی جاؤن اجل سے آپ جائین اگر پہلے
یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
عوض بوسے کے ہم نے گالیان لین یا کہ صاحب تم
ذرا انصاف تو کیجے تمہالا کیتے ضرر پہلے
مرکے جنت مین کبھی نہ جائین گے
رہنے والے ہین کوے دلبر کے
آسیا کہتی ہے ہر صبح باآواز بلند
رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے
ہر انگوٹھی پہ عقیق شجری کی ہے بہار
تمنے ہاتھون پہ دکھائے ہین چمن پتھر کے
چراغ طور مرے گھر مین طور جلتا ہے
خیال عارض روشن سے روشنی کی

**طوفان** تخلص میر نوازش علی خلف میر نظر علی باشندۂ قصبہ اسیون توابع لکھنؤ شاگرد رشک

ابر برسات مین ایسا نہ برستا ہو گا
ایسی روتی ہین بہا دیتی ہین دریا آنکھین

**طوفان** تخلص میر حسین ولد میر عبد اللہ عرف میر عبو لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

دیکھکر چاند کو حیران سا رہجاتا ہے
شیفتہ ہے یہ ترے چاند سی رخسار کا دل

**طوماس** تخلص ایک فرنگی زادہ مشہور بجانصاحب باشندۂ دہلی شاگرد نصیر دہلوی کا ہے

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اسقدر
روتے ہین ہم کھڑے سر بازار زار زار

**طپش** تخلص رحمن علی خلف منشی سبحان علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان عطش آٹھ نو برس ہوئے کلکتے مین گرحافظ اکرام احمد ضیغم کے شاگرد ہوئے تھے راقم کے ملاقاتیون مین ہین

آنکھین غمازہ ہوگئین ہین طپش
راز افشا ہوا ہے محرم سے

## حرف ظا معجمہ

**ظالم** تخلص ظالم سنگہ برہمن باشندۂ دہلی فارسی بھی کہتے تھے معلمی کرتے تھے

دن تو رو پیٹ کے کٹتے لیکن
ہجر کی شب بہا ظالم آتی ہے

**ظاہر** تخلص رام پرشاد کھتری شاگرد مرزا رحیم الدین ایجاد باشندۂ دہلی

مین خاک ہون ہوئی شاید مجھے کو راہ دہان
یہ لوگ کہتے ہین دل مین ترے غبار آیا

بچے دل اوس بت بیداد گر سے کیا ظاہر
کہ سادگی یہ وہ عیار ہے زمانے کا

صیاد تیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یہان
مین اور چلین دو نوے گھڑی بھر فغان سے

**ظاہر** تخلص حکیم میر محمدی دہلوی مقیم اکبر آباد

یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خوگر ہم کو
چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

**ظاہر** تخلص خواجہ محمد جان دہلوی شاگرد مرزا مظہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین قضا کی

اے آہ اس قدر تو گر بے اثر نہ ہوتی
ممکن نہ تھا کہ اوسکے دل کو خبر ہوتی

**ظریف** تخلص لالہ بینی پرشاد ولد روشن لال برادر خورد بینی لال عندلیب باشندہ

لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین

ترے عشق مین ہی جب ماہ لقا گئی مفت مین ساری عمر ہماری
رہا مورد درد والم ہی سدا ہوئی شاد کبھی نہ طبیعت دل

**ظریف** تخلص میر امان اللہ لاہوری آخر ایام مین لکھنؤ مین سکونت کی تھی

وعدۂ وصل تلک کیون نہ جیے صد افسوس
مر گئے ہم ایسے پشیمان ہین کہ جی جاتی ہے

**ظفر** تخلص شیخ فتح علی باشندۂ الہ آباد مختاری کرتے تھے

اوسنے کھینچا تھا مرا زائچۂ حال سیاہ
اے خدا کیون نہ ہوا قرعۂ رمال سیاہ

**ظفر** تخلص میر ظفر خان

شب نظر آیا لب بام پہ پیارا اپنا
بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

**ظفر** تخلص میان ظفر علی ولد مولوی کرامت علی تاجر لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

بدنام کیا جوشش مے ناب نے ساقی
اوٹھنے لگی رندان قدح نوش پہ انگشت

ہم اک صنم کے روز ازل سے مرید ہین
اپنا تو سلسلہ نہین کوئی سوائے زلف

کشتہ ہون ابروؤن کا جو باور نہ ہو تمھین
کہہ دو ون مین رکھکے تیغ کے قبضے پہ یار ہاتھ

**ظفر** تخلص نواب نصیر اللہ ولد تجمل حسین خان بہادر ولد نواب ناصر جنگ سند آرائے فرخ آباد

اچھا نہین ہے دامن محشر کا پھیلنا
چھوڑو نہ پائیچے دم رفتار ہاتھ سے

**ظفر** تخلص ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی و محمد ابراہیم ذوق بعد غدر نوّے برس کی عمر مین ۱۲۷۹ھ بارہ سو اناسی ہجری مین رنگون مین انتقال کیا اکثر خطوط کو اچھی طرح سے لکھتے تھے شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے چار دیوان اسکے نظر سے گزرے

سر تلک دست ستم جون ہی ترا قاتل بڑھا
خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا

تن گل خوردۂ عاشق کو جو کفنا دیجے گا
تھان اچھا کوئی پھلکاری کا منگوا لیجیگا

بوسہ جو طلب کیا شب اوس سے
بولا وہ رشک ماہ کیا خوب

کھائے بخیہ مین نہ کیون عقل رفوگر چکر
چاک دل دیکھ رفو بھی ہے رفو در چکر

ہم ہوئے شب کو جو نالان پس دیوار کہ بس
کھولکر غرفہ لگے کہنے وہ ناچار کہ بس

ہاتھا پائی مین جو کل ٹوٹ گیا ہار او نکا
ہمیشہ باندھے ہین شاعر شراب کو آتش
جگر برشتہ و جان خستہ دلفگار دریغ
ہمیشہ وعدہ خلافی شعار یار افسوس
غم محبت و درد فراق و رشک رقیب
صد آرزوے وصال و حیات نیم نفس
ہزار خنجر الماس و یک دل صد چاک
یون تو مدت سے ہی الطاف و عنایات مین فرق
ہو کچہ وہ پوچھے تو رک جائیو نہ اے قاصد
کبھی تو آو ہمارے گھر مین سنو ہماری بھی چار باتین
لینے بوسہ خال لب جو پاس ہم اونکی جاتے ہین
کیا بوسہ طلب جسدم تو وہ جھنجھلا کے یہ بولے
ہم جنون کے دل کو جذب دل ہی کھینچے جائینگے
نہین سنا ر دنے یہ چرخ پیر کے جھونے
نہ بیٹھا کوئی اپنے پاس بیٹھا جبکہ وقت اپنا
بدن پہ بال ہین یون اس ملول کو کانٹے
تم لاکھ کرو حضرت دل نالہ و فریاد
کیا کان بھر دیئے ہین خدا جانے غیر نے
ظالم ترے حبیب رسیدے کا عقدہ نہین کھلتا
لپکا مجھے بوسے کا اونھین عادت دشنام
دوستو جی کیونکر اپنا اوسکے جی مین ڈالدون
ہمیشہ رہتے ہین اونکی مصاحبت مین وہی
کسیکے دل سے پرے کر ہیہو نجھے پہ وہ مین

اسقدر میرے گلے سے وہ ہوتی یارکہ بس
بڑے ہی جھوٹے ہین کہتے ہین آب کو آتش
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ
ہمیشہ جانب در چشم انتظار دریغ
ہجوم آفت و اک جان بیقرار دریغ
نفس شماری و اندوہ بے شمار دریغ
ظفر دریغ دریغ آہ صد ہزار دریغ
لیکن ایسا نہ ہوا جاے ملاقات مین فرق
تجھے خدا کی قسم کہیو تو تراق پڑاق
عجب ہے شکوہ رقیب کا یہان ہزار منہ مین ہزار زبان
بوسے تو وہ دیتے نہین پر گالیان چباتے ہین
نہ بیہودہ بکو تم یہانسے بس جاؤ ہوا کھاؤ
یہ پڑے پتھر ہین یہ مشکل سے کھینچے جائینگے
بھری ہے کوٹ کر یون ہی اس فقیر کی جھولی
اجل کو آفرین ہے وقت پر پہنچی تو یہ پہنچی
کہ ہون درخت مین جیسے ببول کے کانٹے
چاہو کہ ہو کچہ اوسکو اثر ہو نہین سکتا
غصہ مین جو بھرے ہے وہ کافر ہے ابھرا
کیا جانے کہ ہے دل مین ترے کیا نہین کھلتا
کیا سخت ہے مشکل کہ نہ یہان ضبط نہ وہان ضبط
جو عداوت دشمنون کی دوستی مین ڈالدون
ظفر ملاتے ہین جو ہان سے ہان نہین سے نہین
نہین یہ چھپا لیا چلمن کی تم اندر کنے ہو

ہاتھ اوٹھانے کو نہین زلف دوتا سے کچھ ہو
خط اوسے جلدی مین لکھتا ہون قلم بر داشتہ
ہمکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
قیمت جنس دل اپنی مین کہون کیا تم سے
تجھے تو ہم ہوفیو نکے یار یہ اب ہین مشہور
اشک کے قطرے لیے جاتے ہین بھر بھر کے سبو
وہ کھا گئے سو بار مرے آگے قسم جھوٹ
ہون جو بیٹر سے تیر جیسے دکھلا دو کو اپنا بانکپن
محفل سے اوٹھا غیر کو اور اوسکے عوض تو
سب اونکے ناپسند مضا مین دوستی
نہ کیونکہ ہمکو ہو خوبان پر جفا کا خوف
دل و جان بوسہ بغیر ایک بت مبارک دون
جل بجے لذت کہین دیکھ کے خوبان فرنگ
ناصح مجھے کیون عشق سے مانع ہے اوسی کیا
نہ آیا خواب رہا رات بھر یہی کھٹکا
زبان شمع کو کاٹا جو تو نے خوب کیا
گالیان دے سنیکے اب نالہ و زاری تو سنو
لے دو نگا اپنی جان تلک بیچکے تمھین
ہوگیا اور زیادہ وہ کشیدہ ہم سے
ساغر مین حباب ہی گل رنگ سے ساقی
نہ چوکو آج گر ہے کچھ ارادہ ہاتھا پائی کا
تل داغ مین چمک گئے جو اوسنے بنایا ہے
کعبہ کی سمت تمنے کیا منہ لیے نماز

ہو چکے ہم تو سیہ بخت بلا سے کچھ ہو
جا ہو اسے نامہ بر تو بھی قدم بر داشتہ
کچھ کہین یا نہ کہین آپ کی صحبت والے
پوچھو کیا وے بیٹے ہین باز از صحبت والے
اے شرابی تری صحبت مین شرابی والے
جوشش گریہ نے مرے آنکھونکو سنگھٹ کر دیا
اور پھر ہے یہ دعوی کہ نہین لوٹتے ہم جھوٹ
ہم ہین سیدھے سادھے ہمسے بات کسیدی طرح
رکھدے مری چھاتی یہ کوئی سنگ گران اور
اور اوس مین دشمنونکی شکایت علی الخصوص
یہ کافر ایسے ہین انکو نہین خدا کا خوف
دون ملا خاک مین لیکن تجھے مین خاک نہ دون
جلد جلد اور بھی تجھے کو سوا بانٹتے ہین
ہون رنج و مصیبت مین گرفتار تو مین ہان
کر دو یہ یار کے زنجیر ہل گئی تھی کیون
یہ شکو نزم مین گلگیر بل گئی تھی کیون
اپنی سب کہہ چلے تھوڑی سی ہماری لو سنو
اسے نالو ہاتھ آتے نصیحت اثر تو لو
وہ سنو کیا کشش دل کا اثر دیکھتے ہو
یا دختر رز کے سبب یہ محرم کا نمونہ
کہ اوسنے دست دیا مین آگے مہندی لگائی ہے
معلوم کیا تمنے کہ ڈال مین کالا ہے
برگشتہ نیت اپنی سوی دہر ہو گئی

خدا بچائے طفل دوستی سے اس دل کی
واہ تم صبح کو پہلے آتے
پاس اونکے رقیب آپہنچا
دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ مچ
تیر امر لقش مرے گیا تین دن کے بعد
جی جی آئیں ہین کیون ہو نامہ بر دو نو لفظ
اب تو خط مین نے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا
سکھائی کسنے چوری چشم تر اشکو نکے لڑکو نکے
مرے مژگان سی آنسو اسطرح برسون برستی ہین
قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
تیری چشم مست کو جو دیکھے ہو جاے خراب
نہ یہان تک آپ آتے ہو نہ تم ہمکو بلاتے ہو
بتون پر زاہدو گر ہم فدا ہو نگے تو ہونے دو
مین کر دون توبہ مے سے جھوٹ نہ بول
نہ دیا بوسہ نہ منہ تم نے لگایا منہ سے
ہاتھون سے ترے نرگس بیمار کے نالان
خدا کے واسطے زاہد اوٹھا پردہ نہ کعبہ کا
تمو بیا ندھتے ہین گھر مین جھوٹ موٹ تیرے
سو مین تجھ بن جئین سے کیا زہر ہم رکھی ہاتھ
ناز و غمزہ جو ہے اوس کا قد ادا کا جور ہے
مصور نے ترا سب چہرہ مقبول کھینچا ہے
کبھی آگئے وہ جو یہان چلتے پھرتے
اوسیکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کچھ نہ کہے

جو ہو یہ دوست تو حاجت نہین عدو کی مجھے
دن چڑھے کہ کے دن ڈھلے آئے
ہاے دشمن قریب آپہنچا
آگیا تم کو تو ہان تیر لگانا سچ مچ
اچھا اثر دوا نے کیا تین دن کے بعد
لوگ کچھ کہتے ہین لگاتے آن کر دونو طرف
پھر نہین لکھنے کا کہیئے تو مچلکا لکھ دون
ہوئے یہ چور ایسے آنکھ کا کاجل چراتے ہین
کہ جون برسات کی موسم مین منہ چھاجون برستے ہین
اے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
خواہ صوفی خواہ ہو میخوار اسمین کوئی ہو
کہینگے بے مروت ہم بھلا مانو برا مانو
تمھین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونے دو
توبہ کر زاہد امعاذ اللہ
آپ کہتے رہے یون ہی ہمین کیا کیا منہ سے
مین آگئے مسیحا کے مسیحا مرے آگے
کہین ایسا نہ ہو یہان بھی وہی کافر صنم نکلے
الٰہی جان پہ چھولون کے قہر ٹوٹ پڑے
تار بخیہ آستین مین آستین کا سانپ ہے
دل چرا لینے کو یہ اک اک بلا کا چور ہے
مگر اک زلف ہی کے کھینچنے مین اک طول کھینچا ہے
تو دے کر ہوئے گا لیا ان سے چلتے پھرتے
کرے جو اوسے جواب و سوال دشمن ہے

بوسہ لیا جو منہ سے بڑا منہ چڑاق سے
تھے چپ حیا سے بول اوٹھے وہ تپاق سے

اوس مصحف رخ کا تو ہم دھیان نہ چھوڑینگے
ایمان سمجھے وہ اپنا ایمان نہ چھوڑینگے

مین جو کہتا ہون بیوفا ہے رقیب
وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے

دین کے ستون ہین پنجتن و چار یار پاک
قربان ہین ہم تو دل سے ظفر چار پانچ کے

ظہور تخلص مولوی ظہور علی خلف مولوی فتح علی باشندہ ہریانہ مقیم دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و شاہ نصیر و مومن خان اولاد مین محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے تھے

قصد ستم سے پہلے ہی یہان دم نکل گیا
نکلی نہ ہاے اوس ستم ایجاد کی ہوس

گردش ہے مجھے چشم کے مانند ہمیشہ
آوارہ ہین گھر مین ہون مسافر ہون وطن مین

سامنے اوسکے نکلنے کی نہین بات ظہور
گھر مین تم بیٹھ کے باتین ہی بنا جانتے ہو

ظہور تخلص احمد جان باشندہ مرشد آباد دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

ہم خاک ہوکے اوسکی گلی مین رہے تو کیا
باد صبا کو ضد ہے ہمارے غبار سے

ظہور تخلص لالہ شیو سنگھ دہلوی شاگرد انعام اللہ خان یقین

بہا اس بے بہا کا کیا بھلا ہو
سر قاتل پہ جسکا خون بہا ہو

چشم گریان جنون سے معمور ہے
چاندنی برسات کی مشہور ہے

ظہور تخلص حافظ ظہور اللہ بیگ وطن انکا توران مولد و مسکن دہلی

باتون پہ تیری بھولے ہوئے تھے پر اب یہ لوگ
حالت کو میری دیکھ کے ہشیار ہوگئے

ایسا نہ ہو قاصد کہ مرا کام نہ ہووے
گم نامۂ حال دل گم نام نہ ہووے

ظہور تخلص حافظ امداد حسین نبیرۂ غلام محی الدین متخلص بہ عشق و مبتلا کے شاگرد مرزا رحیم بیگ رحیم باشندۂ میرٹھ

جب سا غیر ہون ترے در پہ
لکھا ہے یہ لکھا مرے مقدر کا

کر آرزو نہ تنگ دہانون سے بات کی
سب جانتے ہین غنچہ کے منہ مین زبان نہین

ظہور تخلص منشی شیخ ظہور محمد ولد منشی اسمعیل عرف منشی نہال ابن حافظ محمد صالح

شاگرد مصحفی تاریخ تولد انکے نام سے نکلتی ہے ایسے دیوان اور مثنوی ظہور عشق یادگار ہے

| | |
|---|---|
| مزا ایسا ملا بوسے کا مجھکو ٭ | رہا مین مرتے دم تک چاٹتا لب |

ظہیر تخلص سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ہی دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

| | |
|---|---|
| مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے | کیا مجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جائے گا |
| بیان یہ نیاز ہے کہ سراپا نیاز ہون | وہان ناز وہ کہ ناز اوٹھایا نہ جائے گا |
| ہے میری خستگی مری صورت سے آشکار | کچھ داغ دل نہین کہ دکھایا نہ جائے گا |
| جانے کو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر | حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا |
| کوے دشمن سے گزرنا کیا لطف | ائے وہ رفتار قیامت ہی سہی |

ظہیر تخلص سید محمد جان خلف و شاگرد میر یحیی ناظم باشندہ دہلی

| | |
|---|---|
| بیان حرف موفاؤن کا تھا بسبیل ذکر | ہم نے خدا نخواستہ تم کو کہا نہین ٭ |
| اک دلربا کے کہنے یہ اتنا خفا ہوئے | کچھ جنگجو کہا نہین بدخو کہا نہین |
| وہ بھی کیا ملک عدم ہے ای ظہیر | اوس گلی مین جو گیا آیا نہین |

ظہیر تخلص منشی ظہیر الدین بلگرامی خلف محمد مسعود صاحب دیوان داماد کربلائی ہین

| | |
|---|---|
| عبادت یہی ہے تیری کیا کرین نہین | رکھتے ہین یار لوگ تری اہن نہین ہے کب |

ظہیر تخلص شیخ علی بخش خلف شیخ عباد اللہ بلگرامی

| | |
|---|---|
| بوسہ لیا ہے ورنہ گیسو لگا ہے | ہون جرم کا مقر نہین حاجت گواہ کی |

ظہیر تخلص حافظ مولا بخش نابینا باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

| | |
|---|---|
| کیا گلہ چرخ سفلہ پرور کا | بخت واژون ہے اہل جوہر کا |

## حرف عین مہملہ

عابد تخلص میر عابد علی کمیدان پلٹن ذوالفقار حیدری ولد میر مہدی باشندہ

لکھنؤ شیخ امان علی سحر اور میر انیس مرثیہ گو دونون انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہیں ٭

معلوم تم کو بھی ہو کسی پر جو آئے دل
ناحق ستایا کرتے ہو صاحب پرائے دل

مٹی ہوا ہوا پامال ہو گیا
کیا پوچھتے ہو خاک کہون ماجرائے دل

عابد تخلص مرزا زین العابدین ولد مرزا غلام علی بیگ اکبرآبادی

اے صبح شب وصل یہ اندھیر کیا کیا
تواناٸی اور اوس منہ سے جدا کر دیا ہمکو

عاجز تخلص سید کاظم علی شاگرد شوق

جان لیکر غم و اندوہ و الم نے چھوڑا
مر کے عاجز نظر آئی ہے مفر کی صورت

عاجز تخلص سید اکرام علی تحصیلدار فیروزآباد بن سبحان علی باشندۂ فتحپور ہنسوا

لخت دل سینے سے آنکھوں تک پہونچکر رہگیا
نخل مژگان کے تلے ٹھہرا مسافر دور کا

عاجز تخلص پیرجی شرف الحق کوتوال دہلی

تیرے ہجر کا اب علاج اے مسیحا
اگر دیکھتے ہین تو ہم دیکھتے ہین

مدت سے چھوڑ بیٹھا اس جسم ناتوان کو
دم تیرے دیکھنے کو آنکھون مین آرہا ہے

عاجز تخلص مرزا عبد اللہ بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ شاگرد قادربخش صابر

اللہ اللہ رے نزاکت تری رخ کی ظالم
کسنے دیکھا کہ نشان اوس پہ نظر کا نہ ہوا

روتا ہون تو ہنستے ہین وہ کم ظرف سمجھکر
کرتے ہین خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور

لخت دل صدپارہ ہے ہر نوک مژہ پر
ہے آج تو کچھ رنگ ہے اے دیدۂ تر اور

عاجز تخلص لالہ موہن رام دہلوی

عاجز کچھ احتیاج نہین ہے شراب کی
ہر ہے ہمارا خون جگر سے ایاغ دل

عاجز تخلص عارف علی خان اکبرآبادی صاحب دیوان گزرے

ترے برگشتہ مژگان کا خیال آتا ہے یون کیونکر
کہ دکھنی فوج جون بھالے لیے میدان مین آئے

عاجز تخلص الف خان افغان باشندۂ خورجہ

کیا ہوا اگر چشم تر سے خون ٹپک کر رہگیا
بادۂ گلگون کا ساغر تھا چھلک کر رہگیا

عاجز تخلص میر غلام حیدر دہلوی شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم عظیم آباد

سوزشِ داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی — مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

**عاجز** زور آور سنگھ کھتری باشندہ دہلی نبیرۂ نند رام مخلص شاگرد نصیر الدین غریب

عاشقوں کو ترے اک جا نہیں آرام کہیں — دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں
شب مہتاب کس کم بخت کو ہجران کی بھاتی ہے — کہ اس سے گرمی روزِ قیامت یاد آتی ہے

**عادل** تخلص میر عنایت حسین ولد میر نور وز علی لکھنوی مقیم کلکتہ برادر جمشید محل زوجۂ واجد علی بادشاہ شاگرد مرزا محب علی ولی یہ شعر اس تذکرے کو لیے بھیجے تھے

زہے شوقِ شہادت قلبِ مشتاقانہ کہتا ہے — کمان کو تیر کو سوفار کو چلے کو پیکان کو
الٰہی شکر اتنی تو ہوئی تاثیر آہوں میں — کلیجہ تھام لیتے ہیں وہ سنکر شور و افغان کو
ہمارا آفتاب داغ سوزش پر جو آجائے — بنا دے رشک تابستان ابھی فصلِ زمستان کو

**عارف** تخلص محمد عارف رفوگر کشمیری دہلوی شاگرد نجم الدین ابرو صاحب دیوان گزرا

اس ابر میں بے ساقی و مے جی یہ بنی ہے — ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے
دخت رز سے کہو کہ جا کے ملے — ورنہ عارف افیم کھاتا ہے
ہمیشہ دل یہ خیالِ نگار گزرے ہے — اسی خیال میں لیل و نہار گزرے ہے

**عارف** تخلص محمد عارف لکھنوی

اوس نور کی مجھکو جستجو ہے — جسکا جلوہ یہ چار سو ہے

**عارف** تخلص میر عارف علی باشندہ امروہہ شاگرد مصحفی عروض و قوافی میں اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام میں مرادآباد میں سکونت اختیار کی تھی اور شعر گوئی ترک کرکے وعظ و نصائح سے خلق اللہ کو ہدایت کرتے تھے

رات ساری مجھے دونوں کی تسلی میں کٹی — ہاتھ دل پر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا
وہ ہوا گرد سے جب وقت شکار آلودہ — تیر خاکی نے مژگانِ غبار آلودہ

**عارف** تخلص نواب زین العابدین خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان متخلص بہ مسرور شاگرد شاہ نصیر و اسد اللہ خان غالب سنہ ۱۲۶۹ بارہ سو انسٹھ ہجری میں انتقال کیا شعر انکے اچھے ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

کیون نہ غیرت سے مرون مین کہ تجھی پردہ نشین
عالم الغیب سے ممکن نہین پنہان کرنا

نہ خداوند کو گر پاک منزہ سمجھون
کب گوارا ہو مجھے تجھ پہ نگہبان کرنا

ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب تھی یارب
سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھا کر جسنے دامان کا

کہان سے آگئی اسمین تری رفتار کی تیزی
کہ چلنا قتل کرتا ہے ہمین شمشیر بران کا

رسوا ہوا تو اہل وفا مین ہوا عزیز
اچھا ہوا وہ حق مین مرے جو برا ہوا

شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا جا نہین باقی
دشوار رہے آنا تری آنکھون مین حیا کا

بیٹھکر کس فکر مین تم نے مروڑا دیر تک
جا بجا جو آپ کے بند قبا مین بل پڑا

سخت شرماے مین آشنا نہ سمجھتا تھا انہین
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بیجا کرنا

دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان
اب مانتا ہے کون بڑا میری بات کا

مفلسون کو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال
کھائینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا

ابھی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آئی
ہے خدا کو بھی کہین کیا تری رفتار پسند

اے پری تیری زبان کی نہین فہمید ہمین
اس سبب اوٹھتی ذرا لذت دشنام نہین

امتحاناً وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج
یہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین

دے چکا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب
لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین

غصے مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
کیا لطف ہمنے شب کو اوٹھاے عتاب مین

مجھکو اور آپ کو عالم مین نہ رسوا کیجے
آپ ہو رہیئے مرے یا مجھے اپنا کیجے

اے غم عشق وہ دل جسکو بغل مین پالا
پیوین اوسکا یہ لہو کیون کہ گوارا کیجے

ہم تو دیوانے ہین مجنون نکے کہے جاینگے
ہین حسین آپ طرفداری لیلی کیجے

نہ تو روزن کوئی سینے مین نہ پہلو مین شگاف
دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے

آج کچھ مشکل ہے کل اور سہی صورت اپنی
عاجز آجاے نہ کیونکر ترا دربان ہم سے

جمع جب تک نہ کیے حرف مقطع ہم نے
خط مین لکھا نہ گیا حال پریشان ہم سے

بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی
کوئی جس وقت مرے سر پہ بلا آتی ہے

کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین
کہین آپس مین اگر ذکر وفا آتا ہے

**عارف** تخلص سید محمد علی ولد سید محمد مجتہد لکھنوی مقیم کلکتہ شاگرد میر نواب مونس یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

| | |
|---|---|
| شوخی دیدۂ محبوب پہ مین مرتا ہون | سبزۂ گور جو اگا ہے غزالان ہوگا |
| عرق ٹپکا جو وقت قتل اونکے روی روشن سے | ہوا دینے لگا ہر زخم تن قاتل کو دامن سے |
| کبھی اک دم نہ اسنے روشنی تربت پہ اپنی دی | ہوا کو کس قدر ہے لاگ میری شمع مدفن سے |

**عارف** تخلص میر جمال الدین خلف میر بدر الدین نواسہ خواجہ باسط شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

| | |
|---|---|
| بہار آئی گلستان مین ہوا پیدا جنون سر مین | چلو صحرا کو دیوانو دم اکتا تا ہے اب گھر مین |
| مری وحشت کا باعث ان حسینون کی ہے آرایش | وہان زلفین سنورتی ہین جنون بڑھتا ہے یان سر مین |

**عاشق** تخلص مولوی جلال الدین شعرائے قدیم سے ہین

| | |
|---|---|
| یہ کس کے نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے مین | کہ بند ہونے بھی نہ پایا زخم کا انگور سینے مین |

**عاشق** تخلص سید محمود حیدر آبادی

| | |
|---|---|
| مردمک کھائے ہے نت خون جگر مین غوطہ | آہ مارے نہ کبھی بحر اثر مین غوطہ |
| اوسکے دانتون کی صفا سے نہ مقابل ہووے | مارے الماس اگر آب گہر مین غوطہ |

**عاشق** تخلص مرزا محمد رضا خان عرف مرزا بچو خلف نوازش علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی علی خان کوثر

| | |
|---|---|
| وصل کی شب ہے مہیا ہین سبھی سامان عیش | آج ساقی بادۂ گلگون بھی ہونا چاہیے |
| نرگسی آنکھین ہین پاس معشوقون کی اور جادو نگاہ | جنبش لب مین مگر افسون بھی ہونا چاہیے |
| تا بہ کے مانند ہنستا ہے گل ای شوخ تو | غمزدون کے حال پر محزون بھی ہونا چاہیے |

**عاشق** تخلص عاشق بہار ساکن سیالکوٹ

| | |
|---|---|
| کچھ یاد ہے تمھین کہ وہ سب بھول ہی گئے | جو جو ہوئے تھے میرے تمھارے کلام شب |
| محفل مین آپ ہنستے رہے دشمنون کے ساتھ | گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب |

**عاشق** تخلص کھتری بھید لا ناتھ پنڈت فرزند راجہ گوپی ناتھ دیوان سرکار مجد الدولہ

قیس نادان سراسر نظر آیا مجھکو
جا بسے دشت مین کیون کوچۂ دلدار کو چھوڑ

غیرون کی بغل مین تو مری جان رہا گرم
اس رشک سے آنکھون سے مری خون بہا گرم

عاشق تخلص رام سکھ کھتری شاگرد غلام حسن تجلی و نصیر دہلوی باشندۂ دہلی

حیرت زدہ مین دیکھون ہون یون اوسکو برابر
تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علی خان دہلوی نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم انسے تین دیوان ریختہ مین اور دو دیوان فارسی مین اور چند مثنویان یادگار ہین اشعار اونکے قریب دو لکھ کے ہونگے

ابر آتا ہے آفتاب چھپا
ساقیا مت شراب ناب چھپا

گو آہ مین اپنی نہین تاثیر سر دست
پر ہے یہ بساط اپنی ہین اک تیر سر دست

دن تو جون تون کے کٹا رات پھر آئی سر پر
آفت تازہ خدائی تری لائی سر پر

عاشق تخلص شیخ نبی بخش ولد محمد صالح اکبرآبادی شاگرد نظیر

دام مین لاکر ہمین صیاد پچھتایا بہت
استخوان آیا نظر جب بال اور پر سکر گئے

اب یاد کیے سے چبھتے ہین سو خار ندامت سینے مین
اوس گل کو جو وقت رخصت چھاتی سے لگانا بھول گئے

عاشق تخلص منشی عجائب رائے

جسکی غیرون سے لڑ رہی ہے لگا ہ
ہمین اوسکی کٹار نے مارا

عاشق تخلص علی اعظم خان خلف خواجہ محمدی خان مرید شاہ گھسیٹا عشق آخر ایام مین ترک دنیا کرکے فقیر ہوگئے تھے

روز و شب یار سے بلا ستکیجے
چین اسپر نہ ہو تو کیا ستکیجے

عاشق تخلص میر یحیی عرف عاشق علی خان دکھنی

آنکھ کیون تو نے بھلا ہمسے ملائی پیارے
بجھ گئی تھی سو پھر اب آگ لگائی پیارے

عاشق تخلص میر برہان الدین شاگرد حسن

ہو نچے نہ پاس ہم کبھو اوس گلعذار کے
دام و قفس مین جاتے رہے دن بہار کے

عاشق تخلص مشیر الدولہ محمد علی خان ولد رحمت اللہ خان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ

شاگرد میر حیدری مرثیہ گو صاحب دیوان ہین

سر کے تعویذون پہ تیرے ہین کھون پہنچی نگا
خوشۂ پروین ہے یہ اے مہربان بالای سر

**عاشق** تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی احمد شاہ درانی کے سبب جب دہلی مین انقلاب ہوا یہ مرشدآباد مین مقیم ہوئے تھے صاحب دیوان ریختہ و فارسی گزرے

بے دیکھے ترے ایسی ہین متصل آنکھین
بے نور ہوئین نور نظر تجھسے بِل آنکھین

**عاشق** تخلص سدا سکھ

شام سے تا صبح عاشق بس بقولِ میر آہ
مجھکو بالین پر نہ دیکھا کھولی سو سو بار چشم

**عاشق** تخلص سید عاشق علی ولد بخشش علی باشندۂ اٹاوہ

کون سلجھائیگا وہ زلف دوتا میرے بعد
کسکو اولجھائیگی یہ کالی بلا میرے بعد

**عاشق** تخلص محمد عاشق حسین خان بن محمد مشتاق حسین خان باشندۂ آگرہ شاگرد غالب

شور سنکر وہ دریچے سے نظر کرتے ہین
آج نالے مرے ممنون اثر کرتے ہین

**عاشق** تخلص پنڈت دیارام سابق صدرالصدور بنارس خلف پنڈت رنچھوڑ متوطن دہلی

عاشق اگرچہ یار نہین تجھسے بولتا
بول اوس سے جسطرح سے بنے چھیڑ چھاڑ کر

**عاشق** تخلص پنڈت شام نراین بن پنڈت رام نراین متوطن دہلی

جو بات بات پہ روٹھے علاج کیا اوسکا
کہان تلک اوسے ہر روز ہم منائینگے

**عاشق** تخلص منشی بانکے سنگھ مقیم فرخ آباد شاگرد مولوی غیاث الدین رامپوری

لگی ہے جب سے کہ تاک اپنی دختر رز پر
مدام میکدہ کا ہم خیال کرتے ہین

**عاشق** تخلص عاشق علی

آتے ہین تو کچھ باتین کیا کیا وہ بناتے ہین
پر غور سے جب دیکھو او پر ہی کی باتین ہین

**عاشق** تخلص مرزا انتظام الدین بن مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا عالی بخت عالی ستار اچھا بجاتے تھے

روز فراق و جور بتان نالہائے شب
کن کن مصیبتون مین خدایا نہین ہون مین

اوس گل کے مگر باغ مین آنے کی خبر ہے — ہر غنچہ لیے ہاتھ مین اک مشت جو زر ہے

**عاشق** تخلص شیخ محمد جان شاگرد احمد علی کامل وطن انکا فیض آباد مسکن دیو می پرگنہ کوڑا ضلع فتح پور ہنسوا

ہر عضو بدن یار کا ہے کان ملاحت — ہیرے کی کلائی ہے تو بلور کی گردن

**عاشق** تخلص مرزا رحمت بخش عرف منجھلے مرزا نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

گھلے نہ دل بتون کا نہ دل غیر کا جلے — نالون کی اب اثر وہ خدا جانے کیا ہوے

**عاشق** تخلص اقبال حسین خلف منشی نور الدین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا غالب

مر گئے پردہ رہگیا عاشق کا یہ اچھا ہوا — دربدر کوچہ بکوچہ مدتون سے خوار تھا
توبہ تو کر چکا ہون مگر کچھ کچھ اندنون — دیتی ہے دم بہار کی آب و ہوا مجھے
گر ہماری بندگی ہے ناقبول — تو بتون کی بھی خدائی ہو چکی

**عاشق** تخلص راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب راے ناظم عظیم آباد صاحب دیوان گزرے

مچا یا ہے جگر نے حشر کا سا شور پہلو مین — مگر دیکھا ہے یہ حال دل رنجور پہلو مین

**عاشق** تخلص نواب والا جاہ عرف چھوٹے صاحب خلف دلیر الدولہ مرزا محمد علیخان عرف آغا حیدر نیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد سرفراز علی قادر

گل مراد کھلا ہے خزان کے جانے سے — چمن چمن ہے شگفتہ مری بہار مین روح
جلد آئیو جواب کا یہان انتظار ہے — آکر یہین یہ کھولیو اے نامہ بر کمر
بلا چاہ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین — صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین
یار در خانہ و ما گرد جہان مے گردیم — عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین
گرم رو ایسا ہون مین دیوانہ آتش قدم — بنگیا ہر دانۂ زنجیر اخگر پاون مین

**عاشق** تخلص آغا حسین قلی خان خلف آغا علی خان مقیم لکھنؤ وطن انکا خراسان مولد عظیم آباد سکندرآباد مین تحصیلدار تھے

جس سے کہ میں پوچھوں ہوں مزا عشق کا لیکن
رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہیں سکتا

**عاشور علی خان بہادر** لکھنوی بن نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ بہادر انکا کوئی شعر سوائے ایک غزل کے جو سراپا سخن میں مندرج ہے سنا نہیں گیا اور لکھنؤ کے بہت سے معتمد شاعروں سے سنا کہ یہ خود شعر کہتے نہ تھے صرف اپنے شاگردوں کے غزلیں بنا دیتے تھے

کعبۂ صدق و صفا مشرقِ انوارِ دل
عالمِ علمِ خفی مخزنِ اسرارِ دل

خضرِ طریقِ وفا عیسی معجز نما
برقِ تجلی طور طالبِ دیدارِ دل

خاکی و قدسی سرشت نوگلِ باغِ بہشت
آئینۂ حق نما شمعِ شبِ تارِ دل

نالۂ قلبِ سقیم گوہرِ اشکِ یتیم
کشتۂ گلگون قبا بزمِ عزا دارِ دل

**عاصم** تخلص صمصام الدولہ خان دوران خان خواجہ عاصم خلف خواجہ قاسم ساکن اکبرآباد امرائے فرخ سیر بادشاہ میں تھے سنہ گیارہ سو اسی ہجری میں انتقال کیا

نزدیک ہے خزاں کا ہووے گزر چمن میں
تو شور کر لے بلبل آوے جو تیرے من میں

**عاصمی** تخلص خواجہ برہان الدین دہلوی خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد میں سے تھے

ق

چمن کی تخت پر جس دم شہِ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کا شور تھا فریاد قلقل تھا

خزاں کے دن جو آئے تو کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

صاف دل ہونا بہت دشوار ہے
آئینہ بھی عکس سے خالی نہیں

**عاصی** تخلص منشی امداد حسین خلف سبحان علی خان شاگرد ناسخ

اے عاصی کوچہ گرد تو ہے
دیوانوں میں انتخاب نکلا

میں کس کس شعلہ رو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤں
رہا تھا ایک دل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤں

**عاصی** تخلص ایک شخص رامپوری کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کمہلائے ہے گرمی سے نگہ کی وہ گل اندام
اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

**عاصی** تخلص شیخ بنگالی باشندہ ڈھاکہ

بھلا میں تو برا ہوں پر تجھے کچھ پاس ہے ظالم
قسم کا قول کا اقرار کا وعدہ کا پیماں کا

**عاصی** تخلص نور محمد باشندۂ برہان پور دکھن

بیٹھے ہیں ہم کہ اب کہیں تم نے بھی ٹال دیا
بیٹھے کہیں ہو بات کہیں اور نظر کہیں

**عاصی** تخلص منشی صدر الدین اکبر آبادی

میں ترک عشق کروں دے کے جان کو کیونکر
نہ بس میں دل ہے مرا اور نہ اختیار میں روح
جہان میں یہ ملی کیمیا ہمیں عاصی
کہ خاک بن کے رہی اپنی کوے یار میں روح

**عاصی** تخلص لالہ سالگرام ناظر عدالت فوجداری لکھنؤ

ہنسا کیے وہ رقیبوں سے اور میں شب بھر
بسان شمع رہا اشکبار صحبت میں

**عاصی** تخلص منشی جمعیت راے نائب سر رشتہ دار عدالت فوجداری فتح آباد خلف لالہ کیسری داس باشندۂ ادگر پور

پابند رنج رشک نہ کیونکر ہو دل مرا
کھلوائے بند غیر سے تم نے نقاب کے

**عاصی** تخلص گھنشام راے کایتھ مقیم دہلی شاگرد نصیر صاحب دیوان گزرے

آپ ہی ٹک اپنے ابروے پرخم کو دیکھیے
تیغ دو دم کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے
فوارہ کا سا حوصلہ اتنا نہ کیجیے تنگ
چلو بھر سے ہی پانی میں گر کر اچھل پڑے

**عاقل** تخلص لالہ لچھمن لال عملہ عدالت کلکٹری ضلع الہ آباد

بے نشانی اس چمن میں ہے نشان عندلیب
شہپر عنقا ہے جب آستان عندلیب
ہے گلستان جہان میں عاقل شیرین سخن
ہم صفیر و ہمنوا ہم داستان عندلیب

**عاقل** تخلص عاقل شاہ دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے

قید بھی یہان کچھ نہیں اور چھوٹ بھی سکتے نہیں
واہ وا اس دام کو اور آفرین صیاد کو

**عالم** تخلص صاحبزادہ محمد شاہ عالم خلف شاہزادہ غلام محمد ابن ٹیپو سلطان باشندۂ ٹالی گنج متعلق کلکتہ شاگرد مولوی نجم الدین تخلص نادر

یار کے گویا دہان تنگ میں دندان ہیں یہ
غنچۂ گل میں مسلسل دانۂ شبنم نہیں
کیا عجب گل ریز آتش بار شاخ گل کی طرح
ہاتھ میں تیرے جو اے رشک بہاران شمع ہو

**عالی** تخلص خواجہ عبد اللہ عرف ببو جی خلف عبد الشکور شاگرد خواجہ آتش وطن انکا

کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ

واہ رے یاس و ب کو سون پھرا ہون دو ورق
تا نہ آئے سایۂ دیوار دلبر زیر پا

رزق اپنا آسیا سا منحصر گردش مین ہے
ہے لکھا شاید مرا خط مقدر زیر پا

**عالی** تخلص مرزا عالی بخت بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا معز الدین ثابت
و عبد الرحمن خان احسان

حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پھیر دیکھ
معدوم وہ کمر ہوئی غائب دہن ہوا

آب دم شمشیر کا کسکے ہے بیان ذکر
پانی جو بھر آیا ہے لب زخم جگر مین

**عالی** تخلص شاہ ابو المعالی مغفور خلف حضرت شاہ اجمل اجمل صاحب دائرہ الہ آباد
ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے تھے

نور تجلی یہ نہین موسی طور پہ ایسا جلوہ کہان ہے
آکے ہمارے نور نظر نے گھر کے دیئے مین کھلائین پھول

خانہ خراب ہوا اس جا پہت کا دن گہ جیت خواب ہے
آنکھ لگی اک پل نہ ہماری جب سے تمنے لگائین آنکھ

**عالی جاہ** خلف الرشید نظام الملک کا تخلص ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

رات دن اشک سے آنکھون مین تری رہتی ہے
شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

**عبادت** تخلص مرزا عابد علی بیگ ولد مرزا بخش اللہ بیگ لکھنوی شاگرد امانت

کرتے ہین خون مرادہ حنائی دکھا کے ہاتھ
ہین قہر کے ستم کے غضب کے بلا کے ہاتھ

مشک ختن کہا تری زلفون کو کر معاف
پڑتا ہون پانون باندھ نہ مجھ پہ چلا کے ہاتھ

**عباس** تخلص میر عباس تھانہ دار لکھنؤ ولد میر امام الدین لکھنوی شاگرد وزیر
صاحب دیوان گزرے

اوتارے قبر مین مجھکو اگر وہ رشک چمن
خوشی سے پھولی سمائی نہ پھر مزار مین روح

محتاج ہین غنی بھی فقیرون کی طرح سے
پھیلے ہین تیرے سامنے شاہ و گدا کے ہاتھ

تصویر نے جو سیر کیا چاک پیرہن
بہزاد ششدر رہے اکیا بنا کے ہاتھ

**عبد** تخلص عبد اللہ دکھنی مصنف مثنوی در المجالس معاصر میر و مرزا

کون ہین کس سے یہ دکھ یار کی جدائی کا
دوا پذیر نہین درد آشنائی کا

عبید تخلص غلام ربانی ہوگلوی ان دنون کلکتے مین سکونت اختیار کی ہے راقم کے ملاقاتی ہین

شوخی رنگ حنا مین یہ اثر ہوتا نہین / خون عاشق سے وہ پنجہ رنگ حنا ہو گیا
خنجر خونخوار قاتل سے ہم آغوشی ہوئی / کیا مبارک ہمکو یاد عید قربان ہو گیا

عبرت تخلص میر ضیاء الدین باشندہ دہلی مقیم رامپور شاگرد نواب محبت خان پدماوت کی مثنوی قریب نصف کے انکی تالیف سے نظر آئی صاحب دیوان گزرے

بیتاب کوئی شے نہین سیماب کے مانند / پر وہ بھی نہین اس دل بیتاب کی مانند
مین مثل کتان چاک کرون جامۂ تن کو / آ جائے جو سر بام تو مہتاب کے مانند

عبرت تخلص نواب حسن علی خان لکھنوی عرف بڑے مرزا خلف نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

کہیے مین دفن مین ہون وہ ہے کوئے یار مین / میرا الگ مزار جدا ہے مزار دل
گرد کدورت آئینہ رو کی مٹی نہ ہاے / ہر چند آب گریہ سے دھویا غبار دل

عبرت تخلص دولت رام خلف راے ہیرا لال کایتھ باشندہ دہلی شاگرد شیخ ابراہیم ذوق

روسیاہی گو اوٹھائی عشق مین ہم نے بہت / لیک مانند نگین نام اپنا روشن ہو گیا
ہر دم صبا سے ہے طلب بوئے زلف یار / لڑتے ہین بات بات مین الجھ ہوا سے ہم

عبری تخلص اسحاق یہودی کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین

اشک سے شیشہ جگر چشم ہے پیمانہ ہے / دیکھیے اب ہمہ تن غیرت میخانہ ہوا

عرش تخلص میر حسن عسکری عرف میر کلو ولد میر محمد تقی میر باشندہ لکھنؤ پہلے زار تخلص کرتے تھے مشہور ہے کہ انھون نے سرقہ کے بہت سے مضامین ناسخ کے دیوان سے نکالے ہین صاحب دیوان ہین صاحب سراپا سخن محسن علی محسن شاگرد خواجہ وزیر شاگرد ناسخ نے انکو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے حالانکہ انکو ناسخ کی شاگردی سے انکار ہے

ٹکڑے ہوتا ہے سر شوریدہ وحشا سنگ سے / چند دھجیان ہین دستار کی جابجا بالاے سر
حیران ہے چشم جوہر شمشیر دوش پر / تلوار ہے کھنچی ہوئی تصویر دوش پر

کیا وصف فقرہ کرتے ہین ہم تیر گلے مین — کٹ جاتے ہین کانٹے دمِ تقریر گلے مین
گلگیر نے کاٹ کر سر شمع — پروانے سے شب جلی کٹی کی
دنیا مین فکر نان ہے عدم مین عذاب ہے — ہر طرح سے غریب کی مٹی خراب ہے

**عرشی** تخلص منشی عبد الحی ولد منشی رسول بخش مرحوم باشندہ کاکوری اشعار اردو فارسی انکے نہایت مرغوب و مطبوع ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے واسطے دیے تھے

عذر قتل بیگنہ فرمائین کیا — شرم آتی ہے انھین شرمائین کیا
زخم خندان کا تو رونا ہی رہا — چارہ گر مرہم کو ہم ہنسوائین کیا
ایک عکس روے رنگین سو بہار — پھول تیرے ہاتھ مین کمھلائین کیا
قبر عاشق محفل دشمن نہین — بیجا نا لحد پر آئین کیا
شکایت یون تو لاکھون ہین جفا کی — دوا کیا ہے ستمگر تیری کیا سی کی
مجھے یاد آ گئی صبح شب وصل — بہت کچھ دھوم سے روزِ جزا کی
مرے ناخن کو زخم دل سے ہے ربط — عدو کھولین گرہ بندِ قبا کی
نگاہ ناز و دشمن وا سے قسمت — غضب اولٹی چھری ہم پر چلا کی
ہمیشہ تم رہے بلبلون مین — جنون سی ہونے لگی آخر چمن کی
فراست طبعی سے سودا ایذان کی — مجھے کیسی وحشت رہی عاقلون سے

**عرفان** تخلص مولوی سید عرفان علی خلف سید قربان علی متوطن بریلی مقیم شمس آباد

ہر کیون سر سبز ہو دل مین ہمارے تخم الفت کا — نہال عشق سینچا ہمنے آب چشم گریان سے

**عرفان** تخلص سید شعبان من دہلوی بڑے تواریخ دان تھے

تیر برساتے جو وہ ابرو کمان بالا ہے — سوسن داغ جنون شاید یہان بالا ہے
یہ نہال نہین ابر و خدار کے نیچے — زنگی کو قضا لائی ہے تلوار کے نیچے
لب جانان کی جنبش معجز اعجاز مسیحا ہے — دہان تنگ اوسکا غنچہ تصویر گویا ہے
صفائے تن سے یہ عالم ہے شتوالی ڈوپٹے کا — کہ جسکے رنگ سے یہ چادر مہتاب میلی ہے

**عروج** تخلص احمد حسن خان خلف منشی محمد حسن خان شاگرد رشک وطن انکا قصبہ اسیون مسکن کانپور

لپٹا جو شب وصل میں سینے سے تمہارے
کیا چھوٹ کے رویا یہ پھپھولا مرے دل کا

کیوں توڑتے ہو تم خلش داغ محبت
اتنا بھی تو چھوٹا نہیں کانٹا مرے دل کا

لو نام خدا شعر بھی کرنے لگے موزون
اب اور بھی پہلو نہ بچے گا مرے دل کا

راز اشاروں میں ہی سمجھاتی ہیں کیا کیا آنکھیں
لب تقریر ہیں اوس شوخ کی گویا آنکھیں

**عزت** تخلص نواب نیاز علی خان باشندہ دکھن شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ میں رہتے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں

حسن دو روزہ پہ نازان ہو عبث اے گل تر
ایک دن ہوگی خزان تیری بہار آپ سے آپ

**عزلت** تخلص سید عبد الولی خلف شاہ سعد اللہ سورتی بڑے فاضل تھے دہلی ولکھنؤ کی سیر کی تھی عالمگیر بادشاہ انسے بہت اعتقاد رکھتا تھا اور علی وردی خان مہابت جنگ کے مرنے کے بعد یہ حیدرآباد کو گئے تھے صاحب دیوان گزرے

بجز رفاقت تنہائی [illegible] نہ رہا
سوائے بیکسی کوئی بھی اب ہمراہ نہ رہا

بہار آئی چمن میں غل ہے بلبل کے صفیروں کا
جدا ہے ہر گلی میں شور زنجیر اب اسیروں کا

پھر آئی فصل گل اے یار دیکھئے کیا ہو
جنون کا دل میں چھپا خار دیکھئے کیا ہو

شانہ اوس زلف میں پھرتے عجب کہتا تھا
بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہے

تجھ پر فدا ہیں سارے حسن وجمال والے
کیا خط وخال والے کیا شاخ گل ادا کے

تنہا جو میں چلا طرف وادی جنون
زنجیر پاؤں پڑ کے مرے ساتھ ہو گئی

**عزیز** تخلص بھگواری لال دہلوی شاگرد خواجہ میر درد سنہ ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری میں الہ آباد میں تھے

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ
یاقوت جسکے آگے لگے ایک سنگ سرخ

کرے نہ یار اگر دل کو صاف کینے سے
عزیز موت بھلی پھر تو ایسے جینے سے

ملیں کیونکر بھلا اوس شوخ طفل لاابالی سے
کہ سوتے سوتے جو چونکے ہے تصویر خیالی سے

| | |
|---|---|
| جو دم کہ الٹتا ہے وہ سب ہے تیر ہوائی | جو سانس کہ چلتی ہے سو برچھی کی انی ہے |

**عزیز** تخلص عزیز اللہ دکھنی شعرائے قدیم سے ہین

| | |
|---|---|
| ایسے بیدرد سے کیون دل کو لگایا ہمنے | عشق مین جسکے کبھو چین نہ پایا ہمنے |

**عزیز** تخلص شیوناتھ مہاجن دہلوی

| | |
|---|---|
| لیا دل اک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین | کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین |

**عزیز** تخلص نواب عبدالعزیز خان خلف نواب محمد سعادت یار خان نبیرۂ حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر والی روہیلکھنڈ عدالت دیوانی فرخ آباد مین وکالت کرتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

| | |
|---|---|
| نظارۂ جمال سے سرشار ہو گیا | مجھکو شراب شربت دیدار ہو گیا |
| فرقت مین جان بھی نہ بدن سے نکل سکی | یہ سہل کام ضعف سے دشوار ہو گیا |
| نام رکھینگے وہ ہم لینگے اگر نام جفا | بات شکوہ کی کھینچیگے تو شکایت ہوگی |
| آمد یار سے خوش ہے دل ناتجربہ کار | نہین واقف کہ قیامت دم رخصت ہوگی |
| کرین سوال نکیرین کس سے بعد فنا | بدن مزار مین ہے روح کوی یار مین ہے |
| عجب مزے سے گذرتی ہے میکشون کی عزیز | پیالہ ہاتھ مین مینا سے کنار مین ہے |

**عزیز** تخلص لالہ دیبی پرشاد بن لالہ لچھمن لال باشندۂ شاہجہانپور مقیم فتحگڈھ

| | |
|---|---|
| آتا ہے یہی شام جدائی مین اپنے کام | ہر داغ دل چراغ ہے شبہائے تار کا |

**عزیز** تخلص راجہ یوسف علی خان رسالدار مخاطب بہ اعتماد الدولہ ولد غلام [illegible] ہمشیرہ زادہ سعید الدولہ علی محمد خان شاہ اودہ کے ہمراہ کلکتہ مین آتے تھے وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ صاحب سراپا سخن نے انکو مولوی محمد بخش شہید کا شاگرد لکھا ہے لیکن انھون نے راقم سے آتش کا شاگرد رہنا بیان کیا تھا واللہ اعلم بالصدق والصواب

| | |
|---|---|
| بعد رسوائیون کے یار نے پوچھا تو کیا | ساری دنیا سے برا ہو کے مین اچھا ٹھہرا |

کیلی و مضمون کا بھر دم بھرے مگر سے پہلے ۔ کرے ہمارا سا پیدا دل جگر رگ سنگ
جوانی سخت دلونکے مزے سے خالی ہے ۔ بہار مین بھی نہ ہو زیر نیشتر رگ سنگ
مژگانون پہ بن جاتے ہین گل لخت دل آ کر ۔ پلکون کو بنا دیتی ہے پھولون کی چھڑی آنکھ
باغ مین فصل بہار آئی خوشی ہے تو یہ ہے ۔ عاشق گل ہون تمنا جو مری ہے تو یہ ہے
دن مین سو مرتبہ بے وجہ رولا دیتے ہین ۔ اور تو کچھ نہین بس انکو ہنسی ہے تو یہ ہے
سیر گردون تجھے دکھلائے وہ ملکی ہستی ۔ آرزو اسے فلک پیر مری ہے تو یہ ہے
مرتے ہین تنگ دہانی پہ کسی گلرو کے ۔ کیا بتائین سبب کم سخنی ہے تو یہ ہے
کاندھا دینا ہے بڑا لاشۂ عاشق کو ضرور ۔ پہلی آفت مرے نادان پہ پڑی ہو تو یہ ہے
حشر ہو جائے پلٹ جائے بلا سے دنیا ۔ تم کسی طرح سے آجاؤ اجی ہو تو یہ ہے

**عزیز** تخلص منشی عبد العزیز رائیٹر بلہتہ آفیس شہر کلکتہ ولد منشی کرامت اللہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ وطن انکا جبر مولد و مسکن و جائے تربیت کلکتہ طبیعت انکی شعرگوئی سے مناسبت مناسب ہے شعر اچھا کہتے ہین عرصہ قلیل سے شعرگوئی شروع کی ہے صاحب دیوان ہین

پیا ہے چشمے پانی یار کے چاہ زنخدان کا ۔ خضر ہوئے وہ کب محتاج تیرہ آب حیوان کا
نہین ہے خط عذار آتشین شمع رویون کی ۔ سمندر اب ہے پروانہ چراغ مہر تابان کا
گمان شمع میرے خون کے فوارے پہ ہوتا ہے ۔ بنے پروانہ ہر جوہر تری شمشیر بران کا
دل مقید ہو گیا زنجیر زلف یار کا ۔ طوق گردن مین پڑا ہے ابرو خمدار کا
دونون رخسارون کا تیرے نور چھینے ماہ وش ۔ ماہ کامل ایک ہے مہر منور دوسرا
اوس شوخ پر جفا پہ کسی کا جو آئے دل ۔ صدمے ہزار لاکھ جفائین اوٹھائے دل
چاہ غم مین دل ڈبو بیٹھے ہین ہم ۔ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہین ہم
یارب کٹینگی ہجر کی راتین یہ کس طرح ۔ پہلو مین جلوہ گر جو وہ رشک قمر نہین
ذرہ افشان نہین ہین زلف عنبر فام مین ۔ تارے چھٹکے ہین مقرر یہ سواد شام مین
وہ شوخ فتنہ خواو لٹے چہرے سے نقاب اپنی ۔ ستم ہو قہر ہو محشر بپا ہوا ور قیامت ہو

رہون مین سایۂ دامان پاک لطف احمد مین — ہوا تیز سے جس دن یا خدا مہر قیامت ہو
زلف سیہ نہ روے صفا پہ چھوڑیے — شام خزان نہ کیجیے صبح بہار کو
کرتے ہین یون مریض محبت کا وہ علاج — دیتے ہین زہر گھول کے مجھکو دوا کے ساتھ
مثل پروانہ نہ کیونکر رشک سے ہم جل بجھین — حیف وہ مہر چراغ خانۂ بیگانہ ہے
خواب مین ہمکنار دلبر تھا — مجھکو ہے تجھ سے گلا یا کس سے
تعجب سب کو ہے اس فکر مین سارا زمانا ہے — مرے نو ابر مین ہے یا کہ ان زلفون مین شانا ہے
وہ گنج حسن آیا ہے عزیز اب اپنے قبضے مین — مرے پیش نظر کیا مال قارون کا خزانا ہے
آج سر خنجر بران سے جدا ہوتا ہے — مجھ پہ قاتل کا جو حق تھا وہ ادا ہوتا ہے

**عزیز تخلص مولوی محمد عبد العزیز خلف مولوی امام بخش صہبائی مرحوم مقیم دہلی**

نہین ہے رحم و مروت جو تجھ مین خیر ہو — ذرا خدا ہی کا کچھ تیرے دل مین ڈر ہوتا
خدا نخواستہ کیا اوس سے ہمکو تھا انکار — عزیز کعبہ اگر کوچۂ بتان ہوتا
یک قلم کیونکر تمنا کو مٹا دون ظالم — اک خدا ٹھہر گیا مین کوئی بندا نہ ہوا
کچھ فہمیون کن سے خلق کے دکھلا کیا ہوا — منصور کو حریف نہ ہونا تھا راز کا
ہم عاصیون کا بار گنہ سے جھکے ہے سر — اور خلق کو گمان ہے ہم پر نماز کا
وہ نہین لطف وہ وفا ہی نہین — تو تو گویا کہ آشنا ہی نہین
تیری اس شوخی رفتار سے نکلی یاری — خاک ہو کر جو تھی اک دل مین تمنا باقی

**عزیز تخلص مرزا عزیز الدین شاگرد عبد الرحمن خان احسان شاہ عالم بادشاہ کی اولاد مین تھے**

تو جو تیغہ کو اودھر قاتل اوٹھا کر رہ گیا — مین ادھر حسرت سے سر اپنا جھکا کر رہ گیا
مین یہ حیران ہون عزیز واہ یہ کیا ہو گیا — بیٹھے بیٹھے عشق کا آزار کیسا ہو گیا

**عزیز تخلص مولوی عزیز الدین باشندۂ فرید آباد دہلی مین نشو نما پائی تھی**

یا سمجھتے تھے کبھی گھر کو ترے گھر اپنا — یا گزار نہین ہوتا ترے در پر اپنا
عالم مین اے عزیز نسیم و صبا کے ہاتھ — کیا کیا اوڑی نہ خاک ہمارے غبار کی

**عزیز تخلص نواب یوسف علی خان**

اب خاک کو گر خون سے کرون رتباط و عشق
وہ دل نہین دماغ نہین وہ جگر نہین

نے تو رفو کی جا ہے نہ مرہم کا ہے مقام
کوئی علاج زخم دل اے بخیہ گر نہین

**عزیز تخلص مہاراج سنگھ قوم کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی انھون نے دیوان نصیر دہلوی کو جمع کیا ہے**

جام مے گلرنگ سے واقف نہین ساقی
غنچہ کی طرح پیتے ہین خون جگر اپنا

پہلے ہی کشتہ تھے ہم اوس نرگس مخمور کے
تس پہ کافر اور یہ سرمہ کا دنبالہ بنا

لیکے نقد دل کبھی جو ایک بوسے بھی نہ دے
اے عزیز اوس مفت بر سے کسطرح سودا بنے

**عزیز تخلص مرزا یوسف علی خان باشندۂ بنارس شاگرد مرزا نوشہ غالب دہلی کے اسکول مین معلم ہین انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی انیس و دبیر کے مرثیون مین بہت سی غلطیان نکالی ہین اور اونکے بہت سے مرثیون کا جواب لکھا ہے**

بد طالعی سے نیک نہو گا مآل کار
بگڑے ہین کوئی کام بنایا نہ جائے گا

ناصح کی ناتوانی مین ہم سنکے کیا کرین
سر اونکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا

ہم یہ کہ اپنی مرگ کو تم بن طلب کرین
تم وہ کہ ہمکو تم سے بلایا نہ جائے گا

**عزیز تخلص شیخ محمد علی ولد شیخ عاشور علی حضرت سلیم چشتی کی اولادون مین تھے**

گردش نے جام چشم کے بدست کر دیا
ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو

**عس تخلص بدرالدین دہلوی انکا سارا کلام اسی انداز کا ہے**

کیون سبے اوسنے چلا تھا کیا یہ جھگڑا رات کو
کسلیے آیا تھا بھرے گھر وہ مگر رات کو

**عسکر تخلص عسکر علی خان بنگالی**

رو رو کے نہ رہا نام کو نم چشمون مین
آبرو کیونکر رہے گی مری ہم چشمون مین

**عسکری محمد حسن کمین برادر و شاگرد نادر حسین ہاشمی مقیم کالپی**

چھوٹا نہ عسکری کبھی دل اوسکے دام سے
زلف اوسکی اک نمونہ ہے قید فرنگ کا

بیٹھے ہین چھپا کچھ آپکا ہمین ضرر نہین
نالہ نہین فغان نہین کچھ شور و شر نہین

عسکری نے لی جنون مین جانہ دلبر کی راہ
ایسے مطلب کی نہ سوجھے گی کسی ہشیار کو

آمدِ گل ہے طرب سازِ صبا پھرتی ہے
بلبلو مژدہ کہ گلشن کی ہوا پھرتی ہے

**عشاق** تخلص ایک ہندو شاعر قدیم کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

سر سبز خط سے اور ہوا حسن یار کا
آخر خزان نے کچھ نہ اوکھاڑا بہار کا

**عشرت** تخلص میر غلام علی باشندۂ بریلی شاگرد مرزا علی لطف انھون نے پدماوت کی مثنوی کو جو عبرت سے رہگئی تھی ۱۲۱۱ بارہ سو گیارہ ہجری مین باتمام پہونچایا صاحب دیوان گزرے

بسانِ جام خالی پھوڑڈالون چشم پرخون کو
نہ دیکھون گر صراحی وار اوس مخمور کی گردن

غیرون سے ہنسا وہ جو مری سامنے عشرت
کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے

شبِ وصال مین دل پر قلق ابھی سے ہے
سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

ہنوز دفن ہوا بھی نہین ترا بسمل
کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

**عشرت** تخلص مرزا اکبر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

لختِ دل کو سلکے تلووٴن سے کہا قاتل نے یون
لعل کا پیدا ہوا ہے اپنے معدن زیر پا

**عشرت** تخلص مرزا کلن دہلوی خلف مرزا حیدر شکوہ داماد و شاگرد مرزا پیارے رفعت

خاک ہونا بھی ہوا حق مین ہمارے کیمیا
ورنہ دامن تک پہونچنا اے فلک دشوار تھا

کر دیا آسان بس تیری نگاہِ قہر نے
ورنہ مرنا سخت جانی سے بہت دشوار تھا

تن سے بھی اوتر کر نہ گرا پاؤن پر اوسکے
کیا کیجئے قسمت ہی بُری ہے مرے سر کی

**عشق** تخلص حضرت شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ گھسیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی صاحب کمال تھے صاحب دیوان گزرے

تیر کے نام پر تڑپتا ہے
اسطرح کا کہین جگر دیکھا

دیدۂ دل جو کرکے وا دیکھا
حرم و دیر مین خدا دیکھا

اوسکے دامن تلک نہ پہونچے ہم
خاک مین آپ کو ملا دیکھا

وحشت تجھکو قسم ہے مجنون کی
عشق سا بھی برہنہ پا دیکھا

خانمان کرچکا ہون مین برباد
توبھی وہ میرے گھر نہین آیا

مہربانی کرو تو عیب نہین
کام تو اب پیام سے گزرا

ہمنے تو خاک بھی دیکھا نہ اثر رونے مین
عمر کیون کھوتے ہواے دیدۂ تر روز گریز

کیا کیا جفائین ظالم ہمنے تری سہی ہین
لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہے

عشق تخلص شاہ غلام علی خلف شاد لیخان متوطن متومقیم فرخ آباد

عشق تمنے تو بہت عشق مین غوطہ کھاے
کہین ڈوبے کہین اوچھلے کہین جاکر نکلے

عشق تخلص میر محمد علی حیدرآبادی

بسان مردمک چشم جو ہین اہل نظر
قدم کو رکھتے ہین کب اپنے گھر سے وہ باہر

جو صاف طبع ہین وہ ہرزہ گرد کب ہوونگے
کہین جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گہر

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق صاحب دیوان گزرے

نہ پوچھو ضعف سے تار نگہ مین اے مردم
ہر ایک اشک کا مثکا ہے ہم کو سومن کا

ترا اے صانع تقدیر ہمنے کیا بگاڑا تھا
کہ اوس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا

لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا اے یار ہوا
خفا نہ ہو ترے صدقے گیا نثار ہوا

رنجیدہ یا دست لبسر داغ بدل ہاے
اے شوخ یہ ہے تیرے گنہگار کی صورت

کیونکر آوے نہ مجھے اب کمر یار پسند
فکر باریک ہے اور معنی دشوار پسند

چشم پرخون مین ہے لخت دل بیتاب ہنوز
ایک جا جمع ہین یہان آتش و سیماب ہنوز

دل بیشمار تونے جڑ اے ہین زلف یار
لیونگے بال بال کا تجھسے حساب ہم

سبزۂ خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہین
خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہین

تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے
ہم کون ہین صاحب کہ ہمین یاد کروگے

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ مبتلا بھی تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

پھر اگئین ہمین اپنی تو آئینہ دار چشم
قسمت ہین کسکی ہے ترا دیدار دیکھنا

وان بر سر فساد ہین رندان بادہ نوش
اے محتسب نہ جائیو میخانہ کی طرف

تجھے اے کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا ۔۔۔ ستمگر نا مسلمان سنگدل سب کچھ کہا تمنے
دل کا تختہ ہے مرا جون گل کاغذ کا چمن ۔۔۔ یہان بہار ایک ہی جھٹکے مین خزان ہوتی ہے

**عشق** تخلص سید حسین مرزا مرثیہ گو عرف آغا سید خلف وشاگرد محمد مرزا انس باشندہ لکھنو صاحب دیوان ہین

آرزو ہے کہ ترے تیغ کا چلنا دیکھین ۔۔۔ داغ سودا ہوئے ہین چشم تمنا سر پر
تڑپ رہا ہے دل بیقرار پہلو مین ۔۔۔ کہ برق کوندتی ہے بار بار پہلو مین

**عشق** تخلص آغا رضا ولد مرزا احمد علی لکھنوی شاگرد آتش

آنکھون سے یون لگاتا ہون اوس گلبدن کے پاؤن ۔۔۔ جسطرح کبر پوجتے ہین برہمن سکے پاؤن

**عشقی** تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کوچی یہ ہے گلپھرہ کوئی سر در وان ہے ۔۔۔ دیکھا تو یہان ایک نہ ایک آفت جان ہے

**عشقی** تخلص شیخ الہی بخش ولد شیخ محمد بخش باشندہ کانپور شاگرد رشک

بال بھورے نہین اے جان تمہارے سر پر ۔۔۔ آتش حسن جبین سکے ہین شرارے سر پر
وحشی چشم سیہ جا ٹکینگے صحرا کو اگر ۔۔۔ ہرن آنکھون پہ جگہ دینگے چکارے سر پر
عشقی کی غرض مانیئے انہین برا ای کیا ۔۔۔ اچھا نہین داغ یہ اچھا نہین داغ
جس نے دیکھا صورت سنبل پریشان ہوگیا ۔۔۔ اوڑ گئی جمعیت دل واہ رے تاثیر زلف

**عصمت** تخلص امجد علی خان ریختی گو خلف حسین علی خان باشندہ لکھنو شاگرد محمد علیخان سیجا

للہ الحمد ہوا مر کے عزیز دلہا ۔۔۔ دوش احباب پہ جاتا ہے جنازہ میرا

**عطا** تخلص محمد عطا حسین معاصر شہید ہی ایک مثنوی انسے یادگار ہے

لب سے نکلے نہ کیون سخن شیرین ۔۔۔ منہ مین اوسکے زبان سرا کی ہے
ہنس رہے ہین کھڑے جو تربت پر ۔۔۔ اونہین پر ہمنے جان فدا کی ہے

**عطش** تخلص شیخ احمد جان ولد شیخ محمد بخش باشندہ ڈہاکہ شاگرد میر امیر علی آشنا وغلام حیدر مجیب راقم کے ملاقاتی ہین

فریب اوج کی گردش یہان پستی دکھاتی ہے ۔۔۔ رہا زیر فلک جو کوئی بالا سے زمین آیا

پھونک دی ہی ٹھنڈی آہون نے سراپا تن مین اگ
لگ گئی دود چراغ کشتہ سے دامن مین آگ

بڑھاتا ہے فلک ادنی کو اعلی کو گھٹاتا ہے
ترقی ہے مہ نو کو تنزل ماہ کامل کو

کہان آسودگی دل کو ہوئی دیدار قاتل سے
دہان زخم مرنے پر بھی وا ہین چشم بسمل سے

جھک گیا ہون ضعف سے آوارہ بی تاثیر ہے
اے عطش لب پر ہے جو اپنی کمان کا تیر ہے

کہتے ہے موج بحر عطش زور شور سے
پنہان ہر اک حباب کے دریا بغل مین ہے

عریان ہے تیغ دیکھیے کسکی کھلین نصیب
وہ کہنیون تک آستین اپنی چڑھا چلے

**عظمت** تخلص میر عظمت اللہ باشندۂ بریلی خلف میر عزت اللہ جذب شاگرد مومن خان کے اپنے والد ماجد کے ساتھ بہت سے ملکون کی سیاحت کرکے دہلی مین سکونت اختیار کی تھی

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ
کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

**عظیم** تخلص مرزا عظیم بیگ متوطن توران باشندۂ دہلی شاگرد حاتم و سودا سنہ ۱۲۲۱ بارہ سو اکیس ہجری مین رحلت کی صاحب دیوان گزرے

کل چشم خونفشان سے گلزار پیرہن تھا
دامن کا تھا جو تختہ اک تختۂ چمن تھا

شب جو بزم خوبرویان مین ہوا اوس مہ کا ذکر
جون چراغ خانۂ مفلس ہر اک خاموش تھا

تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار
آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

فوارسان بلند ہے جنکا کہ حوصلہ
دریادلون کو بارے ہین تنگی مین دھار پر

بھڑکا ہے دیا آہ نے دامان شفق کو
اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

روشن دلون کو گور سواد وطن ہے ہو نہ ربط
کیا آئینہ کو دیدۂ تصویر سے غرض

حاجت شرح و بیان رکھتے نہین روشن ضمیر
واقف ہر نیک و بد ہے گو ہے خاموش آئینہ

مین کیونکہ تجھسے کہون حال دل کہ مثل تفنگ
صدا نکلنے کے آگے دہن مین آگ لگی

سرخ یہ تکمہ ہے یارب یا ستارۂ آتشین
یا کسی عاشق کا خون اوسکے گریبان گیر ہے

کس نگاہ مست کا زخمی ہون یارب مین کہ اب
جاے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہے

جلتی ہے شرح سوز سے میرے زبان کلک
ہر دم ملی ہے لی جو سیاہی دوات سے

**عظیم** تخلص مرزا علی

تجھسا کوئی دنیا مین جفا کار نہین ہے — بیرحم و جفا پیشہ و خونخوار نہین ہے

عظیم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہوا

کچھ نگہ مین نہین آتا ہے بجز جلوہ یار — جب کہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

عقیل تخلص مرزا وزیر حید رعرف آغا مرزا ابن مرزا احمد علی بیگ باشندہ فرخ آباد

غصہ ایسا اوسے سنکر مرے فریاد آیا — کہ چھری لیکے وہین ذبح کو جلاد آیا

علوی تخلص مولوی عبد اللہ خان مرحوم دہلوی مصنف انشاے صفیر بلبل و صحت نامہ علوی وغیرہ کتب کثیرہ نظم و نثر شمس آباد مین ۱۲۷۳ بارہ سو تہتر ہجری مین انتقال کیا زبان فارسی مین کمال رکھتے تھے احیاناً کبھی اردو شعر کہتے تھے

مضمون کا فکر کیا کرین اوسکے سخن مین ہم — گم ہین خیال تنگی کنج دہن مین ہم

کیا دم تھا کل جو دے گئی یارب نسیم صبح — غنچہ کی طرح پھول گئے پیرہن مین ہم

دل غم سے تنگ سینہ سراپا الم سے خون — لائے ہین بخت غنچہ مگر اس چمن مین ہم

علی تخلص مرزا علی قلی دہلوی شاگرد سرب سنگہ دیوانہ صاحب دیوان گزرے ہے

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین — بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

علی تخلص علی محمد خان وطن انکا افغانستان مولد و مسکن مراد آباد

دہیان مین لاتے ہین جب اوسکی نگاہ ہم — مارے گئے ہین تب وہین چھاتی پہ دو لونا ہم

علی تخلص مرزا محمد علی خان ولد مرزا احمد بیگ معروف مرزا جان ملپان دہلوی انکا مولد و جاے تربیت کلکتہ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا تھا لیکن لکھنؤ مین جاکر خواجہ وزیر وزیر سے بھی دو چار غزلون مین اصلاح لی تھی راقم کے دوستون مین ہین ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ناکامی ہی باعث ہی مری نامور ی کا — پیدا وہ ہنر مین نے کیا بے ہنری کا

شدت نہ ہو وحشت کی اگر دیکھ لین تجھ کو — پردہ ترا باعث ہے صنم پردہ دری کا

... اپنا ہم نہین — اس سے امید وفا جز طمع خام نہین

حرکت گر نہین اللہ کو عاشق کی پسند / جاری دیوانون پہ کیون شرع کے احکام نہین
ہے غنیمت علی آدمی موجود کو / دل سے کر سیر گذر رفت کو اور بود کو
تو مجھ سے صاف ہے تو مرا دل ہے آئینہ / لے دیکھ آئینہ کے مقابل ہے آئینہ
کیونکر نہ اکتساب سے ہو قلب ماہیت / دیکھو جلا سے ہوتی ہی سبل ہے آئینہ
خاک پاے بتان سیمین تن / کم نہین ہے الوپ انجن سے
طلاطم مین ہمیشہ کشتی عمر رواں دیکھی / جہان ہے قلزم طوفان کنار گور ساحل ہے
زمانہ وہ گیا گزرا نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہین / نہ وہ سن ہے نہ وہ دن ہے نہ اشتیا طاقت دل کے
اے علی کیون نہ ہو امید قوی بخشش کی / کہ نبی اپنا کریم اور خدا عادل ہے

علی تخلص حکیم حیدر علی ولد حکیم میر قربان علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد راقم بڑے ذہین تھے انسے ایک چھوٹا سا رسالہ مونثات سماعی کے بیان مین یادگار ہے

دم توڑتے ہین اپنا شب ہجر مین ہمدم / رہ رہ کے جو دہیان آتا ہے اوس مہ تمکن کا
کیا لیتے ہین تکلیف بھی غربت کی گوارا / یاد آتا ہے جو ظلم ہمین اہل وطن کا
کیونکر نہ علی طفل کو ہو پیاس مین تسکین / شیرین ہے عسل سے بھی لعاب اوسکے دہن کا

علی تخلص میر ولایت علی مرثیہ گو بن میر قربان باشندۂ فرخ آباد

زلف پیچان اون کی بل کھاتی رہی / عاشقون پر اک بلا لاتی رہی

علی تخلص مولوی امانت علی بیشتر فارسی کہتے تھے مدتون سیاحت کی تھی

یون تو سب کچھ لکھا پڑھا تھا و لے / ہم ترے عشق مین بھلا بیٹھے

علی تخلص میر قطب علی بن میر امیر علی باشندۂ دہلی شاگرد عبد الکریم سوز

آخر آخر ترے رونے سے او ٹھینگے طوفان / اسکا انجام نہین دیدۂ پرنم اچھا
کل تو علی کا حال بہت ہی تباہ تھا / کیا گذری آج اوسپہ خدا جانے کیا ہوا
دل تنگ کیے دیتی ہے اول تو اسیری / اور اوس پہ قفس تنگ ہے صیاد غضب ہے

علی تخلص حکیم محمد علی تاجر ولد حکیم غلام حیدر لکھنوی شاگرد جرأت راہ مدینہ منورہ مین راہی ملک عدم ہوئے

آمد آمد جو سنی تیرے نظر بازون نے | شوق مین دیدہ کے باہر نکل آئین آنکھین

**علی** تخلص حافظ نواب علی بہادر رئیس باندا ولد نواب ذوالفقار الدولہ شاگرد اسمعیل منیر صاحب دیوان و مثنوی مہر و ماہ مین

خیال زلف مین ہے رنج بیحساب مین روح | بلا مین ہے دل آشفتہ پیچ و تاب مین روح
ہمین سمجھتے ہین اس رنگ سرخ کے ہم کو | عتاب چہرے سے ظاہر ہے پیار ہے دل مین
بغیر ابر کے برسے نہ جائیگی گرمی | رولاؤ شوق سے مجھکو بخار ہے دل مین

**علی احمد** تخلص مولوی محمد علی احمد خان خلف مولوی غوث علی خان مرحوم نامی زمیندار و تاجر چنیل ضلع سلہٹ راقم کے دوستون مین ہین احیانًا فکر شعر کرتے ہین اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

پھرون ہوتا نہین زانو سے جدا سر اپنا | دھیان آتا ہے جو ایجان ترے زانو کا
چین آتا نہین جو تجھکو علی احمد آج | یاد مژگان ہے کہ کانٹا ہے ترے پہلو کا
ہووے جبتک کہ نہ برباد غبار عاشق | دامن پاک صنم تک ہے رسائی مشکل

**علیل** تخلص شیخ نصیر الدین دہلوی

ابھی اچھے نہین ہونے کے علیل | سخت بیمار ہو ہم جانتے ہین

**علیم** تخلص میر فضل حسین ولد میر جعفر علی باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیابرج شاگرد مظفر علی ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

اے مسیحا مجھے اب کون بھلا پوچھیگا | موت کو جس سے ہو پرہیز وہ بیمار ہون مین
بار عصیان سے اوٹھیگا نہ مرا سر اصلا | مجھسے تقریر بھلا پیش خدا کیا ہو گی
بیٹھے جھلاے لیا زلف کا سودا سر پر | اب کوئی اور بلا اسکے سوا کیا ہوگی
جان دینے کو ہون تیار تری الفت مین | اس سے ایجان جہان بڑھکے وفا کیا ہوگی

**علیم** تخلص شیخ علیم الدین بن امام الدین باشندہ راجگیر ضلع فرخ آباد

عمر عصیان مین کاٹی اپنی علیم | عاقبت کی نہین خبر نہ ہوئی

**عمدہ** تخلص لالہ [illegible] رام کشمیری برادر راجہ دیارام پنڈت مقیم دہلی شاگرد

## انعام اللہ خان یقین

مرے تابوت پر حاجت نہین پھولونکی چادر کی ‌ ‌ ‌ کہ میری نعش پر وہ سرو گل اندام پہنچیگا
خراب مجھکو نہ کر جان آشنا کہکر ‌ ‌ ‌ برا کرے ہو کسو سے کوئی بھلا کہکر

**عمر** تخلص معتبر خان دکھنی شاگرد ولی منصبداران شاہی مین سے تھے

### قطعہ

بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو ‌ ‌ ‌ کیا اسیرون کو مار ڈالو گے
ایک رسوا بہت ہے شہرت کو ‌ ‌ ‌ جمع کر کیا اچار ڈالو گے

**عمر** تخلص منشی پلٹن انگریزی محمد عمر خان باشندۂ جالندھر مقیم میرٹھ بیشتر فارسی کہتے ہین

جور سنگین دلان سے ہون مین شہید ‌ ‌ ‌ میرا مرقد ہو سنگ مرمر کا

**عنایت** تخلص عنایت علی خان برادر خورد عباس علی خان بیتاب تخلص اپنے فارسی شعر امام بخش صہبائی کو اور اردو اشعار میر حسین تسکین کو دکھلاتے تھے

ہین اوسکے دوش سے محفل مین لگ لپٹ بیٹھا ‌ ‌ ‌ تو یہ ہی دیکھ کے اغیار بے حیا نہ اوٹھے

**عندلیب** تخلص لالہ گوبند سنگھ دہلوی مصنف قصۂ نغمۂ عندلیب شاگرد امیر حسن خان بسمل اندنون کلکتہ مین رہتے ہین نسخہ نغمہ عندلیب نظر سے گزرا

عرش سے فرش تلک فرش سے افلاک تلک ‌ ‌ ‌ جسطرف جاے نظر جلوہ ہے اوسکا پیدا

**عیار** تخلص سید تراب علی باشندۂ پرگنہ مہ الہ آباد مین منصفی کرتے تھے

سر کون ہے کہ تیغ ستم سے قلم نہین ‌ ‌ ‌ وہ دل ہے کونسا کہ ترا جسمین غم نہین

**عیاش** تخلص میر یعقوب علی لکھنوی بیشتر مرثیہ کہتے تھے

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر ‌ ‌ ‌ وقت قتل اتنا ترحم مجھپہ اے خونریز کر
پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہراک رند کو ‌ ‌ ‌ صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

**عیاش** تخلص خیالی رام کایتھ دہلوی شاگرد نصیر

جام سے ہاتھ مین اور شیشہ سے زیر بغل ‌ ‌ ‌ نہین عیاش کو اب نیم خرابات سے چھوٹ

**عیاش** تخلص غلام جیلانی خان فرزند غازی الدین خان بہادر شاگرد جرات

اُمڈا ہے ابر زور زمین سبزہ زار ہے ‏— ساقی جو تو بھی آئے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہون دم فراق مین تیری مرے لیئے ‏— ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے

**عیاش** تخلص سید محمد جعفر شاگرد خلیل

جل گئے خاک ہوئے اپنا یہ نقشا ٹھہرا ‏— شعلہ طور جو اون کا رخ زیبا ٹھہرا
زہر کھاؤ گے شب ہجر کہ کاٹو گے گلا ‏— ہمسے کہدو جو ہو عیاش ارادہ ٹھہرا
کسدن ہوا نہ آگ پیام وصال پر ‏— چنگاریان جھڑین نہ رخ آتشین سے کب

**عیاش** تخلص شیخ مدار بخش زمیندار موضع مناح پور ضلع الہ آباد

درن گو آتا ہے نظر وہ مہ خوبی عیاش ‏— کہون کیونکر اثر نالہ رسا کچھ بھی نہین

**عیاش** تخلص نواب شہر یار مرزا خلف نواب سلطان مرزا عرف مرزا سید نیشاپوری مقیم لکہنؤ شاگرد میر وزیر صبا

لے چلے ہم ہوس عشرت دنیا دل مین ‏— رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کعبۂ دل کو نہ ڈھاؤ نہ یہ آفت توڑو ‏— اے بتو کچھ تو کرو خوف خدا کا دل مین

**عیاش** تخلص مرزا کلب علی خان بہادر ڈپوٹی کلکٹر ضلع پرتاب گڑھ بن مرزا کلب حسین خان بہادر نادر تخلص اِنسے لکہنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مردہ بنا گئی مجھے ناحق جلا کے آپ ‏— کیا کر گئے یہ قبر کو ٹھوکر لگا کے آپ
دل لیگئے مرا رخ روشن دکھا کے آپ ‏— سے ظلم جور ہی کرتے ہین مشعل جلا کے اب

**عیان** تخلص غالب علی خان فارسی بیشتر کہتے تھے

چمن مین جب کبھو مین نالہ و فریاد کرتا تھا ‏— مری کس کس طرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

**عیان** تخلص مرزا ہاشم علی ولد مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

خوش ادائون سے ہمیشہ ناز اوٹھایا چاہیے ‏— جب وہ روٹھین پاؤن پڑ پڑ کے منایا چاہیے

**عیش** تخلص مرزا محمد عسکری خلف مرزا علی نقی شہر امین جہانگیر نگر عرف ڈہاکہ باشندۂ دہلی مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت اللہ قدرت جس صاحب تذکرہ نے انکا تخلص عسکری لکھا ہے غلطی کی ہے

جو خوش طالع کہ شادی مرگ ہیکے وصل مین ہووے ‏— نہین وہ روز محشر کو بھی تا مقدور اوٹھیگا

**عیش تخلص خدا بخش**

جب سے دیکھا ہے تمھارے چہرہ پر نور کو
کر تک شب تا سحر سمجھا ہون چراغ طور کو

**عیش تخلص مرزا حسین رضا لکھنوی شاگرد میر سوز**

وہ اگر آئے پشت بام کہین
مین بھی کر لون اوسے سلام کہین

کیا ہے یہ قطرہ قطرہ دے ساقی
ایک بار ہی تو بھر کے جام کہین

**عیش تخلص میر علی حسین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد و داماد خواجہ وزیر**

فرہاد و قیس لیلی و شیرین کو بھول جائین
دے دون اگر مین یار کی تصویر ہاتھ مین

تیغ نگاہ ناز سے کیجے مجھے شہید
کیون آپ لے کے آئے ہین شمشیر ہاتھ مین

**عیش تخلص حکیم آغا جان باشندہ دہلی**

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ
جو مجھ پہ روا رکھتے ہین ایسا نہین ہوتا

کہتا ہے کوئی شعلۂ جوالہ کوئی برق
اس دل پہ گمان لوگو نکا کیا کیا نہین ہوتا

اک زلف کا بل ہو تو کہون سیکڑون بل ہین
پیشانی سے ابرو تلک ابرو سے کمر تک

افشاے راز عشق کے باعث تمھین تو ہو
سو بیحجابیان ہین تمھارے حجاب مین

**عیش تخلص راے عزت سنگہ منشی دفتر خانہ خالصہ شریفیہ باشندہ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و شاہ نصیر دہلوی**

رہتے ہے جب تک کہ نیچے تھا زمین پر شور محشر کا
بنی گی کیا فلک پر اب نگاہ یار اونچی ہے

نہ ہو پست و بلند دہر سے غافل تو اے منعم
کہین نیچے کہین یہ راہ ناہموار اونچی ہے

**عیش تخلص نواب محمد مرزا خلف شوکۃ الدولہ علی مرزا بہادر نیشاپوری باشندہ لکھنو شاگرد میر دوست علی خلیل**

ساتھ سونے کی ہے مدت سے تمنا دل مین
کہہ دیا ہنسنے مری جان جو کچھ تھا دل مین

مشک نافہ مین بھلا تل کو ترے کیا کہتا
بات پہلے ہی سمجھ لیتے ہین دانا دل مین

**عیش تخلص شیخ ابو محمد فاروقی ولد شیخ نور اللہ قرابت دار قاضی امین اللہ جاجموی شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے**

ہرگز نہین ہے پاس سخن اوسکو آج کل | کیا فائدہ ہے دیوین جو ہم ہاتھ ہاتھ مین
ڈوبے ہین سانچے مین صنائع نے تمہارے ہاتھ پاؤن | ہین خوش اسلوب اورنازک واہ وا رے ہاتھ پاؤن

**عیش** تخلص حافظ الٰہی بخش خلف سیف اللہ دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

خود بخود دل ہے چاک چاک اپنا | عشق ہے اوسکو کسکے خنجر کا
شب فرقت شب مصیبت ہے | روز ہجران ہے روز محشر کا

**عیش** تخلص مرزا اسیتا خلف مرزا امداد حسین باشندہ گڑھی میر نعیم خان متعلق لکھنؤ مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے شعر اچھا کہتے ہین

شمع سان رکھتے ہین ہم عشق مین ای یار قدم | سر بھی کٹ جاے تو ہٹتے نہین زنہار قدم
وہم عارض سے گلون کو ہین بچا کر چلتے | باغ مین رکھتے ہین ہم پھونک کے ہر بار قدم
یون ترا زار ہے ہر گام پہ آہین بھرتا | رکھتے ہین جیسے عصا ٹیک کے بیمار قدم
کشاکش یاد گیسو مین عیان تھی ہر رگ تن سے | بتاؤن کیا شب ہجران کٹی ہے کیسی الجھن سے
نظر آتے ہین صحراے جنون کے رنگ گلشن سے | عجب وحشت نمایان ہے گلون کے چاک دامن سے
اثر سوز جنون کا کوئی مانی سے ذرا پوچھے | چراغ آسا مری تصویر جل اٹھتی ہے روغن سے
دکھا دو تم جو حسن کعبہ رخ دیر مین جا کر | صدا تکبیر کی پیدا ہو ناقوس برہمن سے
عیان ظلم خزان ہے بولتا ہے خون بلبل کا | صدائین ہاے گل کی آرہی ہین صحن گلشن سے

**عیش** تخلص جوالا پرشاد عملہ پولیس فرخ آباد بن لالہ کالکا پرشاد

کچھ دور نہین تیر سے چھپکر جو وہ آئین | بیباک ہین چالاک ہین کیا کر نہین آتا
کسکی قسمت کا خدا جانے ستارہ چمکا | ادھر تو آپ کہان رات کو مہمان رہے
سلسلہ گیسوے جانان کا جنون مین چھوٹا | ہتکڑی ہاتھ مین ہے پاؤن مین زنجیر بھی ہے

**عیشی** تخلص طالب علی خان ولد علی بخش خان لکھنوی شاگرد مرزا قتیل بعضے تذکرہ والون نے انکو مصحفی کا شاگرد بھی لکھا ہے انسے دیوان فارسی و ریختہ و مجموعہ نثر و مسرو چہار عنان یادگار ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تھا
اس برس تنگ جوانی تھا جو زندان مین نہ تھا

دل گرفتہ ہون کرو نکا ہو کے مین آزاد کیا
مجھ کو یکسان ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر کشتون کے جان تازہ ہے
آب حیوان مین بجھا ہے خنجر جلاد کیا

کیا کوئی آتش لگانی اوسکے گھوڑے کی بگ
برق جا جو نعل رکھتا ہے وہ توسن زیر پا

ڈبوئین اونگلیان کس بیگنہ کے خون مین تونے
کہ جسکا رنگ ہے رشک گل شاداب ناخن پر

سخن اوسکے عجائب لطف لکنت مین کھاتے ہین
نزاکت سے زبان پر حرف کیا کیا لڑکھڑاتے ہین

تن تنہا مبادا منزل ہستی مین رہ جاؤ
اوٹھو عیشی عدم کو قافلے یارون کے جاتے ہین

مین نے عیشی سے جو پوچھا دل پرخون کا حال
اک صراحی مئے گلگون کی بھری دکھلائی

# حرف غین معجمہ

غازی تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نہین مژدہ ہے دیوانو مقرر سیر بہار آئی
کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص میر سید محمد خوشنویس صاحب مفتاح اللغات و ترجمہ لیلاوتی مدرسہ دہلی مین اردو اور ناگری کے مدرس تھے

کھانے کو غم جہان مین باقی نہین رہا
پینے کو ایک قطرۂ خون جگر نہین

غافل تخلص میر محمد علی دکھنی شاگرد قدرت اللہ قدرت

چشم کو تجھ بن عجب کچھ رات بیخوابی رہی
اک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی

جب تلک جیتے رہے جاری رہے آنکھوں سے اشک
بعد مرنے کے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غافل تخلص مولوی عبد الرحیم ولد نور محمد باشندہ بیرووال ضلع امرتسر

مضطر تو کوئی شئی نہین بسمل کے برابر
پر اوسمین تڑپ کب ہے مرے دل کے برابر

غافل تخلص مرزا مغل لکھنوی

یہان مرگ ہے جینا ہے یہان فرقت دریا کے
عاشق ترا منت کش کب ہووے مسیحا کا

بلبل چمن مین کہتی ہے سر اپنا مار کے
پل مارتے مین جاتے رہے دن بہار کے

**غافل** تخلص راے سنگھ باشندۂ دہلی حساب مین اچھی مہارت رکھتے تھے

وصف کرتا ہے اون لبون کا جب / غافل اوسوقت لعل اوگلتا ہے

**غافل** تخلص نجاور سنگھ مرادآبادی

بیمارِ عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے / مرجائے یا جیئے کوئی اپنے نصیب سے

**غافل** تخلص منور خان مرحوم باشندۂ لکھنو ولد صلابت خان رفیق فقیر محمد خان گویا شاگرد غلام ہمدانی مصحفی صاحب دیوان گزرے

کام آیا نہ برے وقت کوئی اے غافل / نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین

نواسنجِ چمن دیتے نہ تکلیف فغان مجھکو / برنگِ شعلہ گر وہ جانتے آتش زبان مجھکو

یادِ گیسو مین اولجھتا ہے سرِشام سے دل / رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

دیدنی کارگاہ صنعت ہے / بت ہے جو یہان خدا کی قدرت ہے

**غالب** تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبرآباد مسکن دہلی طبیعت انکی بہت دشوار پسند ہے اشعار فارسی انکے اشعار ظہوری ترشیزی و میرزا عبد القادر بیدل کے ہم پہلو ہوتے ہین اشعار اردو مین بھی یہی انداز ہے اوائل مین اردو غزلون مین اسد تخلص کرتے تھے بڑا عرصہ گزرا کہ کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا کلیات انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۵ء بارہ سو پچاسی ہجری مین انتقال کیا

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا / دل کہان کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا

شور پند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا / آپ سے کوئی تمنے پوچھے کیا مزا پایا

بوے گل نالۂ دل دودِ چراغ محفل / جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون / وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا

مرگیا صدمۂ یک جنبش لب سے غالب / ناتوانی سے حریف دم عیسیٰ نہ ہوا

گو نہ سمجھون اوسکی باتین گو نپاؤن اوسکا بھید / پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا

منھ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہین
در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا
کی مرے قتل کے بعد اوسنے جفا سے توبہ
حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
تیرے وعدے پہ جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
تھی خبر گرم کہ غالب کے اوڑینگے پرزے
لے تو لون سوتے مین اوسکے پاؤن کا بوسہ مگر
داسے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہ ہو
جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو
ہے خبر گرم اونکے آنے کی
مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آون
ہوا جب غم سے یون بےحس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پر یاد آتا ہے
دل دیا جانکے کیون اوسکو وفادار اسد
ہوئی تاخیر تو کچہ باعث تاخیر بھی تھا
پکڑے جاتے ہین فرشتون کے لکھے پر ناحق
رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
ذکر اوس پریوش کا اور پھر بیان اپنا
مے وہ کیون بہت پیتے بزم غیر مین یا رب
تا کرے نہ غمازی کر لیا ہے دشمن کو
ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے

زلف سے بڑھکر نقاب اوس شوخ کے منھ پر کھلا
جتنے عرصہ مین مرا لپٹا ہوا بستر کھلا
ہاے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا
کہ خوشی سے مر نجاتے اگر اعتبار ہوتا
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا
کہان تک اے سراپا ناز کیا کیا
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہو جائیگا
اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وہان ہو جائیگا
اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا
آج ہی گھر مین بوریا نہ ہوا
گر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یون ہوتا تو کیا ہوتا
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلمان سمجھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عنان گیر بھی تھا
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا
عقل کہتی ہے کہ وہ بےمہر کسکا آشنا
بنگیا رقیب آخر تھا جو رازدان اپنا
آج ہی ہوا منظور اونکو امتحان اپنا
دوست کی شکایت مین ہمنے ہمزبان اپنا
بےسبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

جور سے باز آئے پر باز آئین کیا
لاگ ہو تو اوسکو ہم سمجھین لگاو
پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے
تو ہم مریض عشق کے بیمار دار ہین
غم سے مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی
وہ آرہا مرے ہمسایہ مین تو سایہ سے
یارب وہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات
مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند سر اوڑ جاے
اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
۱ جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملینگے
دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے
مر گیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
ہون وام بخت خفتہ سے اک خواب خوش و لے
کی وفا ہم سے تو غیر اوسکو جفا کہتے ہین
اگلے وقتون کے ہین یہ لوگ انہین کچھ نہ کہو
مہربان ہو کے بلالو مجھے چاہو جسوقت
ضعف مین طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے
زہر ملتا ہی نہین مجھکو ستمگر ورنہ
دھول دھپا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز
مت مردمک دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین
راز معشوق نہ رسوا ہو جاے

کہتے ہین ہم تجھکو منہ دکھلائین کیا
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا
اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج
کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد
فدا ہوئے در و دیوار پر در و دیوار
دے اور دل انکو جو نہ دے مجھکو زبان اور
جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور
ہے ترے تیر کا پیکان عزیز
بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس
خاک ہو جائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک
غالب یہ خوف ہے کہ کہان سے ادا کرون
ہوتی آئی ہے کہ اچھون کو برا کہتے ہین
جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین
مین گیا وقت نہین ہون کہ پھر آبھی نہ سکون
بات کچھ سر تو نہین ہے کہ اوٹھا بھی نہ سکون
کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکون
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن
نا مہربان نہین ہے اگر مہربان نہین
ہین جمع سویدا سے دل چشم مین آہین
۱۲۰ ورنہ مر جانے مین کچھ بھید نہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ ٭
ہمکو جینے کی بھی امید نہین

مجہ تک کب اونکی بزم مین آتا تھا دور جام
ساقی نے کچہ ملا نہ دیا ہو شراب مین

لاکھون لگاو ایک چرانا نگاہ کا
لاکھون بناو ایک بگڑنا عتاب مین

غالب چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی
پیتا ہون روز ابر و شب ماہتاب مین

جاتا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار
اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین

ہے کیا جو کسکے باندہیے میری بلا ڈرے
کیا جانتا نہین ہون تمہاری کمر کو مین

ذکر میرا بہ بدی بھی اوسے منظور نہین
غیر کی بات بگڑ جاے تو کچہ دور نہین

مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگے قیامت مین تمہین
کس رعونت سے وہ کہتے ہین کہ ہم حور نہین

عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب
ہم کو تسلیم نکونامی فرہاد نہین

کیون گردش مدام سے گھبرا نہ جای دل
انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین

یارب زمانہ مجہ کو مٹاتا ہے کس لیے
لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین

نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے راتین اوسکی ہین
تیری زلفین جسکے بازو پر پریشان ہوگئین

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلین مجہ پر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین

ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین

شوریدگی کے ہاتہ سے ہے سر وبال دوش
صحرا مین یا خدا کوئی دیوار بھی نہین

اس سادگی پہ کون نہ مرجاے ای خدا
لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

دل ہے تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون

حسن اور اوسپہ حسن ظن رہگئی بوالہوس کی شرم
اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزماے کیون

ہان وہ نہین خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی
جسکو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی مین جاے کیون

مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیئے غیر سے تہی
سنکے ستم ظریف نے مجہکو اوٹھا دیا کہ یون

شب کو کسیکے خواب مین آیا نہ ہو کہین
دکھتے ہین آج اوس بت نازک بدن کے پاون

وہان اوسکو ہول دل ہے تو یہان مین ہون شرمسار
یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو

جانکر کیجے تغافل کہ کچہ امید بھی ہو
یہ نگاہ غلط انداز تو سم ہے ہم کو

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

کہا تم نے کہ کیون ہو غیر کے ملنے مین رسوائی
بجا کہتے ہو سچ کہتے ہو پھر کہیو کہ ہان کیون ہو

غلط ہے جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کسکا ہے
نہ کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیان کیون ہو

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
یک گونہ بیخودی مجھے دنرات چاہیے

مرے دلمین ہے غالب شوق وصل و شکوہ ہجران
خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین یہ بھی کہون وہ بھی

غالب ترا احوال سنا دینگے ہم اون کو
وہ سنکر بلا لین یہ اجارا نہین کرتے

کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہین دیا
بس چپ رہو ہمارے بھی منہ مین زبان ہے

لیتا نہین میرے دل آوارہ کی خبر
ابتک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالین گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

صحبت مین غیر کے نہ پڑی ہو کہین یہ خو
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے

ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہین
بھولے سے اوسنے سیکڑون وعدہ وفا کیے

غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جائی ہے

نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جائے ہے

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے با این ہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اوس محفل مین ہے

مارا زمانے نے اسد اللہ خان تمہین
وہ ولولے کہان وہ جوانی کدھر گئی

ہو چکین غالب بلائین سب تمام
ایک مرگ ناگہانی اور ہے

کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب
شرم تم کو مگر نہین آتی

ہمکو اون سے وفا کی ہے امید
جو نہین جانتے وفا کیا ہے

مین نے مانا کہ کچھ نہین غالب
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

اپنا نہین وہ شیوہ کہ آرام سے بیٹھین
اوس در پہ نہین بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے

کی ہمنفسون نے اثر گریہ مین تقریر
اچھے رہے آپ اوس سے مگر مجھکو ڈبو آئے

اوس انجمن ناز کی کیا بات ہے غالب
ہم بھی گئے وہان اور تری تقدیر کو رو آئے

یون ہی دکھ کسی کو دینا نہین خوب ورنہ کہتا
کہ مرے عدو کو یارب ملے میری زندگانی

بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحہ غم ہی سہی نغمہ شادی نہ سہی

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے

قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو
کاشکے تم مرے لیے ہوتے

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

کب وہ سنتا ہے کہانی میری
اور پھر وہ بھی زبانی میری

قدر سنگ سر رہ رکھتا ہون
سخت ارزان ہے گرانی میری

دہن اوسکا جو نہ معلوم ہوا
کھل گئی ہیچمدانی میری

کر دیا ضعف نے عاجز غالب
ننگ پیری ہے جوانی میری

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
دل مین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی

اوس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان
شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیے

چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے
یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیے

منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
ناامیدی اوسکی دیکھا چاہیے

چاہتے ہین خوبرو یون کو اسد
آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے

غیر پھرتا ہے لیے یون ترے خط کو کہ اگر
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے

اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلے ہین تو کیا
ہاتھ آوین تو اونہین ہاتھ لگائے نہ بنے

بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اوٹھائے نہ اوٹھے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے

پلا دے اوک سے ساقی جو ہمسے نفرت ہے
پیالہ گر نہین دیتا نہ دے شراب تو دے

اسد خوشی سے مرے ہاتھ پاؤن پھول گئے
کہا جو اونے ذرا میرے پاؤن داب تو دے

در پردہ اونہین غیر سے ہے ربط نہانی
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردہ نہین کرتے

دیا ہے دل اگر اوسکو بشر ہے کیا کہیے
ہوا رقیب تو ہو نامہ بر ہے کیا کہیے

یہ ضد کہ آج نہ اوے اور آئے بن نہ رہے
قضا سے شکوہ ہمین کسقدر ہے کیا کہیے

سمجھ کے کرتے ہین بازار مین وہ پرسش حال
کہ یہ کہے کہ سر رہگذر ہے کیا کہیے

خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر اولٹی ہے
کہ جتنا کھینچتا ہون اور کھنچتا جائے ہے مجھسے

قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہمسفر غالب
وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھسے

کیا تعجب ہے کہ اوسکو دیکھکر آجائے رحم
وہان تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے

گو ہاتھ کو جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہین
مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو بجا کہیے

رونے سے اور عشق مین بیباک ہوگئے
دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہوگئے

اس رنگ سے اوٹھائی کل اوس نے اسد کی نعش
دشمن بھی جسکو دیکھکے غمناک ہوگئے

بک رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تمہاری طرز روش جانتے ہین ہم کیا ہے
رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے

کہان میخانہ کا دروازہ غالب اور کہان واعظ
پر اتنا جانتے ہین کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

ناکردہ گناہون کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب اگر ان کردہ گناہون کی سزا ہے

بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب
کوئی نہین تیرا تو مری جان خدا ہے

اک خون چکان کفن مین کروڑون بناؤ ہین
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدون پہ حور کی

واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو
کیا بات ہے تمہارے شراب طہور کی

کیا فرض ہے کہ سبکو ملے ایکسا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی

ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے

وہ رند ہم ہین کہ ہین روشناس خلق اے خضر
نہ تم کہ چور بنے عمر جاودان کیلیے

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے
اوٹھا اور اوٹھکے قدم مین نے پاسبان کے لیے

ہے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی
اے شوق منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے

تم اپنے شکوہ کی باتین نہ کھود کھود کے پوچھو
حذر کرو مرے دل سے کہ اسمین آگ دبی ہے

| | |
|---|---|
| رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے | نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے |
| دی مجکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر | کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار مین آوے |
| زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے | دیکھوں اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے |

**غالب** تخلص نواب اسد اللہ خان دہلوی مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت کی تھی

| | |
|---|---|
| عجب کیا ہے اگر انگار گرے اب میری آنکھوں سے | کہ روتا ہے دل پر سوز آتش بار پہلو مین |

**غالب** تخلص انور علی ملازم نواب فیض محمد خان والی ججہر

| | |
|---|---|
| کام تو سو طرح نکل آئے | کوئی جانے جو مدعائے دل |

**غالب** تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان متوطن توران باشندۂ دہلی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۱۸ھ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا

| | |
|---|---|
| رہتے ہین آینہ سے ہمیشہ دوچار آپ | تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ |
| اے آہ ذرا خدا سے ڈر کر | دل مین تو بتون کے ٹک اثر کر |
| بجلی کے چمکنے سے ہے احسان | شب چھاتی سے لگ گئے وہ ڈر کر |
| نیمہ کے بند وا کر ساغر کو تو پیا کر | عالم شباب کا ہے اور بے حجابیان ہین |
| قصۂ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے | یہان تلک روئے کہ اوسکو بھی رلایا ہم نے |

**غالب** تخلص غالب علی خان نبیرۂ دوندی خان باشندۂ دہلی شاگرد زور آور

| | |
|---|---|
| جان بلب ہین تری اس چشم کے بیمار بہت | تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت |

**غالب** تخلص مرزا امان علی خان عظیم آبادی مؤلف اردو قصۂ امیر حمزہ شاگرد قتیل مدت تک ڈپوٹی کلکٹر تھے بہت دنون سے کلکتہ مین سکونت اختیار کی ہے شعر فارسی بھی کہتے ہین پہلے قوم ہنود سے تھے پھر مشرف باسلام ہوئے انسے چند رنگ عرف فرانسڈ انکا مین ملاقات ہوئی تھی انکا قصۂ امیر حمزہ نظر سے گزرا

| | |
|---|---|
| آئینہ مین آپ نے دیکھا جو روئے آتشین | پڑ گئین چنگاریان گویا سراسر آب مین |

بن گئے لعل جگر اشک دل افگار و نکے — دیدۂ زار خزانے ہوئے فوارون کے
خنجر مژگان کی دکھلا آج برائی مجھے — آئینہ تجھکو مبارک چشم حیرانی مجھے
سلطنت سے ہے کہین غالب بشیر ہو اگر — آستان سرور عالم کی دربانی مجھے

**غبار** تخلص سید علی نقی بن سید نیاز علی ڈپوٹی کلکٹر مراد آباد شاگرد محمد عسکری انکے

وہ گرسنہ تھے شکایت یہ کل رقیبون سے — کیا زمانے مین رسوا غبار نے ہم کو

**غبار** تخلص منشی کنہیا لال ابن منشی مشتاق رائے باشندۂ ضلع بلند شہر

دیکھیے کیا آفت تازہ ہمارے سر پہ آئے — رات بھر عشق و جنون مین مشورہ باہم ہوا

**غربت** تخلص حکیم غلام نبی رامپوری شاگرد حضرت رافت صاحب دیوان ہیں

پس از پیام اجل یار کا پیام آیا — سلامتی گئی اپنی تو جب سلام آیا
عکس رخ اوسکا سمجھ کر آئینہ پر آئینہ — توڑتا ہے آئینہ گر آئینہ پر آئینہ
عہد مین تیرے اگر ہوتا تو اسے قیم کشندہ رہ — بھیجتا تجھکو سکندر آئینہ پر آئینہ

**غربت** تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

گو ہمیشہ تھا لیکن نہ چھوٹا غم عشق — ہم تو غربت ہے اسی بات سے دیوانہ ہوا

**غریب** تخلص شیخ نصیر الدین احمد وطن انکا کشمیر مولد دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے

حال دل شوریدہ کہون کس سے غریبا — وہ درد نہین جسکے طبیب سے دوا ہو

**غریب** تخلص میر محمد تقی دہلوی ملازم نواب میر محمد قاسم خان

الہی مت کسیکو پیش درد انتظار آوے — ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جبتک کہ یار آوے

**غریب** تخلص محمد زمان

تیرے بغل مین دل یہ جو یہ داغ ہے غریب — حسرت چمن کی کا ہے کو یہ باغ ہے غریب

**غریب** تخلص غریب اللہ باشندۂ شاہ آباد شاگرد مومن خان انگریزی پلٹن کے منشی تھے

انکو دل دیکے کوئی کیا خوش ہو — دلربا دلبری نہین کرتے
خضر و عیسی و جام آب حیات — لب سے کچھ ہمسری [illegible] کرتے

غضنفر تخلص سید ابن حیدر خلف مولوی ولی حیدر باشندہ فرخ آباد

| | |
|---|---|
| وصل کی رات لبون تک جو مری جام آیا | میرے دل کو بہی سرور ای بت خودکام آیا |

غضنفر تخلص غضنفر علی خان لکھنوی ولد غلام حسین خان کرڑ وڑا شاگرد جرأت شعر انکے اچھے ہوتے ہین

| | |
|---|---|
| کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سنا سنا | کردے معاف کوئی کسی کا کہا سنا |
| تھی زبان بیمار کی تیرے جو وقت نزع بند | تو دم مرون کچھ آنکھون مین اشارا کر گیا |
| تا دم زیست نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا | آخر اک روز مین اپنا اوسے کر چھوڑونگا |
| جھانکا کسی نے در سے جو گردن نکال کر | ششدر سا رہگیا مین کلیجا سنبھال کر |
| تصور مین ہو اوس سے دوبدو ہم | کیا کرتے ہین پہرون گفتگو ہم |
| کھینچی دیکھی جو کل تصویر مجنون | تو گویا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم |
| دن کو فرصت نہین تو آئے بیاری شب کو | ہم تو آسکتے نہین غیر کے مارے شب کو |
| لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ | لگے اوس نقشہ سے اپنا وہ ملانے نقشہ |
| وائے اے بلبل نالان کہ چمن چھوٹے ہے | ہائے اے مرغ گلستان کہ وطن چھوٹے ہے |
| جان تجھکو ہی جدائی مری آسان نہین | جی کو سختی ہے کہ جسوقت وطن چھوٹے ہے |

غفلت تخلص و نام اخوند غفلت رامپوری شاگرد حافظ شبراتی طالب و خواہرزادہ کرم خان شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گذرے اونکے بیشتر اشعار مین مرنے کا مضمون ہوتا ہے

| | ق | |
|---|---|---|
| کرتا تھا ہی تیشہ فرہاد کبھی دن سے | | لو سو رہو جا کے جو فرہاد کبھی دن |
| سکندر آئے زمین ناپنے جو تا لب گور | | صدا یہ کان مین آئی وہان تربت سے |
| بس اب نہ کیجیے گام ورسن سے پیمایش | | یہان کی ہوگی مساحت جبھی قیامت سے |

غفور تخلص محمد غفور کشمیری کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہتے تھے

| | |
|---|---|
| آجا اے غفور کچھ نہ آفت | تم گھر سے جلد نکل سدھارو |

غلام تخلص راجہ گوپال ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ دہلوی شاگرد ... ایندہ

شاہ عالم بادشاہ کے مقربون مین تھے

| | |
|---|---|
| جو ہم بستر کبھو ہم ہون غلام اوس مہ بصورت کے | نہ لین و اللہ تا روز قیامت وو سے کروٹ |
| خط دے کہ نہ دے گوش برآواز ہین صاحب | مژدہ تو ہین یار کے آنے کا سنا دے |

غلامی تخلص شاہ غلام محمد معاصر حاتم باشندۂ دہلی

| | |
|---|---|
| کل جسکی نظر تیری سی گزری مرے دل سے | پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آیا |

غلامی تخلص غلام محی الدین دہلوی استاد راجہ کپورتھلہ راجہ نہال سنگہ طوطی تخلص

| | |
|---|---|
| گورا غلامی مکھڑا نہ دیکھا جو مین نے آج | سن لیجیے گا گور مین بے اجل گیا |

غلطان تخلص کریم بخش باشندۂ موضع کرانہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

| | |
|---|---|
| جب نکلتے ہین طفل اشک تو پھر | سر پہ رو رو کے گھر اوٹھاتے ہین |
| آج تک مجھکو رہی آنے کی کل پر امید | اک قیامت ہے ترا وعدۂ فردا کیا ہے |

غم تخلص الف خان خلف محمد بخش خان رسالہ دار باشندۂ عرب سرائے مقیم علیگڈھ کول بعض تذکرہ والے نے انکے والد کا نام اصالت خان رسالہ دار لکھا ہے

| | |
|---|---|
| زلف سے لاکھ پریشانی ہو پروا کیا ہے | سر سلامت ہے تو اندیشۂ سودا کیا ہے |
| غم ترے اتنے تغافل سے موا جاتا ہے | تو اگر آئے تو اسمین ترا جاتا کیا ہے |

غم تخلص میر محمد اسمعیل مرشد آبادی

| | |
|---|---|
| مین ہون اور نالۂ شبگیر ہے اللہ اللہ | سنگدل کافر بے پیر ہے اللہ اللہ |

غم تخلص علی خان ترک سوار ولد عبد اللہ خان باشندۂ کانپور شاگرد مولوی وحید الدین خان فرد

| | |
|---|---|
| جوش سے گلرنگ سے معمور ہین آنکھین | اے نرگس شہلا تری مخمور ہین آنکھین |

غم تخلص مہتاب سنگہ کایتھ شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی پنجاب مین فوت کی

| | |
|---|---|
| اک قطرہ مے مین ہم سے ساقی ہو درگذر | ورنہ ہر اک کو تو نے سبو کے سبو دیے |
| صیاد بےخبر ہی رہا اور قفس مین ہائے | ٹکرا کے سر کو بلبل ناشاد مر گئی |

غمخوار تخلص مرزا محمد علی بیگ لکھنوی

رسوا ہوا ہون جیسے مین اوس کجکلاہ کا — لیتا نہین ہے نام کوئی اوسکی چاہ کا
وصل کی شب گزر گئی پل مین — رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھہ

**غمگین** تخلص میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبۂ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

مضطرب تھا دل اپنا جون پارا — آخر اوس شوخ نے جلا مارا
تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا — بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا
مہربان کوئی مرا جز غم دلدار نہین — حسن کا شعلہ کے سوا کوئی خریدار نہین
یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے — کہین مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے
گو سیہ بخت ہون پر سرمۂ بینائی ہون — جو کہ دیکھے ہے سو آنکھون سے لگاتا ہے مجھے

**غمگین** تخلص مولوی عبد القادر خان بہادر متوطن رامپور صدر الصدور مرادآباد فاضل بے بدل تھے گاہ گاہ فکر شعر کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکا قادر تخلص لکھا ہے

جو مے رہے نہ تو شیشہ جھکا کے ساقی نے — کہا یہ رندون سے تجھے سلام شیشے کا
بندے کو طلب ہو وہی تو سرکار مین آوے — خلوت مین نہ ہو حکم تو دربار مین آوے

**غمگین** تخلص میر عبد اللہ دہلوی خلف میر حسین تسکین رامپور مین انتقال کیا

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مر گیا — ورنہ اک تیشہ سے ہوتا کام کیا فرہاد کا
آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چلے تھے ہم — تمنے تو کہہ دیا کہ ہمین کچھ خبر نہین
کمی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب — کچھ اور دے مجھے مژگان خونفشان کے لیے

**غنا** تخلص غلام محمد خان ابن بہادر خان متوطن اورنگ آباد ضلع بلند شہر

مسی مالیدہ لب غنا اوس کا — برگ سوسن نہین تو پھر کیا ہے

**غنی** تخلص شیخ عبد الغنی سہارنپوری

پڑی ہے نظر حسن پہ دم چشم بریدن — یہان ہنسنے پہ گاہ کبھی بیکاسہ نہ پایا

**غنی** تخلص عبد الغنی ولد شیخ عبد الصمد کانپوری شاگرد مولوی ہادی علی اشک

| | |
|---|---|
| جنت مین نہین ایسے کسی حور کے تلوے | اللہ نے بنائے ہین ترے نور کے تلوے |
| مین ایڑیان اوسوقت رگڑتا ہون زمین پر | یاد آتے ہین جب خواب مین اک حور کے تلوے |

غنی تخلص مرزا محمد عباس ولد مرزا احسن لکھنوی شاگرد مرزا محمد حسن شیدا

| | |
|---|---|
| لیگیا رنج بڑا عاشق شیدا دل مین | رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین |
| کوچۂ یار مین تاراج ہوئی دولت دل | لٹ گیا مین محل بادشہ عادل مین |
| کشتی مے سے مرا پار لگا دے بیڑا | آ گئے یارب یہ دل ساقی دریا دل مین |

غنی تخلص غنی احمد جاجموی باشندۂ کانپور ولد ابو محمد عیش خویش مولوی عباس علی عاشق شاگرد سید علی اوسط رشک شوکت

| | |
|---|---|
| شوکت کے فیض سے ہوئی فکر غنی رسا | موزون کیئے ہین شعر بہت حسب حال اب |
| چھوٹے ہی گالیون پہ تری کسقدر زبان | چھوٹے سے منہ مین ہے یہ بڑی فتنہ گر زبان |
| پریون کو بھی ملی نہین یہ نازنین جبین | ابرو ترے ہلال ہین ماہ مبین جبین |

غنی تخلص ایک شخص باشندۂ شکوہ آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

| | |
|---|---|
| اگرچہ زندگانی مین مزا ہے | تو آرام جوانی مین مزا ہے |

غواص تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

| | |
|---|---|
| ترا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہو جائے | اگر گل تجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہو جائے |

## حرف فا

فاخر تخلص مرزا اچھیگا قوم مغل باشندۂ دہلی

| | |
|---|---|
| دشت الفت مین خضر کا کیا کام | کوئی دیوانہ رہنما ہوتا |
| اب شکایت سے فائدہ فاخر | دیکھکر تم نے دل دیا ہوتا |
| تھا دلمین بوسہ سوتے مین لیجیے پر کہین | سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہوگیا |
| آجائے تم وگرنہ سمجھیگا نہ مجھسے دل | جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے |
| نہ کھلا غنچۂ دل باغ جہان مین فاخر | رہ گیا ایک صبا سے بھی یہ عقدہ باقی |

**فارغ** تخلص میر احمد خان دہلوی شاگرد و خلف اعظم الدولہ میر محمد خان سرور

خط لیکے نہ اوس سے جو میرے نامہ بر آئے    بیان شرم سے آنکے نہین اور اپنے گھر آئے
کیا جبین سے جا قبر مین آرام کسر دکھا    دم بھر بہی اگر موت سے وہ پیشتر آئے
اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ    پاؤن مر کر بہی نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے

**فارغ** تخلص شاہ فارغ باشندہ بریلی مقیم موزعہ صاحب کمال تھے

ممکن نہین کہ حرف قضا ہو جبین سے دور    جب نقش ہو چکا نہین ہوتا نگین سے دور

**فارغ** تخلص مکند لال دہلوی شاگرد شاہ حاتم دین اسلام کو قبول کیا تھا بریلی مین رہتے تھے صاحب دیوان گزرے

جلا ہے سینے مین دل شمع وار ساری رات    بہا ہے آنکھون سے اشکون کا تار ساری رات
دور سے دیکھ مجھے چین بہ جبین ہوتا ہی    تا کہ کچھ کہہ سکون لب بے رکھائی تیری

**فارغ** تخلص میر علی حسین ولد میر نور علی باشندہ لکھنؤ مقیم موچی کھولا شاگرد محب علی طوبے برادر عینی جمشید بیگم ممتوعہ واجد علی بادشاہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

بلبل نہ بھول آشنا گلہائے بوستان    دو دن کے بعد ہونگے نالے ترے باز
آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے    کیون ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان پہ
لڑکپن سے ہے مجھکو عشق اے بت خوبرو تو    بہل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر بیٹی کی

**فارغ** تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

قطرۂ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا    بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

**فاطر** تخلص پیر بخش لکھنوی مخاطب بہ جمیدالدولہ کوکہ محمد علی شاہ پادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد حسن مرثیہ گو زینت تخلص

ہم سمجھے تھے محبت مین بہل جائیگا دل    یہ نہ معلوم تھا رنگ اور ہی کچھ لائیگا دل

**فائز** تخلص کریم بخش محرر عدالت دیوانی میرٹھ ولد شیخ فتح علی ساکن اندر ولی توابع علیگڈہ شاگرد ہدایت علی اسیر

دیکھے جب بہزاد نے وہ دست و پا لا شبیہہ
تھر تھرائے اوسکے چارون باری ڈرکے ہاتھ پاؤن

**فائز** تخلص منشی بنجا ور سنگہ خلف دہرم داس متوطن دہلی سر رشتہ دار فوجداری فرخ آباد

کیون نہ اسے فائز ہو قسمت کا ستارا اوج پر
وصل کا اوس مہ لقا نے رات کو وعدہ کیا
ہزار قامتِ رعنا کی پائی شکل اوسنے
تھا یہ چال کہان سرو جو بنا رہین ہے

**فائز** تخلص محمد عابد خان باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اِس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کس غضب کی چال ہے آمد کا عالم دیکھنا
کیا قیامت ہے لپا جاتا ہے عالم دیکھنا
قاصدا نازک فراجی کار ہی اوسکی چال
دسے ند نیا خط مرا جسوقت برہم دیکھنا

**فائز** تخلص ایک بزرگ ساکن کول خلف نظام الدین متوطن سبزوار کا ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

کیا خطر ہے تابشِ خورشید محشر سے مجھے
آہ سوزان کا دہوان اک سائبان ہو جائیگا
خیر ہے فائز کہو تو کیا ہوا کیا حال ہے
کو بکو کسو اسطے پھرتے ہو دیوانے سے آج

**فائز** تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کل ملیگا وہ گلے غیرون سے یہ آیا جو دھیان
بس ہلالِ عید ہم کو نیش عقرب ہو گیا

**فائق** تخلص مرزا عبد القادر بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ قوم مغل اصفہانی ملازم نواب بہادر جنگ والی بہادر گڈھ

بینا سے مے جو محفلِ زندان مین تو پیے
ہم بن اگر پیئے تو ہمارا لہو پیئے

**فخر** تخلص محمد فخر الدین باشندۂ شاہجہان پور

بیخودی سے غرض کون ہے مے کا طالب
چشم ساقی تو ہے گو ساغرِ صہبا نہ ہوا

**فخر** تخلص محمد فخر الدین کہین برادر و شاگرد محمد احسان اللہ مخبر باشندۂ دہلی مقیم میرٹھ

کفر و دین کو تہ و بالا رخ کا کل نے کیا
بیچ سے اوسکے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

**فخر** تخلص میر فخر الدین ولد اشرف علیخان تذکرہ نویس شاگرد میرزا سودا انتقال کیا بارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گزرینگے دن جو یون ہی دو چار رنج روئے ۔ گر گر پڑینگے سقف و دیوار روتے روتے
بات کیجے غیر سے اور ہم سے منہ کو موڑئے ۔ ٹک خدا سے ڈرتے ان وضعوں کی عادت چھوڑئیے

**فخر** تخلص میر فخر الدین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد خواجہ وزیر

یہ ضعف ہے نہ سخن اپنا گوش تک پہونچے ۔ کوئی شفیق اگر رکھدے کان ہونٹھون پہ
ہمارے سوز جگر کی کہی کہانی کیا ۔ پڑے ہین چھالے ہوائے فقنہ خوان ہونٹھون پہ

**فدا** تخلص مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر شاگرد مولوی صہبائی

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب زمین ۔ جب تلک چپکا رہو نگا جی مرا گھبرائے گا
مجھسے ملجائے جو وہ غنچہ دہن آکے فدا ۔ اپنے جامے مین وہ پھولون کے سماتی شگوفہ

**فدا** تخلص مرزا اسکندر بخت تلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا سیارہ رفعت

مجھ ناتوان کو سانس بھی لینا محال ہے ۔ پہنچی جالک میری دعا آسمان تلک
تمھین آؤ تو آؤ ورنہ ہم تو ۔ اوٹھا سکتے نہین بالین سے سر کو

**فدا** تخلص خواجہ نجم الدین لکھنوی

عقدہ کھلا نہ ہم پہ فدا زلف یار کا ۔ کیا کیا اولجھ اولجھ کے رکا دم تمام شب

**فدا** تخلص سید محمد علی عرف فدا شاہ سہارنپوری آخر ایام مین طبیعت انکی ہزل کی طرف مائل ہوگئی تھی

اوس سے مین اور مجھسے وہ باہم رہا ۔ ایک مدت تک یہی عالم رہا

**فدا** تخلص میر عبد الصمد دہلوی فریدآباد مین معلمی کرتے تھے صاحب دیوان کرتے فارسی بھی کہتے تھے

جو درد دل کا لکھون یار کو مین لے کاغذ ۔ تو اشک بیان تک اوڑے کہ بہہ چلے کاغذ

**فدا** تخلص فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل شاگرد ممنون و مصحفی باشندہ لکھنؤ

غیر کی گھٹنے کی خوشی اور ہمین خفا کیا ۔ خوب کیا بھلا کیا خیر بہت بجا کیا
تیری جو نگاہ مین سبک ہین ۔ ہر ایک کے جی پہ بار ہین ہم

کوئی کیا سر جھکا کے ہووے ذلیل
ہاتھ تیرا کبھی اوٹھا ہی نہیں

نہین کہاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی
سچ جھوٹ پوچھو تو یہی بات ہے مرجانے کی

وہان ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے
یہان کنج غم مین شکوہ بخت سیاہ ہے

خفا ہم آپ ہین اس سے کہ دم ہجر تک رہے
ترے فراق مین اے یار ہم رہے نہ رہے

**فدا** تخلص فدا حسین باشندہ مرشدآباد شاگرد فصیح العالم فصیح

چشم آہوے چین خال جبین مشک ختا
رو صبح طرف زلف سیہ شام بلا

گل الیسا بدن باغ و بہار ایسی ادا
غنچہ نرگس چشم ہے لب آب بقا

**فدا** تخلص امام الدین فرید آبادی شاگرد مرتضی قلی خان فراق علی وردی خان کے عہد مین بنگالہ مین آکر سکونت اختیار کی تھی

آپ جائین کہان تری گلی سے
جون نقش قدم یہین رہے ہم

تو بات بات مین ہوتا ہے تجھسے آزردہ
یہی تو کچھ نہین اے دلربا تری بانکپنا

مین ہون قربان اوسکے کہنے کے
تو نہ بولا کر اے فدا ہم سے

**فدا** تخلص مرزا احمد خلف مرزا اسمعیل بیگ الہ آباد مین تحصیلداری کرتے تھے

ہے رنگ نرالا گل و گلزار مین سہا کے
اک نوک نکلتی ہے ہر اک خار مین سہا کے

**فدا** تخلص لچھمی رام دہلوی شاگرد سودا

کہا جو اوس سے کہ مین دل تو کر چکا ہون فدا
تو ہنس کے بولے ابھی تیری جان باقی ہے

**فدا** تخلص عاقبت محمود خان بہادر دہلوی صدر الصدور تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام محمد اسمعیل لکھا ہے

جون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا
پر بس چلا نہ گریہ بے اختیار سے

**فدا** تخلص شیخ فدا حسین خان خلف شیخ کریم اللہ باشندہ قصبہ دیبائی ضلع بلندشہر شاگرد نواب مصطفی خان شیفتہ صاحب دیوان ہین

ہے یقین ہوگا ہجوم بلبلان بالا سر
تو نہ کھنا پھول او غنچہ دہان بالا سے

کیون نہ ہو عقدہ تیرا ابروے کج حسن
ہین اگر لوسے صدف تو ہین گہر کی اٹریان

ایڑیان ہم نے رگڑ رگڑ کر زیست اپنی کی بسر
جیسے دیکھین ابھی فدا اوس فتنہ گر کی ایڑیان

**فدا** تخلص میر فدا حسین باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

قتل پر مستعد ہے وہ قاتل
آج جوہر کھلے گا خنجر کا

**فدائی** تخلص مرزا عظیم بیگ تاجر دہلوی

یار گوشے مین ہے اور عیش سے مایوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے در پہ جاسوسی ہے

**فدوی** تخلص مکند لال لاہوری مقیم دہلی ملازم نواب ضابطہ خان شاگرد صابر علی صابر اپنے مذہب کو ترک کرکے دین اسلام کو قبول کیا تھا باپ اسکا بقال تھا سودا نے اوسکی ہجو رکیک کہی ہے اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ قوم مغل سے تھا فدائی بیگ نام غرض اشعار اوسکے اچھے ہوتے ہین مراد آباد مین فوت کی

گر تیغ نگہ سے تو کرے وار فلک پر
جل جاوے فرشتون مین بھی تلوار فلک پر

بعد مرنے کے بھٹکتا ہون بہ خاک ہنوز
ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز

آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے
سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے

آنسو نہین ہین دیدۂ تر مین بھرے ہوئے
موتی ہین آبدار صدف مین بھرے ہوئے

ابرو کے تیغ سے ترے سورج ڈرے ہوئے
پھرتا ہے اپنے منہ پہ سپر کو دھرے ہوئے

چشم پر آب ہے اور تس پہ جگر جلتا ہے
کیا قیامت ہے کہ برسات مین گھر جلتا ہے

یہ سر نہین باغ مین ہے آہ کسو کے
نرگس نہین تکتا ہے چمن راہ کسو کی

**فدوی** تخلص محمد حسن لاہوری مقیم دہلی شاگرد شاہ مبارک آبرو ستار خوب بجاتے تھے آزادانہ زندگی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے *

واہ اور مجھکو یاد کرین مین نہ مانونگا
اس نام کے بہت ہین کوئی اور ہوویگا

یار ہم سے جو سدا چین بہ جبین رہتا ہے
نہین معلوم بلا کونسی پیش آئی ہے

**فدوی** تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا بھجو مقیم عظیم آباد شاگرد شاہ کھیلا عشق احمد شاہ بادشاہ کے وقائع نگار تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

| | |
|---|---|
| تجھ سے ہوتے ہین درد مند جدا | گو کرے کوئی بند بند جدا |
| ہر طرح ہم اوسکے ہین دل وجان سے فدوی | وہ خواہ ہمین یاد کرے خواہ فراموش |
| عاشق کی کچہ نہین ہے دل وجان سوا بساط | اے دوست امتحان نہ کر اسکی کیا بساط |
| گیا وہ زمانہ ہوا اور عالم | نہ وہ دن نہ وہ دل نہ وہ تو نہ وہ ہم |
| غلط ہے دیدۂ تر سے جو ہم چشمی کرے شبنم | ہمارا رونا اگر دیکھے ابھی پانی بھرے شبنم |
| چشم بد دور عجب آنکھین ہین | قتل کرتے ہین غضب آنکھین ہین |
| وہ دن گئے تپاک کے ہیہات اب کہان | وہ بات اب کہان وہ ملاقات اب کہان |
| کچہ خوش آتا نہین بغیر ترے | زندگانی عذاب ہے تجھ بن |
| حیران سحر سامری ہے اوسکے روبرو | جادو وہ یاد ہے تری کافر نگاہ کی |
| یا رہو غیر دنگے گھر مین اپنے گھر سیلاب ہو | تو نے بھی بدلی نظر اے ابر رحمت واہ وا |
| اپنے فدوی کو ستانا بے سبب کچہ خوب ہے | کیا اسی کا نام ہے پیارے محبت واہ وا |
| تک ساتھ ہو حسرت دل مغموم سے نکلے | عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے |
| وزدیدہ نگہ نے تری بندہ کیا مجھ کو | اس آن کے اس ڈھب کے اس انداز کے صدقے |
| دل ہے ازل سے تختۂ مشق ستمگران | تقدیر کے لکھے کو کوئی کب مٹا سکے |

## فدوی تخلص لاله سیوک رام وکیل عدالت دیوانی شہر پٹنہ

| | |
|---|---|
| جی کو نہ چین ہووے نہ آرام بے دل | پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل |
| اوڑھکر دھانی ڈوپٹہ بھی اجی آؤ کبھی | ایک دن تو کشت امید غریبان سبز ہو |

## فدوی تخلص میر فضل علی دہلوی مرشدآباد مین آکر انتقال کیا

| | |
|---|---|
| ابر مین رو رہے مینا تنک جام کو | تم نہین آنکھون مین ساقی نام کو |

## فراسو تخلص فراسو صاحب قوم انگریز نبیرۂ بیگم سمرو مقیم دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز

| | |
|---|---|
| قمری کے مانند وہ پہنے محبت کا طوق | باغ مین گر قد ترا سرو کو دکھلائی |

## فراغ تخلص محمد فراغ دہلوی تعلیم کرتے تھے

آتی ہے مرے اشک سے بوے عرق گل ۔ ہے بسکہ نظر مین گل رخسار کسی کا
روتا ہے فراغ آج ترے کوچے مین ہاے ۔ دل توڑیے اسطرح نہ زنہار کسی کا

**فراغ** تخلص میر مہدی حسن ولد میر طالب علی لکھنوی استاد مرزا رفیع الدین حیدر عرف منا جان

محو نظارہ ہے اسے گل کیا فقط نرگس کی آنکھ ۔ چشم بد دور آپ پر پڑتی نہین کس کسکی آنکھ

**فراغ** تخلص یسین بیگ باشندۂ میرٹھ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق و نواب مرزا داغ و غلام مولی قلق

دم مین کیون اوسکے آگیا قاصد ۔ یہان بھروسا نہین ہے دم بھر کا
ہے سراپا کا کسکے ہمکو خیال ۔ پاؤن کا دھیان ہے نہ کچھ سر کا

**فراق** تخلص کیقباد جنگ دکھنی امیر دکن مین تھے

اوس شوخ رنگیلے کی کمان قوس قزح ہے ۔ ہے بو قلمون تیر پر رنگ پر طاؤس

**فراق** تخلص اکرام الدولہ مرزا حسین علی خان لکھنوی

آج بھی ہاے غضب تجھسے نہ ملنا ٹھہرا ۔ عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

**فراق** تخلص میر مرتضی قلی خان دہلوی معاصر سودا محمد شاہ کے عہد مین تو پنجا نہ شاہی سے تعلق رکھتے تھے علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی آخر بسبب باقی رہنے خراج سرکاری کے راجہ شتاب راے کی قید مین انتقال کیا

گو درد سر اے ناصح ہے گردش پیمانہ ۔ پر ہم کو تو صندل ہے خاک در میخانہ
اسیر ونکی قسم تجھکو صبا سچ کہہ کہ گلشن مین ۔ کوئی اون ہمنواؤن سے مجھے بھی یاد کرتا ہے

**فراق** تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت کسب سخن و کسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

خبر دیتا تھا کسکے وصل سے شوق ہم آغوشی ۔ کہ میرا دات کو کچھ خود بخود بازو پھڑکتا تھا

جون ریگ روان خانہ نشین ہون مین ازل سے
نہ قصد وطن کا نہ ارادہ ہے سفر کا

دل تھا سا کہ چشم پہ کرتا تری نگاہ
ساغر کو دیکھتا کہ مین شیشہ سنبھالتا

صاف دل کو کیا اور داغ جگر کو دھویا
کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا

یہ غم ہے ساغر دنیا مجھے کہ میرے بعد
ذرا بھی تمکو کوئی منہ نہین لگانے کا

سیاہ ان کاسہ ہون سبک رو رہ عدم مین فراق
قدم جو رکھون تو نقش قدم نہین ہوتا

نہ سینے ہم اور رہا ہے آئینہ ترا ہی لوٹی بہار
حیف بخت افسوس قسمت وائے طالع یا نصیب

ہو پیش آتی ہین پاؤن کی تری ٹھوکرین ظالم
سر کو کبھو قدمون سے اوٹھائی کی نہین ہم

آنا یہ ہچکیون کا مجھے بے سبب نہین
بھولے سے اوسنے یاد کیا ہو عجب نہین

تیرے گل تکیون کے خاطر تو اب ای رشک جان
یہ مناسب ہے کہ ہو شمس و قمر کا تکیہ

رہتا ہے عاشقون کا از بس ہجوم در پر
ہو جائیگا گھر اوسکا بازار رفتہ رفتہ

سن مرا حال یہ کہتا ہے نہ بک سونے دے
نیند تو اوڑ گئی کمبخت سرک سونے دے

دامن تلک گیا تھا کہین اوسکو دست ہم
اللہ رے نازکی وہین چولی مسک گئی

تم گالیان جو دو تو مین چپکی بھی کیا نہ لون
پیارے کسیکا ہاتھ کسیکی زبان چلے

آنکھون مین پھر رہا ہے ای سرو ناز تیک
دامن اوٹھاکے چلنا تیرا انگلیون سے

**فراق** تخلص میر حیات اللہ باشندۂ کولا وٹھی دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

جان بھی باقی نہین کیا کیجئے اب وزیر شاہ
مرنے دم آکے کیا او رپشیمان مجھکو

**فراق** تخلص خواجہ بہادر حسین خلف مرزا جان اٹکی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ
صاحب دیوان گذرے

جس روز سے کہ تو مرے آغوش مین نہین
رکھتا ہون اے صنم تری تصویر دوش پر

محشر کو واسطے جیسے اوٹھینگے فراق ہم
تصویر یار ہاتھ مین زنجیر دوش پر

**فراقی** تخلص پریم کشور نبیرۂ راجہ جوگل کشور بادفروش ترک علائق کرکے
سیاحت کرتے تھے

ہوئین انکھین گلابی روتے روتے
گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

**فرحت** تخلص خواجہ فیض اللہ عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ

جب کوئی منظور نظر ہو گیا — دیدہ و دل اپنا ادھر ہو گیا

**فرحت** تخلص اسد علی دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق مقیم لکھنؤ

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے — قیامت ہے ترے قامت سے پیارے
بلا جسکو تلوؤں سے نرگس سمجھکر — سنا تم نے وہ چشم ترچھی کسو کی

**فرحت** تخلص لالہ نانند وکیل عدالت منصفی الہ آباد

پھولا ہے لالہ گلشن سینہ مین داغ ہے — افسوس اس بہار مین وہ مہ جبین نہین

**فرحت** تخلص شیخ فرحت اللہ رفیق بہادر علی خان داروغہ نواب ناظم بنگالہ شاگرد سراج الدین علی خان آرزو وطن انکا ماوراء النہر مولد فرخ آباد سنہ ۱۱۹۱ گیارہ سو اکانوے ہجری مین مرشدآباد مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

تری مژگان کو کب ہوتا ہے غم عشاق کا — نہین ہے خنجر قصاب کو کچھ درد بسمل کا
جو سبب ہے گلشن مین وہ خدا جانے — دہان یار سے غنچے نے کیا سوال کیا
زندگی مین تو رہے صدمے دل غمناک پر — بعد میرے دیکھیے کیا ہو قیامت خاک پر
خط کے آتے ہی ہوئی گم خال کی خوبی تمام — آگے طوطی کے کہان سرسبز ہو سکتا ہے زاغ
سینے پہ ترے ہر دم کس طرح سے بولی ہے — ہو وصل ترا اب کی تو بارے اور مین ہو
رفتہ رفتہ مین ہوا عشق مین جانکا دشمن — دل ہے پہلو مین مرے ہائے کہا نکلا دینا
مرنے کے بعد مجھ پر کیا ستم نہ ہونگے — دیکھینگے غیر تجھکو اور جلے ہم نہ ہونگے

**فرحت** تخلص پنڈت کدارناتھ عرف ناتھن پرشاد ولد بستی رام دکھنی باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت

لوٹے مزے وصال مین پستان یار کے — پہونچا دلا کہان سے کہان مین دبا کر ہاتھ

**فرحت** تخلص محمود علی خان دہلوی خلف حکیم نصر اللہ خان وصال تخلص

اوسنے تو نامہ بر کو کیا قتل اور مجھے — ہر لحظہ انتظار ہے خط کے جواب کا
لے جلد تو خبر کہ کچھ اب شام ہی سے آج — ہے حال کس طرح ترے خانہ خراب کا

عاشق تو سبھی ہوتے ہین دنیا مین عزیزو
پر میری طرح سے کوئی رسوا نہین ہوا

**فرحت** تخلص بشن پرشاد کا بیٹہ خلف گوبند پرشاد نمبردار راجہ کنول نین باشندہ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

یار جب تک جواب خط آوے
اور دو چار خط لکھو بیٹھے

**فرحت** تخلص شیخ حسین علی شاگرد مرزا نیاز علی بیگ نکہت تخلص

جب سے دیکھا ہے قد بالاے یار
سرو کو خاطر مین کب لاتے ہین ہم

**فرخ** تخلص جوسبے بدری واس خلف جوبے گنج لال شاگرد اندرمن فقیر

گوشہ گیری نے زمانہ مین مرا نام کیا
باعث شہرت عالم ہوا عنقا ہو کر

**فرخ** تخلص کرامت اللہ خان ولد حفیظ اللہ خان باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ

ناز و ادا و زلف و رخ و چشم ہین ستم
اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچائے دل

قتل عالم کرتے ہین بیرحم کیونکر بہر زر
ہم تو یارا بہی نہ مارین کیمیا کے واسطے

**فرخ** تخلص میر فرخ علی دہلوی

اس قدر رنجہ سے ہو کیون ای مہوشان تا نام
مین بہی تو آخر کسی دن تہا تمہارا آشنا

چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر
ہجر مین تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچہ

**فرد** تخلص شاہ ابو الحسن نعمتی سجادہ نشین پہلواری صاحب باطن تھے بیشتر فارسی کہتے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

نگاہ مست تیری کسقدر خونریز عالم ہے
عبث آنکھون کو تیری نرگس بیمار کہتے ہین

عشق نے رسوا کیا یہان تک مجھے
نام سے میرے حیا کو ننگ ہے

**فرد** تخلص مولوی وحید الدین خان عرف خدا بخش خان ولد محسن خان قوم یوسف زئی باشندہ دربہنگا ضلع مظفرپور مقیم کانپور شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بند انگیا کے نہ بند ہوا کئے کبھی
عمر بہر بندہ تو نا محرم رہا

سطح سینہ پر ترے اسے مت نوخیز کیا
ابہرا ابہرا نظر آتا ہے کچہ اوٹھا اوٹھا

کبہی کعبہ کبہی بتخانہ ہے مسکن اپنا
دین و مذہب کہون کیا شیخ و برہمن اپنا

دل ٹکڑے ٹکڑے یار کے رخسار نے کیا
اوس گل نے جو کیا نہ کبھی خار نے کیا

وہان چھاتی سے گدرائی نہ ہو کیونکر یہان کھٹکا
درخت بارور مین باندھتا ہی باغبان کھٹکا

کیون عشق مین ہو نام نہ موسی مرے دل کا
ہر داغ بنا ہے ید بیضا مرے دل کا

اے نوک فقرہ تجھسے اخجل نشتر و سوزن
لیکن نہ نکالا کبھی کانٹا مرے دل کا

ان گلرخون کا مجھکو تو باور نہین نہین
ہان ہان بھرے ہین دلمین او رلب پر نہین نہین

بیتاب ہون مین تشنگی نزع سے قاتل
ٹپکا دے تو آب دم شمشیر گلے مین

آسیب پری ہوتا ہے جب سیمبرون کو
تعویذ ہین کرتے تری تصویر گلے مین

ہر عاشق و معشوق اسیر آئے نظر فرد
یہان پاؤن مین بیڑی دہان زنجیر گلے مین

فیض کیا وصف لب سرخ بتان کا مین لکھون
لعل ہو جاتے ہین جو لیتا ہون پتھر ہاتھ مین

**فرصت** تخلص مرزا الف بیگ لکھنؤ مین وفات پائی

اک عمر خاک کوے بتان سجدہ گاہ کی
تب رفتہ رفتہ اوس بت کافر سے راہ کی

کمان سے بھی پری یہ آہ پرتاثیر پہنچی ہے
پرندہ پر نہ مارے اوس جگہ یہ تیر پہنچی ہے

اوسکو طرز جفا خوش آتی ہے
مفت مین اپنی جان جاتی ہے

**فرقت** تخلص عطاء اللہ خان دہلوی

شعلہ آہ کا کسکے ہے اثر پتھر مین
کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر مین

ایک دل اوسکا ہے پارہ کہ نہین اوسکو اثر
ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر مین

**فرقت** تخلص دیبی پرشاد ولد ٹھاکر پرشاد عرف خشادہ پرشاد پنڈت کشمیری باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت

مہندی سے چھلے نقرئی سونے کے ہوگئے
اے سیمتن عجب ہین ترے کیمیا کے ہاتھ

**فرقتی** تخلص وزیر علی عظیم آبادی شاگرد امیر جان عبرتی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے فارسی بھی کہتے ہین

کیا پوچھتے ہو ہمنفسو ماجرائے دل
کانٹا سا کچھ کھٹکتا ہے پہلو مین جائے دل

سیکھی ہے جب سے یار نے اٹکھیلیونکی چال
آتی ہے ہر قدم پہ صدا ہائے ہائے دل

فروغ تخلص میر روشن علیخان خلف اکبر علیخان شاگرد ممنون باشندۂ دہلی

تاریک کلبہ ایسا کیا ہو فروغ روشن ۔ گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فروغ تخلص میر اکبر علی شاگرد شمس الدین فقیر طب اور نجوم مین اچھا دخل رکھتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ایسا نالان ہوا شب کو دل بیمار کہ بس ۔ سنکے ہمسائے پکارے پس دیوار کہ بس
گرچہ مخمور سیہ مست ہین تیری آنکھین ۔ لیکن ایسی ہین وہ دل لینے مین ہشیار کہ بس

فروغ تخلص خواجہ غلام مصطفے ولد خواجہ محمد یحیے باشندۂ لکھنو شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

خیال ہے ترے آب روان کی محرم کا ۔ نہین ہے تن مین ہمارے یہی حباب ہین دو
اوس پری کا میرے پہلو سے جو سرکا پہلو ۔ تیغ غم سے ہوا مجروح جگر کا پہلو
تجھسے پڑتی ہے یار سب کی آنکھ ۔ چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ
لاغر ہوا ہون ہائے مین اوس درجہ ہجر مین ۔ ہلنے کی بھی دلا مجھے طاقت نہین رہی
کیسا ملال وصل ہوا شب کو یار سے ۔ دل صاف ہو گیا وہ کدورت نہین رہی
الفت کا حرف صفحۂ ہستی سے مٹ گیا ۔ بھائی کو بھائی سے بھی محبت نہین رہی

فروغ تخلص محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا قادر بخش صابر تخلص

دیا ہو جھوٹ ہی کو نامہ بر نے مژدہ وصل ۔ پر اوسکے کہنے سے دل کو تو یک قرار آیا
کیا ہو آپ نے گو سچ ہی وعدہ آنیکا ۔ یہ سوچیے تو کہ مجھ کو کب اعتبار آیا
لیکے آتے ہو ساتھ غیرون کو ۔ باز آیا مین اس عنایت سے

فروغ تخلص خواجہ نور الدین خان بہادر معروف بہ سانولے صاحب برادر خرد نواب انور الدولہ شفق تخلص باشندۂ کالپی

صفحہ ۲۵ مرادنی ... تخلص شفیق لکھا ہے

قفس ہستی مین پھنسے یاد وطن بھول گئے ۔ دام ہمکو یہ خوش آیا کہ چمن بھول گئے
خیال غیر ہے ہمراہ جانان ۔ تصور مین بھی تنہائی کہان ہے

فروغ تخلص عنایت علی خان ولد قادر علی خان عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد

احمد علی کامل تخلص

مجھ سے شب وصال بھی انکار ہے آونہ
کہتا ہے میرے پاؤن سے تو رکھ کنار ہاتھ

فروغ تخلص حافظ خدا بخش ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور تخلص

جز ذکر حسن وعشق دل حسن دوست کو
طفلی سے دلپسند کوئی داستان نہین

فرہاد تخلص میر علی فیض آبادی شاگرد میر حسن دہلوی

مرتے جا ہے سے وہ بت رام کیا ہو
خدا کا گر نہو فرہاد جیا

فرہاد تخلص شاہ الفت حسین موسوی باشندۂ عظیم آباد شاگرد راجہ پیارے لال الفتی مدتون سے کلکتہ مین رہتے ہین بیشتر فارسی کہتے ہین اپنی شاعری کا بہت غرور رکھتے ہین یہ شعر راقم کے سامنے پڑھے تھے انکی بعض بعض تصنیفات نظر سے گذری

اے واے جذب عشق مرے دل مین رہا
نالہ اولجھ کے پردۂ محمل مین رہ گیا

نفس کو نالہ بول سے اسیر درد کرتے ہین
صبا کے پاؤن مین زنجیر بوئے گل سے بھرتی ہین

فرہاد تخلص مرزا افضل بیگ مرحوم ولد مرزا تقی بیگ لکھنوی مرثیہ مین شاگرد افسردہ اور غزل مین شاگرد مصحفی و ناسخ کے الہ آباد مین رجسٹری کے سررشتہ دار تھے صاحب دیوان گزرے

خال اوس روے کتابی پہ نمایان دیکھا
بچۂ زاغ سے حافظ قرآن دیکھا

سیکشو مین رند ایسا ہون کہ میرے واسطے
خم اوٹھا کر لاے خود پیر مغان بالاے سر

فرہاد تخلص لالہ صاحب راے ولد لالہ سندر راے کایتھ لکھنوی شاگرد میر سوز

چین پایا دہ پس مردن دل بیتاب نے
گوشۂ مرقد ہمین آغوش مادر ہو گیا

غم جب سے ہوا ہے یار دل کا
کوئی نہین غمگسار دل کا

فرہاد تخلص قاضی محمد احتشام الدین ولد قاضی عظیم الدین باشندۂ مراد آباد

ہے کم سنی مین مرادون یہ یار کا جوبن
قدم قدم یہ قیامت بپا ابھی سے ہے

فسون تخلص مرزا منجھلے خلف مرزا اکرم بخش نواسہ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی

رولاتے نہ تم گھر عدو کا نہ بہتا
اوٹھایا ہوا ہے یہ طوفان تمہارا

کیون دوست اوٹھالا سے تجھے کوچے سے اوسکی
گو جان پہ ستم تھا مگر آرام وہین تھا

اچھا ہوا کہ حشر کے ہنگامے سے نہ بچے
ہونا جو تھا یہین وہ مرے رفتار ہو گیا

**فصاد** تخلص میر حجام باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی

بادہ کشی ہمین پینے سے کیا کام ہے ساقی
ہے خون جگر آبلہ ہے جام ہمارا

**فصیح** تخلص پنڈت سکھن لال خلف بیجے لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر تخلص

سمجھے نہ یار عاشق زلف دوتا مجھے
دنیا مین اس بلا سے بچائے خدا مجھے

**فصیح** تخلص مرزا جعفر علی مرثیہ گو ولد مرزا ہادی لکھنوی شاگرد ناسخ بیت اللہ کو ہجرت کر گئے ہین

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال
ہے کمالی مین بھی افسوس کہ کامل نہوا

دیکھیے گا پھنس کے زلف مین جب پیچ و تاب دل
پہنچائیگا بہت ہی یہ خانہ خراب دل

سچ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار نہون مین
تم مین دو وصف ہین بد خو بھی ہو مغرور بھی ہو

**فصیح** تخلص حکیم فصیح العالم خلف و شاگرد مولوی صبیح العالم خان دہلوی مرشد آباد مین نشو و نما پائی تھی وہین انتقال کیا

تحفہ نسخہ تپ ہجران کے لیے رو و دہن
قرص گل یہ ہے تو وہ شربت عناب ہوا

رکھ جنتری مین چشم کی کھینچا نگہ کا تار
اوس شوخ کا نظارہ عجب سادہ کار ہے

**فضا** تخلص گوبند پرشاد ولد دیبی پرشاد لکھنوی شاگرد منشی مینڈو لال زار

گر یون فضا کو آپ لگاتے نہ دینگے ہاتھ
چھو لیگا ایک روز وہ دیوانہ بن کے پاؤن

**فضا** تخلص میرزا محمد جعفر عرف جھجے مرزا ولد مرزا بندہ حسین لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

اللہ اللہ یہ دیدار کا تھا شوق مجھے
تکتے تکتے رہ بت بن گئین پتھر آنکھین

**فضل** تخلص فضل علی خان لکھنوی نواب مرشد آباد کی مصاحبت مین تھے جوانی مین فوت کی انمین ایک بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعرون کو اپنے نام سے پڑھتے تھے دہلی کو بھی گئے تھے کلکتے مین بھی آئے تھے

دل خیال زلف سے اس بس کہ معمور ہے
صبح محشر بھی مجھے شام شب دیجور ہے

اودی مسّی وہ اوسکے کہ سینے یہ حرف ہے
لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے یہ حرف ہے

**فضل** تخلص فضل الرحمن خلف شیخ حامد علی ابن قاضی احمد متوطن مین باشندہ قصبہ مہم ضلع رہتک شاگرد محمد رفیع الدین ومحمد حیات خان حیات

حاجت دام نہین عاشق بیدل کیلیے
گیسوئے یار ہے کافی ہے سلاسل کیلیے

**فضلی** تخلص ونام شاہ فضل علی دہلی معاصر شاہ نجم الدین آبرو

زلف کے سلسلے کے طالب کو
پیچ دیکر مرید کرتے ہین

**فطرت** تخلص ایک شخص کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کیونکر نہ آسمان پہ ہو اوسکا داغ دل
روشن ہو جسکے سینے کے اندر چراغ دل

**فغان** تخلص اشرف علیخان دہلوی کوکہ احمد شاہ بادشاہ غازی ابن مرزا علیخان مقیم عظیم آباد شاگرد علی قلی خان ندیم ١١٨٦ھ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین انتقال کیا بڑے ظریف تھے بعضے صاحب تذکرہ نے جو انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل بستگی قفس کی یہان تک ہوئی مجھے
گویا مرا چمن مین کبھی آشیان نہ تھا

سر کو فدائے خنجر بیداد کر چکا
سونپا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا

ابھی مٹا نہین دعوے ستم رسیدون کا
کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدون کا

کیا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان
یہان تک گمان نہ تھا ترے صبر و قرار کا

بے سبب شمع کب جلے ہے فغان
لطف سوز و گداز مین پایا

ممکن نہین کہ غیر نہ ہووے رکاب مین
تجھکو خدا نہ لائے ہمارے مزار پہ

پانون چلتے ہوئے دیکھے تو بیابان کیطرف
ہاتھ اوٹھتے نظر آئے تو گریبان کیطرف

کہتا ہے یہ بہشت مین مستون کی جا نہین
زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین

خط دیجیو چھپا کے ملے وہ اگر کہین
لینا نہ میرے نام کو اے نامہ بر کہین

مجھ مبتلا کی چشم کہان تک پر آب ہو
اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو

بک گیا اب تو یہ دل کا فر خونخوار کے ہاتھ
بندھ گئے رشتۂ الفت سے گنہگار کے ہاتھ

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے
خفت مجھے ہوئی دل امیدوار سے

ضعیف ہے دل بیمار اس قرینے سے
اٹک کے آہ نکلتی ہے میرے سینے سے

ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کو آگے
انھین باتون سے یہ کم بخت خفا ہوتا ہے

دیکھکر دل کو مڑ گئے مژگان
تیر خالی پڑا نشانے سے

دل مین اوس شوخ کے ہو پاس وفا سو معلوم
کہنے سننے کے لیے بات بنا رکھا ہے

**فغان تخلص میر شمس الدین دہلوی**

پردۂ غفلت مین میری پاس اگر آتا ہو خواب
دیکھ میری چشم تر کو روکے پھر جاتا ہے خواب

**فغان تخلص ظریف خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم**

ہے شکن چین جبین سے ابروئے خمدار مین
آگیا بل اندنون قاتل تری تلوار مین

**فغان تخلص سید عباس علی خان**

اگر زبان کہے نہ سوال وصال پر
مہلت ملی زبان کو تیری نہین ہے کب

نقش قدم کی شکل ہین پامال مین
یہ ناز تیری چال کی اوٹھی زمین سے کب

**فغفور تخلص منشی قادر بخش ولد منشی رحمن بخش تاجر باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ**

ہون مین دیوانہ کسی رشک قمر کا دہر
طوق گردن چاہیے بن جائے ہالہ ماہ کا

یار ساقی ہے باغ ہے گل ہے
خم ہے شیشہ ہے جام ہے مل ہے

**فقیر تخلص علاء الدولہ یمین الملک سید محی الدین خان دہلوی خلف نواب اعظم الدولہ**

دیوان انکا نظر سے گزرا

ہو آج کے دن آن کے مہمان ہمارا
اتنا تو کہا مان لے اے جان ہمارا

ایک بوسہ فقیر کو دیجیے
رد نہ کیجے سوال سائل کا

گنج جو جانتے ہین کنج قناعت کو فقیر
سامنے اونکے ہین کیا مال یہ دولت والے

**فقیر تخلص میر فقیر اللہ دہلوی شعراے پایتخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے کبت و دوہرہ سے بھی واقف تھے احیاناً شعر اردو کہتے تھے**

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف
ہے کونسی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہین

[illegible]

صافی دلون کی دید کو مانع نہین حجاب ۔۔ عینک سے ہے دو چند ضیا و بصر مجھے

فقیر تخلص میر شمس الدین دہلوی فارسی کو عروض و قوافی و زبان دری مین خوب دخل رکھتے تھے چنانچہ چند رسالے اسی باب مین لکھے ہین ۱۱۷۰ھ گیارہ سو ستر ہجری مین بعد حصول زیارت حرمین شریفین وقت مراجعت انتقال کیا بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزرین

خال تیرے بیاض گردن پر ۔۔ نقطۂ انتخاب ہے گویا
گم ہے آواز تیرے کوچے کو پا شکستگی ۔۔ نالہ کرنے سے گرا و نکے گلے بیٹھ گئے
بے غرض دید سے بیان کا ہم تکلف سہی نہین ۔۔ خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ اودھر بیٹھ گئے

فقیر تخلص عنایت اللہ ولد نور اللہ ساکن کرتار پور ضلع جلندر

مہندی کے باندھنے کی کسکا کس پہ کون اوٹھے ۔۔ فرمایا میرے خون سے آلودہ کر کے ہاتھ

فقیر تخلص مولوی فتح علی خان خلف خیرات علی خان فرخ آبادی اولاد مین نواب بادمی داد خان بہادر کی

اے عشق کس مکان مین وہ جان جہان نہ تھا ۔۔ چشم و دل و دماغ جگر مین کہان نہ تھا
مسجد مین میکدہ مین حرم مین کنشت مین ۔۔ وہ خود نما جہان مین کہیے کہان نہ تھا

فقیر تخلص حکیم علی محمد عظیم آبادی خلف حکیم احمد حسین حکیم تخلص مقیم کلکتہ راقم کے ملاقاتیون مین ہین

دیر و مسجد کو کرین گبر و مسلمان آباد ۔۔ مین نہ کرنے کا بجز کوچۂ جانان آباد
ایسی آنکھین نہ دید ہین نہ شنید ۔۔ منتخب ہین ہزار آنکھون مین

فکری تخلص مرزا احسن نبیرہ شاہ عالم بادشاہ

جون نکہت گل گردش تقدیر سے فکری ۔۔ ہم خانہ بدوش آوارہ ہے اپنے وطن مین
ہم گنہگارون کی قسمت مین کہان ہے ہر چند ۔۔ کوچۂ یار مین جنت کی ہوا آتی ہے

فگار تخلص مرزا قطب علی بیگ دہلوی

مت پوچھو فگار اب تو مرا مسکن و ماوا ۔۔ مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

**فگار** تخلص میر حسین دہلوی نبیرۂ میر فقیر اللہ فقیر شاگرد میر نظام الدین ممنون بعض صاحب تذکرہ نے انکو مرزا غالب کا شاگرد لکہا ہے

دیکھ آئینہ کو اوسنے کیا اسلیے ٹکڑے
کرتا ہے غنچہ تیرے دہن کی برابری

یعنی مجھے کسواسطے مجھسا نظر آیا
شاید یہ اپنے بھول گیا ہے دہن کی بو

**فلک** تخلص میر بہادر علی عرف میر نصاحب خلف میر اکبر علی لکھنوی شاگرد برق

صورتِ برگ خزان خشک ہوا جاتا ہوں
دیکھتا جاکے نہ مین کاش بہار عارض

**فنا** تخلص شیخ باقر باشندۂ کالپی حافظ ضیغم و مولوی عبد الکریم خان آشنا و مولوی محمد مظہر وصل وغیرہ بہت سے شاعرون سے اصلاح لی تہی کلکتہ مین تجارت کرتے ہین ریختی بہی کہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین ٭

## ریختی

بار گوہر سے لچکتی ہے کلائی بار بار
کل روپے سونا کو منگوا کر دیے ٹکسال سے

وہ دُرِ نایاب پہنے ہے جو سمرن آج کل
اشرفی خانم کو منگی جاکے کندن لال سے

**فنا** تخلص شیخ بیر مرحوم بھکیت خلف شیخ طاہر لکھنوی

ہو تجمل شام اودھ اور بنارس کی سحر
کبہی دیکھیے جو وہ گیسو وہ بہار عارض

**فوق** تخلص میر ولد حسن خلف میر مولود علی فرخ آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

سہتا نہین ہزار کی فصل بہار مین
وہ صفا اب مجھے حاصل ہے کہ یہ صورت ہے
در و دیوار سے زندان کی سر اپنا ٹکتے ہین
لیے یار سکد سے مین نہ بستر لگا ہے

پہونچا ہے عرش پر ترا اے باغبان داغ
دیکھ لیتا ہون رخ یار کا جلوا دل مین
خیال اے فوق آتا ہے جو صحرا کا کبہی ہمکو
ٹھوکر سبو کو جام کو پتھر لگا ہے

**فوق** تخلص شیخ عبد الصمد باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تخلص

دلِ مضطر نہین ہے قابو مین
شور محشر سے بہی نہ اوٹھتے ہم

ڈھنگ سیکھا ہے اوس ستمگر کا
کام تھا یہ تمہارے ٹھوکر کا

دہوکے مین آگے کرتا ہون ناحق شکایتین — میری ہی آہ کا ہے دہوان آسمان نہین
نالے اگر یہی ہین ہمارے تو دیکھنا — یا ایک روز ہم نہین یا آسمان نہین

**ذوق** تخلص نظیر احمد مرشد آبادی شاگرد حیرت

ضبط کا ڈہنگ کچھ ایسا دل ناشاد رہے — آنکھ مین اشک نہ لب پر کبھی فریاد رہے

**ذوق** تخلص میر بادشاہ باشندہ دہلی شاگرد و قرابت دار مولوی سید احمد خان صدر الصدور علیگڈھ متخلص بہ آہ ہے

مین تو رہتا ہون گریزان ہی سدا اوس سے مگر — چھوڑتا کب ہے ترا طرۂ طرار مجھے

**فہم** تخلص وارث علیخان

دوری ہی مین اوس مسیح کی اولٹی ہوی ہے سانس — مہلت ملی ہے ہمکو دم واپسین سے کب
اوس حور کے جو وصل سے ٹھنڈا ہوا نہ دل — خمخانہ ہو گیا ہے جہنم تمام شب

**فہم** تخلص پنڈت سندر لال ولد پنڈت بدری ناتھ لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد اسمعیل حسین منیر تخلص

زنجیر توڑ دی پنجۂ شل نے غضب کیا — شانے سے اوس پری کے ہوئی تار تار زلف

**فہمی** تخلص شیخ دیانت حسین مدرس زبان فارسی و اردو ماڈل اسکول موضع بڑہیا ضلع مونگیر خلف شیخ ہدایت علی باشندہ بہار مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین

ستم سے کم نہین الطاف یار اے فہمی — ہے برق جان حزین طور مسکرانے کا

آئینہ کو نہ مقابل رکھین — پہرون حیران رہا کیجیے گا
تا کہ نالہ و افغان سے — کیا کہین حشر بپا کیجیے گا

نہ وہ مین ہون نہ وہ زمانہ رہا — دل لگانے کا اب مزا نہ رہا
مدعی سے بگڑ گئی ورنہ — دل مین کیون کچھ بھی مدعا نہ رہا
کی یہ اشک نے حیا نے پردہ دری — راز میرا ترا چھپا نہ رہا

بتون سے جور و جفا نے کیا ہمین گمراہ | چلے ہین دیر سے گھبرا کے خانقاہ کو ہم
اودہر جو جل کے جگر خاک اودہر ہوتا تیر | ملا نہین خاک مین فہمی بس ایسی آہ کو ہم
کہتے ہین مجکو دیکھ کے اللہ رے فریب | گر تم نہین صحیح تو بیمار بہی نہین
چشمان نیم وا تری اے مست خواب ناز | گر خواب مین نہین ہین تو ہشیار بہی نہین
تمام عمر تو کسب کمال مین کاٹی | کیا کمال جو حاصل تو دل لگانے مین
آپ کے غم مین مر گیا ہون مین | اور کسطرح سے بنا ہون مین
عشق مین عقل و فہم کو کھو کر | فہمی اب نام کو رہا ہون مین
بے فائدہ گر عرش پہ پہنچے بہی تو حاصل | اے نالو ذرا کان تک اوس یار کی پہنچو
ہرگز نہ دم یار جفا کوش مین آؤ | اے حضرت دل خیر ہے کچہ ہوش مین آؤ
جو اوس سے پوچھئے غیرون پہ کیون ہے لطف و کرم | تو ہنسکے کہتے ہین بس تیرے ہی جلانے کو
ہوش کی لیجئے دوا کہئے کچہ خیر ہی ہے | آئے ہین حضرت ناصح مجھے سمجھانے کو
حور دن ہی سے لگا لینگے دل کو کسطرح | کوچہ تمھارا اگر نہین خلد برین تو ہے
مجھکو سوال بوسہ سے مطلب جواب ہے | گر ہان نہین زبان پر اونکے نہین تو ہے
وہ بگڑی ہے ہو اے شہر الفت | جسے دیکھیے وہ غم مین مبتلا ہے
وہ شکوہ اپنا میرے منہ سے سنکر | لگے کہنے کہ ہان کہیئے بجا ہے
جنازہ دیکھکر میرا کہا حیف | رہی دل ہی مین سب حسرت جفا کی
اللہ یہ اپنی بیکسی ہے | رونے کو وہ سمجھے ہین ہنسی ہے
چہرے کی بلائین لے رہی ہے | کاکل تری میری مدعی ہے
سر پر ہے کھڑی قضا بہی وہ بہی | جان ایک عذاب مین پڑی ہے
مرتا ہے دراز کاکلون پر | فہمی کی حیات بڑھ گئی ہے

**فیاض تخلص حکیم سعید الدین علیخان سررشتہ دار کچہری راجہ راج گنتھر بن حکیم ابو سعید خان مقیم اٹاوہ**

فتنۂ خوابیدہ چونک اوٹھینگے یار | ساتھ غیرون کو سلانا چھوڑ دیجئے

**فیاض** تخلص شیخ فیض الحسن خلف شیخ نظام الدین نظام باشندۂ قصبۂ دیبائی ضلع بلندشہر

افسون کا ہو عمل نہ عمل کا ہو کچھ اثر — میرا رقیب یار کا ہمراز ہو گیا

**فیض** تخلص حکیم شور حسین صاحب مثنوی نہر لبن و مثنوی عمدۃ الاعجاز و جواہر الحکمت و صحیفۃ الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر خلف سید فیض حسین شاگرد مہدی علی زکی باشندۂ امروہہ کبھی حکیم بھی تخلص کرتے ہین اشعار عربی و فارسی و اردو انکے اچھے ہوتے ہین راقم کے احباب مین ہین انکی مثنوی سلسبیل و مثنوی صاعقہ و کنایات منورہ نظر سے گزری

فرقت قاتل مین گو تڑپا کرون بسمل نمط — تا قیامت بھی نہ نکلے دم بآسانی مرا
نجد تک مجنون نے ڈھونڈا کوہ تک فرہاد نے — اے جنون لیکن نہ ہاتھ آیا کوئی ثانی مرا
کیونکہ چھوڑون واعظا اوسکو کہ ہے وہ گلبدن — دل مرا دلبر مرا جانان مرا جانی مرا
دولت کی طلب زر کی تمنا نہین کرتے — دیندار کبھی خواہش دنیا نہین کرتے
سنتا ہون کہ غیرون سے اونہین رہتی ہے صحبت — کہدو کوئی جا کر یہ اچھا نہین کرتے
کیون کہتے ہین سب لوگ تمھین رشک مسیحا — ہم مرتے ہین مدت سے تم اچھا نہین کرتے
چہرے سے ذرا برقع رزین کو اوٹھا دو — ایجان شب وصل مین یہ پردہ نہین کرتے
جب کہتے ہین آجاتی ہین گھر فیض خزین کے — سچے ہین وہ جھوٹا کبھی وعدہ نہین کرتے

**فیض** تخلص مولوی فیض الحسن باشندۂ سہارنپور مقیم دہلی صاحب شواہد تفسیر و شواہد خمسہ و تذکرہ صحابہ و مثنوی روضۂ فیض و مثنوی چشمۂ فیض وغیرہ کتب کثیرہ عربی و فارسی

عجب کچھ طور تھا شب فیض کا کیا جانے کیا تھا — کوئی وحشت سی وحشت تھی کوئی سودا سا سودا تھا
غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتی ہین — برا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا

**فیض** تخلص علی بخش شاگرد وحید الدین فرد

پاس اوس گلرو کے جب جاتے ہین ہم — داغ دل پہ تازہ سے لے آتے ہین ہم

**فیض** تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیری مقیم لکھنو

لوٹنے خون مین تہ خاک سے بسمل آکر ــ دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

**فیض** تخلص میر فیض علی خلف میر تقی میر مقیم لکھنؤ

کہہ دیا سب سے جو کہ تھا معلوم ــ دل ترا حوصلہ ہوا معلوم

شوق مین تیرے کنار و بوس کے ای تحجبؔ حسن ــ موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم

یہ ترک چشم تری مست ہین جوان دونون ــ کہ سو رہے ہین تلے سر کے رکھ کمان دونون

**فیض** تخلص نواب جعفر حسن خان خلف نواب محمد علی خان رئیس عظیم آباد شاگرد مصحفی

آسمان پر اشک کو لیجائیگی تحریک آہ ــ یہ ہوا اوٹھتی ہے دریا موج خون ہو جائیگا

فیض اب اوسکو ندامت ہی نکماشی سے ــ تیرے زخمون نے عبث اوس پہ تبسم کیا

رشتۂ تسبیح اپنا ہو گیا تار نفس ــ ذکر ہو موقوف تیرا گر یہ دم بھر ٹوٹ جائے

کیسی پابندی ہمین زندان کی اور زنجیر کی ــ وہ جنون کا زور ہے سد سکندر ٹوٹ جائے

مے پینے کی تہمت تو دے سکتا نہین لیکن ــ آنکھون مین گلابی سا ڈورا نظر آتا ہے

**فیض** تخلص ظفریاب الدولہ میر احسان علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ ولد سید محمد تقی خان بن میر زین العابدین خان رفیق میان الماس خواجہ سرا شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

کب اوٹھانے سے ترے خاک نشین اوٹھتے ہین ــ درد بھی ضعف کے باعث نہ اوٹھا دل مین

## حرف قاف

**قابل** تخلص مرزا علی بخش شاگرد محمد ابراہیم ذوق امیر تیمور کے دودمان سے ہین

سامنے میرے غیر سے تو ملے ــ ستم اس سے زیادہ کیا ہو گا

کیا جو قتل مجھے تو نے آپ خوب کیا ــ کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا

تم جو کہتے ہو جاؤ تم یہان سے ــ ایسے جائینگے پھر نہ آئین گے

مر ہی جانا ہے عشق مین بہتر ــ نہ جیین گے نہ رنج اوٹھائین گے

لکھا تھا وہی کہ جو تھا نصیب کا لکھا ــ بلا سے خط کا جواب اوسنے کچھ دیا تو سہی

**قادر** تخلص مولوی عبد القادر خلف مفتی سید کرامت علی باشندۂ الہ آباد

چشم کے چشمہ سے طوفان نوح کا ہوگا رواں ہو گیا آخر کو یہ دریا رواں بالا سے سر

قادر تخلص مرزا قادر بخش حکیت متوطن دہلی باشندہ عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عبد الکریم خان کے شاراقم کو ملاقاتی ہیں

مانگ بالوں میں نہیں اوسکی عیان بالای سر نہر حیوان کی ہے ظلمت میں رواں بالای سر

قادر تخلص مرزا سرفراز علی ولد مرزا انجھگا باشندۂ لکھنؤ شاگرد طالب علی خان عیشی صاحب دیوان ہیں

دل چھین لو چرا لو جو عشاق یوں نہ دیں وہ انتظام رخ کا ہے یہ بندوبست زلف

قادر تخلص مرزا قادر شکوہ خلف مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ شاگرد ضمیر مرثیہ گو

ایسا میں سمجھتا تو نہ ملتا کبھی ناصح دل مفت میں لیجائیگا یہ کسکو یقین تھا
پی گیا مقتل میں وہ خون شہید ناز کو تو تو کہتا ہی یہ ترا خنجر غضب خونخوار تھا

قادر تخلص سید قادر بخش خلف سید عبد الحقانی متوطن سنبھل مقیم فرخ آباد

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کریں ہم آپ گم ہیں یار کی کیا جستجو کریں

قادر تخلص شیخ قادر بخش لکھنوی

اوس ماہرو کے وصل کی اللہ ری خوشی ہم سے لٹائے داغ کے درہم تمام شب

قاری تخلص قاری علی احمد باشندہ دہلی علم قرائت سے بخوبی آگاہی حاصل کی تھی

چین ابرو نے خوب رد کر دیا تھا میں کہنے کو مدعا اپنا
سچ بھی کہیئے تو جھوٹ سمجھے ہے کہیئے کیا خاک ماجرا اپنا

قاسم تخلص آغا محمد

سیکڑوں غم ایک جان زار ہے ابر ہے شب ہے دل بیمار ہے

قاسم تخلص قاسم علی خان ولد امیر علی خان باشندہ فرخ آباد

ہے عیان معنی والشمس رخ انور سے جلوہ گر عالم واللیل ہے موی سر سے

قاسم تخلص میر قاسم علی خلف میر طالب علی باشندہ بارہہ مذہب تشیع سے

دلگرفتہ ہو کر مولوی محمد اسمعیل کی خدمت مین توبہ کی اور راہ تسنن کو اختیار کرکے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ پنجاب کے معرکہ مین شہید ہوئے

تھی بات ہنسی کی یہ نہی جان یہ قاسم
لب اوسکے نمکریز ہوئے زخم نہان پر

**قاسم** تخلص سید قاسم علی خان خلف سید حیدر علی خان لاہوری متخلص بہ حیدر باشندۂ لکھنؤ موسیقی مین اچھی مہارت رکھتے ہین بہت روز تک عہدہ تحصیلداری پر مامور رہے

بسر کن خوبون سے زیست کرکے اوٹھ گیا قاسم
ہزار افسوس وہ بھی کیا بشر تھا کتنا ذی شعر تھا

ایک ہی حسن کا جلوہ ہے کہ ہر روپ مین یہ
دل کو لیتا ہے کہین رنگ کہین بو ہو کر

ایک بوسے کے عوض دین ودنیا لاکھون لگاکر
بیشتر لذت ملی تقصیر سے تعذیر مین

نہ دکھا دیجیے کوئی بات سنا دیجیے کہ ہین
کان مشتاق سخن طالب دیدار آنکھین

سیکڑون دریا بھرے ہین چشم گریان مین مری
پھر بھی یہ کم بخت ہر دم تشنہ دیدار ہین

نہین آواز بھی منہ سے نکلتی ناتوانی سے
اسیر دل کا تمھارے نالہ بھی محبوس زندان ہے

مری صداع کو صندل سے فائدہ معلوم
علاج اسکا کسی سنگ آستان مین ہے

جو ہان ہوی تو جینگے نہین تو جان گئی
ہماری زیست و مرگ آپ کی زبان مین ہے

شمع و پروانہ ست سمجھے اتحاد حسن و عشق
ایک آتش تھی کہ جسمین دونون جلکر رہ گئی

**قاسم** تخلص قاسم علی لکھنوی ۱۸۳۱ء اٹھارہ سو اکتیس عیسوی مین کلکتہ مین تھے انکی مثنوی حیرت افزا نظر سے گزری

نہین انکار دینے مین فدا ہو جان یہ تم پر
اگر اس قول پر چاہو تو قاسم سے قسم لیلو

مدت سے انتظار ہے تشریف لائیے
آئینے مین اپنے ورنہ مطلق لگائیے

**قاسم** تخلص شہزادہ ابو القاسم اولاد مین امیر تیمور کی تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

بکھری ہوئی ہین زلفین تری اس چاند سے منہ پر
قاسم کو دکھاتی ہین سمان چاند گہن کا

**قاسم** تخلص شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد آتش شروع جوانی مین انتقال کیا

گردش تقدیر سے ہون سخت حیران اے فلک
رزق ہے بے منت سے قابل میا ہی نہ تھا

بازپرس حشر کا بھی خوف ہے اے دل ضرور ‌ ‌ کون مانے گا کہ تقدیر خدا تھی مین نہ تھا
سننے دستک کی صدا نکلے نہ تم اچھا کیا ‌ ‌ خیر گزری رات کچھ اسمین دغا تھی مین نہ تھا

**قاسم** تخلص میر قاسم علی باشندہ دہلی

یقین ہے العطش گویان دم آخر مرونگا مین ‌ ‌ پیاسا ہون ترے آب دم شمشیر بران کا

**قاسم** تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ کے مریدون مین تھے سنہ ۱۲۴۶ بارہ سو چھیالیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے انکا تذکرہ شعراے ریختہ نظر سے گزرا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیران ہوئیگا ‌ ‌ زلف کو شانہ نکر کافر پریشان ہوئے گا
قرار و صبر اور تاب و طاقت نہون مسافر تو کیا کرین گے ‌ ‌ پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا
خط پشت لب جانان کو تو نے دیکھا ہو تو قاسم ‌ ‌ سواد چشمۂ حیوان مین کیا سبزہ لکھا تھا
یہ کہئے اب کہ بھول پڑے آپ کس طرف ‌ ‌ اس طرف بارے آپ کا کیونکر گزر ہوا
دل کی نہ پوچھو کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے ‌ ‌ آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب
کرین ہم تجھ سے اب کچھ اور ڈھب کی بات کیا طاقت ‌ ‌ ترے پاؤن تلک پہنچے ہمارا ہاتھ کیا طاقت
قسم ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم ‌ ‌ کہ شب تھی کاکل جانان سے موبمو گستاخ
سر بسر قول ترا اے بت خودکام غلط ‌ ‌ دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط
کرشمہ عشوہ تغافل نگہ حیا چشمک ‌ ‌ ہے دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے حظ
ہین روسیہ و خستہ جگر مثل نگین ہم ‌ ‌ اے واے کہ تس پر بھی نہین خانہ نشین ہم
اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ ‌ ‌ لوٹے بہار اور رہین نامراد ہم
غم و درد و رنج و محنت آفت ستم جفا مست ‌ ‌ فرقت مین تیرے دیکھے بندہ نواز سیکڑون
کہا مان قاسم نہ روک آنسوؤن کو ‌ ‌ یہ لڑکے ہین ناحق گلوگیر ہونگے
مسلمانو اوسی پردا ہو کیا اچھا ہے عاشق کے ‌ ‌ وہ نصرانی بچہ عیسی نفس تو ہے یہ کافر ہے

**قاسم** تخلص مرزا اکبر علی بیگ تاجر ولد مرزا رستم علی بیگ سمرقندی باشندہ دہلی شاگرد ثناء اللہ فراق و مصحفی کلکتہ مین بھی آئے تھے صاحب دیوان گزرے

سخن شنو

سیر سے آگے نہ کبھی غیر کا تو دل رکھنا — سنگ اچھا نہیں شیشے کے مقابل رکھنا
تیر سے ابرو سے مہ عید نے سیکھی ہے یہ طرز — نیم نظارہ پہ اک خلق کو مائل رکھنا
عالم کے مرقع میں اگر پھر ہو وہ پیدا — یوسف کے مقابل تری تصویر کرون مین
صبا چمن میں شہیدان یار دفن ہیں کیا — ہر ایک غنچے سے آتی ہے مجھکو بو دل کی
جرم خسرو کا نہ تقصیر اسمین کچھ شیرین کی ہے — موت لکھی تھی تری فرہاد تیری ہاتھ سے

**قاصد** تخلص سید خوب اللہ باشندۂ یحیی پور متعلق الہ آباد

مین بصدق دل سے بندہ اوس صنم کا ہون مرا — یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے

**قاصر** تخلص شیخ مقصود علی باشندۂ غازی پور

اک ہم ہی تیری چال سے پسے نہیں صنم — پامال کبک بھی تو ہوی کوہسار مین

**قاضی** تخلص شیخ قادر بخش ساکن کانپور شاگرد مولوی احمد علی کامل

عشق گیسو مین ہون مجبور گرانجانی سے — روز کٹتی ہے شب ہجر پریشانی سے

**قاضی** تخلص قاضی عبد الفتاح باشندۂ قصبۂ سنبھل

دنیا مین تو کچھ نہ ہم نے حاصل دیکھا — دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا
جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی — مانند سراب مین ساحل دیکھا

**قائل** تخلص سید علی خان ولد میر فضل علی خان عرف میر بڈھن عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد درخشان راہ کربلا مین گوشہ نشین ہو رہے صاحب دیوان گزرے

نالے کیے ہین دیکھ کے تل تیرے ہونٹھ کے — لکھی بنا تفنگ کی ایک ایک خال لب
دیکھتے ہی اوسے وہ شوخ مٹا دیتا ہے — گودکان مشق جو کرتے ہین مری نام کے حرف
نام گل مشق یہان تک کیے ماشاء اللہ — خط گلزار ہوئے اوس بت گلفام کے حرف

**قائل** تخلص مولوی فصیح اللہ باشندۂ الہ آباد برادر مولوی اسیر اللہ شاغل

خاک وہ اکسیر کی ہے قدر برابر مجھ کو — کر دیا فقر کی دولت نے تونگر مجھ کو

**قائم** تخلص مرزا قائم علی باشندہ اٹاوہ

روز و شب پھرتے ہین کوچے مین ترے دلدادہ ہم — ہو کہیں قسمت کہ دیکھین اک نظر دیدار ہم

ہجر

قائم تخلص محمد قیام الدین باشندہ چاندپور متعلقہ سنبھل مراد آباد مقیم دہلی شاگرد میر درد و سودا شعر خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۱۰ بارہ سو دس ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا ایک تذکرہ شعرا بھی انسے یادگار ہے

جہان مین شہرہ ہین مجنون کی ذلتین قائم
کیون چھوڑتے ہو درد تہ جام میکشو
تا بفلک نالہ تو پہونچا ہمارا رات
غیر سے ملنا تمہارا سن کے گو ہم چپ رہے
ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہ جاے غم ہے شیخ
لیگیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
شکوہ اوسکے ساتھ نہ پیغام کیا کہون
کچھ طرفہ مرحلہ ہے زندگی بھی
گزر نیست ہے تجھ تلک تو پھر کیا
دو جہان بھی ملے تو بس ہے ہمین
جب کہا عہد کیا کیا تھا رات
مے کے توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
کہتا ہے آئینہ کہ ہے تجھسا ہی ایک اور
قائم یہ جی مین ہے کہ تقید سے شیخ کے
سنگ کو آب کرین دل مین ہماری باتین
وہ بھی تو آدمی ہین کہ جنسے تمہین ہے ربط
مین جاتا ہون کعبے سے اب دیر کو
کس دل یہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
بتون کی دید مین جاتا ہون دیر مین قائم
سنے نالہ مین تاثیر ہے نے آہ مین ہے درد

سو بار سے عہد مین تیرے وہ نیک نام ہوا
ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا
مین ہی کچھ الفت کا دور کر گیا
سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا
کچھ قصر دل نہین کہ بنا یا نہ جائے گا
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار نہ تھا
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا
اُس سے جو کوئی جیا سو مر کر
صدقے ترے مر ہی جائینگے ہم
یہان کچھ اپنی تو احتیاج نہین
سنکے کہنے لگے کہ یاد نہین
بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہین
باور نہ ہو تو لا مین ترے روبرو کرو
اب کی جو مین نماز کرون بے وضو کرون
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو
کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو
بھلا یہ بھی دیکھون خدا کیا کرے
اللہ رے دھوم اب کی برس لالہ زار کی
سے مجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا انکے
معلوم ہو کس طرح سے مجھے جیا کسی کی

سخن شعر

گو نہاں ہو تو گلے لگتا نہیں میرے تو کیا — ہے تصور سے ترے ہر دم ہم آغوشی مجھے

دہن کو تیرے پایا بات کہتے — ہماری جز رسی میں کیا سخن ہے

**قبول** تخلص مرزا مہدی علیخان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ مصاحب و داروغہ توپخانہ واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ اودھ کے ہمراہ کلکتے میں آ گئے تھے شعر صاف اور عاشقانہ اچھا کہتے تھے انھون نے شمشیر خانی کو نظم اردو میں ترجمہ کیا ہے دیوان انکا نظر سے گزرا سنہ ۱۲۷۶ بارہ سو چھہتر ہجری میں لکھنؤ میں جاکر وفات پائی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

## قطعہ تاریخ

میرزا مہدی علیخان مر گئے افسوس حیف — دوستوں کو کر گئے مغموم و محزون و ملول

مصرع تاریخ ناسخ حزین نے یہ کہا — وا اسفا ہے مر گیا مہدی علیخان قبول ۱۲۷۶ ہجری

کرتے ہیں سر سبز چوب خشک کو جانباز عشق — کس قدر منصور سے شہرہ ہوا ہے دار کا

قرب بد سے پاک طینت کو نہیں ہوتی گزند — دامن گل نے کبھی صدمہ نہ دیکھا خار کا

وفاداری میں ہم ثابت قدم ہیں بعد مردن بھی — بنے گا اے پری رو تیرے کوچے میں مزار اپنا

مانگا جو ایک بوسہ تو دیں لاکھ گالیاں — میرا سوال دیکھئے اور یار کا جواب

پرتو رخسار تابان سے نہیں کوسون تلک — شمع روشن ہے ہر اک سنگ نشان کوچۂ دوست

برگ کیونکر نہ ہو خاموش نگاہوں کی آگے — نہیں زیبا ہے تہی دست کو زر دار سے بحث

یہ سرخ پوش مرے قتل کی خوشی سے ہے — نہ جانیو کہ لہو سے ہے تیغ قاتل سرخ

**قبول** تخلص عبد الغنی بیگ کشمیری معاصر سودا بیشتر فارسی کہتے تھے

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن — تاریک شب میں جیسے کوئی پاسبان پھر

**قدر** تخلص محمد قدر دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ رندانہ وضع رکھتے تھے

آج آئے ہو تو رہ جاؤ صنم رات کی رات — لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

**قدر** تخلص سید غلام حسنین خلف سید خلف علی بلگرامی شاگرد مرزا نوشہ غالب و ابدعلی بجز مگر کوئی شعر انکا دہلویوں کے انداز کا نظر آیا نہیں انکی مثنوی قضا و قدر نظر سے گزری

ہے

یہ ضبطِ عشق ہے کہ نہ نکلے گی منہ سے آہ | ایسے جلین گے ہم کہ نہوگا دھوان بلند

**قدرت** تخلص مولوی قدرت اللہ شاگرد ثناء اللہ خان فراق باشندہ دہلی

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا | یون روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا

**قدرت** تخلص شیخ قدرت اللہ شاگرد محمد عارف رفوگر

قاصد شتاب جا کے خبر لا تو یار کی | حالت بہت بری ہے دل بیقرار کی

**قدرت** تخلص مولوی قدرت اللہ رامپوری شاگرد قائم چاندپوری ریختہ گویون کا ایک تذکرہ انسے یادگار ہے

لاکھون جلائے مردہ صد سالہ آن مین | فیض دم مسیح ہے اوسکی زبان مین
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا | کتنونکے جی تو جاتے رہے امتحان مین

**قدرت** تخلص شیخ محمد قدرت اللہ سپرنٹنڈنٹ اسٹامپ ریاست بھوپال خلف شیخ محمد باب اللہ بنارسی دیوان انکا نظر سے گزرا کوئی غزل انکی نواب سکندر بیگم کی مدح سے خالی نہین

مین کہا مرتا ہون تجھ پر وہ لگا کہنے کہ جھوٹ | ق | جب تو ہم جانین دکھا دو ہم کو مر کے سامنے
جب وہین مین مر گیا اوسنے کہا سچا ہے یہ | اسکا اب مرقد بنا دو میرے گھر کے سامنے

**قدرت** تخلص شاہ قدرت اللہ برادر اصغر میر شمس الدین باشندہ دہلی مقیم مرشدآباد شاگرد مرزا مظہر جانجانان و جعفر علی حسرت عزیزون مین شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ کے تھے شعر گوئی مین اچھی قدرت رکھتے تھے سنہ ۱۲۰۵ بارہ سو پانچ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

ہنگامہ پرہیز و ورع اب بسر آیا | اے بادہ کشو مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
پیمانہ کب کرے ہے رفع خمار قدرت | منہ سے لگا دے اوسکے ساقی تو شیشہ سبو کا
ہوا ہے اوسکے گلے مین گرہ دم اعجاز | ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا
جہان نظر پڑے پاؤن تلے ملے کاغذ | سمجھ سکے نامہ مرا ہاتھ مین نہ لے کاغذ
اوڑائی زبس خاک ماتم مین دل کی | کیا ہے نے آخر تہ مین آسمان کو

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹا ہے | مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے
نوح گشتی سے خبردار کہ یہان سینے سے | مرہم تازہ ناسور کہن چھوٹے ہے
سینہ اوسکا ہے دل اوسکا ہے جگر اوسکا ہے | تیر بیداد جدھر رخ کرے گھر اوسکا ہے
لب جان بخش کی اوسکے جو پڑی ہے اک دھوم | لب عیسی نے مگر تیری زبان چوسی ہے
کسکی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے | جو شرر دل سے اوٹھے سو جلوہ طاؤس ہے
حسن کو اپنے ہوا دارو کا وش ہے مدام | ہر طپش یہان شمع کی برق دل فانوس ہے
ایک ہی پردے کی گر سمجھو تو یہ ہین سب الاپ | گر صدائے چنگ ہے یا نغمہ ناقوس ہے
صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ یہانسے کر گئے | ق | اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے | کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی | اسطرف آواز طبل اودھر صدای کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہوے گلگون کا دور | شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے | ق | چل دکھاؤن کیا تو اپنی آز کا محبوس ہے
لیگئی اکبارگی گور غریبان کی طرف | جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے | یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھہ تو انسے کہ مال و حشمت دنیا سے آج | کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے
کل تو قدرت پاسے خم رکھتے تھے تسبیح ریا | آج رہن جام مے یہ خرقہ سالوس ہے

**قدس** تخلص سید محمد رضا ولد سید علی مرزا داماد نواب ناصر الدولہ سید اسد علیخان باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

ہے محبت مسیح اگر طایر حنا | طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

**قدسی** تخلص سید محمد اکبر عرف محمد جان ولد شاہ علی جعفر دخترزادہ حضرت شاہ اجمل الہ آبادی سیر کو لکھنؤ مین جاکر آتش کے شاگرد ہوئے تھے صاحب دیوان گزرے

یاد آتی ہین کافر جو ملاقات کی راتین | کٹتین کسی عنوان نہین برسات کی راتین
تری بلا تین نہ لین یا دن بھی نہین وا ابے | یہ ہم سمجھتے ہین بیکار ہے بدن مین ہاتھ

**قدسی** تخلص آقا علی خلف مرزا مہدی کوفہ باشندہ لکھنؤ مقیم ٹیابرج یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

| | |
|---|---|
| کیونکر بسین نہ مثل حنا عاشقون کے دل | زانو بدل بدل کے وہ نازک کمر اوٹھا |
| لکھا ازل مین قلم نے جو حال زار مرا | جھکا کے سر کو تاسف کیا مقدر پر |
| پیچ مین آنو چکے اور بلا کیا ہو گی | اور برگشتہ تری زلف رسا کیا ہو گی |
| سکندہ اس سے بنے گا کدھنے کی مسجد | دیکھیے خاک مری بعد فنا کیا ہو گی |

**قدیر** تخلص احمد علی شاگرد محمد زکی

| | |
|---|---|
| شور عاشق نہ روانی مین سنا لیلی نے | کتنا مجنون نے کہا ناقہ کو ٹھہرا ٹھہرا |
| اسے قدیر اوس بت ترسا سے یہ کہدے کوئی | اپنے دیدار کے طالب کو نہ ترسا ہی بہت |

**قرار** تخلص شیخ جان محمد نقیب سرکار وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر شاگرد شاہ شرف الدین متخلص بہ الہام دہلوی

| | |
|---|---|
| حسد مین سینہ بہ ارادہ اس دل آگاہ کا | ہو سر دیوان بہ مصرع مد بسم اللہ کا |
| ترا وہ ناخن پا دیکھکر ترا شیدہ | چھپا ہے ابر کی جا اب ہلال پردے مین |

**قرار** تخلص میر حسین علی شاگرد محمد نصیر رنج

| | |
|---|---|
| لب سے انکھین بھی مین لگین ذوق جراحت مین اودہر | ہاے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل گر گیا |
| کسطرح قرار اوس سے کرون درد دل اظہار | سنتا ہی نہین وہ بت مغرور کسی کی |

**قرار** تخلص میر محمد حسن ولد میر معصوم علی لکھنوی شاگرد مرزا علی بہار تخلص

| | |
|---|---|
| سن ہے اگر وہ دل سے کہین گفتگوے دل | بر آے ایک عمر کی سب آرزوے دل |
| ہم پر تو کس آنکھون سے ہی غصہ کی نظر ہے | پڑتی ہین رقیبون کی طرف پیار کی نظرین |

**قرار** تخلص بندہ علی خان ولد محمد علی خان لکھنوی برادر زادہ تفضل حسین خان و برادر نسبتی فتح الدولہ برق شاگرد میر کلو عرش

| | |
|---|---|
| بار کشن اوتار اسکو وحشت کر دیا | سر پر ہمارے قبر مین وزر و کفن کے پاؤن |

**قربان** تخلص میر مہدی دہلوی خلف میر کلو حقیر شاگرد ثناء اللہ خان فراق

نمونہ شعر

| | |
|---|---|
| ملنے کا نہیں ہون مجھے بوسہ یہ نہ ٹالو | مجھسے تو کیا آپ نے اقرار ہی کچھ اور |
| کیون نہ اک ٹھوکر سے وہان اٹھا صد جان جادو ہا | دست بستہ معجز عیسے جہان استادہ ہو |
| کسکی برگشتہ نگہ کا ہون مین بیمار کہ آہ | یہان مسیحا کی ہو گئی جاتی ہے تدبیر الٹی |

**قربان** تخلص میر جیون شاگرد سودا سپاہی پیشہ تھے فوج کمپنی سے فیض آباد مین دلاورانہ لڑکر شہید ہوئے

| | |
|---|---|
| یون بند قبا کھل گئے جو آن مین گل کے | کیا پھونک دیا تو نے صبا کان مین گل کے |

**قربان** تخلص میر قربان علی عظیم آبادی

| | |
|---|---|
| نکالون دل سے کیونکر اوس کمان ابرو کے پیکان کو | کرے آزردہ نہین کرتا ہے کوئی اپنے مہمان کو |

**قرین** تخلص حسرت کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

| | |
|---|---|
| پیارے ہو وفا یا بے وفا ہو | غرض تم دل کے لینے مین بلا ہو |

**قسمت** تخلص نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلی خان دہلوی مقیم لکھنو شاگرد جعفر علی حسرت مرزا جہاندار شاہ کی سرکار مین اقتدار و اعتبار رکھتے تھے

| | |
|---|---|
| امیدوار بوسۂ لب ہے گدا کوئی | دیتا ہے تجھکو دیر سے پیارے دعا کوئی |
| پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر رہے | میرے تو ساتھ وعدہ شام و سحر رہے |
| الٰہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آئے | نہین تو ہاتھ کی اوسکے کوئی تلوار ہاتھ آئے |

**قلق** تخلص خواجہ اسد اللہ مخاطب بہ آفتاب الدولہ ولد خواجہ بہادر حسین فراق باشندہ لکھنو شاگرد ہمشیرزادہ خواجہ وزیر واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین شعر اپنے طرز پر اچھا کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی انکی مثنوی طلسم الفت انہین کی زبانی کلکتہ مین سنی تھی

| | |
|---|---|
| ادا سے دیکھا جو جاتا ہے گلہ دل کا | بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا |
| الٰہی خیر ہو کچھ کج رنگ بیڈھب ہے | تپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا |
| وہ رند ہون کہ مجھے ہتکڑی سے بیعت ہے | ملا ہے گیسوے جانان سے سلسلہ دل کا |
| بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا | ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا |

خدا کے ہاتھ ہے اب اپنا ای قلق انصاف
بتون سے حشر مین ہوگا معاملہ دل کا

ہمنے احسان اسیری کا نہ برباد کیا
مرتے دم منہ طرف خانۂ صیاد کیا

کفر و اسلام کے جھگڑے سے چھٹے خوب ہوا
قید مذہب سے جنون نے ہمین آزاد کیا

حسرت قتل ہے نے جان لے اپنی صد شکر
موت نے ہمکو نہ شرمندۂ جلاد کیا

ابھی چمن مین ہون آنکھین نہ بند کر صیاد
حذر کر آہ سے میری خدا سے ڈر صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے
عدو ہے جان ہے ادھر باغبان ادھر صیاد

کبھی مجھکو کبھی غیرونکو لگا لیتی ہین
خوب سیکھی ہین لگاوٹ کے اشارے آنکھین

چوک سکتا ہی نہین ہے تیر لگاوہ
قدر انداز ہے غضب کی آنکھ

ہونٹھون مین دابکر جو گلوری دی یار نے
کیا دانت پیسے غیر نے کیا کیا چبای ہونٹھ

دو دن کی ہے جب کبھی گانے کی فرمایش کرون
ایک اوسکو لنترانی کا ترانہ یاد ہے

چھڑا کر یار سے کیا تفرقہ ڈالا ہی گردون نے
نہ وہ چرچے نہ وہ چہلین نہ وہ جلسے نہ صحبت ہے

اپنے سوا رقیب کی کب دال گلتی ہے
باتین بنا کے لاکھ وہ شیخی بگھارتے

کہان تک ایڑیان رگڑین گلا کاٹو گلا کاٹو
اوٹھاتے کیجے نہ خنجر باز آیا اس ترحم سے

اوس پہ مرتے ہین کرے تازہ جو بیداد کوئی
ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

**قلق** تخلص حکیم غلام مولا عرف مولا بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مومن

دیر تک رفیق تھا قلق ہاے
وہ کیا ہے ہوا کہ مر گئے ہم

ہے جان خراش پرسش غمخوار کسقدر
وہ مہربان مجھپہ ہو کہ جو مہربان نہین

**قلق** تخلص امجد علی ولد محمد علی متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم کدورا ضلع کالپی شاگرد فخر الملک نواب میر منو بیتاب صاحب دیوان ہین

ہجوم آپ کے در پر ہے داد خواہون کا
ستم تو دیکھیے ان میں شمار ملیں گناہون کا

کاہ کی طرح سے کاہیدہ اگرچہ ہے قلق
غم سلامت ہے تو کچھ اور بھی لاغر ہوگا

بسکہ پیہم ٹکڑے داماں و گریباں کے ہوے
کوستے ہین میری جان کو بخیہ گری اونگلیان

بیہوشی مین کیا اوسکو کہا تھا جو قلق آہ
کہتا ہے کہ بند اب تو رکھو ہوش مین منہ کو

اے ضعف اب تو اتنی بھی طاقت نہین رہی | مانگون خدا سے وصل صنم کو اوٹھا کے ہاتھ

**قلق** تخلص سلطان خان قوم افغان باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

مرکے بھی اوسکے نظارے کی تمنا نہ گئی | کونسا سبزہ کہ وہ نرگس شہلا نہ ہوا

**قلندر** تخلص شاہ قلندر شاگرد مرزا مظہر اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے

جی کو سر زندگی نہین ہے | کیا جی کی کہون کہ جی نہین ہے
ہنستے ہی تھمے گا اشک ناصح | رونا ہے یہ کچہ ہنسی نہین ہے

**قمر** تخلص مرزا غلام حسین عظیم آبادی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر

دل پس گئے ہزار دن کا اے غیرت چمن | پاؤن کا تیرے مہندی لگانا غضب ہوا

**قمر** تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بہ افتخار الدولہ نائب نواب غازی الدین حیدر بہادر والی لکھنؤ ولد منشی مرزا جعفر لکھنوی اوستاد جیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ شاگرد مرزا قتیل دیوان انکا نظر سے گزرا

جوانی مین اوس سے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے | لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
صلح کرتے ہوئے آخر وہ جھنگ آہی گیا | عشق کا نام برا ہے اوسے ننگ آہی گیا
بیجا نہین ہے کچہ مرے قاتل کا اضطراب | دیکھا تھا اوسنے کب کسی بسمل کا اضطراب
ہجر مین جو مجھکو نیند نہ آئی تمام شب | صورت اجل نے بھی نہ دکھائی تمام شب
آئی نہ کچہ صدا قمر خستہ کی ہمین | زنجیر اوسکے در کی ہلائی تمام شب
جسنے نہ رکھا سر کو تہ بار محبت | کیا جانے وہ پھر درد گرفتار محبت
ممکن نہین تا حشر قمر ہوش مین آوے | دیکھے کوئی گر اوس بت مخمور کی تصویر
کیا جو قصد نکلنے کا مین نے زندان سے | قمر لپٹ گئی پاؤن سے غل مچا زنجیر
اپنے قدم سے کیون نہو دریا لہو کا دشت | ہر آبلہ ہے دیدۂ خونبار پاؤن مین
ظاہر مین جو تو چاہے سو حق مین قمر کے کہہ | خلوت مین لیکن اوس سے نکلتا نہین نہین
خال رخ یار نے ہوش مرے کھو دیے | کر دیا بیخود قمر تھوڑے سے تریاک نے

**قمر** تخلص حافظ قمر الدین خلف حافظ اشرف باشندۂ دہلی

خانۂ دل میں جو روشن ہو چراغ عارض — دھجیاں پھر خاک رہے لعل بدخشانی کا

**قمر** تخلص محمد قمر الدین خان اکبرآبادی قوم افغان یوسف زئی

مجھسی کو مرید کر لیا دم میں قمر — یہ خانہ خراب عشق مرشد نکلا

بیکلی عشق سے پابند صد رنج و تعب ہیں ہم — ہزاروں آفتیں ہیں ایک ہم ہیں کچھ عجب ہیں ہم

**قمر** تخلص سید محمد ولی خان خلف نواب محمد علی خان رئیس شمس آباد

بڑھ گئی ہے دل کی ایسی بیقراری ان دنوں — ہر گھڑی کرتا ہوں غم میں آہ و زاری ان دنوں

**قمر** تخلص سید محمد اسمعیل متوطن لکھنؤ

حال فرقت جو پڑا خط میں تو یوں کہنے لگے — چار حرفوں کے لیے دفتر باطل آیا

**قمر** تخلص مرزا قمر طالع خلف مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

نالاں ہے قمر دار غم عشق سے وہ بھی — کب ہر زہ درائوں پہ کھلا راز جرس کا

نہ آئی تاب تو بھی دل کی بیتابی کی ہاتھوں سے — قمر پہلو میں وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا

بعد مدت خط لکھا ہے یار نو خط نے مجھے — تو بھی اب تو اے قمر شکوے کے دفتر کھولدے

**قمر** تخلص مولوی نواب جان ہوگلوی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت

چہرۂ یار نہیں زلف رسا سے پیدا — آج خورشید ہوا دام بلا سے پیدا

تاب نظارہ نہیں دیدۂ خورشید کو بھی — پردۂ روے منور ہے ضیا سے پیدا

**قمر** تخلص مرزا باقر حسین لکھنوی

آغوش اوسکے شوق میں کب تک رہی کھلا — پھیلاے کب تلک رہوں اے انتظار ہاتھ

**قمر** تخلص شیخ جعفر علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شب فراق کو سینے تڑپ تڑپ کاٹا — نہ پھوٹا جس پہ بھی ظالم یہ آبلہ دل کا

**قمر** تخلص قمر الدین دلدار دستن علی شاگرد خواجۂ وزیر باشندہ لکھنؤ

اے رشک تجلی سے دیدار دکھا — موسی کی طرح رکھتی ہے شوق ارنی آنکھ

**قمر** تخلص حکیم قمر الدین خان باشندہ لکھنؤ مقیم بنارس

| | |
|---|---|
| کھلا کئے ہون غم ہجران سے جیسے خار پہلو مین | کہو کیونکر رہے اوسکا دل افگار پہلو مین |

**قمر** تخلص رشید الدولہ محمد جعفر علی خان بہادر عرف چھوٹے آغا خلف مظفر الدولہ محمد زکی خان بہادر لکھنوی نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

| | |
|---|---|
| مرض ہجر مرا خاک ہوا اچھا تم سے | خود مسیحا ہوا جی اور ہین بیمار آنکھین |
| حال کھلتا نہین کچھ چین بہ چین ہونے کا | کیون چڑھاتے ہو مجھے دیکھ کے ہر بار ابرو |

**قناعت** تخلص مرزا محمد بیگ لاہوری ولد مرزا حسن بیگ شاگرد حسرت ۱۱۹۶ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

| | |
|---|---|
| زیست اب مجھ سخت جان کی سب تلخ ہو گئی | فائدہ یہ کچھ ہوا ہے دل لگانے سے مجھے |

**قناعت** تخلص مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

| | |
|---|---|
| کھویا غم فراق نے دل سے جہان کا غم | غم ہے ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا |
| ہنگام طوف دھیان بتونکا رہا مجھے | ہین کعبہ جا کے اور گنہگار ہو گیا |
| اوسکے یہ کہنے کے مین صدقے کہ گھبرا کر کہا | سانس الٹی ہے یہ کیون نوجوان لینے لگا |
| جلا سے آئنہ ہوتی ہے خاک سے عالم | صفا بھی چاہیئے ہو دل مین جب غبار آیا |
| دل کھنچے جاتے ہین لاکھون دیکھکر رفتار کو | نقش پا سے یار گویا نقش ہے تسخیر کا |
| ضعف اپنا یہان تلک پہونچا کہ ہم | اٹھ نہین سکتے تمہارے دھیان مین |
| اسے تو جو چاہو اب کر لو ستم | ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے |
| پڑ پڑ کے پاؤن مجھکو مناتے ہین رد خجالت | پھر ایسے قدر دان ملین گے کہان مجھے |
| گئے تھے تم کہان آئے کہان سے | کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی |

**قوت** تخلص مرزا احمد علی خلف قلندر بخش جرأت

| | |
|---|---|
| وہ گیا اور مثل نقش قدم | مجھکو حیران خاک پر چھوڑا |
| قوت چھوڑا اوسکو کیونکہ لگا اب تو سیر اولی | اوس شوخ بے نظیر سے ہر فن شعر سے |

| | |
|---|---|
| گر نہا کر وہ نچوڑے بال اپنے طشت مین | آئے اسے طشت تک گوہر نچوڑ اور موتی جا |

**قوس** تخلص مرزا محبوب علی متوطن دہلی ولد مرزا ہمایون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد راقم مولد انکا کانپور مسکن کلکتہ شعر اچھا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تھے صاحب دیوان ہین

| | |
|---|---|
| گر میان مجھ سے جو کہین اوس شمع رو نے بزم مین | غیر مارے رشک کے جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا |
| جان کھاجاتا ہے غم آسان سمجھے تھے اسے | دل لگانا قوس کیا منہ کا نوالا ہو گیا |
| مرنے پہ بھی جلانا ہے منظور اوسکو قوس | بنوایا ہے چراغ جو میرے غبار کا |
| نہ سنورا ایک بھی کام اپنے دل کا تجھسے ای ظالم | ترے ہاتھون سے ہر کام اپنا ای چرخ کہن بگڑا |
| خدا دیتا ہے بعد از رنج پھر راحت ضرور ای دل | وصال اپنا ہوا صدمہ سہا جب درد ہجران کا |
| نقش پاے یار کے سودے کا یہ دیکھا اثر | رات بھر ہے چاند گردش مین تو دن بھر آفتاب |
| جان دی ہے عشق مین اوس گل کے مین نے ہمصفیر | پھول لا کر کیون نہ تربت پر چڑھائے عندلیب |
| تل نہین ہے تیغ زن یہ ابروے خمدار پر | جم گیا ہے خون کا قطرہ تیغ جوہر دار پر |
| قہر کا آفت لگا سرمہ نگاہ یار مین | اور دونی ہو گئی ہے آب اس تلوار مین |
| جو کبوتر اوسنے دیکھا نامہ بر سمجھا مرا | مار ڈالے ہاے دھوکے مین کبوتر سیکڑون |
| معجزہ حضرت عیسے کا دکھا دیتے ہین | بات کی بات مین مردے کو جلا دیتے ہین |
| جب مین کہتا ہون کہ کب وعدہ وفا کیجے گا | ہنسکے شوخی سے انگوٹھا وہ دکھا دیتے ہین |
| کیا ادا ہے کہ مین کشتہ ہون وسکا ای قوس | لیکے خمیازہ وہ چٹکی جو بجا دیتے ہین |
| ان حسرتون کو لیکے سماؤن گا کسطرح | ایجان کچھ ایسی وسعت کنج عدم نہین |
| سویا پہلو مین مرے وہ ماہ پیکر رات کو | مدتون پر ہمنشین جاگا مقدر رات کو |
| تمھارے حسن نے سب کو بتو گمراہ کر ڈالا | یہودی کو مجوسی کو نصارے کو مسلمان کو |
| زانوے دلدار اور تصویر پشت آئینہ | واہ داری واہ وا تقدیر پشت آئینہ |
| رات دن رہتا ہے ہم پہلوی دلبر آئینہ | پا گیا بخت بلند و اے دل مقدر آئینہ |
| زانوے خوبان پہ رہتا ہے برابر آئینہ | بخت بد رکھتا ہے کیا سیدھا مقدر آئینہ |

جو حسین ہے اوسکے دل مین کرتا ہی گھر آئینہ
جانتا ہے بس عمل حب کا مقرر آئینہ

بخت خفتہ مدتون مین آج جاگا صبحدم
ہم سے مانگا یار نے بیدار ہو کر آئینہ

جب طلب بوسہ کیا اوسنے تو ہنسکر کہا
منہ تو اپنا دیکھیے صاحب اوٹھا کر آئینہ

جو بات سچ ہے کہہ دون مین منہ پر ہزار کے
گل تک فریفتہ ہین مرے گلعذار کے

کمر اوسکی شعلہ رو کی ہے ولیکن
مثال سایۂ احمد نہان ہے

جب نزع مین نہ آسے تو مرقد پہ آ چکی
وہ شمع گل مزار پہ میرے چڑھا چلے

ہوئے پامال لاکھون اس ادا سے
چلے جو ناز سے دامن اوٹھا کے

شہرہ چتون میں ہے گرم ہوئے میان یار کا
شوخ چشمی کی غزالان ختن مین دھوم ہے

مے کشی کا ہے اشارہ جلد لا ساقی شراب
جانب قبلہ سے اوٹھی ہے گھٹا برسات کی

چلتا ہے رگ رگ سے کرکن اٹھکھیلیونکی چال سے
خنجر قاتل مین بھی رفتار معشوقانہ ہے

میری صحبت مین نہ آیا کرین غیر
باتون باتون مین ستاتے ہین مجھے

لاش پر آئے منہ چھپائے ہوئے
شرم اب تک بھی مہربان نہ گئی

مجھسے وحشی کو جو سمجھاتے ہین ناصح واللہ
آپ تو مجھکو نظر آتے ہین دیوانے سے

**قوس** تخلص سید محمد رضا خلف سید علی مرزا ساکن لکھنو شاگرد ناسخ

ساقی پڑے جو عکس ترے چشم مست کا
جام شراب ہو قدح شیر ہاتھ مین

**قیس** تخلص میر عباس حسین ابن میر نثار حسین شکوہ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے قیس کیا بتا دون تجھے انتہاے عشق
ہو آخرش جنون یہ ہے ابتداے عشق

**قیس** تخلص حافظ عبد الحی برادر خورد حافظ عبد الصمد یوسفی باشندہ کاکوری

ہمزبانی کیون نہ ہو باہم ہمارے اوسکی قیس
ترجمان اپنی ہی وہ ہم ترجمان عندلیب

**قیس** تخلص محمد عنایت اللہ متوطن بھیکم پور باشندہ کول شاگرد منشی نبی بخش حقیر تخلص

لیگیا دل کو ساتھ پیکان کے
تیر بھی اوسکا دلربا نکلا

کرتے تھے پتھر کے جو دل مین اثر
آہ وہ نالے مرے کیا ہو گئے

**قیس** تخلص سید مرزا علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر تخلص

ہم سے تو رنج ہجر اوٹھایا نہ جائے گا | اب کیا بنے گی دم جو خدایا نہ جائے گا

**قیس** تخلص مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا امراؤ علی بیگ شاگرد جعفر علی حسرت وطن انکا مشہد مقدس مولد لکھنؤ

نادان ابھی ہوئے ہو سیارے جانے بلا تمہاری | کیا خبر ہے محبت اب تم سے کیا کہوں میں
رہی تن من کی سدھ ہمکو نہ جنکی یادگاری میں | بھلا دیں وہ ہمیں تقصیر ہیں بس ایسی یاری میں
جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے | آوارہ و خراب یہ مشت غبار ہے
پھرتا ہوں ہر کسی سے میں القاب پوچھتا | خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ | اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

**قیس** تخلص محمد صدیق مرحوم ہمشیرہ زادہ و شاگرد شیر محمد خان ایمان

دھیان کرتا ہوں میں جب دانتوں کو اوسکے قیس | فکر کھاتی ہے مری آب گہر میں غوطے

**قیس** تخلص نواب ہادی علیخان خلف صمصام الدولہ مرزا احمد نیشاپوری باشندہ لکھنؤ

بعد مدت جو مجھے یاد کیا اوس بت نے | آج کیا بار خدا اوسکے یہ آیا دل میں

**قیس** تخلص شیخ کاظم علی قدوائی ولد شیخ وحدت اللہ باشندۂ قصبۂ جگور توابع لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

یہ ڈھنگ ہیں برے بخدا چھوڑ دو میری جان | نخوت غرور کبر یہ ہر بار کا دماغ
ہوتا ہے درد سر اوسے صندل کے نام سے | کتنا ضعیف ہے ترے بیمار کا دماغ

**قیس** تخلص حکیم باقر علی ولد شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

دم محبت کا میں بھرتا رہا مرتے مرتے | جان کی طرح غم یار کو رکھا دل میں
غیر ظاہر میں نہ پوچھا تو نہ پوچھا مجھکو | اپنا بیمار تو سمجھا وہ مسیحا دل میں
مرض عشق کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو | ہے کبھی درد جگر میں کبھی ایذا دل میں

**قیصر** تخلص مرزا علی حسین اکبرآبادی

اک جام میں طلسم جہاں کھل گیا تمام | حاصل تھا ہمکو مرتبۂ جم تمام
یارب وہ دن دکھا کہ میسر ہو روز وصل | محرم سے اوسکے ہم بھی ہوں [illegible]

**قیصر** تخلص مرزا محمد خورشید قدر بہادر خلف مرزا آسمان قدر بہادر بن مرزا محمد خرم بخت بہادر ابن مرزا جہاندار شاہ بہادر شاگرد گوہر علی مشیر مرثیہ گو شعر بہت کم کہتے ہین

جو بلا عشق مین آئی اوسے رو کا سر پر
تیغ قاتل کی جو اوٹھی تو بٹھایا سر پر

**قیصر** تخلص مرزا خدا بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مومن خان دہلوی

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا
کیا نئی طرح سے ہم دل مین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش
اِس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہون ترا مین

**قیصر** تخلص شاہ امین الدین خلف شاہ ابو المظفر نبیرۂ شاہ علیم اللہ باشندہ دائرۂ الہ آباد

خیال دل کو جو آیا سیاہکاری کا
سفید ہوگئے مثل کفن فرار مین ہم

## حرف کاف عربی

**کاشف** تخلص کاشف علی ولد شیخ محمد علی لکھنوی مقیم کانپور شاگرد چھوٹے مرزا مذنب تخلص

کاشف زیادہ قصد نہ کر موشگافی کا
مضمون کیا بندھے کہ وہ ہی بید از لف

**کاشف** تخلص سید محمد حسین خان عرف شاہ مرزا نبیرۂ سید مختار الدولہ عمدۃ الملک سید باقر علی خان سیر تخلص متوطن مازندران باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

پو نہین لبیں ہو ئی اوذات زاہد الہی
لبون پہ ذکر بتان یاد کبریا دل مین

**کاظم** تخلص کاظم علی شاگرد نصیر و مومن باشندۂ منڈاور

شبنم رخ گل پر نہین کاظم یہ سحر کو
چھوٹا ہے کوئی پاس غنا دل کا پھپھولا
اے طفل اشک ہم تجھے آنکھوں مین یون رکھین
اور تو ہمارے راز کو یون برملا کرے

**کاظم** تخلص سید محمد کاظم خلف سید مہدی حسین بلگرامی

طوق منت کا نہ گردن سے اوترتے پایا
پھر پڑے پاؤن مین بیڑی ہوا سودا مجھکو

**[illegible]** تخلص سید علی نقی معاصر سودا سپاہی پیشہ تھے آخر ایام مین مرشد آباد دنیا

سکونت کی تھی

سیرت سے ان بتونکے دلمین کدورتین ہین ۔ مٹی کی مورتین ہین کافر یہ صورتین ہین
کس کس طرح بتون کی صورت نے رنگ پکڑا ۔ کافران انگھڑیون نے دیکھے ہین کیا جھگڑے

**کافی** تخلص محمد رضا مرثیہ خوان بن محمد حسین لکھنوی

چھوڑ اکر اسکو چلے جائینگے اک دن کافی ۔ قصر عالی امراکرتے ہین تعمیر عبث

**کافی** تخلص مولوی کفایت علی مرادآبادی صاحب علم و فضل و زہد و ورع ہین بیشتر اشعار انکے حمد و نعت مین ہوتے ہین

عرش برین ایوان محمد صلے اللہ علیہ وسلم ۔ خلد سرا بستان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آپ کفیل کار امت آپ شفیع روز قیامت ۔ ہین بیحد احسان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
مظہر رحمت مصدر رفعت مخزن شفقت عین عنایت ۔ ذات محمد جان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
رحمت عالم اوسکا لقب ہے خلقت عالم کا وہ سبب ہے ۔ ہے کیا عالی شان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
بہر شفائے درد مصیبت اور برائے رنج و فلاکت ۔ کافی ہے درمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

**کامل** تخلص مرزا ناصر الدین معروف بہ محمد مرزا خلف مرزا ابو سعید نبیرہ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد و برادرزادہ مرزا رحیم الدین حیا

توڑ کر قید سے چھوڑا تو کیا چھوڑا ہمین ۔ تو ہی کہہ اس حال مین جائین کہان صیاد ہم

**کامل** تخلص شیخ جمال الدین باشندہ آنولہ شاگرد مصحفی

فصل سودے کی پھر آئی ہے خدا خیر کرے ۔ دیکھیے پڑتا ہے کس کس پہ وبال کامل
فوج غم و الم مین پھنسا شہریار دل ۔ ہو کون بیکسی کے سوا غمگسار دل

**کامل** تخلص مولوی غلام کبیر یا مقیم ڈھاکہ شاگرد مرزا جان طپش

طفل اشکون سے ملے دلکی شہادت کی خبر ۔ خون ناحق تھا یہ قاتل سے چھپایا نگیا

**کامل** تخلص شیخ احمد علی لکھنوی ولد مولوی عنایت احمد شاگرد عبد الرؤف شعور اولاد مین حضرت میر محمد علیہ الرحمۃ کی صاحب دیوان ہین

نہین ہوتا ہے جو پردے سے نمایان عارض ۔ اسلیے رہتی ہے مجھکو تپ ہجران عارض

انکھڑ مہر سے تمنے جو ملائین آنکھین ۔ ہنسنے در گا ہون مین چاندی کی چڑہائی آنکھین

**کامل** تخلص سید احمد جان نبیرہ حضرت شاہ محمد اجمل مرحوم باشندہ الہ آباد

ظاہر مین پھر گیا وہ ستمگر تو غم نہین ۔ دل سے جو انس تھا اوسے وہ بھی کم نہین

**کامل** تخلص مرزا باقر علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف شاگرد مرزا نوشہ راقم نے انکو دہلی مین دیکھا ہے

اوٹھانے پڑینگے نہ ساقی کے ناز ۔ کہ پیر مغان آشنا ہو گیا

یاد آتا کسی کے کاکل کا ۔ تیرہ ساز شب جدائی ہے

**کامل** تخلص پنڈت ٹھاکر داس کشمیری باشندہ دہلی وکالت کرتے تھے

پلٹ کر جو دیکھا سر راہ او سنے ۔ لگا تیر اک بازگشتی جگر پر

**کامل** تخلص مرزا کامل بیگ

مژگان نے گرنچے دل ابرو کرے ہے ٹکڑے ۔ ق ۔ یہ بات اوس سے کہکر جب داد مین چاہی

کہنے لگا کہ ترکش جسوقت ہووے خالی ۔ تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

**کامل** تخلص مولوی محمد مرشد حسن ولد شاہ طالب حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ فرید اپنی شاعری کا نہایت غرور رکھتے ہین

پتلی انگشت حنائی سے سجا کر کہتے ہین ۔ بولتا ہے لال لو دیکھو حنا کے رنگ کا

ایک دو ہیر فقرے بے جرم وخطا ہوتی ہین قتل ۔ چار دن سے شوق ہے سفاک کو خونرنگ کا

نفع اپنون سے نہین ہوتا ہے بی تائید غیر ۔ دیکھ سکتی ہے کبھی بے آئینہ رخسار آنکھ

بے حکم جو تجھی لی تری زلف دوتا کی ۔ مشکین مری بند ہوا ہیے ہان مین خطا کی

**کاوش** تخلص میر محمد کتاب خان شاگرد اولاد علی کاہش

ایک شب ہاتھ آئینے وہ گیسوی عنبر فشان ۔ سورہ واللیل پڑہتا ہون پئے تسخیر زلف

**کاہش** تخلص مولوی اولاد علی مرحوم جونپوری شاگرد مصحفی پیشکار عدالت صاحب گنج غرق گیا

بیان حال دل زار ہو نہین سکتا ۔ یہ درد وہ ہے کہ اظہار ہو نہین سکتا

رشک مقتل ہے ترا کوچہ مت کافر نگر
گبر تیرے ہین جدا کافر جدا ترسا جدا

عاشقون کو گر یہی نیرنگیان دکھلاے گا
آخرش زردشتا اک روز باندہا جاے گا

یون حسرت دل کہتی ہے فرہاد سے رو رو
تیشہ کو انکا سر پہ تو چپائیے گا آخر

بھر گئے زخم جگر جب شب سنی تقریر لطف
مثل مرہم ہو گئی اللہ رے تاثیر لطف

دو دہری زنجیر دن مین کس پیچ جکڑی مین دل
واہ ری تدبیر کاکل واہ ری تاثیر زلف

کاہش تخلص منشی ہدایت علی واڈنگری شاگرد ذوق اسٹایر کی پلٹن مین منشی تھے

جس گلی مین کہ تڑپتے ہین ہزارون بسمل
پاؤن پھیلا کے وہان بیٹھ گئے حضرت دل

تیرے پاس سے جب اوٹھ آتا ہے دل
تو آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے دل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندہ سنبھل مرادآباد دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک ہی یار سے جی ناک مین آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کرامت تخلص کرامت اللہ شاہ ازادانہ زیست کرتے تھے

مقبول حق ہے جو کہ ہوا پنجتن کا دوست
ہے حب اہل بیت وسیلہ نجات کا

کرم تخلص غلام ضامن شاگرد مومن متوطن کوتانہ مدت تک حیدرآباد مین تھے
آخر الامر دلی مین سکونت اختیار کی تھی فارسی بھی کہتے تھے

کیا ہی برہم ہوئی زلف دوتا جو پوچھا ہے
اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

ترا ناخوردہ ہمار شک سے کیا کیا خفا پا
استخوانون مین مرے دیکھ کے پیکان تیرا

اسیری نے کی پردہ پوشی جنون کی
کیا طوق گردن نے کار گریبان

واے قسمت اور اخفا سے ہوا افشا راز
روکنے سے اشک کے لخت جگر آنے لگے

اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی
پھر کوئی آرزو دے نشو و نما رکھتا ہے

مرا نشو و نما ہے اوس خرام لاابالی سے
غبار ناتوان کو سرکشی ہے پایمالی سے

کرم تخلص کرم حسین خان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی سابق سررشتہ دار
کلکٹری فرخ آباد

کونسے گلرو کے آنے کی خبر ہے باغ مین
جو ہے ہر سو قطرہ زن بربہاری اذنون

**کرم** تخلص کرم خان رامپوری صاحب دیوان گذرے

بے بوسۂ لعل لب دلدار نہیں زیست
ہم سانپ نہیں ہین کہ جیین چاٹ کر مٹی

**کریم** تخلص کریم اللہ خان افغان باشندۂ دہلی

نہ تھی قدرت تجھے گر روبرو جانے کی کریم
زیر دیوار سے جا نالہ سنایا ہوتا

**کشتہ** تخلص شیخ نبی بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مولا بخش قلق

حشر دامن پکڑنے آ ئیگا
مرے پہلو سے تو اگر سرکا

**کشمش** تخلص منیر فدا علی شاگرد اولاد علی کاہش

پریشان تھی صبا آشفتہ سنبل غنچہ حیران تھا
تجھے وحشت سے دیوانو یہ کیا رنگ گلستان تھا
نمود خط سے تیرے بلبلون کو شیون تھا
بہار ہوتی تھی رخصت اور اس گلشن تھا

**کشن** تخلص بابو کشن چندر گھوس نوۂ راجہ تیکشن بہادر باشندۂ کلکتہ

صدف اپنے گوہر کو بے آب سمجھے
یہ دندان تمھارے دہن مین جو دیکھے

**کشور** تخلص مرزا محمد جعفر شاگرد مرزا محمد تقی اختر

جان دیتا ہون ترے ابروے خمدار پہ یار
کھینچتا ہے تو مرے قتل پہ شمشیر عبث

**کفایت** تخلص نواب کفایت اللہ خان مرحوم رامپور کے نواب زادون مین تھے

دیوانہ کیا بزم مین شب آ کے کسی نے
بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے

**کلیم** تخلص میر محمد حسین دہلوی معاصر میر تقی صاحب دیوان گذرے فارسی بھی کہتے تھے اکثر رسالے شیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمہ کے اردو مین ترجمہ کیے ہین

چھپا ہے آ مرے چشم پر آب مین دریا
کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب مین دریا
ہو چکا حشر گئے جنت و دوزخ کو خلق
رہ گیا مین ترے کوچے مین گرفتار ہنوز
درازی شب ہجران و زلف یار کلیم
مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھون مین
تجھے مین آنکھون مین کیونکر رکھون کہ ہے رستا
پھر ایسا گھر کہ یہ خانہ خراب ٹپکے ہے

**کلیم** تخلص شیخ کلیم اللہ باشندۂ سرکوٹ متعلق ضلع مراد آباد

جلوۂ طور کہ رخ یار سے پیدا ہووے
خجل اعجاز تکلم سے مسیحا ہووے

**کمال** تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندۂ کڑہ مانک پور شاگرد جرات و قیام الدین قائم بلباس درویشی پہنکر سیاحت کرتے تھے دیوان و تذکرہ شعرا انکا نظر سے گزرا

ہین بندہ کیون نہون اوسکی ادا کا / عیان اوس بت مین ہے جلوہ خدا کا
شعلے سے آہ کے یہ دل زار جل بجھا / کیا بس چلے ہے آتش سوزان سے کاہ کا
جز شکست شیشۂ دل کچھ نہ دیکھا اور کام / مرتفع جس روز سے یہ چرخ مینائی ہوا
قد کا ترے نہ آنکھون مین کیونکر بسے خیال / اکثر ہے یہ کہ سرو لب جو نظر پڑا
مین کود کے دیوار گیا یار کے گھر اور / بیچارہ گیا مفت مین دربان نکالا
دیکھ رستے مین ہمین دیتے ہو گالی کیا خوب / جان صاحب نے نئی یہ تو نکالی کیا خوب
گر آنکھ لڑانے کا نہین شوق ہر اک سے / سو رام ہین کیون آپ کی دیوار مین صاحب
بگڑے نہ کہین عاشق و معشوق کی صحبت / یون جھانکے نہ نکلا کرو بازار مین صاحب

**کنور** تخلص راجہ اپورب کشن بہادر ولد راجہ راجکشن بہادر رئیس کلکتہ دیوان انکا نظر سے گزرا

شہید اے عشق مین ترے دل شیخ و شاب کا / قالب تہی ہے یاد مین تیرے حباب کا
نہ پوچھ گزری ہے جو مجھ پہ بیقراری رات / مثال شمع کٹی روتے روتے ساری رات

**کنور** تخلص کنور جگروپ سنگھ باشندۂ اکبرآباد ولد راجہ بلوان سنگھ راجہ تخلص

فریاد بھی کرتے نہین ہم جور بتان سے / خاموش ہین کچھ کہہ نہین سکتے ہین زبان سے
پریون سے نہ مطلب ہے نہ کچھ حور جنان سے / شیدائی ہین دیوانے ہین انکے دل و جان سے

**کوکب** تخلص کیدان پلٹن شاہی لکھنؤ مرزا احمدی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی متوطن دہلی شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جب کہ اوس رشک قمر نے مانگ مین [illegible] / ہو گیا سب کو ستارون کا گمان بالائے سر
مصروف قتل عاشق جانباز ہے وہ ترک / ترکش کمر مین رکھتا ہے شمشیر دوش پہ
ربط کہتے ہین اسے ضبط اسے کہتے ہین / کبھی پیکان نہ ترے تیر کا کھٹکا دل مین
دم نہ مارے جو بہے خنجر الفت سے لہو / یہ ہے ہمت بخدا عاشق دریا دل مین

خواب مین شب اوس پری نے شکل دکھلائی مجھے
جاگ اوٹھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی مجھے

شہر اتو آسرا تھا عید آئی مین یار کی
اے موت تو بھی تجھسے گریزان ہوا اندوہ مین

دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے
حیرت کی جا ہے آئینہ ٹوٹا غبار سے

نامہ بر کوچۂ دلبر مین گم ایسا ہو جائے
فی المثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جائے

کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین
بیدست و پا بھی ہووے تو شکل صبا چلے

بوقت صبح وہ مانند آفتاب آیا
الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی

کوثر تخلص آغا غلام علی معروف بہ آغا جان صاحب زمیندار ڈہاکہ خلف حاجی شمس الدین ولایتی شاگرد حافظ ضیغم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین انتقال کیا۔

سونے کی آرسی نہین انگشت یار مین
سورج مکھی کا پھول ہے شاخ سمن مین ہے

کیا کہون موج غم عشق مین دل کا احوال
تم نے کشتی نہین دیکھی کوئی طوفان مین کبھی

کوچۂ یار جو یاد آئیگا کوثر پس مرگ
دل لگے گا نہ مرا روضۂ رضوان مین کبھی

کوکب تخلص شہزادہ وجیہ الدین دہلوی سفر مین عازم فردوس برین ہوئے ہمراہیون نے اونکی نعش کو لیکر دہلی مین حضرت سلطان المشائخ کے مزار کی متصل دفن کیا

یہان تلک پاؤن مین پھپھولے ہین
کہ قدم بھر چلا نہین جاتا

پُر درد ہے کنار محبت سے لخت دل
یون خاک پر نہ اوس مژہ خونچکان گرا

اوس رشک گل کو دیکھ کے آئی نہ تاب جب
بلبل ادھر گری تو ادھر باغبان گرا

کوکب تخلص مرزا غلام حسین شاگرد محمد صادق خان اختر بیشتر لکھنؤ مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ق

صبا آنا پیام جان مخزون اوس سے کہہ دینا
کہ اے بے رحم کر موقوف اب تو امتحان اپنا

جدائی سے تری دم آ رہا ہے اس دم آنکھون مین
جو آنا ہو تو آ ہوتا ہے رخصت میہمان اپنا

کیفیت تخلص شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا

صاحب دیوان ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

| | |
|---|---|
| اک آہ سے تو میری بے چین ہوگئے تم | کہئے تو میرے دل کو کیا اضطراب ہوگا |
| یارب سبیل رکھکر میر مغان پکارے | للہ پیتے جاؤ پیا سو ثواب ہوگا |
| بیہوش کل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم | پھر آج میکدہ مین خانہ خراب ہوگا |
| یہ دور کیف ہے ای میفروش کیا ڈر ہے | جو محتسب سے بھی لوٹنے تو جام بھر لینا |
| کیا ہوا دل جو گرا آنکھ سے آنسو ہوکر | بیشتر جام چھلک جاتا ہے مملو ہوکر |
| وہ دیو کیا ہوئے وہ پریزاد کیا ہوئے | جو تھی کبھی اب نہین ہے سلیمان کی گور پر |
| کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چھوڑا ہے | کہ آج تک گل و بلبل مین بولچال نہین |
| بزم مین یار کو پوچھے جو کوئی تبلا دون | شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے |
| ایسا نہ ہو کہ میری طرح ہو فریفتہ | آئینہ دیکھنے گا ذرا دیکھ بھال کے |

کیوان تخلص شیخ بدلی بلگرامی

| | |
|---|---|
| گو وہ منکر ہو پہ قاتل کو مین پہچانتا ہون | میری نظرون مین چڑھا جسنے اوتاری گردن |
| ماہ سے صاف ہے خورشید سے نورانی ہے | خوش نصیبی کی نشانی تری پیشانی ہے |

کیوان تخلص مرزا علی حسین شاگرد ناسخ آغا توکل کی اولاد مین تھے صاحب دیوان تھے

| | |
|---|---|
| لگائیگا جو سرمہ وہ بت طناز آنکھون مین | سیہ زنبور کا ہوجائیگا انداز آنکھون مین |
| یہ موج زن ہے یم اشک ہجر جانان مین | کہ آسمان ہے شکل حباب آنکھون مین |
| وہ مزے مین ہے تلخ یہ شیرین | برگ گل سے کہین ہے بہتر ہونٹھ |
| اک بوسے کو ترسا کیا تا زیست نیا یا | حسرت کوئی بر آئی نہ جانی مرے دل کی |

کیوان تخلص مولوی سید فتح علی عرف وحید الدین احمد الہ آبادی الاصل
ساکن بست وچہار پرگنہ شاگرد راقم و مولوی عصمت اللہ شیخ

| | |
|---|---|
| کہنے لگے وہ لاشہ کیوان کو دیکھکر | ارمان ظلم اسکے مرے دل مین رہگیا |

## حرف گاف فارسی

گرداب تخلص رام جیون

بوسہ دیتا نہیں گرداب شب وصل میں وہ | گھاٹ پر آن کے کرتا ہے کنارہ عاشق

گرفتار تخلص منگلی بیگ دہلوی خلف رحیم یار خان شاگرد حاتم

درد ہووے تو کیجیے دوا کیجیے | دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجیے

گرم تخلص ناظر مظفر علی خان ولد محمد خان رامپوری شاگرد ذوق مقیم میرٹھ
نواب عبداللہ خان برادر نواب محمد سعید خان والی رامپور کی رفاقت میں تھے

ایڑیاں رگڑیں کف افسوس بھی ملتے رہے | ہے جدائی اک بلا دیکھتے ہیں سیاہ رو ہاتھ پاؤں
چاہ میں اک بت ہرجائی کے | در بدر ناصحیہ رسوائی کی

گرم تخلص حیدر علی بیگ دہلوی خلف مرزا امتیاز علی بیگ شاگرد مصحفی شعر اچھا کہتے تھے
دکن کی طرف جا کر انتقال کیا

پھرتا تھا تو جسوقت کہ گلشن میں خراماں | کیا سرو بھی آگے ترے ناچار کھڑا تھا
شب رخصت ہی رہو تم مرے گھر آج کی رات | جان بلب چھوڑ کے جاتے ہو کدھر آج کی رات
حسرت سے دیکھتا ہوں میں جب یار کی طرف | لگتا ہے تب وہ دیکھنے دیوار کی طرف
لوہو میں بھر رہے ہیں ترے ہاتھ سچ بتا | تربت پہ کس شہید کی تو نے چڑھائے گل
ہیں یہاں تک اشک پونچھا آستین سے | کہ ہے اک موج دریا ہر شکن میں
تیغ نگاہ کسکی دیکھی ہے سہمنے یارب | کیوں زندگی سے اپنی بیزار اسقدر ہیں
سیل گریہ سے نہ ہم تا کمر ڈوب گئے | اسقدر روئے کہ ہمسایوں کے گھر ڈوب گئے

گریاں تخلص محمد حسین ولد سید حسین علی سوزان نبیرہ اکبر علی بے جہت باشندہ لکھنؤ

ہم آئے تو چلمن میں لگائے گل نرگس | در پردہ دکھاتا ہے وہ رشک چمن آنکھیں

گریاں تخلص میر حسام الدین عرف مجھو مرثیہ گو

کیا آنے کی کسی کے گریاں خبر سنی ہے | جو بیقرار دل ہے پھڑکے ہے آنکھ بائیں

گریاں تخلص مرزا علی امجد لکھنوی ولد میر علی اکبر شاگرد قدرت و ضیا

مجھے جب دیکھنا تب ہاتھ سے مکھڑا چھپا لینا | نکالا طور اوسنے زور یہ صاحب سلامت کا

گستاخ تخلص مرزا علی لکھنوی

جی لگا یا تھا سمجھ ہوئیگی فرصت حاصل
یہ نہ جانا تھا کہ آویگی قیامت لازم

**گستاخ** تخلص مرزا لطیف باشندۂ ڈاکہ شاگرد احمد جان عطش

مرجان کا نخل ڈوب گیا بحر شرم مین
مہندی سے کہے رنگ سے جو ہوا دست یار تر

عشق ہے دل کو لگا و دیدۂ مخمور سے
ساقیا کب نشہ ہو مجھکو مئے انگور سے

**گلشن** تخلص راے دھراج لکھنوی نبیرۂ راجہ لالجی بخشی فوج سلطانی لکھنؤ

بیخودی مین یہ عجب لطف ملا ہے اونکو
جو ترے مست ہین ہشیار ہین وہ ہشیار و نت

**گمان** تخلص نظر علیخان دہلوی شاگرد اشرف علی خان فغان مقیم فیض آباد

مدت سے ہو رہا تھا مرا داغ داغ دل
اوس گل کو دیکھتے ہی ہوا باغ باغ دل

واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین
وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

**گوہر** تخلص احمد علی خان ولد الف خان فیض آبادی مقیم فتح پور ہنسوا ملازم نواب باندا شاگرد اسمعیل حسین منیر

ادا و ناز و کرشمہ سے ناک مین دم ہے
غضب مین جان مصیبت مین دل عذاب مین جی

**گویا** تخلص شیخ حیات اللہ فرخ آبادی سرکار انگریزی مین تعلق رکھتے تھے

جس قلم سخن سے لیجئے تقریر بول اوٹھے
ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اوٹھے

**گویا** تخلص شیخ ولایت علی ولد شیخ امام بخش ساکن لکھنؤ شاگرد جرات صاحب دیوان ہین

جا نہی ہے خلق جسکو آسمان بالاے سر
ہے یہ گویا میری آہون کا دھوان بالاے سر

لو لگا کس وسے جلتی صورت پروانہ شمع
دوستو پروانہ کی رکھتی اگر پروانہ شمع

**گویا** تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان ولد بلند خان قوم آفریدی ساکن کوہاٹ شاگرد خواجہ وزیر لکھنؤ کے امراے نامی مین تھے دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا
درد سر کسکا بیان سر ہی گیا

وہ ایسا نہین جیب رہے بات سنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

سخن شعلہ

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا | توسن جانان سمند عمر سے چالاک تھا
تھا جو افتادگی شعار اپنا | نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا
اوسکو غفلت پیشہ کہہ آتے ہین ہم | بھول جانا یاد دلواتے ہین ہم
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر | آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا | ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم
ہے جنازہ اسلیے بھاری مرا | حسرتین دل کی لیے جاتے ہین ہم
بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت | کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم
شب وصال ہین کیا یار سے دوچار ہون نہین | رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین
پس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پے | گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین
درد پہلو مین رہا کرتا ہے جب سے تو نہین | ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین
وصل اگر منظور تھا پرویز کا گھر کھودتا | کوہکن دیوانہ ہے شیرین تو پتھر مین نہین
زاہد و جرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب | دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش مجھے
حال عاشق و معشوق ہے ایک | سنا ہے شمع سوز ان کی زبانی

**گوہر** تخلص کنز الدولہ خورشید علی خان بہادر ولد مجد الدولہ بن ظفر الدولہ کپتان فتح علی خان خزانچی بادشاہ لکھنؤ شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

وہ غمگسار میرا ہے مین غمگسار اوسکا | ہے آشنا مرا دل اور مین آشنا دل کا
طوطی کی طرح بند نہ ہو جاے یہ از خود | گر مرغ دل ان ٹٹیون کے جال مین پھڑکا
نالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا | اوس بت کے کان تک نہ گئی پر صداے دل
دیکھا جو روے یار کو تسکین ہوئی کہ | آنکھین نظر پڑین مجھے حاجت رواے دل
جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہو چکی | آؤ لگجاؤ گلے بس اب لڑائی ہو چکی

## حرف لام

**لائق** تخلص میر لائق علی لکھنوی شاگرد ناسخ

## رباعی

اک دن تہ خاک ہمکو جانا ہو گا — اور تہ مین کفن کے منہ چھپانا ہو گا
ایسے سو دینگے ہم وہان اے لائق — جانا ہو گا کہین نہ آنا ہو گا

**لسان** میر کلیم اللہ احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین انتقال کیا

جدا ہو تجھسے مرا یار یہ خدا نکرے — خدا کسی کے تئین یار سے جدا نہ کرے

**لطافت** تخلص سید حسن ولد و شاگرد امانت لکھنوی صاحب دیوان ہین

ذبح ہو کر جو کلی یار مین تڑپا ٹھہرا — رقص بسمل مرے قاتل کا تماشا ٹھہرا
دل عشاق ہین مانند سکندر گمراہ — کوچہ زلف بھی ظلمات کا رستا ٹھہرا
موذی کو اپنے مال سے کچھ فائدہ نہین — زنبور بہرہ مند ہوئی انگبین سے کب
جگھڑا روز حسینون کا رہا کرتا ہے — اسے پریو نہ مرے گھر کو پرستان ہونچے

**لطف** تخلص مرزا علی استرآبادی شاگرد مرزا رفیع سودا دہلی مین تربیت پائی تھی عظیم آباد کی اطراف مین سکونت کی تھی حیدرآباد کی بھی سیر کی تھی انسے ایک تذکرہ شعراے اردو یادگار ہے صاحب گلشن بیخار نے جو انکو شاگرد میر تقی لکھا ہے غلطی کی ہے

نہ پہونچی ضعف سے لب تک دعا دگر نہ سدا — در قبول تو اس آرزو مین باز رہا
کیجو اوس زلف مین مشاطہ سمجھکر شانہ — لاکھ دل ٹوٹے اگر ایک وہ مو ٹوٹ گیا
ہوگئی زنجیر پا اپنی وہ زلف پرشکن — ورنہ دل تجھسے کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا
ساقی لگا دے خم مرے منہ سے کہ بار بار — احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا
ایک دن حال دل زار نہ دیکھا نہ سنا — سچ تو یہ تجھسا بھی دلدار نہ دیکھا نہ سنا
سے یہ بھی نئی چھیڑ شب وصل مین سو بار — پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچھ نہین معلوم
خاموشی ہماری کی تئین سحر ہی جانو — گو ہمکو لگا لینے کا ڈھب کچھ نہین معلوم
اپنا تو بدگمانی سے بس کام ہو گیا — گو اور طرح اوسکی ہو جی لی مسک گئی

**لطف** تخلص لطف علی خان باشندہ بریلی انکا دیوان حضرت سرور انبسا

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین گزرا

یارب کبھی بیمار محمد — کم ہو نہ کبھی خواہش دیدار محمد
اچھے کیا اقرار محمد — کافر ہو اجسنے کیا انکار محمد
ازل سے ہے سر سودا ئے محمد — ہے دل مین خیال رخ زیبائے محمد
ذوق فزا ہے دل وجان سودئے محمد — روے دل وجان کیون نہ رہی سوئے محمد

لطیف تخلص میر شمس الدین صوری متوطن لکھنؤ

الفت کہ سےآگ پڑی جو لیے مین — جو ہے دلسوز مرا وہی جلاتا ہے مجھے
کیا پھر رہا اوس پہ خفا ہو تو لطیف — کیا ہی غصہ تری اس بات پہ آتا ہے مجھے

لطیف تخلص میر لطیف علی باشندۂ دہلی شاگرد میر درد جو اہرات پہچانے مین اچھا دخل رکھتے تھے

مین شیخ و برہمن بھی دلگیر اٹھین — کبھی نکلا نہ یہ کافر نہ مسلمان نکلا
رہتا ہے درد روز دل ناتوان مین — کیونکر اثر نہ ہووے ہماری زبان مین
دامن کشیدہ جاتے ہو میرے غبار سے — تقصیر ایسی کیا ہوئی اس خاکسار سے

تخلص حفیظ اللہ باشندۂ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

کے سطر کوئی جبین پر جبین نہین — ہر چند خط مین حرف شکایت کہین نہین

تخلص دولت سنگھ کھتری باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی
چودہ پندرہ برس کا عرصہ ہوا کہ فوت کی

کوئی کہتا تھا قصہ مجنون کا — مین اوسے اپنا ماجرا سمجھا

تخلص لالہ شیو سہائے خلف لالہ دیبی پرشاد باشندۂ فرخ آباد

کا نہین سنتا کسیکی بات — ناصح کی پند خاک اوسے سود مند ہے

تخلص منشی عبد الحق خلف منشی شہامت اللہ باشندۂ کمرلہ مدت تک
مین تھے دسمبر بارہ برس ہوئے وہانسے پھر آئے ہین راقم کے دوستون
اشعار اسکے عاشقانہ ہوتے ہین

عدم سے جانب ہستی مین خستہ جان آیا ... کہان سے تیری محبت مین کہان آیا
لطیف اثر ہے قیامت کا میرے نالون مین ... زمین ہل گئی چکر مین آسمان آیا

لکنت تخلص محمد بشیر خان برادر عمزاد و شاگرد مستقیم خان وحشت

کیسی بلا سے بد ہے یہ تاثیر زلف کی ... پھرتی ہے اپنی آنکھون مین تصویر زلف کی

لودامن تخلص و نام ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہم سامنے تمہارے سے ادھر سے ادھر ... تم نے نہ پوچھا آ ... تم کہان اور کہان

لئیق تخلص منشی لالتا پرشاد مقیم کانپور

بر سر بیداد جب وہ تند خو ہو جائیگا ... حشر برپا اوس گھڑی پھر چار سو ہو جائیگا

# حرف میم

ماہ تخلص مرزا عنایت علی بیگ صاحب راجہ بلوان سنگھ کہین برادر مرزا
حاتم علی مہر تخلص باشندہ لکھنو مقیم اکبر آباد و شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب ...

نہین ہے جبر اوٹھالے یہ اختیار بین تو حم ... قہر کیا ... ہی ...
کیا ہے حسرت بوس و کنار نے آخر ... رہیگی تا بقیامت ...
جب مین کہتا ہون کہ اب جا ہے مرے جانی کدھر ... ہاتھ کس ناز سے کہتا ...
ہر روز نیا وعدہ ہے ہر روز نیا عذر ... بن بن کے بگڑتا ہے ...

ماہ تخلص نواب امداد اللہ خان خلف نواب کفایت اللہ خان ...
انکا شہرۂ آفاق تھا اور بہت سے علوم عجیبہ و فنون غریبہ مین مشغول ...

مدہ مین جو بن کے جو ہے وہ بت بیباک ... گل ہی لیتا ہے ...
بیچ سہیل آنکھین ہین زہرہ و مشتری ... قطب ہے ہر حسن سے تل ... گا ...

ماہر تخلص محمد امیر عرف یوسف حسین خلف آغا علی لکھنوی شاگرد آباد

بیچ مین لا بیٹھے مجھکو یہ ستم اس لکھنو ... اسے پری دیکھ ...

ماہر تخلص فخر الدین خان دہلوی مقیم لکھنو خلف اشرف علی خان ...

نہ اٹھنے ہی ملی فرصت کہ اوٹھکر مانگتے پانی
ہوا تیر نگہ یون آہ دل مین کارگر کس کا

ہوا اوس زلف کا کیون مبتلا دل
بلا سے گر بلا مین پڑ گیا دل

**ماہر** تخلص مرزا جمعیت شاہ دہلوی خلف الصدق مرزا زور آور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہم بھی ضرور کعبہ کو چلتے پر اب تو شیخ
قسمت سے بتکدہ ہی مین دیدار ہو گیا

ناصح کی بات سننے کا کسکو یہان دماغ
تیرا ہی ذکر تھا کہ مین ناچار ہو گیا

اے ہمنشین وہ حضرت ماہر نہ ہون کہین
اک پارسا سنا ہے کہ میخوار ہو گیا

ملے یہ بھی نہ ہوا ہم سے وہ ستمگر صاف
کہ ڈھنگ یہ بھی ہے اک خاک مین ملانے کا

ترے تو لطف سے بھی جان کانپتی ہے یار
نہین ہے برق سے کم طور مسکرانے کا

جو اشارا تھا حریفون سے سو تیرے قتل کا
ترک چشم یار تھا تو مست پر ہشیار تھا

بیخبر دل اور جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
ان پہ کس کافر کی وزدیدہ نگہ کا وار تھا

خدا ہی جانے اثر تھا یہ کسکی شوخی کا
کہ دلمین ہوتی تھی رہ رہ کے بیقراری رات

کعبہ بیت اللہ ہے اور اوسمین بٹھا بت اسکو
اہل حق کرتے ہین زاہد بت پرستی دیکھکر

وصل کی رات ہر اک بات پہ منہ پھیر کے وہ
بے مزہ یون ہین کہ گویا انھین منظور نہین

رگڑا ہے اک عالم در پر ترے جبین کو
کعبہ سمجھ لیا ہے گویا اسی زمین کو

جیتے تو آسمان سا دشمن ٹلا نہ سر سے
چھاتی کی سل موئے پر پاتا ہون اب زمین کو

ایسا مٹا دیا ہے فلک نے کہ مثل باد
گر خاک پر چلون تو قدم کا نشان نہ ہو

اوسکے ہنسنے سے کھلی رمز عدم کے ماہر
کسقدر سہل ہوا عقدۂ دشوار مجھے

باقی جو عمر تھی وہ تجسس مین کی تمام
سر عمر رفتہ کا نہ ملا کچھ نشان مجھے

مانا کہ تجھکو اور سے صحبت نہین ولے
رکھتا ہے حسن شوخ ترا بدگمان مجھے

لا کشتی شراب کہ غم کے محیط مین
توبہ ڈبوے دیتی ہے پیر مغان مجھے

کیا لیا آن کے کعبہ مین سوا اسکے کہ ہم
ہوئے شرمندہ برہمن سے صنم سے چھوٹے

**مائل** تخلص میر محمد تقی دہلوی شاگرد قیام الدین قائم شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین

مرشد آباد مین سکونت کی تھی

کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس ‏ ‏ مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

**مائل** تخلص صادق علی باشندۂ لکھنؤ مقیم سوجی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد حسن یار خان افضل یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

دیکھ لینے وہ اثر بھی نالۂ و فریاد کا ‏ ‏ حوصلہ یہ بھی نکل جائے دل ناشاد کا

ہے آہ شرربار مری اون کو تماشا ‏ ‏ خوش ہین جو نکلتے ہین شرارے مرے دل سے

پاس نہیر ابھی ہے اونکو پاس سوائی بھی ہے ‏ ‏ مُنہ چھپا کر آئے ہین لاشہ اوٹھانیکے لیے

**مائل** تخلص مرزا اقادر بیگ باشندۂ بریلی

دماغ دوستو جو میرے کج کلاہ کا ہے ‏ ‏ نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے

**مائل** تخلص میر ہدایت علی عظیم آبادی ۱۲۰۸ بارہ سو آٹھ ہجری مین انتقال کیا دکھن کی سیر بھی کی تھی

جب تری بندگی مین آتے ہین ‏ ‏ سب خدائی کو بھول جاتے ہین

آتا ہے دمبدم بھی رونا یہان مجھے ‏ ‏ پھینکا فلک نے ہاے کہان ہے کہان مجھے

**مائل** تخلص محمد یار بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

کیسے گا الحذر خورشید محشر اس سے ای یارو ‏ ‏ اگر چمکا بروز حشر یہ داغ کہن اپنا

پیتا ہون جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا ‏ ‏ مائل ہوا ہون جب سے مین اک سبز رنگ کا

یہ وضع تری سادی ای شوخ نرالی ہے ‏ ‏ بالا ہے نہ ہیکل ہے تعویذ ہے نہ بالی ہے

**مائل** تخلص سید کاظم علی خیر آبادی شروع شباب مین انتقال کیا

شب ہجران کی آہ ایک طرف ‏ ‏ لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

**مائل** تخلص لالتا پرشاد ولد ایسری پرشاد لکھنوی شاگرد محمد اللہ خان مہر تخلص

رونے سے تسکین ہوتی ہے ذرا ‏ ‏ جسم بھر مین ہے فقط غمخوار آنکھ

**مبارک** تخلص سید مبارک علی الہ آبادی شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

عشق سنگین دلون کا ہے ناصح ‏ ‏ اپنا پتھر سے دبا ہے ہاتھ

مبارک تخلص مبارک حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

دل پھرا تجھ سے میرے دلبر کا | تھا یہ لکھا مرے مقدر کا

مبتلا تخلص لالہ چنڈی سہاے باشندۂ پرتاب گڈھ سررشتہ دار سررشتۂ اکاری الہ آباد

عاشق رنج ہون سر زلف گرہ گیر نہین | پاے وحشت کو مرے حاجت زنجیر نہین
اوڑ گیا ہے اثر جذب محبت یا رب | یا مرے نالۂ جانکاہ مین تاثیر نہین

مبتلا تخلص مردان علیخان خلف نواب محمد علیخان رئیس قدیم غازی پور مقیم بنارس [illegible] النواب برہان الملک اور صفدر جنگ کی سرکار مین بڑا اقتدار رکھتے تھے
صاحب دیوان ہین تذکرہ اردو و فارسی گزری

بسکہ جوش پہ ہے دیدۂ گریان میرا | نوح کو آنکھین دکھاتا ہے یہ طوفان میرا
کبھی ہے جب سے کہ اوس مہ کی تاب آنکھون مین | نہین ٹھہرتا ہے کچھ آفتاب آنکھون مین
شیشۂ دل ٹیک دیا تو نے | سنگدل آہ کیا کیا تو نے
دل کی تو مرے داغون سے اب لاگ لگی ہے | جی کیونکہ بچے چارون طرف آگ لگی ہے

مبتلا تخلص ایک شخص کا ہے جنکا حال معلوم نہ ہوا

دو گھڑی تیرے سایۂ دیوار مین پائے راحت | چاندنی رات کو اے رشک قمر بھول گئے

[illegible] تخلص لالہ ملوک چند

سفر سے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا | نکل کے آنکھون سے آنسو نے پا تراب کیا

مجبور تخلص حافظ غلام دستگیر دہلوی خلف شاگرد حافظ قطب الدین مشیر انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا تھا انکے اشعار بھی بہت پرسوز تھے

کیا کہتے ہو کہ کیونکر کٹے گی تمام عمر | کیا ہو گئے تم خفا تو منایا نہ جائے گا
سخت جانی کو مرے کھیل کہین سمجھے ہو | توڑنے آتے ہو کیون خنجر بران اپنا
نکلا صنم نے تو کعبہ کلیسا | مین مفت مین پارسا ہو گیا
وہ ادھر آتے ہین اور پانون ادھر تھراتے ہین | غیر کے جذبۂ الفت کے اثر کو دیکھو
آج زخم کیا اچھا مرے قاتل کو آتا ہے | سینے زخمون سے روزن شد ہر ناوک کے پیکان

متقی تخلص میر متقی خلف و شاگرد میر جواد علی خان ہادی شاعری اور تیر اندازی میں بھی اچھا دخل رکھتے تھے

کیون نہ اے زلف رہے حال پریشان میرا | دل ہے سودے مین ترے بے سر و سامان میرا

متین تخلص مولوی محمد حسین خلف مولوی محمد شایق ابن مولوی محمد مشتاق باشندہ فرنگی محل شہر لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر وزیر و الطاف حسین الطاف

نامۂ جانان تو لایا تیری عظمت ہے ضرور | اے کبوتر آ بنا لے میرے سر پر آشیان
دل و جان دین و ایمان دست نگر سب لیے | غضب کی چھینیان جان تیز دستی کرتے ہین

متین تخلص حافظ بہادر علی خلف سید قطب علی فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

ترک دنیا سے ولی سے سلطنت کرتے ہین ہم | بوریا ہے فقر ہے اک مسند شاہانہ آج

متین تخلص سید ولایت علی ولد اصغر علی متوطن بریلی شاگرد مولوی غلام نجف

ناز و ادا کرشمہ تکلف ہے بات ہے | شکر خدا کہ اب نظر التفات ہے

مثبت تخلص خواجہ قطب علی مرشد آبادی

کاکلین آپ جو آئینہ مین سلجھاتے ہین | مو بمو پیچ مین خوبان حلب آتے ہین
صدقے ہو جاؤن مین اللہ رے یہ بھولا پن | گالیان دیتے ہین اور آپ ہی شرماتے ہین

مجبور تخلص حق رسا دہلوی شاگرد شاہ نصیر

حلقۂ زلف بتان مین دل عاشق ہے نہین | ہاتھ مین پہنچے ہے شب مجبور چراغ
شب خوشی سے پاؤن پھیلا گھر مین ہم سو گئے | ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی شاگرد و متبنا سے سودا صاحب دیوان گزرے

مجذوب کا خون سے تمھارا نہ زینہار | خار غم فراق سے ہو گا فگار دل
عداوت سے تمھارے کچھ اگر ہووے تو مین جانون | بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو مین جانون
آوے مرے بالین پہ مسیحا بھی تو کیا ہو | بیمار یہ ایسا تو نہین جس کو شفا ہو
طوبیٰ کے نیچے بیٹھ کے رووینگے زار زار | جنت مین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

بس اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی
نہ آیا وہ کافر بہت راہ دیکھی

مجذوب تخلص لالہ گوری شنکر فرخ آبادی پیشکار تحصیل نہرارہ خلف خیراتی لال

ترش ہو کر دیا بوسہ ذقن کا
ہوئے دانت آج کھٹے اس ثمر سے

مجرد تخلص محمد پناہ دہلوی

مسجد کو تیری شیخ ہمارا اسلام ہے
ہم نے تو آستان بتان سجدہ گاہ کی

مجرم تخلص میر فتح علی دہلوی مہوس تھے

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل
چپکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھیے

مجرم تخلص رحمت اللہ اکبر آبادی مرید محمدی بیدار اکثر اوقات دہلی میں رہتے تھے فقیرانہ زیست کرتے تھے

نہ پوچھو شور غم سے اس دل بیتاب کی حالت
کہ ہے معلوم سب کو ماہی بے آب کی حالت

کل سے بیکل ہوں کسی کل نہ کل آئے مجھکو
وہ کلائی جو نظر آئے کل آئے مجھ کو

شکوہ جو کیا میں نے تو بولے وہ خفا ہو
گر ہم ہیں خفا جو تو کسی اور کو جا ہو

مجروح تخلص میر مہدی حسین خلف میر حسین فگار باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرہ میں دیکھا ہے اشعار انکے بامزہ ہوتے ہیں

چلے اڑ جلدی سے دیکھے گا کون
مرا دن ہے بدتر شب تار سے

کچھ ان بن ہو چلی ہے باغبان سے
بس اب نکلا ہے مجھو گلستان سے

نہ ہونے سے ترے سب کام بگڑے
تجھے اے صبر میں لاؤں کہاں سے

کوئی پیش آتا ہے روز سیاہ
شب ہجر کی جو سحر ہو گئی

تڑپتی کیوں نہ بجلی کے دل میں
کھٹک ہے میرے خار آشیان کی

مجروح تخلص مولوی حمید النبی مرحوم باشندہ رامپور برادر خورد و شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت تخلص کلکتہ میں آگئے تھے دو تین برس ہوئے وطن میں جاکر انتقال کیا راقم کے دوستوں میں تھے ہر دو زبان فارسی و اردو میں شعر اچھا کہتے تھے

تلوار سے خون کا مرے وہنا نہین جاتا
یہ لال نشیمن سے اوڑایا نہین جاتا

خط آنے سے بھی زلف کا سودا نہین جاتا
کالا ترا کالے سے بھی کیلا نہین جاتا

ہے آتش یاقوت سے جو پیاس بجھاتی
یہان بوسہ لب کا کبھی لیکا نہین جاتا

چال بجلی کی نہ گور شہدا پہ چلیے
کشتہ ناز ہر اک قبر مین مضطر ہوگا

وادی شوق مین تنہا و لگا مین خضر راہ
دل مرا منزل مقصود کا رہبر ہوگا

چرخ چڑھنے سے نہین داغ غلامی مٹتا
ماہ کس منہ سے ترے چہرے کی ہمسر ہوگا

گردش بخت سے ہے چرخ مجھے
کیا گلا دور آسمانی کا

چشم مردم کہان کہان وہ جمال
ہے بجا شور لن ترانی کا

بوسہ لب پہ دیتے ہو دشنام
ہمکو لیکا ہے بے زبانی کا

سودا اسے جو یار کا ہے
سر پہ مرے سایۂ ہما ہے

کیا فوج الم سے دغدغہ ہے
جوشن مجھے نقش بوریا ہے

دل مانگنے کے ہین یاد ٹھکے
وہ کاکل مشکبو بلا ہے

باقی نہین آہ تک بھی ہمدم
یہان عالم دل مین اب خلا ہے

وابستہ ہے کاکلون کا آزاد
اس دام مین جو رہا رہا ہے

رکھا تہ تیغ ہم نے سر کو
یہ سجدۂ شکر بے ریا ہے

رہتا ہے یہ چرخ مین شب و روز
مجروح فلک کا سر پھرا ہے

منکر روز قیامت ترے کوچہ مین تو آئین
روز ہوتا ہے بپا محشر تری رفتار سے

ملیکا ہو تیرے ماتھے پہ عکس تابان
بے پردہ شب مہ مین اگر تو نکل آئے

ہر موج بنے مار سیہ زہر الم سے
دریا سے جو تم زلف سنوارے نکل آئے

پانی ہو نہ کیونکر گرہ آب مین پانی
پھر آئے جو اس دیدۂ بیخواب مین پانی

دل صاف جو ہین ان مین کدورت نہین ہوتی
ممکن نہین مخلوط ہو سیماب مین پانی

مجروح تخلص منشی کشن چند کشمیری مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا مظہر جانجانان

مشغول ہین زمانے کے سارے جفا پرست
اے وائے عاشقون کہ ہین کشتہ ستم

**مجروح** تخلص لالہ درگا پرشاد وکیل خلف چودھری نجھا دسلال متوطن فرخ آباد

ملک الموت بھی کیا سمجھا ہے عاشق مجروح
جو نہیں بھیجا ہے ابتک کوئی پیغام مجھے

**مجنون** تخلص سید انعام حسین اخبار نویس عدالت دیوانی لکھنؤ ولد سید احسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

پہلو میں اس سبب سے نہیں بیقرار دل
صیاد و صید گہ میں کرے گا شکار دل
اندوہ و یاس حسرت و حرمان کا ہے ہجوم
آباد اندنوں ہی انہیں سے ہے یار دل

**مجنون** تخلص محمد حمایت علی باشندۂ اٹاوہ مقیم مرشدآباد شاگرد قدرت

صاف انکار ہے آنے کا بہانا کیسا
رنگ لائے ہیں وہ مہندی کا لگانا کیسا
وڑنا ہی مناسب تھا دلدار کی آنکھوں سے
مارا نہ مجھے آخر کس پیار کی آنکھوں سے

**مجنون** تخلص شیخ محمد حسین خلف قاضی جمال علی باشندۂ شکوہ آباد مقیم اٹاوہ

آئینہ سوغات میں اوس کا منہ رد سے دیا
جب کدورت مٹ گئی حاصل صفائی ہو گئی

**مجنون** تخلص لالہ شنکر دیال ولد دوندی لال باشندۂ فرخ آباد

اپنے مجنون سے تو اے غیرت لیلی مل جا
تیری فرقت میں کہاں تاب وہ ویرانی ہے

**مجنون** تخلص ایک شخص مشہور بہ درویش برہنہ گذرا ہے وہ اولاد میں رام گھنم ناتھ نبیرۂ رائے کشن ناتھ دیوان محمد شاہ بادشاہ دہلی کے تھے آبا و اجداد انکے ایک دو واسطہ کر کے مشرف باسلام ہوئے تھے میر تقی میر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان گذرے ہیں

بیٹھا تھا مجھکو دیکھ بہانے سے اوٹھ گیا
حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھ گیا
جس سے جی چاہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو
تم سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

**مجنون** تخلص ایک شخص عظیم آبادی شاگرد میر ضیا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دن میں سو بار اوسکے روبرو جانا مجھے
اسمیں سودائی کہے یا کوئی دیوانا مجھے

**مجیب** تخلص مرزا رجب علی فرخ آبادی خلف بادل بیگ

گیسوئے مشکین کی اوڑا لائے بو
آج میں مضمون صبا ہو گیا

**محب** تخلص غلام حیدر لکھنوی اپنے کو مصحفی کا شاگرد بتلاتا ہے جاہل محض ہے بہت دنون تک کلکتہ مین تھا

آپ آزاد کسکو کرتے ہین — بندۂ پیر ورہین کچھ غلام نہین
گر بعد فنا ظلم ترے یاد کرینگے — ہم قبر مین بھی نالہ و فریاد کرینگے
مرغان چمن چھوٹ کے بھی فریاد کرینگے — جب حب اسیری قفس یاد کرینگے
ہم باغ مین خوش قامتی یار کر گئے — سو راستی سرو پر ایراد کرین گے

**محب** تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی شاگرد سودا وظیفہ خوار سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادر لکھنؤ مین فوت کی

تو اور تری حیا وہ پوچھنا کیا — صدقے ترے واہ پوچھنا کیا
شکست دل کی ہوتی ہے درستی بات کہنے مین — اثر اوس سنگدل کی ہے زبان مین مومیائی کا
ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے — میخانہ بن رہا ہے گلزار تیرے خاطر
خندان لب اوسکے روکش قدح اور قدح سے ہم — بوسے کی مست بوسے قدح اور قدح سے ہم
اور تو کیا کہون اک ان جو ہم تک آؤ — نذر جی کرتے ہین نوجوان جو ہم تک آؤ
بہم کچھ تو ایک بوسے پہ اٹھو یار اور بھی — ہین ورنہ جنس دل کے خریدار اور بھی
جسطرف تشنۂ دیدار ترا جا نکلے — اودھر آنکھون سے بہاتا ہوا دریا نکلے

**محب** تخلص شاہزادہ بہرام شاہ دہلوی نبیرۂ شاہزادہ حسن شاہ درانی شاگرد میان خان صفیر تخلص

دل مین ہر ایک کے ہین کھٹکتا ہون رات دن — گویا مین دشمنون کے لیے خار ہو گیا
اے محب کوچے مین اوسکے اوڑ کر جاتا ہون سدا — پاے شوق اپنا بھی اب بال کبوتر ہو گیا

**محب** تخلص میر ابو القاسم دہلوی برادرزادہ میر نظام الدین ممنون دہلی مین وقائع نگار سلطانی تھے

ہم کہتے تھے خوب نہین دل کا لگانا — لو دیکھ لیا اب تو کہ اچھا نہین ہوتا

**محبت** تخلص مرزا حسین علی دہلوی

کیا قہر ہے یہ تیرا مجھکو رولا کے ہنسنا — پھر تس پہ اے ستمگر یون کھلکھلا کے ہنسنا

**محبت** تخلص میر بہادر علی شاگرد ثناء اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

نہین کیا ترے کاجل نے سرمہ ساول کو — سیاہ چشم پیا ہم نے طوطیا با نار ہا
اگر حنا ترے ہاتھو نسے خون بہا دل کا — تو لونگا دست نگارین سے خون بہا دلکا
یون نمایان ہے مژہ دیدار پر آنکھ گرد — جیسے سبزہ کہین روئیدہ ہوتا لب کے گرد
صبح جب باغ مین وہ رشک قمر پھرتا ہے — آفتابہ لیے خورشید سحر پھرتا ہے
منفصل رہنے نہین دیتا جو ہمسایہ مجھے — کس پری پیکر کا یارب ہوگیا سایہ مجھے

**محبت** تخلص نواب محبت خان شہامت جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر شاگرد حضرت میر درد قدس سرہ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تھی ۱۲۲۲ بارہ سو بائیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا — بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہے گا
قید ہوتے ہی ہوا دونون جہانسے آزاد — مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا
آپ کچھ غیر کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہین — یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین
گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا — منہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

**محبت** تخلص عنایت اللہ سنگرز دہلوی چودہ پندرہ برس ہوئے انتقال کیا

کپڑے تو ہزار طرح رنگے لیکن — افسوس کہ جامہ دل کا رنگین نہ کیا

**محبت** تخلص آغا سید لکھنوی شاگرد ضیا

کھینچی خود صانع قدرت نے تمھاری تصویر — ایسی ہوتی نہین دنیا مین بشر کی صورت

**محجوب** تخلص محبوب خان قوال دہلوی اپنے فن مین کمال رکھتا تھا

بیان کیونکر کرون درد نہان کو — نہین پاتا ہون قابو مین زبان کو
خنجر بھی نہ سنبھلے جو دم قتل تو کیسے — تقصیر ہماری ہے کہ تقصیر تمھاری

[illegible] باشندۂ عظیم آباد برادر زادۂ خواجہ محمدی خان

دہلوی شاگرد شاہ گسیٹا عشق قدس سرہ نواب قاسم خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے

جو دل سے گرے اہل نظر کے وہ کدھر کا ۔ دنیا کا نہ وہان کا نہ ادھر کا نہ ادھر کا
اے محترم اتنی اشکباری ۔ کھل جا سے سے ابر کبھی برس کر
گل اوس گل تر پہ کہا ر ہا ہے ۔ ہے ایک یہ دل ہزار دل مین
پیغام پھر جنون کے آنے لگے ہین مجھ تک ۔ شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

قمر تخلص سید قمر علی خلف سید ہاشم علی نواسہ خواجہ حسن باشندہ لکھنو شاگرد باقر علی حشمت

اوس شوخ نے پیدا کی یہ تاثیر نگہ مین ۔ شمشیر ہی بان کی تحریر سے گلے ہین
چار ٹکڑا ہین جلاد ہوگئے ہین جو زنگ شب ۔ سیرت ادا سے کے جو دم بوسہ پہونچا لب
سر کو کٹوا کے وہ ہر بزم مین باقی ہو فروغ ۔ رشتہ زندگی شمع سے گلگیر کے ہاتھ
کسطرح دیکھے اوسے چاہت کی آنکھ سے ۔ دل کانپتا ہے اپنا شرارت کی آنکھ سے

مہجور تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بشغل تجارت رہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے کلام راقم الحروف کو دکھلاتے تھے سنہ ۱۸۱۸ اٹھارہ سو اٹھارہ عیسوی مین عین جوانی مین انتقال کیا راقم نے اونکی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

نبی بخش کے مرنے کا سخت غم ہے ۔ نہایت ہی اس قلب محزون کو صدما
جو سال مسیحی کو ہاتف سے پوچھا ۔ تو مرگ جوان ہائے سخت بولا
سنہ ۱۸۱۸ عیسوی

اشعار

وصلت مین اضطراب جگر سے بڑھا ہوا ۔ درمان سے اور درد ہمارا سوا ہوا
جانکاہی فراق مین بس ہوگیا وصال ۔ آخر کو درد ہی مرے دل کا دوا ہوا
حیران ہون کہ آگئے حیرت مین کیا کیے ۔ آئینہ دیکھ دیکھ کے یہ تمکو کیا ہوا
باغ فرقت مین تری ہمکو سیہ خانہ تھا ۔ گل نظر آیا جو اوسکو گل سوسن سمجھا
پھول جاتے تبسم زار غنچہ لیپ ۔ گل جو ہو شمع مزار غنچہ لیپ

اے محرّم پہنچ لطف و کرم تیرے فیض سے
دیدہ مکان حسن ہے اور دل سرای عشق

محرّم کو پہونچے نہیں قیس و کوہکن
پیغمبران عشق تھے وہ بخدا اسکے عشق

شب وصلت میں چپ ہی تھی زبان و دہن تنگ شیرین کی
بھرا ہے شربت قند و شکر سے دہان عشق

سخت آہن سے ہے تمہارا دل
موم سے نرم ہے ہمارا دل

اب تڑپتا ہے پارہ پارا دل
مثل سیماب ہے ہمارا دل

کب تک آئے گا میرا مصحف رو
حافظو فال دیکھو قرآن میں

**محرور** تخلص ہادی حسن ولد منشی علی حسن تحصیلدار ضلع کانپور باشندہ کاکوری شاگرد رشک

غیرت بدر ہیں یہ آپ کے سارے ناخن
پر مہ نو ہیں یہ ترشے ہوئے پیارے ناخن

بند انگشت کی صورت نہ کھلا عقدہ وصل
گھس گئے کوشش بیجا سے ہمارے ناخن

**محروم** تخلص لالہ انگدرای فرخ آبادی

سمجھ محروم اگر یہ دل میں ہوا عہد شباب آخر
کبھی یاد آئے گا پیری میں یہ عالم جوانی کا

**محزون** تخلص میرزا ناصر جان محمد دہلوی خلف سید محمد نصیر سنج ریاضی میں کمال رکھتے تھے عظیم آباد عرف پٹنہ میں انتقال کیا اور دہلی میں مدفون ہوئے

شاید اسوقت گیا آپ کا دھیان اور طرف
بات کرنے میں جو تم ربط سخن بھول گئے

نہ تو نامہ ہے نہ پیغام زبانی قاصد
حیف محزون تجھے یاران وطن بھول گئے

**محزون** تخلص مولوی ظہور النبی سرہندی پیرزادے تھے چیت پور توابع کلکتہ میں رہتے تھے شعر صاف اچھا کہتے تھے آٹھ دس برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم نے انکو مشاعرہ میں دیکھا ہے

دیکھکر آئینہ میں سمجھا کوئی بیگانہ تھا
کیا دل دیوانہ محو صفت جانانہ تھا

صبر و شکیب و عجز و تحمل سے کام رکھ
محزون جہان میں خوب ہے غم کھانا یار کا

ہمیشہ عشق یہ غش آیا اسے تمنا میں
کہ اب چھڑکنے تو ہم پر کوئی گلاب آیا

اب وصل کے مذکور پہ رہتے ہیں وہ خاموش
اقرار تو کیسا ہے انکار بھی چھوڑا

شکل حباب دیکھی تو محزون ہوا خیال ہا — آب رواں پہ کشتی عمر رواں ہے اب
مقابل اوسکے ہو خورشید اتنی تاب کہاں — رخ نگار کہاں روے آفتاب کہاں
طاق کو کرتی ہے جفت و جفت کو کرتی ہے طاق — کھیلتی ہے کیا تمھاری موٹھ کی کنکری

محزون تخلص مرزا انگو خلف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد اللہ خان اوج

اوسکے کشتون کون جلائے سکے محزون — ہان مگر مژدہ پہ اوسکے آیا خط

محزون تخلص آغا علی دہلوی

اب سے ہے دیدہ نظر کیون مری جانب ظالم — پہلے ہی دل تری زلفون مین گرفتار ہوا

محزون تخلص خدا بخش خلف شیخ باسو شاگرد صفدر باشندۂ فرخ آباد

جو کچھ کہ حال دل ہے کہین کس سے جا کے ہم — بیتاب ہین فراق مین اوس بیوفا کے ہم

محزون تخلص مولوی سید محمد حسین مقیم الہ آباد شاگرد مولوی محمد برکت معاصر سودا

ہمدم اگرچہ مین بخت سیاہ رکھتا ہون — ہر طرح تری زلفون سے راہ رکھتا ہون

محزون تخلص حکیم ابو الحسن عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ تھوڑے روز ہوے کہ فوت کی

آشیان اپنا اوٹھا لے یہان سے ورنہ عندلیب — خندۂ گل ایک دن برق چمن ہو جائیگا
ہم جو چاہین بھی کچھ اوسے تو اونہین کچھ چاہئے — ماسوا اسکے نہین کچھ کام طلبگارون کو
گر بہے اشکون کی جگہ لخت جگر دیکھ چکے — ہم تماشا ترا اے دیدۂ تر دیکھ چکے

محزون تخلص عالم شاہ شہزادۂ گڑھ مکتیسر

سینہ میرا چاک کرتا ہے گریبان کو جواب — کسکے آنے سے چمن مین گل کو سودا ہو گیا
تم نہ فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو — اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہان سنتے ہو

محسن تخلص محسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سراپا سخن ولد سید شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر و رشک متوطن [illegible] باشندۂ لکھنؤ تذکرہ انکا نظر سے گزرا

بنت العنب کے عشق مین مست الست ہے — ڈوبی ہوئی ہے کیف شراب کہن مین یہ
نکلا نافۂ مشکین ہے و یا چشم غزال — بنگیا عقدۂ لاحل ترا جوڑا سر پہ

ناز سے کہتی ہین وہ اکثر دکھا کر چھاتیان
سنگدل جیسے ہین ہم ویسی ہین پتھر چھاتیان

تم نے رکھے پھول انگیا مین ہوئی طرفہ بہار
گل کھلاتے عاشقون کے بھی جلا کر چھاتیان

یاد انکی رہتی ہے ہر وقت چھاتی پر سوار
یہ تمھین ہو جو مجھے بھولے دکھا کر چھاتیان

وہی ہے داغ وہی جوش جنون کا عالم ہے
شبیہ ہے گل لالہ مین ہو بہو دل کی

محسن تخلص محسن علی ولد ڈاکٹر احسان علی کانپوری شاگرد مولوی عصمت اللہ انیخ باشندہ مونگیر

ہوئی جو محبت نہ کسی پردہ نشین سے
گھر جا مرا ہرگز سر بازار نہ ہوتا

دلکی دیتا ہے خبر آٹھ پہر فرقت مین
کام ہرکارہ کا کرتا ہے مرا ہر آنسو

محسن تخلص میر محمد محسن اکبر آبادی مقیم دہلی برادر زادہ میر تقی میر شاگرد خان آرزو و میر تقی میر ملازم نواب سالار جنگ صاحب دیوان گزرا

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ
زندہ کرتا ہے نام عیسے کا

بتخانہ کی شکست و درستی کعبہ کا ہے
یہ سب کیا پر شیخ نے دل مین نہ گھر کیا

ٹک آ کے دیکھ منہ کچھ بھی حال آنکھون مین
پھرے ہے اس پہ بھی تیرا خیال آنکھون مین

محسن تخلص حافظ محسن باشندہ دہلی

شروع عشق مین ہم سے وہ بت کھنچا رہا
ابھی تو دیکھیے آگے خدا کیا کیا دکھاتا ہے

محسن تخلص مولوی محمد محسن بن مولوی حسن بخش علوی باشندہ کاکوری مقیم مین پوری

زلف پر ٹھہری نظر مائل ابرو ہو کر
ہم پھرے کعبے سے اے قبلہ تو ہندو ہو کر

محسن تخلص خواجہ محمد محسن خلف خواجہ آفتاب احراری نقشبندی رئیس عظیم آباد شاگرد غلام علی راسخ

[illegible] مژگان سے تیرے [illegible]
صورت غربال کر چھن کر یہ تن ہو جائیگا

[illegible] وہ اب دور سے بھی ایک نظر دیکھ گئے
پاس اغیار بھی ہے تو ادھر دیکھ چلے

محسن تخلص محمد اللہ خان باشندہ [illegible] ریختی پڑھتے ہین کمال رکھتے ہین یعنی ریختی پڑھنے مین اسطرح پر بتلاتے ہین کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہے بیان سے

باہر ہے دہلی سے ڈھاکہ تک بیشتر شہرون مین رہے ہین اور ہر جگہ کے لوگ انکو پہچانتے ہین ان مین ایک بڑا عیب ہے کہ اورون کے شعر اپنے نام سے پڑھتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین ریختی مین خانمجان تخلص کرتے ہین

ہجر مین تسکین دیتا ہین کہ سر کو پیٹتا | ایک دل پر ہاتھ تھا میرا جگر پر دوسرا

محشر تخلص اکرام اللہ خان باشندہ بداؤن

اچھا شور قیامت ترے دامان کے تلے | فتنہ سوتا ہے ترے سایۂ مژگان کے تلے
تھمی ہے نالے سے گر کشمکش زبان میری | بہی ہے پھوٹ کے چشم خونفشان میری

محشر تخلص مرزا علی نقی کشمیری لکھنوی شاگرد و مرید حضرت میر درد مرزا علی [illegible] کو قتل کر کے دہلی مین گئے تھے جب پھر لکھنو کو گئے قصاص کو پہنچے

دریا مین لے کے نعش کو میری بہا دیا | قاتل نے میرے قتل کا یہ خون بہا دیا
دور مین اوس چشم کے گردون کو آسایش نہین | کس گھڑی کس دن نئی فتنہ کی فرمایش نہین
جان منتظر ہے آنکھون مین وقت رحیل ہے | جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے

محمود تخلص مرزا محمود شاہ داماد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

غیر کو ساغر شراب ملا | اور ہمین دیدۂ پر آب ملا

محمود تخلص مرزا جان شاگرد میر وزیر علی صبا

مانگتا ہون یہ دعا مین شب وصل اے محمود | نہ دکھائے تجھے اللہ سحر کی صورت

محمود تخلص حافظ محمود علی خان دہلوی برادرزادہ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور صاحب دیوان گزرے

افسوس ہوا حشر مین کیا سمجھی گا | قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
مجھکو خبر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج | وہ شوخ جو آشفتہ بدندان نظر آیا
گھر سے بے پردہ وہ رشک مہ روشن نکلا | نالۂ دل ہی مری جان کا دشمن نکلا
دشمن کو مرے گھر پہ لانا نہین اچھا | مرتے کو مسلمان کے جلانا نہین اچھا
بیداد گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت | اوسکو وہ مزا یاد دلانا نہین اچھا

نہ وٹرا اثر جہنم سے عبث اسکے واعظ
سیتے تجہیز فکر عدو ہمکو جلانا مشکل

جو باسے زہر ہین یہ گران جانیون مین ہم
اعدا کے گہر گئے تری مہمانیون مین ہم

اوس وعدہ فراموش نے آنے کو کہا تہا
دروازے ہی پر رہنے لگے آٹھ پہر ہم

جان کیا چیز ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو
سر کوئی مرجائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو

خانۂ کعبہ کی تعظیم تو سبحان اللہ
لیک فرصت بھی ہو اوس در کی جبین سائی کی

مرتکب ہم سوگند کے ہو چکے ہیں پر ہی خموش
کیا وہ جو کبھی غذر وان لذت دشنام کی

ایسا ہی شوق زیست نے ہجران مین کیا ہے
اگر جا سے ہے تو اوس سے کوئی بیمار او چھے

محنت تخلص مرزا حسین علی بیگ دہلوی شاگرد جرأت لکھنؤ مین تربیت پائی تھی

آمد نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا
مرجاؤنگا قفس مین نہ ایسی خبر سنا

اوس بت نے جو غیرون پہ کیا لطف تو بارہا
مجھ سے نہ کہہ بہر خدا مین نہین سنتا

احوال مرا دہیان سے سنتا تھا ولیکن
کچھ بات جو سمجھا تو کہا مین نہین سنتا

رحم آئے نہ کچھ اوس بت خونخوار کے دلمین
جب تک کہ اوسکے در دو چار کر دلمین

وہ جنس زبون ہون مین کہ لیتے ہو پہ جسکے
سو سو نخرے کرتے ہین خریدار کے دلمین

محو تخلص شیخ فیض الدین فرخ آبادی ولد عبد الاحد وکیل شاگرد اسمعیل حسین منیر

جلوہ سے دم مین خیرہ ہوئی چشم آفتاب
کھلتے ہی زلف دن شب دیجور ہو گیا

گویا ہو مرغ رنگ حنا فیض نطق سے
مہندی ہی اگر اوسکے دم تقریر ہاتھ مین

محو تخلص حسین علی خان اکبرآبادی سرکار انگریزی مین متعلق تھے

سنگ پھینکے ہے مری قبر پہ گلگل کے عوض
آگا ایسا دمی ہوئے پس مرگ بہی قتل کے بدلے

محو تخلص شیخ عظیم اللہ باشندہ ۔۔۔

متاع دل گرانمایہ ہے اپنے پاس ای ہمدم
یہ دولت اوسکو بخشینگے جسے ہم یار دیکہینگے

محو تخلص نواب غلام حسن خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان مرحوم ومسرور تخلص شاگرد محمد ابراہیم ذوق ومرزا نوشہ غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

سخت جان صحبت سے تیرے اے ستمگر ہو گیا / بت پرستی کرتے کرتے مین بھی پتھر ہو گیا

قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمین / آج دم دیکر اجل کو ہو گئے آزاد ہم

گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اب بام پہ وہ بھی / اتنا تو ہوا ہے مرے نالون کی اثر سے

انداز جنون کونسا ہم مین نہین مجنون / پر تیری طرح عشق کو رسوا نہین کرتے

گل کھانے کو دیتے ہین تجھے غیر کا چھلا / ڈھب میرے جلانے کو وہ کیا کیا نہین کرتے

**محوی** تخلص میر باسط علی عطار الہ آبادی مقیم کلکتہ شاگرد مظلوم شاہ کئی برس ہوئے قضا کی

وصل تیرا چاہتا ہون ہر طرح / پاس تو بھی ہو تری تصویر بھی

**محوی** تخلص محمد بیگ باشندہ ریواڑی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی دہلی مین تحصیل علم کی تھی

اثر سے ضعف کے دامان یار تک نہ ہم / ہزار جا سے ٹھہر کر مرا غبار آیا

عالم تھا خدائی کا ترے کوچے مین کل شب / زاہد بھی وہین سجہ بکف گوشہ نشین تھا

**مختار** تخلص غلام نبی خان دہلوی استاد نواب وزیر غازی الدین خان بہادر

مین اپنے دل کے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے / ملا پا جسنے تجھسا یار اوس اللہ کے صدقے

**مخدوم** تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

دی دغا جاتا رہا دل ہائے وا افسوس دل / مجھکو تڑپا تا رہا دل ہائے وا افسوس دل

**مخلص** تخلص میر مہدی حسن وکیل عدالت دیوانی کانپور خلف سید دلیر علی متوطن دار انگر جہان آباد مقیم کانپور شاگرد مرزا خانی نوازش صاحب دیوان ہین

منہ پہ چڑھ چڑھ کے یہ صیاد کو کہتی ہے وہ لٹ / سیکھ لے ہم سے کوئی طرز گرفتاری دل

**مخلص** تخلص انندرام دہلوی وکیل عماد الدولہ شاگرد خان آرزو بیشتر فارسی کہتے تھے

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو / کیا دن لگے ہین دیکھو خورشید خاوری کو

**مخلص** تخلص مخلص علی خان مرشد آبادی خواہرزادہ نواب نوازش خان شہامت جنگ ناصر شاہ قدس سرہ اللہ

مخلص نہین زمانے مین اب خوبرو کوئی  
معشوق کی جا جسکو ہو مد نظر کہین  
کوئی اپنے اسیرون سے تغافل یہ بھی کرتا ہے  
قفس مین مر گئے ہم یہ خبر صیاد کو پہنچی

**مخلص** تخلص میر باقر اکبر آبادی شاگرد مصطفے خان یکرنگ محمد شاہ کے عہد مین تھے

مین تو بندہ ہون ترے جور و جفا کا لیکن  
سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل شیدائی کا

**مخلص** تخلص بدیع الزمان خان دہلوی شاگرد شاہ واقف نواب شجاع الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے

لیجا تو دل کو پر نہین ترا اعتبار ہے  
یہ شرط اس زمانے مین قول و قرار ہے

**مخلص** تخلص مرزا کاب حسن جان حسین برادر کلاں حسین خان نادر تخلص خلف کلاں علی خان متوطن بنارس

جب تک کہ پاس اپنے وہ شوخ حسین نہو  
کتنے ہی وعدے وہ کرے دلکو یقین نہو

**مخلص** تخلص منشی محمد حسین خان ولد امانت خان بن قطب خان باشندہ بہاگلپور شاگرد راقم الحروف صاحب دیوان ہین

شرح جوش شوق پایان کو نہ پہونچی نامہ پر  
لکھتے لکھتے یار کو خط ایک دفتر ہو گیا  
صبر کا مرہم ہے مصیبت مین  
ہے یہ نسخہ حکیم کامل کا  
قیامت کیون نہ ہو برپا جو مخلص  
پکڑے حشر مین دامن تمہارا  
درد و غم فراق مین ہوتی ہے یہان بسر  
کٹتی ہے اونکی نغمہ و چنگ و رباب مین  
قتل ہر عاشق نئے انداز سے کرتا ہے وہ  
ایک خنجر اوسکا دکھلاتا ہے جوہر سیکڑون  
سرکشی کی باقی آمد آمد آج محفل مین  
کہ شیشہ دم بخود ہے اور ہے گردش مین پیمانہ  
نالے کی اجازت جو نہین ہے تو نہین ہے  
مرجائینگے پر خاطر صیاد کہینگے  
آتش فرقت سے مین جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا  
سرد مہری ہے غضب اوس لعبت کشمیر کی  
جو ہے اس دنیا مین وہ مغرور پیراہن مین ہے  
جسکو دیکھو قیصر و فغفور پیراہن مین ہے  
بادہ ساغر مین ہے یا اترہی ہی شیشے مین پری  
جسم مین ہے جان یا وہ حور پیراہن مین ہے  
سن کے پیغام بوسہ اسے مخلص  
دیکھیے اونکے منہ سے کیا نکلا

محمور تخلص محمد جعفر ولد خواجہ محمدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

پوچھتے کیا ہو عدم مین فرسے کیا ہاتھ لگا     کمر یار کا مضمون نیا ہاتھ لگا
وہ لگا دہونے جو دریا کے کنارے ہاتھ پانو     موج ساں کیا ہم نے بیتابی سے مارے ہاتھ پانو
ہتکڑی ہاتھون کی ٹوٹی پاوٗن کی زنجیر بھی     اسقدر جوش جنون مین ہمنے مارے ہاتھ پانو

محمور تخلص شیخ غلام حسین باشندۂ فریدآباد قرابتدار مولوی ابوالحسن شیدائی

گلزار کھلاتی ہے یہ داغ جگر ہی کا     رکھتی ہے اثر آہ بھی باد سحری کا
کچھ اپنے پرائے کا خیال اب نہین اصلا     عالم ترے نظارہ سے ہے بیخبری کا

محمور تخلص سید مظہر علی ابن سید قایم علی خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ متوطن مرادآباد

جو درازی ہے ترے ہجر کی شب مین یارب     روز محشر کی بھی ایسی نہ طوالت ہوگی

محمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبد العلی نامی رئیس شہر ڈہاکہ اشعار اردو و فارسی اچھی کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے آغاز شباب مین ۱۲۷۹ھ بارہ سو اوناسی ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخ اونکی وفات کی کہی ہے

## قطعۂ تاریخ

آج نساخ مولوی محمور     گلشن عدن کے مقیم ہوئے
مصرع سال نقل یہ لکھا     داخل جنت نعیم ہوئے

۱۲۷۹ ہجری

## اشعار

وہ ناتوان وزار مین اکبار ہوگیا     دامن ہمارا دامن کہسار ہوگیا
تشریف لائے گھر مین مرے صاف ہوگئی     حق مین مرے خضر خط رخسار ہوگیا
چہوی بغیر اذن جو زلف سیاہ یار     واللہ بال بال گنہگار ہوگیا
ناوک نالہ جو گزرا تیر سے     جاکے میزان مین ترازو ہوگیا
خواب مین پہونچا جو وہان دست خیال     نیلا پیلا اوسکا زانو ہوگیا
جب کہ دلبر سے ہوا خالی کنار     کاہش جان درد پہلو ہوگیا
ہاتھ مین اوسکے کمان و تیر ہے     چرخ پر لرزان کمان و تیر ہے

سطح مرقد لعل سے رنگین ہوا — کیا حنائی پاؤن کی تاثیر ہے
پا دو چشم مست سے زندان میں آج — چشم ساغر حلقۂ زنجیر ہے
شل اثر شب جھپکی اپنی آنکھ — آج اوس مہ کی انتظاری ہے
دن بھر آہ و زاری ہے — رات کو بیداری ہے
عشاق کا جو خون مین ہوا غرق کہی ہے — خنجر یہ ترے دشنۂ قصاب کی پھبتی

**مخمور** تخلص میان قبول احمد وکیل سرکار بالن پور

زبان جل جائے اگر شعلہ کہون رخسار تابان کو — قلم ہو ہاتھ گر خنجر لکھون ابرو جانان کو

**مخبر** تخلص منشی محمد احسان اللہ باشندۂ دہلی مقیم کمپ میرٹھ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

بنا کر آئینہ خود بین کیا آئینہ رو یون کو — ہمین حیرت ہے ہنسے کیا لگا اٹھا سکندر کا
دو اعلیٰ جمن کی سیر تو پی جاتا ہون مین — میرے لب تک گر کبھی آتی ہے مے جانب کی بات
ہم سمجھتے ہے کہ کعبہ کو خبر جا پہنچا — رہ گیا رستے مین آخر اک کلیسا دیکھ کر
یہ نہ ہوگا کہ مرے قتل سے در گذرینگے — جو رقیبون نے سکھایا ہے وہ کر گذرینگے
کیسے پہلو مین سمائی ہے دھوم — حضرت دل خیر تو ہے جان کی
ہان دل پہ ضرب ہو کوئی تیغ نگاہ کی — دیکھین تو دم ترے چشم سیاہ کو

**مدراج** تخلص شیخ محمد صادق علی مقیم سکندرہ ضلع علیگڈھ مرزا نوشہ غالب کو اپنا اوستاد بتلاتے ہین اور سوزان بھی تخلص کرتے ہین

اسکو ہوا یا تو ہے لطف تب ہو دل آئے — ساتھ تلوار بھی لائے جو وہ قاتل آئے
دنیا شور کہ ظلم سے بھی ہاتھ اوٹھا سکا یار — کیون سکیے ناز اوٹھانے کی طاقت نہین ہی

**مدبر** تخلص سید امیر الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

چاند سا مکھڑا وہ جب دیکھا مجھے غش آگیا — جون کتان ٹکڑے گریبان شکیبائی ہوا

**مدحت** تخلص ایک شخص لکھنوی شاگرد جعفر علی حسرت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

لیگیا مجھ بیا اگور مین یار آخر کار — روز فرقت نے دکھائی شب تار آخر کار

**مدہوش** تخلص نبی خان نبیرۂ خواجہ محمد باسط شاگرد میر سوز

صنم جس ناز سے تو نے لیا دل | خدا جانے ہے اوسکو پیارا دل

**مذہب** تخلص مرزا محمد حسن عرف چھوٹے مرزا امیر شاہ لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گزرے

کم ہوئی نہین ہے کسی عنوان طپش دل | ہے دامن مژگان فروزان طپش دل

**مراد** تخلص مراد شاہ

ہے عشق و عقل سے ہر دم مجادلہ دل کا | کتنا کشتی مین پڑا ہے معاملہ دل کا
نرگسی چشم نے جسدم ہی چھپائین آنکھین | رو کے رو کے مرے پھر لال ہوئین اپنی آنکھین

**مراد** تخلص مراد شاہ لاہوری شاگرد اجل

اپنے مشتاق سے جب تو نے چھپائین آنکھین | تو اجل نے وہین اوسکو دکھائین آنکھین

**مرحبا** تخلص حافظ عبد الشکور خلف حافظ عباد اللہ واعظ باشندہ ٹانڈا مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انیس تخلص

جب نہ تب دیکھو بغل مین اوسکے بیٹھے ہین رقیب | غیر کی صحبت سے وہ اکدم جدا ہوتا نہین
کوچہ گیسوے جانان مین جب جاتا ہے دل | خود بخود کوئی گرفتار بلا ہوتا نہین

**مرحوم** تخلص مرزا احمد یار بیگ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر باشندہ دہلی

کیا ہی دل جور و رو کے گھر ہے مرحوم | الحکم الموت کے اسپہ اثر ہے دیوان میلر

**مرزا** تخلص حکیم میر فضل اللہ باشندہ پانی پت شعر اتنا اچھا کہتے تو لیکن اچھا فقل رکھتے تھے

غافل اوس سے نہین ہے کعبہ و دیر | کون سے سنگ مین شرار نہیان
سخت مشکل ہے ہجر مین جینا | زندگی اپنے اختیار نہین

**مرشد** تخلص آغا مرزا خلف محمد اسمعیل تاجر شاگرد میر تقی وطن انکا مازندران مولد لکھنؤ

بالین سے جب وہ پھر گیا غش سے کھلی جب آنکھ | مجھ نارسا کے طالع خوابیدہ دیکھنا

**مرشد** تخلص مرزا ہدایت اللہ دہلوی موسیقی مین کمال رکھتے تھے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا ہے | اے وا اے مصیبت کوئی کس کسکو سنبھالے

**مرشد** تخلص مرزا علی رضا دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا عزیزون مین نواب حسین الدین خان نائب جہانگیر نگر کے تھے

ہماری دیکھ حالت اوٹھ گئے سب خویش و بیگانے — نہ بیٹھا کوئی جز پیکان دل افگار کے پہلو
کوئی حسرت ہمارے جی کی نہین بر آتی ہے — مفت باتون مین مری عمر چلی جاتی ہے

**مرزا تخلص مرزا جہانگیر بیگ اکبر آبادی شاگرد مرزا اعظم علی بیگ اعظم**

جگر کی آگ جو بھڑکی تو پھر نہ سرد ہوئے — ہزار طرح سے کی ہم نے اشکباری رات
بجھائے تیر بھی آب حیات مین تم نے — نکل نکل کے پھر آئی تن شکار مین روح

**مرزا تخلص نواب محمد حسن خان ولد نواب اشرف خان دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا**

سوتون مین کسطرح ان انکھون مین کب آتی ہے نیند — دور سے صورت کو میری دیکھ اوڑ جاتی ہے نیند

**مرزا تخلص مرزا حسین بخش خلف مرزا کوچک سلطان ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان**

گہ داغ کو سہون ہون گہ زخم چھیلتا ہون — مرزا ستا رہا ہے ذوق جفا یہ مجھکو

**مرزا تخلص مرزا جان مرثیہ خوان خلف میر وزیر علی مرثیہ خوان باشندہ دہلی موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے**

ایک بوسہ پہ اسقدر رنجش — آپ کا ہم نے حوصلہ دیکھا
اونکی ہم پہ کبھی آنکھ پڑتی ہے — ہم نے چھپ چھپ کے بارہا دیکھا

**مرزا تخلص مرزا علی برادر خرد میر حسین علی شوکت باشندہ دہلی**

نہ یہ لب اور نہ یہ بات نہ غمزہ نہ نگاہ — چاند کس منہ سے ترے منہ کے برابر ہوگا
صد شکر کہ ہے ساتھ جنازے کے وہ ہمبر — آغاز سے بہتر ہے یہ انجام ہمارا

**مرزا تخلص خواجہ زادہ حکیم مرزا محمد خان تلمیذ رستم بیگ شاگرد نام انکا معلوم نہ ہوا**

اگر زلف دراز یار مین ہے صد گرہ مرزا — دل صد چاک یہ ہم بھی بسان شانہ رکھتے ہین

**مرزائی تخلص محمد علی خان ولد نعیم اللہ خان ملازم شجاع الدولہ**

جو کوئی کسی کو یار کل پائے گا — یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائیگا
اس دور مکافات مین ناحق غافل — بیداد کرے گا آج کل پائے گا

**مروت تخلص میر باز خان**

کی بہت تدبیر لیکن کیا کرون  دل کو ہمدم چین آتا ہے نہین

**مروت** تخلص باس کرن عرف نانھوجی پنڈت کشمیری ولد پنڈت لبستی رام دکھنی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مشکل کشا نہ کیونکہ ہون مشکل کشا کے ہاتھ  مشہور ہین جہان مین حیدر خدا کے ہاتھ
اوس بت شکن کا ہون مین زمانے مین معتقد  توڑے ہین جسنے لات کو گھر مین خدا کے ہاتھ
بچیانہ ان بتون سے مروت لگا کے دل  عزت مری ہے خالق ارض و سما کے ہاتھ

**مروت** تخلص صغیر علی خلف حکیم کبیر علی کبیر تخلص شاگرد جرأت مقیم رامپور نواب فیض اللہ خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے ایک مثنوی میر حسن کی مثنوی کے جواب مین کہی ہے

غیرون پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگار کا  چین بر جبین ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد باد ہون گردش نصیب مین  پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

**مروت** تخلص قاسم علی لکھنوی داماد میان جرأت

ہاتھ اونکی کلائی تک جو غیر کا آ پہونچا  ہیہات کا غل اپنے افلاک پہ جا پہونچا

**مرہون** تخلص مرزا علی رضا شاگرد میر نظام الدین ممنون وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مدت تک حیدرآباد مین تھے

ہر آرزو سے دل کو جدا ان نے خون کیا ہے  گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو کا
پڑا ہے شور جب سے دل مین اوس کان ملاحت کا  یہان ہر زخم مہمان ہے نمکدان قیامت کا
شہید لطف قاتل ہون کہ بعد از قتل کل آ کے  کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا
جز اک نگاہ چشم کبھی اوسکی خو نہین  قسمت تو دیکھ یہ بھی کبھو ہے کبھو نہین

**مرتح** تخلص اجاگر پرشاد ولد جوگل کشور فرخ آبادی شاگرد نواب عاشور علیخان

جسکو دیکھا اوسے دیوانہ بنایا تو نے  اور پریزاد نرالی ہین فسون کار آنکھین

**مرید** تخلص میر حسین خان دہلوی خلف الصدق انعام اللہ خان یقین تخلص

درد اور غم مین مبتلا ہین ہم  دردمندون کے پیشوا ہین ہم

مغل سیماب کیون نہ دل تڑپے
آئینہ رو سے اب جدا ہین ہم

تھا وعدہ سرِ شام کا پھر اب ہے سحر کا
ڈرتا ہون کہین صبح کی پھر شام نہو دے

مُضِل تخلص و نام شاہ محمد مُضِل معاصر ابرو دہلی مین رحلت کی

مین نہ کہتا تھا مضل دل نہ دے
نقد ایسا رائگان کھونا نہ تھا

مست تخلص حکیم اشرف علی صاحب رسالہ ترکیب الصلوٰۃ و رسالہ تصویر غم و رسالہ ہیضہ و طاعون و رسالہ چیچک و رسالہ دافع السموم و رسالہ کشتی مخلف ابو احمد علی مجموعہ دار تلمیذ حافظ اکرام احمد ضیغم رئیس نامی سلہٹ اشعار اِنکے خوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین فن کشتی اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین رسالے انکے نظر سے گزرے

سہے قلم تیغ غضب سے سر جوان و پیر کا
فاقتلوا جوہر ہے القاتل تری شمشیر کا

عجز نے سر سے اوڑایا آپ کے دلکا غبار
خاکساری مین اثر ہے سرمۂ تسخیر کا

چادر مہتاب پہ گر پڑ گیا آنکا قدم
پھر دماغ ماہ تابان عرش پہ ہو جائے گا

رات دن یون جو تڑپتا ہے مثال بسمل
کسنے مارا ہے اسے اے مست کمان ابرو کا

الٰہی بار عصیان سے گرانبار اسقدر ہون مین
یقین ہے ٹوٹ جائے حشر مین پلہ ترازو کا

کیا بخت واژگون کو نصیب ہو اقبال ماہ بست
دشمن ہماری جان کے ہین دوستان دوست

رکھتے ہین کھولکر وہ کڑے ہاتھ پاؤن کے
رہتے ہین وصل مین سر بستر ہلال چار

کیا سچ مثل ہے وحشت اپنا کیا نہ بھی
آخر نہ کام آگئے شبہا سے تار داغ

اک طوق ہے اور دوسری زنجیر گلے مین
سہنا ہی ہے کیا آگے کو تقدیر گلے مین

وہان پاؤن مین پڑی ہے آتا ہے معلوم
ہم جا نہین سکتے ہین کہ ہے زنجیر گلے مین

پھرتا ہے مجھے کھینچے ہوئے رشتۂ الفت
ہے طوق گرانبار نہ زنجیر گلے مین

کاٹے ہین اسی سادگی پر گردنین لاکھون
ہیکل ہے نہ گلبند ہے نہ زنجیر گلے مین

تا مرگ نہ جور فلک پیر سے چھوٹے
ہم کٹ گئے پہ تیغ جو زنجیر سے چھوٹے

شاید کہ اضطراب نے تیرے اثر کیا
ہین اندنون تو آپ بھی کچھ بیقرار سے

اے مست یہ کیا تو نے کیا تیرا برا ہو — دل اوس بت بیدین کو دیا جان کے بدلے
بگڑا تو اگر ہم سے تو پھر دیکھیو اے یار — ٹھہرا ہے یہین جو دلمین سو کر جاتے ہین کیسے
دھڑکا نہ رقیبون کا نہ دربان کا کھٹکا — اوس کوچے مین بے خوف و خطر جاتے ہین کیسے
یا مست کو بے وصل تھی یک آن قیامت — یا برسون جدائی مین گذر جاتے ہین کیسے

**مست** تخلص میر فضل علی شاگرد میر امانی فقیری اختیار کی تھی

خود فنا ہو کے ذات مین ملنا — یہ تماشا حباب مین دیکھا

**مست** تخلص عالم علیخان باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی وحید الدین فرد آٹھ برس ہوئے لکھنؤ مین جاکر انتقال کیا راقم کے ملاقاتیون مین تھے

بوسہ لیا ہے یار کی انگیا کے پان کا — کھایا ہے پان آج نئے خاصدان کا

**مست** تخلص مست خان افغان

نہ وہ بانکون مین گنا جاے نہ ٹھیرے مونہہ مین یہ کیون — خانہ جنگی تمھین رہتی ہے سدا مست کو ساتھ

**مستمند** تخلص یار علی خان عظیم آبادی شاگرد مرزا ابچو فدوی تخلص

صبح تک وصل کی ہے یار امید — ہے مثل ایک دم ہزار امید

**مسرت** تخلص شیخ رحمت علی بنارسی شاگرد ذاکر بہت روز ون تک کلکتہ مین تھے

آئینہ آئینہ عارض سے ششدر ہو گیا — جسنے یہ آئینہ دیکھا وہ سکندر ہو گیا
تمھارے ہجر نے ایسی مری اوڑائی نیند — ہزارون کروٹین بدلین مگر نہ آئی نیند

**مسرت** تخلص تنگر ناتھ کایتھ شاگرد نصیر دہلوی

قرار و صبر ہین دل سے روان و تاب گئے — کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یار دو خبر دیکھو

**مسرت** تخلص وزیر علی دہلوی مقیم حیدر آباد ملازم راجہ چندو لال شاگرد حضرت [illegible]

ہاتھ آیا ہے نصیبون سے تو پھر آنکھ سے بھی — رکھون چھاتی سے مین دلدار کی تصویر لگا
اگرچہ روتے روتے کھوئین آنکھین — نہ رکھا دیدۂ خونبار پہ ہاتھ

**مسرور** تخلص نواب غلام حسین خان مرحوم خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان رئیس دہلی ستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

آہ پر میری سیہ بختی کا گر سایہ پڑے … چادر مہتاب ہو دامن شب دیجور کا

لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا … اوسکا تو کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا

نادان نہین جو اپنے کو رسوا کرے کوئی … دل ہی نہ بس مین ہووے تو پھر کیا کرے کوئی

**مسرور تخلص سید خورشید عالم خلف مولوی بدر عالم رضوی باشندہ پھانی**

چالین ہر وقت جو ایجاد کیا کرتے ہین … کبک و طاؤس سیے جاتے ہین رفتار دن کی

**مسرور تخلص شیخ پیر بخش ولد حکیم حیات اللہ قلاش باشندہ کاکوری شاگرد مصحفی دہلی کی سیر بھی کی تھی صاحب دیوان گزرے**

کیا جانے کون شخص مرے دل کو لیگیا … مسرور کس طرف مین کرون جستجوے دل

ہو نہ تیہ جرم کہین اوسکے وبال گردن … گردن شیشہ سے جو دین ہین مثال گردن

دیکھ لو آتا ہے کس انداز سے کافر مرا … شیشہ مے ہے بغل مین اور ساغر ہاتھ مین

نگاہین دیکھنا سنگین محل کے رہنے والونکی … ہمارا شیشہ دل کر چکے ہین چور آنکھونکی

گر بہر سیر لیلی محمل سوار جاے … مجنون بھی ساتھ جون شتر بے مہار جاے

**مسرور تخلص مرزا استگی بیگ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق**

سدا اوس چشم میگون سے یہ دل استانہ رکھتی ہین … صراحی کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکھتی ہین

**مسرور تخلص اشرف الدین احمد مولف تذکرہ شعراے ریختہ خلف غلام محی الدین عشق باشندہ میرٹھ**

ہے غیر کے گھر وہ شمع محفل … دن رات مجھے یہی جلن ہے

**مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طبا طبائی نواسۂ میر شیر علی افسوس باشندہ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے اطراف ایران و پنجاب و ہندوستان و رنگون وغیرہ نہبت سے ملک و شہر کی سیر کی تھی عین شباب مین بیسوین شہر ذی الحجہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری کو انتقال کیا**

دل اور پھر گیا ہے اوس یار بدگمان کا … تاثیر آہ دیکھی دیکھا اثر فغان کا

مشکل ہماری کیسی آسان ہجر مین کی … احسان مانتے ہین ہم مرگ ناگہان کا

خورشید عالم نہین بلکہ صدر عالم نام تھا۔ یہ دن مقصود عالم کے ... نام ... ۱۲۵۵ء ... [illegible]

شکوہ اگر مجھے ہے تو بخت اور اجل سے
شاکی نہیں ہون ورنہ مین یار و آسمان کا

جب کہ کھولا اوس پری پیکر نے اپنی زلف کو
اوسکی خوشبو سے مکان سارا عنبر ہو گیا

اندنون شکل عروسی صنم کے ہجر مین
صورت عکس شناشت جسم لاغر ہو گیا

بزم مین یاد ساقی نے یہ کیفیت دکھائی
دیدۂ جام سے گلگون بھی گریان ہو گیا

پھونکتی ہے گوش گل مین وزکچہ آکے وہ
کیون نہو صبا دیتا بت خطائے عندلیب

عاشق اپنی جان معشوقون پہ کرتے ہین نثار
کیون نہ عشق گل مین جان اپنی گنوائی عندلیب

لب رنگین کا تیرے وہ اثر پھیلا ہے عالم پر
جگر خون ہو گیا ہے لعل کا کوہ بدخشان مین

کان تک اوسکے پہونچتی مری فریاد نہین
بھول جانے کے سوا کچھ بھی اوسے یاد نہین

ظلم کرتا ہے جفا کرتا ہے رلواتا ہے
کونسی طرز ستم ہے جو اوسے یاد نہین

کھیلنے اوڑنے کو ملتا رہے تو عاشق ہے
تو تو انسان ہے اسے یار پریزاد نہین

دل کو ہے میرے پان کی تحریر کا خیال
شنجرف کا ہے خط ورق آفتاب مین

مضمون میرے شعر کا کیا سمجھین کور دل
ہوتا ہے نور بھی کہین چشم رکاب مین

مسرور کو بچائیو دوزخ کی آگ سے
یہ عرض ہے جناب رسالتمآب مین

نہ وفا گل مین ہے نہ نالہ بلبل مین اثر
باغ عالم کی ہوا ہی گل رعنا بدلی

مسکین تخلص سید عبد الواحد خان خیرآبادی مصنف مثنوی چشمۂ شیرین شاگرد
مومن مقیم تال بھوپال صاحب دیوان گزرے مثنوی انکی دیکھی ہے

کیون نہ اوٹھنا بیٹھنا مشکل ہوا اوس ہجور کا
جسکو از خود رفتگی بھی اک سفر ہو دور کا

لے گئی چھین کے دل ساقی سرشار کی آنکھ
آگئی دیکھ جسے نرگس بیمار کی آنکھ

سر بسر لاتی ہے میری جان پر لاکھون وبال
خواب مین بھی اوسکی گر زلف پریشان دیکھیے

مسلسل تخلص شیخ وزیر علی خلف شیخ نادر علی عرف رمضان علی ابن شیخ فاروق علی
مرحوم وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندۂ مونگیر مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین
کلام اپنا راقم الحروف کو دکھاتے تھے طبیعت اچھی پائی ہے شعر اچھا کہتے ہین

سی پارہ دل نہین تری زلف سیاہ مین
ہے رحل آبنوس پہ قرآن دھرا ہوا

لکھا ہے حضرتِ دلِ مرحوم کا جو حال
خوشی ہی کو سمجھو وعدۂ وصل
آنکھوں مین سرمہ لگائین اور گلوری کھائین آپ
بوسہ لے مانگے عدو کو دین رہی نیرنگ عشق
خیر تو ہے مجھسے سودائی کو سمجھانے لگے
اللہ رے کوچہ گردیِ جانان کا حوصلہ
لیلی کو اپنے سمجھے ہے کالی بلا کوئی
دل اوسکا ہے اگر رخِ اغیار کی طرح
دشوار ہے نظارہ اشارہ محال ہے
دیکھ لینا تو قفس کو ہے شاخِ گل پر
آمد و شد کی مسلسل جو کوئی راہ نہین
کہان حور اور کہان زاہد رہے عقل
ترے ہنگام رخصت کا کسے خوف
شاید ہے یہ گمان کہ نکلے نہ کوئی عیب
جب مین نے کہا وصل کا وعدہ نہین کرتے
کیا جانے کیا دل مین ہے اب ذکر سمایا
اونسے بھی کبھی ذکر نہین آتا ہے اسکا

لفظ میری بابت کا ماتم سرا ہوا
کہینگے وہ زبان سے ابھی ہان کب
عاشقون کے قتل کی تدبیر یون فرمائین آپ
ایک بوسہ کی طلب پر مجھ پہ یون جھنجھلائین آپ
حضرت ناصح سمجھکر بات تو فرمائین آپ
جب پاؤن تھک گئے تو پھر اسرتمام رات
دیکھے جو قیس آپ کو میری نظر سے آج
ملتی ہے میرے دل سے رخِ یار کی طرح
دشمن کھڑے ہین بیچ مین دیوار کی طرح
فصل گل رہ گئے صبا دیکھ پہ ہونے تک
سر کو ٹکرائیے دیوار سے در ہونے تک
عبث بیدار رہتا ہے سحر تک
وہ دیکھیگا جیئے گا جو سحر تک
آئینہ دیکھتے ہین تو میری نظر سے وہ
جھنجھلا کے خفا ہوکے وہ بولا نہین کرتے
وہ ناز وہ غمزہ وہ اشارہ نہین کرتے
ہم راز شبِ وصل کو رسوا نہین کرتے

مسلم تخلص میر فرزند علی خلف میر حسین علی محرر عدالت دیوانی صدر کلکتہ باشندہ کلکتہ شاگرد حافظ صغیر شعر انکے اچھے ہوتے ہین اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے تھے راقم سے ملاقاتیون مین تھے عین شباب مین سنہ ۱۲۰۰ بارہ سو چھتر ہجری مین فوت کی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

| | |
|---|---|
| ہے غضب مسلم حیف یہ غم ہے | ہوا اوس پر اللہ کی رحمت |

مین نے یہ تاریخ کہی ہے — مسلم سے ہے ابد اخل جنت

۱۲۷۶ ہجری

## اشعار

عشق بتان مین عمر گئی آہ کیا کیا — کیا منہ دکھا ینگے تجھے اللہ کیا کیا
کہتی تھی ایک خلق مری نعش دیکھکر — مسلم کو مارا اد بت گمراہ کیا کیا
جو سنگدل ہے اوسے آبرو نہین ملتی — محال ہے کہ بنے رشتہ گہر رگ سنگ
کسی نے سخت دلون سے کبھی نہ پھل پایا — خلاف عقل ہے ہو شاخ باور رگ سنگ
رکھکے سر سوتین کبھی انو یہ اے دل یار کی — اپنی بھی تقدیر ہو تقدیر پشت آئینہ
رات جو غیر کو لپٹا کے دیا بوسۂ خال — اے صنم مجھکو پہونچی ہے خبر تل تل کی
عہد طفلی سے مرا طفل سرشک آوارہ ہے — جسکو سب گرداب دریا کہتے ہین گہوارے ہے

**مسیح** تخلص میان ہراتی ہمشیرہ زادہ نواب وجیہ الدین خان وجیہ وطن انکا کشمیر مولد دہلی تجارت کرتے تھے

شاید کہ موے زلف کا شانہ تھا دست غیر — بیٹھ رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب آج

**مسیح** تخلص میر ہاشم علی قاضی زادہ قصبہ جائس مقیم لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

پیری مین آہ لگتی ہے مرگ کے زندگی — بجھ بجھ کے پھر بھڑکتی ہے شمع سحر کی لو
سیماب بن کے مرہم کافور اوڑ گیا — اوٹھی جو اپنی آتش زخم جگر کی لو

**مسیح** تخلص حکیم محمد علی ولد حکیم ولی اللہ خان باشندہ لکھنؤ

نہین اے شوخ مہندی سے یہ آب و تاب ناخن پہ — ہمارے اشک کے قطرے کا ہی خوناب ناخن پہ

**مسیح** تخلص مسیح اللہ خان فارسی بھی کہتے تھے

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار — تیر مژگان نے زور کام کیا
ترک آرام و صبر و خواب و قرار — عشق مین تیرے ہم نے کیا نہ کیا

**مسیح** تخلص مرزا مسیح اللہ خان عرف مرزا حاجی

ہمارے سامنے غیرون سے ملنا — ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتون کے ظلم اور جور و جفا سے — مسیحا کو بھی دیکھا جان بلب ہے

**مسیحا** تخلص محمد علی خان اخبار نویس شاہی ولد مصطفےٰ خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

تیرے کاکل کا بیان کرتے سر انصاف ہے
آتا ہے یاد تو کف افسوس ملتے ہین
لے لیتے ہین بلائین یہ زلف سیاہ کی
راحت بھی اس جہان مین ایذا کے ساتھ ہے

ہر بن مو مین اگر ہوتی زبان بالائے سر
ظالم وہ کو سنا ترا ناحق اٹھا کے ہاتھ
ان روز ون ہو گئے ہین ہماری بلا کے ہاتھ
موسیٰ کو ملگیا ید بیضا جلا کے ہاتھ

**مسیر** تخلص شاہزادہ مرزا ہمایون قدر خلف مرزا محمد خورشید قدر قیصر تخلص شاگرد محسن علی محسن وطن اصلی دہلی مولد و مسکن لکھنؤ

ثابت قدم وہ ہون کہ اگر لاکھ ہون ستم
شکوہ کبھی زبان پہ اپنی نہ لائے دل

**مشتاق** تخلص مشتاق حسین خلف قمر الدین حسین اکبر آبادی مرید ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی صاحب دیوان گزرے

رہی تھی یاد جو زلف سیہ تمہاری رات
سچ مثل ہے اوٹ ہوتی ہی پہاڑ اس دل مین کھٹ
سن لیا جسکو حسین بس وہان لگا ہو تاک جہانک

تو دل پہ سانپ سا لوٹا کیا ہے ساری رات
پیار دل مین آگیا جب چار آنکھین ہو گئین
سچ تو یہ ہے سخت بد اطوار آنکھین ہو گئین

**مشتاق** تخلص میر حسن دہلوی مقیم شیخ آباد معاصر سیر و مرزا

اپنی ہم بندگی پہ بھولے تھے
پھر جو دیکھا تو وہان خدائی ہے

بعضے تذکرہ والون نے اس شعر کو عبد اللہ خان مشتاق کے نام سے لکھا ہے

**مشتاق** تخلص حافظ مختار احمد معروف بہ قاضی محمد مشتاق خلف قاضی احمد علی باشندۂ سراوہ ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

میری صورت سے ہے کیون گردش مین
نیل بگڑا ہے چرخ اخضر کا

**مشتاق** تخلص غلام علی مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

خط تو بھیجا ہے وہان پر او ڈر بھی ہین ہوش بھی
ہرجائی پن سے اسکے ٹھکانا نہین ہے دل

ہو دیگی تسکین سلامت جب کبوتر آئیگا
پھر تا خراب ہوگا مرا نامہ بر کہین

**مشتاق** تخلص میر ابو القاسم مرشد آبادی

ہم بھی کرینگے جنون کا سر و ساماں پیدا — تجھ کو وسعت کرے اسے خضر بیابان پیدا
دل آنکھ وہین ہو کرے دیدۂ پنہان پیدا — آئینہ دیکھیں تو ہو صورت جانان پیدا
پھر دہی سے نہین ساقی کے عجب ہی گردون — گردش جام سے ہو گردش دوران پیدا

**مشتاق** تخلص لالہ بہاری لال ابن لالہ دلسکھ راے شاگرد مجذوب مقیم فتحگڈھ

منہ تحیر سے اپنا تکتا ہے — آئینہ کو بھی ایک سکتا ہے
جھٹکے دیکر نہ بال سلجھاؤ — زلف پیچان مین دل لٹکتا ہے
جلد آؤ کہ کلبۂ مشتاق — چشم روزن سے راہ تکتا ہے

**مشتاق** تخلص لالہ بہاری لال راقم اکمل الاخبار دہلی ولد لالہ من بھاون لال باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب اُنسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

یون تیرے ساتھ بزم مین دشمن کا بیٹھنا — وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نہ جاے گا
ہوگا اثر جو دل مین تو خود جان لینگے وہ — مشتاق ہم سے عشق جتایا نہ جاے گا
جہان جاگے وہین انگڑائیان لو — یہان پھیلائے ہے سستی کہان کی

**مشتاق** تخلص کریم خان باشندۂ دہلی رفیق نواب حسن علی خان برادر نواب فیض محمد خان بہادر مرحوم والی جھجھر شہر لندن کی بھی سیر کی تھی

اللہ رے سوز دل کہ مسیحا سا چارہ گر — رکھتے ہی ہاتھ نبض پہ بیمار ہو گیا
رخسار پر یہ خال سیہ بے سبب نہین — خط پر نہو جو مہر تو خط معتبر نہین

**مشتاق** تخلص محمد واصل باشندۂ بداون

ہمارے کام پہ ہر چند آسمان بگڑے — تجھے قسم ہے جو تو اسطرف کو آن پھرے

**مشتاق** تخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ بصیر تھے

کوہکن پرویز کو قصہ اپنا اپنا سنانے دو — یہ ہی وہ افسانۂ شیرین ایک بری دیوانی دو

**مشتاق** تخلص عبد اللہ خان مخاطب بہ مشتاق علی خان ولد نواب سیف الدولہ متوطن ایران باشندۂ دہلی شاگرد میر تقی علم جفر اور رمل مین اچھا دخل رکھتے تھے

اکثر خطوط نہایت پاکیزہ لکھتے تھے لیکن اپنی اوقات عزیز کو موسیقی مین برباد کرتے تھے شعر اسکے پاے تخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے

| | |
|---|---|
| کی اک نگاہ مین نے جو مژگان یار پر | سو برچھیان لگین دل امیدوار پر |
| جی بند ہو نکل ہی گیا تو کھلی رہے | اے چشم آفرین ہی ترے انتظار پر |
| کبھی اشک بھر آئے تو پی گئے ہم | کہ مد نظر آبرو تھی کسی کی |
| رنگ کیون سبز ہو گیا ترے اے مشتاق | کسنے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھون سے |

**مشتاق** تخلص میر سالار بخش ولد میر مبارک علی باشندہ لاڈر متعلق کانپور

| | |
|---|---|
| صراحی سے کیا تھا اوسکی گردن کہین دیکھے | سو کل یارون نے بزم مین اوسکی جو رکی گردن |

**مشتاق** تخلص محمد قلی خان خلف ہاشم قلی خان موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے سنہ ۱۲۱۷ بارہ سو سترہ ہجری مین انتقال کیا

| | |
|---|---|
| واسطے غیرون کے وہ اٹھے کو مسجود ہوا | ہم نے دل اوسکو دیا اوس سے یہی سود ہوا |
| نہ کہا یہ کبھی تو نے ہی افسوس رہا | اپنے بیمار کو اک بار بھلا دیکھین تو |

**مشتہر** تخلص مولوی احمد حسین فرخ آبادی شاگرد قطب الدین مشیر

| | |
|---|---|
| جیا ہو گے حشر مین تم کس سے تم کا انصاف | ان بتون کی تو طرف ساری خدائی ہو گی |

**مشفق** تخلص شیخ محمد خان عرف ممن ولد محمد پناہ آتشباز لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

| | |
|---|---|
| کبھو بیٹھے کو سے یار مین ہم جا کے وو تو | ناموس و ننگ و غیرت و صبر و قرار دل |

**مشفق** تخلص مرزا احمد بیگ ولد بدھو بیگ اکبر آبادی شاگرد اعظم بیگ اعظم تخلص

| | |
|---|---|
| اسیر کنج قفس کی نہ پوچھیے حالت | تڑپ تڑپ کے کئی موسم بہار مین روح |
| سیر کے آنے کا اوسے دھیان جو آجاتا ہے | اوڑھ کے دروازے مین زنجیر لگا جاتا ہے |

**مشفق** تخلص راجہ جادب کشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مولوی ظہور النبی مخزون تخلص دیوان انکا نظر سے گزرا

| | |
|---|---|
| خفتگان خاک ہین قربان اوس رفتار پر | ہے قیامت کا گمان سب کو قد دلدار پر |
| نیند تو آتی نہین جو خواب مین دیکھون اوسے | حیف آتا ہے مجھے اس دیدہ بیدار پر |

**مشتاق تخلص نواب محمد حسن خان لکھنوی ولد نواب محمد مرزا شاگرد مرزا باقر اوراک مرثیہ گو**

یہی ہی جان جہان اب تو حوصلہ دل کا ۔۔۔ لگے گلا لو تو جاتا رہے گلہ دل کا

اسقدر روئے کہ آخر کو تری فرقت مین ۔۔۔ او مسیحا ہو گئین بیمار ہماری آنکھین

**مشکل تخلص شیخ امین الدین اکبرآبادی شاگرد غافل اکبرآبادی**

بجا ہے آپ کا فرمانا لیکن اے ناصح ۔۔۔ نہ دل ہے کہتے مین اپنے نہ اختیار مین روح

پلا شراب وہ ساقی کہ جسکے پینے سے ۔۔۔ سرور دل ہو رہے حشر تک خمار مین روح

**مشہدی تخلص مرزا احمد علی خلف مرزا احمد خراسانی باشندہ لکھنو**

ہمارا دل با اک نوجوان ہے ۔۔۔ جہان جان ہے اور جان جہان ہے

برنگ بو نہان ہون اس چمن مین ۔۔۔ دہن غنچہ کا میرا آشیان ہے

**مشہور تخلص میان محمد حسین باشندہ کلکتہ کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین**

ہوئی ہے پرتو افگن کاکل خمدار پانی مین ۔۔۔ تعجب کیا جو ہو ہر موج شکل مار پانی مین

اگر یونہین رہے زور رون یہ موج چشم طوفان زا ۔۔۔ حباب آسا ہے گا گنبد دوّار پانی مین

**مشہور تخلص پنڈت رادھا کشن شاگرد حافظ قطب الدین مشیر**

گزر اپنا ہوا باغ جہان مین گرچہ ہر جانب ۔۔۔ پنایا تجھسا گل و سرو قد نسرین بدن بانکا

کس لیے ہے عیادت کی تمنا تمھین مشہور ۔۔۔ جو جان کا ہو دشمن اوسے کیا کام خبر سے

**مشہور تخلص ایک شخص باشندہ بریلی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا**

خوشی سے کیون نہ اے مشہور اب تالیین بجائین ہم ۔۔۔ ملے گا یار ہمسے آج پھر بازو پھڑکتا ہے

**مشیر تخلص حافظ قطب الدین دہلوی داروغہ سرکار مرزا دارا بخت بہادر شاگرد شاہ نصیر دہلوی**

کچھ نہ ہوگا تم رقیبون کی طرف ہوگی تو کیا ۔۔۔ اسے بتو میری طرف میرا خدا ہو جائیگا

مین کیونکہ شب غم مین جیا مرنے مین کیا تھا ۔۔۔ کس دست تمنا مین گریبان قضا تھا

وہ چلے گھر سے یہان دل نہ رہا قابو مین ۔۔۔ ہوگئی یار کے آنے کی خبر آپ سے آپ

اوس بت جفا کو حشر کا دھڑکا ہے کیون مشیر ۔۔۔ بندون سے کیا کہا جو کہینگے خدا سے ہم

الہی کونسی جنت ہے بے حور
کہان لیجاؤن گا اوس بدگمان کو

یہ غل ہے کہ وحشی نے ترے پانون نکالے
پھر دست جنون سلسلہ جنبان نہ ہوا ہو

**مصاحب تخلص پنڈت مصاحب رام ابن پنڈت روپچند متوطن دہلی**

راز دل صاف ہو گیا ظالم
آہ سوزان و چشم پرنم سے

**مصحفی تخلص** غلام ہمدانی باشندۂ قصبۂ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد بانی شروع جوانی مین دہلی مین گئے تھے آخرالامر لکھنؤ مین جاکر اپنی زندگی بسر کی کچھ روزون مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اور بڑے پُرگو تھے آٹھ دیوان اور دو تذکرے اُردو مین اور ایک دیوان بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین انسے یادگار ہین + اشعار انکے آبدار و عاشقانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے انکے نظر سے گزرے

شب گھر کی جو ستی کی وہ آواز سے نکلا
نکلا تو ولیکن عجب انداز سے نکلا

انگڑائی لیکے اپنا مجھ پر خمار ڈالا
کافر کی اس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا

عید کی شب کی رچی مہندی ہی تھی ورنہ اوسکا ہاتھ
پنجۂ خورشید محشر سے بھی ہیبت مانگتا

افتادگان وادی غربت کی سرگذشت
کرتا ہے خود بیان لب خاموش نقش پا

خیال یار جو شب میرا ہمکنار رہا
تمام شب مین اوسی کے گلے کا ہار رہا

وقت خلوت وہ یہ کہتا ہے کہ مین کہدونگا
تونے ہاتھون سے مرے منہ کو اگر ڈھانپ لیا

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا

زلفین جو منہ مین لین تو کہا مار کھا لیگا
چومین بھوین تو بولا کہ تلوار کھائے گا

دامن ترا سینے گا گریبان عاشقان
گر یون ہی ٹھوکرین دم رفتار کھائیگا

شانہ نے زبس اونکو اجارہ مین لیا ہے
زلفون کو ترے ہاتھ لگانے نہین دیتا

مین حسرتین لیے ازبس جہان سے جاتا ہون
جنازہ دوش پہ یارونکے ہی گران میرا

مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر ترا
ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا

چاک ہوجائین گے لاکھون کے گریبان ظالم
چاک پردہ سے نہ یون ہاتھ دکھانا اپنا

مجھکو قاصد کی تغافل نے تو مارا ہی ہے
بھیجدیتا ہے خیال اپنا عوض انکے مدام
ور دغم کو بھی ہے نصیبہ نشاط
اے مصحفی بتون مین ہوتی ہے یہ کرامت
چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
ترے کو مین اس بہانے مجھے دن کو رات کر
ہمارے ہاتھ مین آئی کبھو نہ یا قسمت
اتنی ہی حیا تجھکو کہ افراط حیا سے
مجھسے مطلب ہے تجھے اے شب تنہائی کیا
ملنے مین کتنے گرم ہین یہ ہاے دیکھیو
تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ
بیٹھے بیٹھے جو ہو گیا وہ کھڑا
حصہ مین ہمارے بھی کبھی آؤگے صاحب
لباس پہنے ہی ہر دم وہ شوخ پیرہن سرخ
گلے مین چاہیے کیا تجھکو سیمبر تعویذ
دل لیگئے آنکھون مین یہ تدبیر لگاکر
کچھ بھا جو گیا دل کو تو بس ہوگیا بیخود
ہم کو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلاکر
پھر قیامت ہے جو وہ شوخ چھپالے منہ کو
جس آنکھ کو ہو رخنۂ دیوار کی تلاش
کل اوسنے عکس کا اپنے جو لیلیا بوسہ
لخت لخت دل مین ہے عکس فروغ داغ عشق
عکس کو اپنے وہ بت دیکھ کے آئینے مین

روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا
کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا
یہ بھی قسمت سوا نہین ملتا
دل پھر گیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا
یاد آتا ہے وہ راتون کا جگانا تیرا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا
کہ پاؤن پر ترے مہندی کا اختیار رہا
آنکھون نے ترے روے حیا کو نہین دیکھا
جا کہین تو ہی مرے در پئے رسوائی کیا
کشتہ ہون مین تو شعلہ رخون کی تپاک کا
ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا
اک ستارہ سا شب زمین سے اوٹھا
یا یونہین الگ ہم سے چلے جاؤگے صاحب
کہ ہو نہ خون شہید ان سے اوسکا دامن سرخ
لٹکتی ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ
آئے تھے جو کل سرمۂ تسخیر لگاکر
منہ اپنا مین رکھکر ترے تصویر کے منہ پر
منہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلاکر
اپنا دیدار ہمین روز جزا دکھلاکر
پھر کیون کرے وہ شاہد بازار کی تلاش
تو جی ہی جی مین ہوئی کیا ہے آرسی محظوظ
کیون نہ مین اسکو کہون آئینہ خانے کا چراغ
ہنسکے کہتا ہے کہ کیا تو بھی ہے مجھپر عاشق

دکھایا تھا ایک دن تری طرز خرام کو
ماتم ہین کسکے آج ہوئی ہے سیاہ پوش
مزا ہے ہووے گر چپکے ہی چپکے مدعا حاصل
سننے پائے نہ دہن سے ترے دشنام تمام
کیا جانیے آجائے وہین کیا مرے دلمین
صرف مشتاق ہین اک تیری ملاقات کے ہم
چھیڑ مت ہر دم نہ آئینہ دکھا
پاس خاطر ہے ضرور اوسکی بھی اے دست جنون
لیتا بزور بوسہ مرا دیکھتا تھا کل
جھوٹ کیون بولتے ہو مجھسے کہ فرصت کم ہے
رہے گنتی جو ہم تا صبح اوسکے بانگ کے موتی
دلا نومید مت ہو وصل سے اوسکو کہ عاشق کو
قابو مین تم آئے ہو مرے وصل کی شب ہے
پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے
مین سر گیا ٹلے مرے چھاتی کا سل کہین
کھانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
پھر پھر کے پیچھے دیکھ مجھے اوسنے یون کہا
پیچ پر پیچ ہے اور بل پہ ہے بل چین پہ چین
بن دیکھیے جسکے پل مین آنکھین بھر آئیان ہوا
کس پر ہے یہ تلوار کھنچی پھر کے تو دیکھو
ہے ہے ٹک اسطرف کو اجی پھر کے دیکھلو
تم مصحفی کو چھوڑ کے بسمل چلے گئے
سو مجھپہ شب وصل مین تم لات چلا و

موج نسیم صبح سنبھلتی ہے اب تلک
ہے نیلگون جو اوس نگہ سرمہ سا کا رنگ
کسی نے کر لیا معلوم راز دل تو کیا حاصل
جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام
بن ٹھن کے مرے سامنے آیا نہ کرو تم
آرزو مند نہین اور کسی بات کے ہم
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم
رشتہ رکھتا ہے گریبان سے تار دامن
اور اوسکا منہ پھرا کے یہ کہنا نہین نہین
آؤ تو کیا تمھین اک رات کا مقدور نہین
ہمین تو وصل کی شب بھی کٹی اختر شماری مین
مزے ہین سو طرح کے عالم امیدواری مین
اب پیش نہ جائینگی یہ انکار کی باتین
ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
پیوند ہو زمین کا الٰہی یہ دل کہین
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین
اتنا بھی لگ نہ چل تو مرے ساتھ راہ مین
کچھ نئی طرح کے اوس زلف کے خم نکلے ہین
کیا قہر ہے جو اوس سے برسون جدائیان ہون
کس پر ہے یہ ابرو کی کجی پھر کے تو دیکھو
اک ناتوان کا جا سے ہے جی پھر کے دیکھلو
رخصت حیا نے اتنی نہ دی پھر کے دیکھ لو
یہ تم کو قسم ہے جو کہین بات چلاؤ

چشم بد دور تیری چشم سیاہ
جاے غلطان پا ہوئے تکھے جورات
مرتا ہے کوئی بھر کے نظر دیکھتے جاؤ
لیا نہ بوسہ ترا پر یہ ہم سے نے کام کیا
خدا نے ہاتھ سے اپنے ترے سنوارے پاؤن
خاک مین ملگئے ہم ناز کا چلنا دیکھو
روٹھکر بیٹھ رہون اور وہ منانے آوے
بات کو میری الگ ہو کے نہ شرماؤ سنو
وہ پیچھے پھر کے جو دیکھے ہی اپنی چوٹی کو
کیا خونریزی پڑی ہے یہ طفلان اشک کی
دل کے دھڑکون کا یہ عالم ہے کہ بی منت سے
لاف گرمی تری عارض پہ جو گلشن ہارے
جاتا نہین اس ڈر سے مین شمشیر تلے بھی
مین وہ نہین ہون کہ اوس مت سے دل مرا بھر جا
ہر لحظہ اوسکی چوٹی دل مانگتی ہے مجھ سے
قدم آگے اوٹھا سکتے نہین ہم اوسکو چہ سے
ہے سیر کو اک مین تجھے دخل تو کہدے
یا شانہ تک اون گیسوؤن کو تھی نہ رسائی
او دامن اوٹھا کے جانے والے
غم کھاتا ہون جتنا مری نیت نہین بھرتی
رکھ کے ہم زانو پہ جسوقت کہ سر بیٹھ گئے
کل اوٹھ گیا وہ ہاتھ چھڑا میرے ہاتھ سے
حیران سب ہے کسکا جو سمندر

آفت روزگار رہین دونون
میرے شانے فگار رہین دونون
جاتے ہو کدھر ٹک تو ادھر دیکھتے جاؤ
کہ سوتے مین ترے منہ سے لگا گئے منہ کو
خوش آوین کیونکہ نہ مجھکو یہ پیارے پیارے پاؤن
اوسکی ٹھوکر سے وہ دامن کا اوچھلنا دیکھو
کاش اتنا مجھے مقدور شکیبائی ہو
کچھ کہا چاہون ہون مین تم سے ادھر آؤ سنو
کہنے لگے ہاے یہ کیسی بلا ہے میرے ساتھ
دیکھا جب اچھی چھیر کو اوسیر مچل گئے
پرزے ہو ہو کے گریبان اوڑا جاتا ہے
آتش گل پہ صبا طیش سے دامن مارے
احسان کسیکا مری گردن پہ نہووے
پھیرون مین اوس سے تو مجھسے مرا خدا پھیر جا
کافر نے کس بلا کو پیچھے لگا دیا ہے
کہ پاؤن پر ہمارے سر جھکائے ناتوانی ہے
مجھ پر یہ دن اسے رشک قمر جاتے ہین کیسے
یاد پڑے ہوئے تا بکمر جاتے ہین کیسے
ٹک ہم کو بھی خاک سے اوٹھا لے
کیا ظلم ہے مرنے کا کہ طبیعت نہین بھرتی
یہ سمجھے کہ ہمسایون کے گھر بیٹھ گئے
آیا ہو انتظار گیا میرے ہاتھ سے
مدت سے رکا ہوا کھڑا ہے

تری زلفون کی لیتا ہے بلائین
کٹے ہاتھون سے بھی شانہ غضب ہے

بت بنایا تھا خدا نے اوسکو پر اس نے بھی آہ
کبریائی پر جو وہ آیا خدائی اوسنے کی

نالے مرے ہر چند اثر کچھ نہین رکھتے
لیکن جو سنو تم تو ضرر کچھ نہین رکھتے

وہ جی مین یہ نازان کہ مرا رعب تو دیکھو
مین خوش کہ خیال نگہ دور کسی سے ہے

دل نہ دیجے اوسکو اپنا جس سے یاری کیجیے
آپ اتنی تو بھلا خاطر ہماری کیجیے

مصحفی دل پہ شکست آئی مرے بر لب جو
دو ہبولے کبھی باہم جو لڑے پانی کے

ہوا وہ بدگمان سنتے ہی اوسکے بل پڑا انائی
کبھی انگڑائی لینے مین جو ہم اللہ بول اوٹھے

بوسہ تو ہے کیا چیز بتان چاہین تو اون مین
ہین اسکے سوا اور بھی مقدور بہت سے

تم وہان گئے کسیکی ملاقات کے لیئے
ہم یہان تڑپ کے مر گئے اک بات کے لیئے

ہر روز کا ملنا جو ہو دشوار تو یارے
اتنا تو کرو قصد کہ اک رات کی ٹھہرے

کمر ہوئی تری یہان تک تو شہرۂ آفاق
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے

تو دیکھے تو اک نظر بہت ہے
الفت تری اسقدر بہت ہے

اک زخم سے ہو دیگی نہ بسمل کی تسلی
اتنی کوئی کر دیجیو قاتل کی تسلی

غیر سے گرم ملو ہم پہ یہ بیداد رہے
اور تو کیا کہین ہم تم سے بھلا یاد رہے

جب زہرہ کی آئی کف ہاروت مین انگلی
تب رشک نے کی دیدۂ ماروت مین انگلی

مہندی کے نہ چھلے رہین یون پورو نمین آکے
ہے اوسکے ہر اک حلقۂ یاقوت مین انگلی

جانے کا نہ لے نام کہ مر جائے گا کوئی
بیدرد ابھی جی سے گزر جائے گا کوئی

حسرت یہ اوس مسافر بیکس کے روئیے
جو تھک گیا ہو بیٹھکے منزل کے سامنے

**مصدر تخلص حکیم میر باشار اللہ خان دہلوی**

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کی
صورت نہ دکھائے تجھے اللہ کسو کی

خدا کرے کہ مرا تجھسے مہربان نہ پھرے
پھرے جہان تو پھرے پر وہ جانجان نہ پھرے

**معروف تخلص نواب بہادر خان ولد نواب ذو الفقار خان بن حافظ رحمت خان**
**صوبہ دار کٹھیر باشندہ بریلی صاحب دیوان ہے**

تا حشر اب خیال نہ میرا کریگا دل | تو او سکو مل گیا تو تجھے کیا کرے گا دل

مصیبت تخلص حاجی شیخ غلام قطب الدین ولد حاجی شیخ محمد فاخر بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی مکہ معظمہ مین بعد ادا ے حج سنہ ۱۱۸۷ گیارہ سو ستاسی ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان اردو و فارسی گزرے

شبِ فرقت مین تیرے اوڑا ملا | ہو گیا خواب خواب آنکھون مین

مضطر تخلص سردار مرزا دہلوی خلف مرزا ایوب بیگ

میرا ہی دل جلائیگی اے آہ پر اثر | تجھسے کبھی عدو کو جلایا نہ جائیگا

مضطر تخلص پنڈت کنھیا لال ابن بشن نراین دہلوی

خنجر جلاد سے فولاد کا | سخت جانی وقت ہے امداد کا

مضطر تخلص مرزا خسرو شکوہ عرف مرزا آغا جان خلف مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

حال ہین کس سے کہون اے دلِ نالان اپنا | تو ہی جب اپنا نہین کون مری جان اپنا
ناصحا کیونکہ اوٹھاؤن کہ مری چشم کے ساتھ | ربط رکھتا ہے سدا گوشۂ دامان اپنا

مضطر تخلص کنور سین لکھنوی تحصیلدار ڈبائی شاگرد مصحفی

سوزِ جگر کو دیدۂ پُر نم کو دیکھیے | ان آفتون کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے

مضطر تخلص محمد اسد اللہ ولد شیخ محمد فیض اللہ نبیرۂ شیخ محمد جمال قدس سرہ کول مین وکالت کرتے تھے

ملے فرصت نہ جبین سائی سے | دیر چھوٹا تو حرم یاد آیا
لے اوڑی طرزِ فغان بلبلِ نالان ہم سے | گل نے سیکھی روشِ چاکِ گریبان ہمسے

مضطر تخلص ذو الفقار علی حیدر آبادی

دیر و حرم کی سیر کی ہم نے بھی خوب سے | یہان ہی خدا خدا تو وہان رام رام ہے
ہے کاروان اشک کے آگے نشان آہ | یارو یہ فوجِ غم کا عجب انتظام ہے

مضطر تخلص نواب مرزا مظفر خان ولد نواب محمد رضا خان بن مہدی علیخان صوبہ دار

کٹھیر باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

کیسا نڈھال ہے شب فرقت مین ہاے دل
اب کچھ نہ کچھ ضرور ہے صاحب براے دل

**مضطر** منشی عبد الکریم خلف شیخ عبید و متوطن کانپور

نکلا تو نے کیسی ذلتون سے ہاے مضطر کو
کوئی بھی گھر بلا کر خوار یون کرتا ہے مہمان کو

**مضطر** تخلص لالہ لڑتی پرشاد ابن منشی لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

ابھی آئے ہو ابھی کہتے ہو رخصت رخصت
اور اے جان جہان بیٹھ لو دم بھر جانا

**مضطر** تخلص پنڈت رام نراین ابن پنڈت شیو پرشاد تحصیلدار علی گڑھ متوطن دہلی

پہلو مین نہین یار تو کب جان ہے تن مین
کیا فائدہ ہوتی ہے جو مضطر بسر ایسی

**مضطر** تخلص حکیم اسد علی خان دہلوی خلف حکیم میر علی خان شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

فریاد مین وہ زور نہین ضعف سے نہو
کیا آسمان بھی سر پہ اوٹھایا نہ جاے گا

یہ بھی مرا نوشتۂ تقدیر ہے کہین
کہتے ہو داغ ہجر مٹایا نہ جاے گا

اندیشہ ہے کہ وہ نہ ترے جلوہ گاہ ہو
دل کو رقیب کے بھی جلایا نہ جاے گا

**مضطر** تخلص شیخ علی بخش باشندۂ الہ آباد

قتل بے جرم عبث کرتا ہے کیون اے قاتل
مضطر خستہ کی ثابت کوئی تقصیر نہین

**مضطر** تخلص مرزا سنگین دہلوی شاگرد مومن خان خاندان تیموریہ سے تھے

تھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہم تو
مضطر کے کبھی خون کا دعوا نہ کرینگے

**مضطرب** تخلص مولوی خلیل احمد خلف مولوی نظیر احمد مغفور باشندۂ رامپور بڑے فاضل اور بلخوشنویس تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

شب وصل ہے ہمسے حجاب نہ کر تجھے او صنم اپنے خدا کی قسم
یہ نہوگا کہ بند قبا نہ کھلے مجھے تیرے ہی بند قبا کی قسم

تیرے کوچے سے اوٹھکے بھلا مری جان دل مضطرب مرا جاے کہان
یہی خلد ہے اور یہی باغ جنان اسی کوچے کی آب و ہوا کی قسم

مضطر

**مضطرب** تخلص مرزا علی اکبر بیگ ولد نصیر اللہ بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

زیر خنجر حسرت آگین دیکھکر میری نگاہ | رو دیا جلاد نے جب چار آنکھیں ہو گئیں

**مضطرب** تخلص محمد حاجی ولد قاضی رحمت اللہ خان قاضی القضات دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

کٹتی کسطرح سے نہین شب فراق | شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

**مضطرب** تخلص درگا پرشاد کایتھ لکھنوی شاگرد محمد عیسے تنہا

ترے وعدون پہ ہے اب دم شماری | بہت اختر شماری کر چکے ہم

**مضمون** تخلص شیخ شرف الدین باشندہ جاجمو متعلق اکبر آباد مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر و خان آرزو و حضرت فرید گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق مین محبوب کیا | صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا
کرے ہے دار ہی حق گو کو سرتاج | ہوا منصور سے عقدہ یہ حل آج
ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہین تھمتا | دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

**مضمون** تخلص ایک شخص معاصر میر و میرزا سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

مے سے اوس بن کون ہے خوش واہ یہ بیہودہ ہو | کسکو ہے خواہش معاذ اللہ یہ بیہودہ نہ ہو

**مظفر** تخلص سید مظفر علی خان دہلوی فرزند قلندر علیخان بہادر شاگرد میر نظام الدین ممنون

تجھکو ہے پوچھتا تھا کل نزع مین مظفر | آیا بہت ہی رونا ہم کو جو تو نہ آیا

**مظفر** تخلص مظفر علیخان خلف غلام علی خان بن بھکاری خان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی صاحب دیوان گزرے

مانع نہین چلنے کا مرے سلسلۂ پا | پر رکھنے نہین دیتا قدم آبلۂ پا

**مظفر** تخلص مرزا مظفر خلف مرزا شاہرخ ابن ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق و مرزا قادر بخش صابر

ٹالا باتون ہی مین ہمین تم نے | جب کبھی وصل کا سوال کیا
کیا گزرتی ہے رفتگان پر ہاے | کوئی کہتا نہین عدم کی بات

**مظفر** تخلص شیخ مظفر علی خلف دیوان حاتم علی بلگرامی شاگرد حیدر علی آتش

آرزوے دشت پیمائی نہین
عاشق کاکل ہون سودائی نہین

**مظلوم** تخلص غلام حسنین معروف بہ مظلوم شاہ باشندۂ پنجاب شاگرد مصحفی بہت دنون لکھنؤ مین رہے آخر ایام مین الہ آباد مین سکونت کی تھی

جلاتا ہون ازبس مین شب ہجر مین مظلوم
دم بند کیا ہے مرے نالون نے عسس کا

نظر افگن ہے کسکے عارض پرنور پہ تجلی
کرے ہے قصد گرنے کا چراغ طور پہ تجلی

سامنے آتا ہے جب موہی میان کا مضمون
کمر شاہد نظارہ لچک جاتی ہے

**مظہر** تخلص حضرت مرزا جان جانان خلف الصدق مرزا جان جانی اکبرابادی باشندۂ دہلی درویش کامل تھے اشعار فارسی بغایت دلچسپ فرماتے تھے شعر ریختہ بھی احیاناً کہتے تھے ماہ محرم الحرام ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری مین روافض متعصب دہلی کے ہاتھون سے شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون راقم نے دہلی مین جاکر حضرت کے مزار مبارک کی زیارت کی ہے دیوان فارسی اور خریطۂ جواہر انکا نظر سے گزرا عاش حمیداً مات شہیداً حضرت کی شہادت کی تاریخ ہے

نہین کچھ غم کہ کیون ملتا نہین ہمجان گسل میرا
کہ مین روتا ہون دل کی بیکسی پر ہا دل میرا

اگرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا
لیکن اس جور وجفا کا بھی سزاوار نہ تھا

لوگ کہتے ہین ہوا مظہر بیکس افسوس
کیا ہوا او سکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا

ہنسنے کی ہے تو یہ اور دہوم مین مچاتی ہے بہار
ہاے بس چلتا نہین اور مفت جاتی ہے بہار

توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے
آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہین

مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کو اپنے تو
یہ شیشہ بچتا ہے کسی میرزا کے ہاتھ

اگر ملنے تو خفت ہے نہ ملیے گر قیامت ہے
غرض نازک مزاجون کو محبت سخت آفت ہے

خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو
یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

**مظہر** تخلص مظہر حسین ملازم سرکار راجہ نہال سنگھ

دل سے دل آج ملے لب او چشم سے چشم
یون لپٹ سینے سے جانان کہ ہوا عید کا چاند

جلوہ فرما ہو خدا کے لیے آ بر سر بام — تیرے نظارہ کے خاطر ہی چڑھا عید کا چاند

معجز تخلص مرزا محمد رضا ولد مرزا اکبر علی مقیم کانپور شاگرد محمد علی خان مسیحا و خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

بد نامی محبت گیسو ہے سر کے ساتھ — ٹلتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین کی کب
کیون نہ شیرین کلام کہلاتے ہین — چوستے تھے کبھی تمہارے ہونٹھ
دم تقریر پھول جھڑتے ہین — شاخ گلبن ہین کیا تمہارے ہونٹھ

معروف تخلص نواب الٰہی بخش خان مرحوم دہلوی برادر خرد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جھرکہ خلف مرزا عارف جان مرحوم برادر شرف الدولہ قاسم جان مرحوم شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین تعلقات دنیا کو ترک کیا تہا سنہ ۱۲۴۲ بارہ سو بیالیس ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے پاکیزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کہان تک راز عشق افشا نہ کرتا — مثل یہ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
آئینہ سان کیا غرض ہم کو بد و نیک سے — سامنے جو آگیا ایک نظر دیکھنا
غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تھا — دیکھکر کڑھتا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
کی وصیت پہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات — سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
تھا شب وصل یہ احوال کہ ہر کھٹکے پہ — چونک پڑتا تھا کہ ابھی تو سحر آیا
بڑا سنتے تھے ہم روز قیامت اور روز — قیامت ہے بڑا اسکا دیکھا روز ہجران کا
جو بھیجا مرے خط کا وہ دلفریب جواب — تو کاہکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب
باغ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد — غیر سے وہ مرے پھولون مین ملا میرے بعد
ٹھوکر نہ مارین گر کوئی سجدہ انھین کرے — اللہ ان بتون کو بھی ہے کسقدر دماغ
وضو لو مانگ کے پانی خجل نہ کر معروف — یہ مفلسی ہے تیمم کو گھر مین خاک نہین
آپ جسوقت رقیبون کی قسم کھاتے ہین — ہم رقیبون کے انسوون کی قسم کھاتے ہین
یہ اوج خاک نشینی مین عشق نے بخشا — کرے ہے آہ مری آسمان سے باتین
نہ تو سوجھی ہے نہ انکار کیا جاتا ہے — رگ جان ہے کہ کمر کچھ نہین معلوم ہین

مے کے پینے سے تو ہر چند بناہی تو بہ … پر خجل وہ ہون بمنان سے کہ الٰہی توبہ
ساقیا دیکھا ہے کیا تار رگ ابر سیاہ … پر شرہ کرتی ہے جو کار رگ ابر سیاہ
دیکھی جوشش نے شدت وان بھی مری لگالی … کیا کیا ہنسی ہوئی ہے دیوار قہقہا کی
روٹھنے کو تو چلے روٹھکے ہم وان سے ولے … مڑکے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجاے
کسکی چشم شرگین نے بے اجل مارا مجھے … سر پہ میرے جو قضا آئی تو شرمائی ہوئی
بعد مرنے کے ملے میری سیہ بختی کی داد … نعش کے ہمراہ تھا وہ ہوئی سر کھولے ہوے
اِس بڑھاپے مین بھی کم ہو نگے لڑی ہے … سبزہ رنگون سے جھنا کرتی ہے گھری ہے
شب جو پہونچا تھا تصور مین نزاکت دیکھنا … صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہین کمر مین درد ہے
کیا چھٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے … ہاتھ ملتا ہون گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے
میرے مرنے پہ سوئے اوسیر خلق … مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی
کیسی بیرحمی خدا نے اوسکے جی مین ڈالدی … بات رونی کی مری سنکر ہنسی مین ڈالدی
خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ … جسطرف کو وہ چلے پتھر سے چلے

مظفر تخلص سید محمد علی ملازم راجۂ پٹیالہ باشندۂ مکن پور شاگرد انیس مرثیہ گو

لکھتے لکھتے اوڑکے پہونچا ہاتھ پر اوس شوخ کے … شوق نامہ کیا مرا بال کبوتر ہو گیا
ہمنے دیکھی نہ آنکھ بھر شب وصل … کدھر آئی گئی کدھر شب وصل

معز تخلص میر معز الدین باشندۂ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

غم پہ غم صدمہ پہ اک صدمہ نیا ہوتا ہے … سچ یہ ہے دل کا لگانا ہی برا ہوتا ہے
ست ستا حسرت دیدار کہ آیا ہون ابھی … وہ تو ہر وقت کے جانے سے خفا ہوتا ہے

معظم تخلص معظم خان خلف وزیر عالم خان باشندۂ الہ آباد

یہ شخص اودہی زلف معنبر کا ہے سارا … ڈوبی تھی کبھی عطر مین باد سحر ایسی

معقول تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

رقیبون پر غضب ٹوٹے ہم سے کہتے ہین … ہوا زخمی کوئی مرہم سے گئے ہین

معین تخلص معین الدین دہلوی شعرا انکے مریدا رہو سے ہین

مر گیا آج خدا بخشے معین خستہ — ایک موزون سا جوان تھا کبھی دیکھا ہوگا
لخت دل آنکھون میں کھینچ آتے ہیں کس شوق سے — میری مژگان پر گمان کرکے تمہارے تیر کا
نہ جانا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو — کیا طرز تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو
کھنچنے سے تیرے وصل کی شب بھی نہ وا ہوئی — یہ عقدہ ہاے دل ترے بند قبا ہوئی
تمہاری بات ہے کیا بے اعتبار کیا سنیے — اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کہیے
دیکھ کر بخیہ یہ کہیے ناصح — بندہ پرور مرا گریبان ہے

**معین تخلص معین الدین خان بداونی شاگرد سودا مقیم لکھنؤ**

قمری ہے فدا باغ مین شمشاد کی دھج پر — ہم صدقے ہین اے سرو روان تیرے اکڑ کا
اے ابر بہاری شب ہجران مین خبردار — وہ دامن ترا اس آگ کے شعلے سے نہ بھڑکے

**مقبل تخلص مقبل علی دہلوی نبیرۂ خواجہ عسکری کشمیری**

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہے — کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

**مغموم تخلص لالہ رام جس لکھنوی**

کب ہمین زندگی گوارا ہو — جب ترا غیر سے اشارا ہو
زیست ہو تب جب اوسکا یہان ہو گزر — یا وہان اپنا ہی گزارا ہو
جھوم کر بادل ڈراتا ہے مجھے جون فیل مست — دل کانپتا سا تھا اسوقت تیری یاد سے

**مغموم تخلص میر مشیت علی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق باشندۂ دہلی**

خیال چشم میگون مین قدم مستانہ رکھتے ہین — دوانے ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

**مفتون تخلص مرزا اکرم بخش داماد بہادر شاہ تخلص بہ ظفر**

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو — اک جام جا کے ساقی پیمان شکن کے پاس
آج وہ دن ہے کہ ہم بسمل ہین وہ خنجر بکف — دیکھتے ہین ہم ہو اللہ کی قدرت کو ہم

**مفتون تخلص عبد الرحیم شاگرد نظام الدین ممنون وطن انکا عرب مولد لکھنؤ**

اس درد سے آگاہ ہون بے رخصت بلبل — لیکن نہ کوئی پھول مرے خاک پہ آوے

**مفتون تخلص سید محمد رضا بلگرامی شاگرد مصحفی انسے دیوان اردو و قصۂ گنجینۂ محبت**

یادگار رہین تھوڑا عرصہ ہوا کہ قصبۂ آرہ مین انتقال کیا فارسی مین رضا تخلص کرتے تھے اور قتیل کے شاگرد تھے

| | |
|---|---|
| گر کرے زیب گلو وہ نوجوان سبز رنگ | فیض رنگ سبز سے تسبیح مرجان سبز ہو |
| یا ہرے ہین نے کہا تم کو تو عالم نے کہا | سبزے ہی کہتے ہے صاحب کشش کے تازہ ہو |
| ناصح انہ سنیگے لب نوشین کی قسم ہے | شیرین سخنی تیری ہمارے لیے سم ہے |

مفتون تخلص پنڈت لچھمی نراین ابن پنڈت گوبردھن داس متوطن فرخ آباد شاگرد مرزا غالب

| | |
|---|---|
| شاعری آخر اسیر دام الفت ہو گیا | چشم فتان مین ترے جادو کا اثر دیکھکر |

مفتون تخلص لالہ رگھوبر دیال ابن لالہ بیجو دیال متوطن فرخ آباد

| | |
|---|---|
| کب بعد مرگ آکے جنازہ اوٹھا سینگے | جب زندگی مین آکے نہ پوچھی خبر کبھی |

مفتون تخلص کاظم علی الہ آبادی معاصر سودا

| | |
|---|---|
| شکایت کیا رقیبون کی کرون ورق دیا لی | سمجھتا ہے نہین کچھ خاک بیہودہ خود بالی |

مفتون تخلص بدر الدین برادر دہلوی شاگرد فرزند علی موزون

| | |
|---|---|
| شمر خ جوٹا جو سیکر تو گلستان ہین گیا | شاخ گل کو بھی لگی رشک سے اکبار آتش |

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندہ ہو گلی بیشتر فارسی کہتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے آخر عمر مین انکی بصارت جاتی رہی تھی آٹھ دس برس ہوئے انتقال کیا

| | |
|---|---|
| جب تک طالع مسعود کی تائید نہو | ہمت ہو نہ کبھی عقل ہما سے پیدا |

قطعہ

| | |
|---|---|
| یاد مین اوس گل کے رویا صبح جو گلشن مین | بلبلان باغ مین اک سخت ماتم ہو گیا |
| غنچہ نے پھاڑا گریبان گل کا اوس جاک تھا | چشم نرگس سے بھی جاری اشک شبنم ہو گیا |

مفتون تخلص سید ہادی علی خلف سید فضل علی بانسی والی باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

| | |
|---|---|
| نا کتہ مین تجہ سے اور خواہش ہے بیادل مین | یا جذالب پہ ہے یا رحمت ترسا دل مین |

آرزو خلد کی ہمکو نہین اے غیرت حور | تیرے کوچے مین رہین ہم یہ تمنا دل مین

**مقبول** تخلص مسٹر اسٹلین ڈیسلوا صاحب قوم پرتگیز باشندہ اکبرآباد شاگرد مرزا اعظم علی اعظم

نکالون کسطرح پہلو سے تکڑا اوسکے پیکان کا | کہ مدت مین گزر دل مین ہوا ہے کچ مہمان کا
نکلے و داغ نہین ہے نگاہ دل مین گر لب پر | سٹکتی پھرتی ہے گھبرا کے جسم زار مین روح
عجب تیرے کشتے کا و لوازم سے | نہ تابوت لحد ہے نہ تار کفن ہے

**مقبول** تخلص محب علی عطر فروش رامپوری

آئون تو لالہ بادیہ ذربان ترے کہین | مفلس سمجھ کے مجھکو نہ بے آبرو کرین

**مقبول** تخلص سید مقبول عالم خلف سید بدر عالم باشندہ بہاری شاگرد مقصود عالم مقصود

صبح سے ایک تازہ شگوفہ وکھلا جاتے ہین | غنچہ گل ہوگئے ہین گل شرم سے کھلاتے ہین

**مقبول** تخلص مقبول نبی دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص شاگرد ثناء اللہ خان فراق

دسترس رکھتا ہے جو پاے حنائی تک نصیب | یا الٰہی ہاتھ اوسکا ہووے شانہ سے جدا
ہوش خرامی کا جب خیال کیا | ایک عالم کو پائمال کیا
نگاہ تو لگی ہے یار افسوس | آہ افسوس صد ہزار افسوس
ہر بات مین ہر کا وٹ طرز ادا تو دیکھو | ہر آن مین بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

**مقبول** تخلص لالہ جسکرن رائے ولد چھی لال مرادآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد منشی منیڈولال زار کچہری سلطانی لکھنؤ کے فرمان نویس تھے

عزیز و یوسف کنعان کی چاہ مین اب تو | کنوے جھکانے لگا مجھکو ہزار دل میرا
لوگ روتے ہین قضا سر پہ کھڑی ہنستی ہے | زعفرانی ہوا جب سے ترے بیمار کا رخ

**مقبول** تخلص مرزا ابراہیم بیگ خلف مرزا احمد علی بیگ شاگرد مصحفی وطن انکا صفاہان مولد دہلی

مین یہان خون رو تا ہون ہاتھون اوسکے | جو پاؤن مین اوسکے حنا باندھتے ہین
گل لگتے جو وہ شادی کی پوشاک مین نکلے | سو طرح سے کہ اوسمین بھی بسیاختہ ہین نکلے

**مقبول** تخلص سید جان باشندہ ڈھاکہ مقیم مرشدآباد شاگرد ابو علی برق جاہل شخص تھا کلکتہ مین بھی آیا تھا اس شخص کو ڈھاکہ اور مرشدآباد مین دیکھا تھا

اس جلے دل کا ہمارے وہ طلبگار نہین
ہین آتش زدہ کا کوئی خریدار نہین

معتقد ور تخلص میر محمد ابراہیم شاگرد و مرید حضرت شاہ نعیم اللہ قادری معروف بہ برہنہ شمشیر باشندۂ نصر نگر شاعر نامی جینا پٹن مدراس ہین وہان کے باشندے انکو ملک الشعرا جانتے ہین یہ پہلے رسالۂ انگریزی مین نوکر تھے پھر نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوئے ایک مثنوی بھوپال تال کی تعریف مین خوب کہی ہے

وقت حمام اوس پری کا دیکھ لے گر زنگبار
بنکے آوے قرص خورشید قیامت سنگ پا

مقسوم تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا امام بخش خوشنویس باشندۂ الہ آباد

ہون قید وصلے لب پہ مرے آہ نہین ہے
دیوانہ ہون کوئی مری ہمراہ نہین ہے
ہے وصل کی خواہش مجھے مشتاق لقا ہون
مین مرتا ہون اور اوسکو مری چاہ نہین ہے

مقصود تخلص مقصود بیگ لکھنوی

بوسہ لینے مین خفا ہوتے ہو کیون مشفق من
بوسہ وہ شے ہے کہ دونون کو مزا ملتا ہے

مقصود تخلص سید مقصود عالم رضوی باشندۂ بہاڑی شاگرد مرزا غالب و نواب عاشور علی خان صاحب مثنوی و دیوان اردو و فارسی ہین

سرو و شمشاد سے ہے وہ قد آزاد الگ
جیسے مضمون کسی شاعر کا خداداد الگ
دوست وہ ہے کہ رہے دوست کا مشکل مین شریک
مجھسے فرقت مین نہ ہوا یہ دل ناشاد الگ

مقیم تخلص منشی محمد مقیم منشی پلٹن انگریزی باشندۂ ہوگلی شاگرد مولوی وحید الدین فرد

فکر کرنیکے لیے تو سوچ مین بیٹھا ہے مقیم
ملک ہستی سے تجھے بھی ہے سفر جانا

ملال تخلص محمد رضا خان لکھنوی شاگرد ناسخ

اوڑھنی چٹی کی اوڑھی اوسنے وہان لا کے سر
سیکڑون گرنے لگین یہان بجلیان بالکا سر

ملک تخلص بابو جگنا تھ پرشاد ملک رئیس کلکتہ شاگرد میر باسط علی محوی راقم کے دوست تھے [illegible]

دل پہ اک سانپ سا لہراتا ہے اوسوقت ملک
زلف جانان کی صبا سے کے جو بو آتی ہے

ملول تخلص محمد یار باشندۂ گھڑاون مقیم دہلی

کسکی مژگان کی چھیڑ ہے کہ ملول
دل مین کچھ خار سا کھٹکتا ہے

ممتاز تخلص سید میان باشندۂ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

بھول کر ممتاز کس کو دل دیا
جان سے دشمن ہے تجھے کیا ہو گیا

ممتاز تخلص ممتاز الدولہ مرزا احمد حسین علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ

شکوہ عبث ہے اونکی توجہ ادھر نہین
وہ دل نہین وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین

ممتاز تخلص مرزا قاسم علی خلف مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

تمکو دیتا ہون قسم اے حاضران بزم یار
بھولے سے جو کبھی یاد میری بھی دلا یا جائے

ممتاز تخلص حافظ فضل دہلوی شاگرد سودا مقیم فیض آباد

ترے ہی واسطے آئے عدم سے ہم یہانتک
وگرنہ ہستی ناپایدار مین کیا تھا
ہمارے رونے سے دل کا بخار اوٹھتا ہے
کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

ممتاز تخلص مولوی نور احمد دہلوی

زلف مہ رو مین یہ دل جب سے گرفتار ہوا
موبمو نام خدا محرم اسرار ہوا
صاف آئینہ سے ہوا روشن
منہ ہی دیکھے کی جگ مین الفت ہے

مملو تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھا یا آپنے
قمری و بلبل کو آپس مین لڑا یا آپنے

ممنون تخلص میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا استاد محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ولد میر قمر الدین منت ملقب بہ ملک الشعرا وطن انکا سونی پت مولد و جائے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے اجمیر مین عہدۂ صدر الصدوری پہ مامور تھے شعر انکے بہت خوب ہوتے ہین سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ ہجری مین دہلی مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند انکی وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

گمان نہ تجھ پہ کرون کیونکہ دل چرانے کا
جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا
کسیکے ہونٹھ کے ہلتے ہی بس تمام ہوئے
عذاب تھا نہ ہمین گالیان بھی کھانے کا
یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ
اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا
کیا فریفتہ کہہ سکے حال دل اوسکو
اثر مضمون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا

چاندنی بار گئی اس دل زخمی کو رات
کسقدر شرح گرانباری غم لکھتے تھے
کسنے تیرے سینے سے ملے دیدۂ تر رات
بخدا بندہ کو وہی حظ آزادی ہے
الٰہی جو وعدے ہین وفا کسطرح ہوونگے
بندہ ہون جسکی صورت عشق مجاز کا
شغل شب فراق یہی تھا کہ دھیان مین
تجھے کچھ یاد ہے یہ علاوہ عالم عشق نہان کا
بیتابی دل تیرے شہیدون کی کہان جا
کہے ہو دیکھ مجھے صورت آشنا سے ہو
لے لیا بوسہ تو اوسنے دین نہ کیا کیا گالیان
گلشن اقبال تک مردونکے کب پہونچی خزان ملک
شعلہ زن رہتا ہے سوز دل سے پہلو مین مر
جو یہی رخسار کو رہتا ہے منہ اوسکی طرف
خاک پر آکر مرے کہنے لگا وہ حیرت زدہ ر
ہجوم غمزہ و خیل کرشمہ لشکر ناز
دلمین جو جو ہے نکالین وہ ذرا بول کی خو
کس بے ادب کو عرض ہوس ہرگز مین ہے
یون کرے چارۂ بیماری اغیار وہ کب
مین نثار اوس شوخ کے اپنی بلائین لے لین
مدت سے آب ہو کے بہا چشم تر کی راہ
بے چین شب وعدہ رکھے ہے خلش دل
یہ حسنگی گر آرزو دم ذبح

مہر تو انداز یہ لکھا رخ پر نور کا
کہ مرے نامہ نے بازوے کبوتر توڑا
پژمردہ جو پھولون کا سحر بار نہ پایا
نامہ اغیار کو گرانی رقم ہووے گا
نہ دہان خوبان آنے کی نہ یان شیوہ تقاضا کا
ہر آئینہ مین جلوہ ہے اوس جلوہ ساز کا
تک ایک شکن گنا تری زلف دراز کا
شگاف پردہ سے کیا تھا اشارہ چشم فتانہ کا
کچھ کم رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
ہزار جی سے ہون قربان اس تجاہل کا
یہان گنہ سے بھی زیادہ ہے عذر تقصیر کا
سبزہ پژمردہ کبھی دیکھا نہین شمشیر کا
جون زبان شمع ہے پیکان اوسکے تیر کا
سیکھیے آئینہ سے کوئی عمل تسخیر کا
معتقد ہون جذبہ الفت کی مین تاثیر کا
عجب سیاہ سے ٹھہرا مقابلہ دل کا
آج اوس شوخ سے لڑ لیجیے دل کھول کر خوب
آنکھ اوسنے بزم مین نہ اوٹھائی تمام شب
یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا قسمت
آئینہ مین زلف چھوٹی اپنے منہ پر دیکھکر
ممنون کیا بیان کرون ماجرا سے دل
لیجاتی ہے سو مرتبہ در تک طپش دل
جلاد ہی کو تابا نتنگے ... ہم

اوس مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم مرگ ‏ — گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھیے کیا ہو
آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھ کو ‏ — جسلیے تجھکو بنایا ہے دکھاؤن تجھ کو
جگر کے دود سے رنگین نشان آہ کیے ‏ — دل شہید کے غم مین علم سیاہ کیے
قتل کر سیماب کو اپنے کہ یہ ہے کیمیا ‏ — یعنے گر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے
طالع خفتہ نہ بیدار ہوئے اپنے کبھی ‏ — گو یہ نالے تو ہین سوتون کے جگانیوالے
مہربانی کے تصدق لگ کے سینے سے مرے ‏ — یون لگے کہنے کہ ممنون آرزو کچھ اور ہے

ممنون تخلص میر امانت علی عظیم آبادی شاگرد فرزند علی موزون دہلی مین واسطے تحصیل علم کے گئے تھے

اے وائے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو ‏ — جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شاگرد میر نور الدین نویدیہ میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تھی لکھنؤ مین جا کر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا وہان سے کلکتہ مین آکر سنہ ۱۲۰۸ بارہ سو آٹھ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تھے اشعار فارسی انکے قریب ڈیڑھ لاکھ کے ہونگے

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے ‏ — ہردم جو کہو کہ جائینگے ہم
گر اوس لب جان بخش کی کچھ بات سناؤن ‏ — عیسے بھی جو کچھ پوچھے تو صلوات سناؤن
آہ اب کثرت داغ غم خوبان سے مدام ‏ — صفحۂ سینہ مرا از جلوۂ طاؤسی ہے
ہے مری طرح جگر خون ترا مدت سے ‏ — اے حنا کسکی تجھے حسرت پابوسی ہے

منتظر تخلص نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی عزیز بدر علی شاہ شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

ہردم خیال یار جو پیش نظر رہا ‏ — ہجران مین بھی وصال ہمین بیشتر رہا
ہر وقت سیان آنکھ لڑانا نہین اچھا ‏ — ہر بات مین تیور کا چڑھانا نہین اچھا
کسکی تو جستجو مین تھا خورشید ‏ — شام کا جو گیا سحر آیا

وہ دل لیکر چلا جانا کسی کا ٭
یہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا ٭

سحر پر وہ فاش نالہ نے گہ آہ نے کیا
رسوا ہے خلق ہم کو تری چاہ نے کیا

کل شب وصل جو تھی کیسی مچائی تھی دہوم
بولتا آج نہین مرغ سحر آخر شب

چاہت مری دل کی آزما دیکھہ
ظالم کہین تو بھی دل لگا دیکھہ

تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے
وہ جو بات منہ سے نکالی تھی اوسیکا مجھکو نباہ ہے

تم ہو اور حسن ہے اور ناز خود آرائی ہے
ہم ہین اور عشق ہے اور کوچہ رسوائی ہے

ایکدم مجھکو در یار سے اوٹھنے نہ دیا
ناتوانی بھی مری زور توانائی ہے

تم نے کہا زبان سے اپنی جو چل موئے
گزرا ہمین یقین ہے ہم آج کل موئے

جاؤن کہان مین یہ بہی ہے کوئی غضب کا وقت
کہتے ہو آدہی رات کو گہر سے نکل موئے

رہے منتظر منتظر یار کے
یہ دیدے ندیدے ہین دیدار کے

منتظر تخلص خواجہ بخش اللہ معاصر سودا باشندہ عظیم آباد

یہی ڈھب جو تیرا مرے یار ہوگا
قسم تیغ کی ایک خونخوار ہوگا

منتظر تخلص میان جان خان باشندہ کوٹلہ ڈہولک بجانے مین کمال تھا

منتظر مر نہ گیا اے شب ہجر مین تو
سامنے اوسکے پڑا مجھکو پشیمان ہونا

منتظر تخلص شیخ ناصر الدین اکبر آبادی

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے
ہاتھہ ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منتظم تخلص امتیاز الدولہ محمد باقر علی خان بہادر لکھنوی شاگرد مہدی علی خان کوثر اندنون مٹیا برج متعلق کلکتہ مین رہتے ہین

یہی حسرت رہی اے یار پریزاد مجھے
تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے

خاک ہو کر ترے دامن تلک آیا ہون نہین
اب تو برباد نہ کر اے ستم ایجاد مجھے

منتہی تخلص مرزا محمد سیتا بیگ خلف مرزا عبد القادر باشندہ لکھنو شاگرد انشا صاحب دیوان ہین

بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیم جان
زلفین ہوئی ہین یار کی اب تو کمر کمر

منخور تخلص منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی مرحوم حیدر تخلص باشندہ چیچڑہ متصل ہوگلی انکا مولد چیچڑہ جاے تربیت دار الامارت کلکتہ فکر بلند و طبع ارجمند رکھتے ہیں کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہیں صاحب دیوان ہیں

ہیں اپنی ہی زلف و رخ پہ مائل خیال انکو ہو گیا کسی کا
بس اندنون سر چڑھا ہے شانہ نصیب جاگا ہے آرسی کا
زبان پہ تیری ہی گفتگو ہے نظر میں ہر وقت تو ہی تو ہے
نہ حور کی دل میں آرزو ہے نہ شوق رکھتے ہیں ہم پری کا
ہیں بدگمان چرخ کینہ پرور وہ بیوفا تند خو ستمگر
نبھے گی منخور اونسے کیونکر وصال میں بھی ہے ڈر اسی کا

غیر ممکن ہے مداوا عشق کے آزار کا
منہ تکے حیرت سے عیسے بھی ترے بیمار کا
ذکر اغیار کا سن سن کے مرا دم الجھا
چین سے وصل میں بھی یار نے لینے نہ دیا
قتل ہو کر آج میں چھوٹا عذاب ہجر سے
خون ناحق کا مری گردن پہ احسان ہو گیا
لائیگا کہاں سے کوئی پتھر کا کلیجہ
صدمہ نہ اوٹھیگا شب ہجر انسان کا
شرما کے منہ چھپاتے ہیں کس کس ادا سے آہ
کرتے ہیں ہم جو صبح کو ذکر اونسے رات کا
کیا ہوا حضرت منخور کہو خیر ہے کچھ
نام سنتے ہی جو روتے ہو شکیبائی کا
بزم اغیار میں جاگے ہو مقرر شب کو
شمع رو آج نظر آتا ہے چہرا اوترا
فسانہ اپنے رونے کا بتون میں مشتہر ہوگا
بنے گا گوہر گوش صنم ہر قطرہ آنسو کا
آلائش جہان سے رہیں پاک سر بلند
آلودہ ہو نہ گرد سے دامن سحاب کا
کب راستی سے ہووے تنک وضع آشنا
سیدھا نہ ہو سکے کبھی ساغر حباب کا
بتون سے کر نہیں سکتا کبھی گلہ دل کا
عجب طرح کا ہے نازک معاملہ دل کا
آٹھون حاصل ہیں ہواے برشگالی میں مجھے
باغ مطرب شیشہ ساقی خم سبو ساغر شراب
جام مے پیتے ہی زاہد کیون نہ بہکے میکشو
مست کر دیتی ہے کم ظرفون کو چلو بھر شراب
چشم نرگس خط ہے سبزہ قد شجر گل روے دوست
لب ہے برگ گل دہن غنچہ ہے سنبل موے دوست

وہ کھلے بالوں مری نعش کے ہمراہ ہوئے
ہزار شوق رہائی نثار پابندی
دیا مستی میں بوسہ تو کہا
کون کہتا ہے غم عاشق نہیں معشوق کو
نالۂ بلبل کو شاید بے اثر سمجھے ہیں آپ
حلق سخور پہ ترک کی نہ چل غمزے سے
خالی نہیں ہے عشق سے دنیا میں کوئی شے
ضعف سے جوش جنوں میں بھی ہیں بیکار قدم
ہاتھ کے جامہ دری دشت نوردی کب تک
زاہد و نہیں زاہد اور میخوار و نہیں ہوں
اگر یوں نہیں رہا جوشش سرشک دیدۂ نم
توبہ سے توبہ کرتے ہیں انسان اس جگہ
چڑھا خنجر بکف مخمور جب وہ ترک سینے پر
رندوں کی جوش گزرتی ہے بزم شراب میں

بعد مرنے کے کھلا نالۂ دستگیر کا پیچ
ہزار حسرت پرواز ہے فدائے قفس
ہوش میں آؤ یہ کیسا اختلاط
مرگ پروانہ پہ سر دھنتی ہے بیتابانہ شمع
دیکھیے چلکر ذرا قاتل کے گریبان کی طرف
اتنی اٹکھیلیاں اے خنجر تیرا ان کب تک
لازم ہے آدمی کو کسی سے لگائے دل
بیٹھ جاتا ہوں جو چلتا ہوں کبھی چار قدم
تھک گئے ہاتھ بس اب ہو گئے بیکار قدم
غافلوں میں غافل اور ہشیار ہشیاروں میں ہوں
حباب آسا ہے گا گنبد افلاک پانی میں
دیر مغان سے شیخ یہ بیت الحرم نہیں
سراسر کھنچ گئی تصویر اوسکی چشم حیران میں
مرتا ہے شیخ خدشۂ روز حساب میں

طرب کے سامان بہم ہیں یکسر ہے بزم بزم فلک سے بڑھکر
دماغ اپنا ہے آسمان پر وہ ماہ پیکر جو ہے بغل میں
ہوئی ہے مہر و فا سے خلقت سرشت میں اپنی ہے محبت
بھری ہے سر میں ہوائے الفت ہے آتش عشق آب و گل میں

ہے دل ساقی کو اپنی اوسکے عارض کا خیال
یہ صفائی رخ سے حیران ہے تو وہ زانو ہے
ساقیا رعد کی آواز کہاں آتی ہے
پیش حق ہو کسی طور سے باطل کو فروغ
کرم ہو ساقی رحمت کا مستوں کی بن آئی ہے

آئینہ کا ہو گیا ہے عاشق زار آئینہ
آئینہ بھی بنگیا تصویر پشت آئینہ
مکیشی کے لیے کرتی ہے تقاضا بدلی
لاکھ پوجے کوئی پر بت بھی خدا ہوتا ہے
چمن میں کیا ہے متوالی گھٹا ہر سمت چھائی ہے

یاد رخ پر نور نے پھونکا مرے دل کو
کعبہ مین بھی لو آگ لگی شمع حرم سے

کیا لال لال نشہ کے ڈورے ہین ہاہا
آنکھون مین صاف ڈھنگ ہین صبح بہار کے

باندھو ہو عبث نہ قتل پہ مخمور کے کمر
کیا ہاتھ آئیگا کہو عاشق کو مار کے

خلخال یار کہتی ہے عاشق جو ہو کوئی
پامال کیجے خاک مین اوسکو ملائیے

ابھی باندھے گا ہاتھون ہاتھ وہ شوخ
نہین یہ شوخیان اچھی حنا کی

ہوا وہ بت نہ ہرگز رام اپنا
خدا سے مین نے کیا کیا التجا کی

جنون شور افزا ہوا چاہتا ہے
پھر اک حشر برپا ہوا چاہتا ہے

منتظر باران رحمت کے ہر اک میخوار ہین
مانگ اے زاہد دعا بہر خدا برسات کی

فراق یار جانی مین یہ ضعف و ناتوانی ہے
لبون تک جان زار آئی تو وہ بھی لاکھ مشکل سے

ہمارے ساتھ جب اوس شعر دکی گرمیان دیکھین
رقیب روسیہ جل جل کے نکلے شب کو محفل سے

ضبط سے کچھ نہ بن پڑا صبر ذرا نہ ہو سکا
پھر مجھے جان مضطرب اوسکی گلی مین لیچلی

مجھ سے پڑھوائے وہ خط غیر کا اے وائے نصیب
یہ بھی تھا اپنے مقدر کا نوشتا کوئی

ذکر کرتا ہے اگر میری وفا کا کوئی
شرم سے سر کو جھکا لیتا ہے کیسا کوئی

بیٹھو بیٹھو اجی بس نام نہ لو جانے کا
آج سنتا ہے کہان وعدۂ فردا کوئی

بزم رندان مین عجب عیش و طرب کا جوش ہے
عرش اعلی تک زمین سے شور نوشا نوش ہے

فصل گل مین بادۂ گلرنگ سے انکار کیا
زاہدا توبہ سے توبہ کر تجھے کچھ ہوش ہے

**فلسفی** تخلص میر محمد حسین خوشنویس خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن خوشنویس وطن انکا ایران مولد دہلی مدت تک لکھنؤ مین مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار مین متعلق تھے

نہ پوچھو اوس پری کے حسن کا عالم وہ آفت ہے
بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے

نہ کچھ دیر سے مطلب نہ طوف حرم کیجے
تنگ آیا ہے جی ہستی سے تا کے سیر عدم کیجے

**فلسفی** تخلص غلام احمد شاگرد مرزا مظہر باشندۂ دادری متعلقۂ نارنول پیشتر واقف تخلص کرتے تھے شعر فارسی اچھا کہتے تھے

چرا لیتا ہے نقد حسن کو آئینہ آنکھون مین
خدا کے واسطے ٹک کر حیا کو پاسبان اپنا

ملشی تخلص مولچند کایتھ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ۱۸۳۳ء اٹھارہ سو تینتیس عیسوی مین انتقال کیا انکا شاہنامہ اردو نظم نظر سے گزرا

| | |
|---|---|
| دو چار آئینہ ہر دم وہ رشک ماہ ہوا | پر اک نگاہ سے شرمندہ مین نگاہ ہوا |
| کبھی نہ یہان سے ہون آزاد اس ہوس مین ہین | تمھارے پاس تو ہین گرچہ ہم قفس مین ہین |
| چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت | اسلیے لوگ تمھین آفت جان کہتے ہین |
| خواہش نہین کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے | یہ آرزو ہے سینے سے وہ سیمبر لگے |
| زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا | کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی |

ملشی تخلص عجائب راے مقیم مرشدآباد شاگرد شاہ قدرت اللہ خان قدرت

| | |
|---|---|
| تیرے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھولے | غوطہ جب مار سکے آب گہر مین ناخن |

منصف تخلص مرزا احمد بخش بہادر دہلوی خلف مرزا خجستہ بخت بہادر شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

| | |
|---|---|
| نرکھ یاد زلف سیہ فام اے دل | یہ لاوینگی سر پر بلا یاد رکھنا |
| ہمیشہ تو باتین بناتا ہے مجھسے | یہ باتین تو اے بیوفا یاد رکھنا |

منصف تخلص منصف علیخان عظیم آبادی مقیم دہلی قوم افغان شاگرد نظام خان معجز فارسی مین مہارت تام رکھتے تھے

| | |
|---|---|
| گر عشق ترا یہ ہے تو پھر دست جنون سے | دامان رہےگا نہ گریبان رہےگا |
| خیال جاے ترا کیونکہ میرے سینے سے | جدا ہوا ہے کہین نقش بھی نگینے سے |
| مکھڑا ترا خورشید ہے اور ابر سیہ زلف | ہین اختر تابندہ ترے کان کے موتی |

منظور تخلص منشی آفرین الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین تخلص داروغہ ضلع راجشاہی باشندہ موضع جوت بیرتاب متعلق ضلع مالدہ شاگرد راقم الحروف طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

| | |
|---|---|
| اوڑا اسکے خط کے پرزے کھولکر دیکھا جو نام اپنا | ہزارون گالیان قاصد کو دین سنکر سلام اپنا |
| خدا جانے کیا ہے قتل کسکو آج قاتل نے | کہ گھبرایا ہوا مقتل سے آیا غرق خون ہوکر |

سکۂ داغ جنون سے دل تو مالا مال ہے
اور ہم شمس و قمر آگے مرے کیا مال ہے

ہین موسانپ کی بانبی ہے یا زلف مین
سے ہے زبان مار جو تن پر ہمارے بال ہے

آہوے چشم بتان کو جو پھنسا لیتا ہے صاف
جوہر آئینہ اے منظور طرفہ جال ہے

غم ہجر بتان کا ابتو صدمہ اوٹھ نہین سکتا
الٰہی باز آیا اسطرح کی زندگانی سے

منظور تخلص بابو خان دستاربند ولد شاکر خان صوبہ دار پلٹن انگریزی باشندۂ کانپور شاگرد مولوی فرد

مصنوع خلق اور خدا ساز اور ہے
کب آسکے بوے غنچۂ تصویر ناک مین

منظور تخلص سید وزیر علی خلف مولوی امیر علی باشندۂ چھانی ہمشیر زادۂ و شاگرد مقصود عالم مقصود

کف پا کو رہین ہیں الفتین صحرا نوردی سے
بنا مژگان چشم آبلہ کا نٹا بیابان کا

منعم تخلص مکند لال قوم کایتھ شاگرد پنڈت نراین داس ضمیر باشندۂ دہلی

ہوا جبدم خرامان وہ پری پیکر گلستان مین
ہر اک گل آنکھ نیچے کر رہا تھا جو چمن مین تھا

منعم تخلص منشی موہن لال شاگرد نصیر دہلوی بیشتر فارسی کہتے تھے

کہین ایا ہے دلا آج قد یار نظر
کچھ قیامت کے سے آثار نظر آتے ہین

منعم تخلص مولوی شبیر علی شاگرد حضرت مرزا مظہر جان جانان چونکہ سبحانی طوایف پر عاشق تھے بیشتر اوسکے نام کو غزل مین مندرج کرتے تھے

کیون نہ ہو عالم مین اوسکی آبرو
جا لگا موتی تمہارے کان سے

منعم تخلص قاضی نور الحق قاضی بریلی اشعار فارسی نہایت مرغوب کہتے تھے

وہ نوک مژہ اجب سے مرے دل مین گڑی ہے
ایسی تو کھٹکی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منور تخلص منشی منور حسین سالن ترجھانا بلی

وہ کاکل اس دل پر داغ سے ہین یون ہمکل
کہ جیسے مور کو دیکھ آئین اضطراب مین سانپ

جو بال اوسنے نہانے کو کھولے دریا مین
ہزاروں لگ گئے لہرانے موج آب مین سانپ

منور تخلص میر منور علی

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا — عیش جاتا رہا جوانی کا

**منیر تخلص میر نظام الدین خلف شاہ شبیر علی**

یون تو خط اوسکو مین اسے پیک صبا لکھونگا — لیکن احوال جدائی کا جدا لکھونگا

**منیر تخلص میر آفتاب صیقل گر شاگرد حاتم**

آبلے پڑتے ہین جبر جا کہ گرے ہے قطرہ — ہے مرے اشک کے پانی مین اثر آتش کا

**منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد رنگین**

یار کا کچہ وصف خط کر نہ سکے گا رقم — کیسا ہی گو آپ کو آپ ترا شے قلم
جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیان کرین — کنگھی کا دانت توڑکے اپنی زبان کرین

**منیر تخلص وجیہ الدین دہلوی خلف شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا**

جی جلا جسسے یہ ہیان ہمسے طلبگارون کا — اوڑ گیا رنگ وہان یار کے رخسارونکا
فرہاد سے کہتی تہی تیشہ کی زبان ہردم — مغموم نہ ہو نادان سنگ آمد وسخت آمد
اس باغ جہان مین کبھی پہولے نہ پہلے ہم — جون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم
اے عزیزو وقت یار سے کیا چاہتے ہو — چاہ مین دیدہ ودانستہ گرا چاہتے ہو
بنا سرمہ کا دنبالہ قریب چشم گلرو ہے — زبان باہر نکالے حسن کی گرمی سے آہو ہے

**منیر تخلص سید اسمعیل حسین ولد منشی احمد حسین شاکر شکوہ آبادی شاگرد رشک باشندۂ لکھنؤ صاحب دو دیوان ورسالہ سراج منیر ہین انسے الہ آباد مین ملاقات ہوئی تہی**

ہم حسینونکی بہوون پر رکھتے ہین اپنی نگاہ — روندتے ہین سبزۂ شمشیر ابرو پاؤن سے
ساون مین بہی وعدہ کبھی پورا نہین کرتے — باتون مین جھلاتے ہین وہ اچھا نہین کرتے
کب دل مرا تقریر سے کھٹا نہین کرتے — تم اپنی ترشروئی سے چوکا نہین کرتے
گرمی مین جلانے کیلئے دیتے ہین چھیٹے — خس خانہ مین بہی دل مرا ٹھنڈا نہین کرتے
بھاری ہے بنت اوسکی نزاکت کو نہاتے — کب بوجہ سے کرتی کے وہ لچکا نہین کرتے
مین چاہتا ہون اور کسی کو خدا کی شان — چپ رہیئے بس یہ آپ کی کہنے کی بات ہے

**مواج** تخلص منشی عبد الرحمن نائب محافظ دفتر دارالقضا ہائی کورٹ کلکتہ خلف منشی غلام حسین مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم شعر اچھا کہتے ہین

رہتا ہے تصور جو تری جلوہ گری کا
ہے موج ہوا پر بھی گمان بال پری کا

ہشیار رہو غفلت مین نہ یون عمر کو کاٹو
چارہ کرو مواج کچھ اس بےخبری کا

خاک ہو عیسی مریم سے مرے دل کا علاج
یہ مرض وہ ہے کہ جسکا نہین درمان پیدا

سو ٹکڑے اگر دل ہے تو سینہ مرا صد چاک
احوال نہ کچھ پوچھیے مجھ خستہ جگر کا

بھیجون خبر مین یار کو ٹیلیگراف مین
معلوم تا کہ ہو اوسے حال اضطراب کا

جو کہ روشن دل ہین اونکو خوف سوائی کہان
سر کھلے رہتی ہے ہر دم بر سر بازار شمع

لب بلبل نے سے رندونکے ہو کیون چین بجبین
دختر رز ہے یہ واعظ کی تو ہمشیر نہین

اپنے داغ دل سوزان سے جو دیتا تشبیہ
ماہ مین گرمی خورشید قیامت ہوتی

کیا ہوئی اوس سے خطا اور کونسی تقصیر تھا
تم گران خاطر ہوئے ہو عاشق دلگیر سے

**موج** تخلص خدا بخش قوال اکبر آبادی اپنے فن مین اچھا دخل رکھتا تھا بیشتر دہلی مین رہتا تھا لکھنؤ مین جا کر فوت کی

لاکھون کٹوا دیے سر آن مین ہنستے ہنستے
اے مری جان کوئی تو تو تماشا نکلا

**موج** تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین علی لکھنوی شاگرد رشک

شب فراق مین جب دیکھتا ہون چاند کو مین
تڑپنے لگتا ہون یاد آتے ہین تمھارے گال

نہ کسطرح سے کہون آسمان حسن تجھے
چکور خط ہین تو ہین چاند تیرے پیارے گال

وہ نہانے کو جو آیا لب دریا اے موج
بنگیا بحر حبابون سے سراسر آنکھین

**موجد** تخلص شیخ قادر علی ولد شیخ چراغ علی لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گذرے

آگیا جو یاد کوچہ اک بت خودکام کا
نکلے ہم کعبہ سے جامہ پھاڑ کر احرام کا

نوجوانی مین بھی جھک کر ملتے ہین پیر فلک کی طرح
ہمکو رہتا ہے خیال آغاز مین انجام کا

بام گردون پھاند جا فکر عالی تو سہی
ڈھونڈ لاؤن عرش سے مضمون تمھارے بام کا

| | |
|---|---|
| پرتو جو رو سے یار کا پڑ جاے آب مین | پتلی ہو عکس خال کا چشم حباب مین |
| مسی وہ ملتے ہین بوسہ سے لیے مین مانگا | سیاہ کار ہوئے لب گنہگار زبان |
| لپٹینگے آستین کیطرح اپنے ہاتھ بہی | ہٹتے اگر چہ ہینگے وہ پیاری سی کلائیان |
| گھل گیا ہون کیا فراق یار مین ناتوان | تھا گلے مین آگیا ہے اب گریبان پاؤن مین |
| کسطرح کہیے ترا برگ گل تر لب ہے | سخت باتون سے یقین ہوتا ہی پتھر لب ہے |
| قطرے چھلک کے گرتے ہین جام شراب سے | ساقی ستارے ٹوٹتے ہین آفتاب سے |

**موجی** تخلص موجی رام لکھنوی خلف دیوان جھتر بیت ملازم بہار الدولہ نواب حسین علیخان شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

| | |
|---|---|
| جاؤنگا تیشہ لیکے سوے بیستون اگر | ٹھہرینگے سامنے مرے کب کوہکن کے پاؤن |

**موزون** تخلص میر نواب لکھنوی خلف میر بندہ علی شاگرد مظفر علی اسیر صاحب دیوان ہین

| | |
|---|---|
| کسکی سنتا ہے وہ بت اور ہی نقشا ٹھہرا | ایک پتھر کی اوسی غیر کا کہنا ٹھہرا |
| پائے صنم ہے اور ہمارا سر نیاز | لکھا ہے جو مٹیگا نہ لوح جبین کا |
| سبزے مرد وہ ملتے نہین بے چوب چل سکتے نہین | ڈھونڈ ہتے پیری مین ہین کیا کیا سہارے ہاتھ پاؤن |
| جام ہے ہر گل صراحی غنچہ ساقی ہے بہار | نکہت گل ہے شراب روح پرور باغ مین |
| مجھ تیرہ روزگار سے اٹھو زلف مت الجھ | دیکھین ہین ظلمتین شب فرقت کی آنکھ سے |

**موزون** تخلص میر فرزند علی باشندہ سہسوانہ شاگرد شمس الدین فقیر ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے دہلی و لکھنو کی سیر کی تھی ۱۲۲۹ بارہ سو انتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

| | |
|---|---|
| شمع ہر بزم نہ ہونا ہرگز | دل جلو نکا بھی کبھی کیجیے گا |
| چپ رہتے رہتے آن پڑی اپنی جان پر | تو بھی نہ لاے ہم ترا شکوہ زبان پر |
| اپنے کوچہ کو خار بست کیا | یہ نہ جانا برہنہ پا ہین ہم |
| نرگس کا پھول بھیجا ہے نامہ مین یار کو | معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو |

پھول جھڑتے ہین ترے منہ سے مری آنکھون سے
حسن اور عشق مین کیا خوب گل افشانی ہے

وابستہ محبت تھے پیمان کی درستی پر
دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن نکلے

**موزون** تخلص مہاراجہ رام نراین عظیم آبادی نائب صوبۂ عظیم آباد شاگرد شیخ علی حزین نواب قاسم خان کے عہد مین بسبب صادر ہونے کسی تقصیر کے اپنے عہدے سے معزول ہوکر گنگا مین ڈوبائے گئے بیشتر فارسی کہتے تھے

ابر ہوگا تو خجالت سیتی پانی پانی
مست مقابل ہو مرے دیدۂ خونبار کے ساتھ

**موزون** تخلص شاہزادہ محمد قادر بخش دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر

ہے لاغری سے صورت مو مبتلائے زلف
یارب کوئی نہووے اسیر بلائے زلف

خموش ہوگئے ہی گویا کہ ہم نہین خاموش
یہ دل بغل مین ہے موجود گفتگو کے لیے

**موزون** تخلص چھتر سنگہ کایتھ دہلوی نبیرۂ مادھورام صاحب انشای مادھورام

بیت ابرو کو تری دیکھ کے ای مطلع حسن
جو ترے کوچہ سے نکلا سو غزلخوان نکلا

**مومن** تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم ولد حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی ایک یادو غزل مین نصیر دہلوی سے اصلاح لی تھی اصلاح پسند نہ آئی سنہ ۱۲۶۸ھ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم تنجیم وطب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پرمضمون وشیرین وعاشقانہ و نمکین ہوتے ہین راقم کے زعم مین اس مزے کی طبیعت کا کوئی شاعر ریختہ گویون مین نہ گزرا انہین کلیات انکا نظر سے گزرا

غضب سے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش ہے
نہ مین بیزار دوزخ سے نہ مین مشتاق جنت کا

اوس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا کیا ذلیل
مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

نہ جاؤنگا کبھی جنت مین مین نہ جاؤنگا
اگر نہ ہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا

یہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

اونسے بدخو کا کرم بھی ستم جان ہوگا
مین تو مین غیر بھی دل دے کے پشیمان ہوگا

کیا سُناتے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
درد ہے جان کے عوض ہر رگ و پے مین ساری
بات کرنے مین رقیبون سے ابھی ٹوٹ گیا
دیدۂ حیران نے تماشا کیا
مرگئے اوسکے لبِ جانبخش پر ہم
خدا کی یاد دلاتے تھے نزع مین احباب
دیت مین روز جزا لے رہینگے قاتل کو
ذکر بتان سے پہلے سے نفرت نہین ہی
وصل کی شب شام سے مین سو گیا
ہاے صنم ہاے صنم لب پہ کیون
کچھ سنکے جو مین چپ ہون تو تم کہتے ہو بولو
تیرے پردہ نے کی یہ پردہ دری
نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
مرے کوچے مین عدو مضطر و ناشاد رہا
عرض ایمان سے ضد اوس غارتگر دین کو بڑی
کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
طواف کعبہ کا خوگر ہے دیکھو صدقے ہونے دو
کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
کیا مرتے دم کے لطف مین پنہان ستم نہ تھا
موت کے صدقے کہ وہ بے پردہ آ لاش پہ
واعظ بتون کو خلد مین لیجائینگے کہین
کسدن تھی اوسکے دل مین محبت جو اب نہین
زخم تو بھی مرہم زخم کہن ہے چارہ گر

تم سے بے رحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا
چارہ گر ہم نہین ہونے کے جو درمان ہوگا
دل بھی شاید اوسی بدعہد کا پیمان ہوگا
دیر تلک وہ مجھے دیکھا کیا
ہم نے علاج آپ ہی اپنا کیا
ہزار شکر کہ اسدم وہ بدگمان نہ ہوا
ہمارا جان کے جانے مین بھی زیان نہ ہوا
کچھ اب تو کفر مومن دیندار کم ہوا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا
خیر ہے مومن تمہین کیا ہو گیا
سمجھو تو یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
تیرے چھپتے ہی کچھ چھپا نہ رہا
کہ پھر پھر بات مین ناصح تمہارا نام لیتا تھا
شب خدا جانے کہان وہ ستم ایجاد رہا
تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
تو سمجھو ذرا مومن ہی مومن یون نہ ٹھہرے گا
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا
وہ دیکھتے تھے سانس کو اور مجھ مین دم نہ تھا
جو نہ دیکھا تھا تماشا عمر بھر دکھلا دیا
ہے وعدہ کافرون سے عذابِ الیم کا
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا
بند تیر یار سے سینہ کا روزن ہو گیا

راز نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا
کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا

اللہ ری ناتوانی جب شدت قلق مین
بالین سے سر اوٹھایا دیوار تک نہ پہونچا

مرگ سے بھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
کیون بری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہوگیا

شوخ کہتا ہے بے حیا جانا
دیکھو دشمن نے تمکو کیا جانا

میر اگلا ہنسی سے یون نہین گھونٹتے تھے وہ
کیا سوچکر رقیب خوش آیا خفا گیا

وہ ہی خالی تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے
کاسۂ چشم عدو حلقۂ آغوش ہوا

فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق
کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا

بیوفا کہنے کی شکایت ہے
تو بھی وعدہ وفا نہین ہوتا

روز کا بگاڑ آخر جان پر بنادیگا
اونکو شوق آرایش دل ہے بدگمان اپنا

دیر و کعبہ یکسان ہے عاشقون کو اے مومن
ہو رہے وہین کے ہم جی لگا جہان اپنا

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا

گرگئے وہ خواب سے اوٹھ غیر کے گھر آخر شب
اپنے نالے نے جگایا یہ اثر آخر شب

وہ دن گئے کہ لاف وگزاف جہاد تھا
مومن ہلاک خنجر نار بتان ہے اب

تھا وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب
وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب

مومن مین اپنے نالون کے صدقے کہ کہتے ہین
اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب

جذب دل نے غیر کے بھی کیا کہین تاثیر کی
آج کیون آتے ہوئے ہر گام پر رکتے ہین آپ

اوڑ گیا چرخ پہ غبار اپنا
ہوگئی خاک خاکساری آج

خود رنج رشک غیر کی بھی ہم کو ہوگئی
اب اور کچھ نکالیے آزار کی طرح

ہم یہان سورۂ اخلاص کا پڑھتے ہین عمل
اور بڑھتا ہے وہان غیر سے اوسکا اخلاص

کہنا پڑا درست کہ اتنا رہے لحاظ
ہرچند وصل غیر کا انکار ہے غلط

کرتے ہین مجھسے دعوی الفت وہ کیا کرین
کیونکر کہین مقولۂ اغیار ہے غلط

وہم فغان غیر نے سینہ جلا دیا
آتش لگی تھی کوچۂ دلدار کی طرف

وصل مین احتمال شادی مرگ
چارہ گر درد بے دوا ہے عشق

مجھ پہ عاشق نہین ہے کچھ ظالم
غم و غصہ سے ہے خلقت مری جون طفل شنگ
لگائی آہ لے غیرون کے گھر آگ
گر ترے کوچہ کو دی کعبہ سے نسبت کیا گناہ
وصل بتان کے دن تو نہین یہ کہ ہو وبال
ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
تجھسے نہ ہو تو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
اوس کو مین جام سے لگے بد دای ہجوم شوق
گر ہے دل غیر نقش تسخیر
کہان کھنچی ہے وہ اور ہم خجالت سخت جانی سے
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس
آب و ہوائے ملک محبت راس نہین ہے ہمکو تو
کیا کسی بت کو دل مین جگہ کی کوئی ٹھکانا اور رلا
کیا پڑی رہتی ہے اسے پردہ نشین جون بہار
دعوی حسن جہانسوز اس قدر
مومن انکا تو نہ تھا ملنے مین آخر اختیار
کچھ نہین نظر آتا آنکھ لگتے ہی ناصح
سے نہ دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
مومن کو سچ ہے دولت دنیا و دین نصیب
تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
خسرو و عیش وصل یار جانکنی اور کوہکن
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے التفاتیان جو عدو سے سنی نہ تھین

صبر آخر کرے وفا کب تک
نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہونے تک
ہو ہی کیا گیا وہ اتنی بات پر آگ
مومن آخر تھے کبھی دشمن اسلام ہم
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیتابی سے ہم
تو تیرے لیے جلا ئینگے ہم
وہ دل توڑ سے ہے اپنا اور اوسکو تیر اکہم
موت نے بھی دیا جواب ہمین
ہوتی ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتی ہین
حضرت مومن اب تمھین کچھ ہم مسجد مین کم پاتی ہین
بد دعائین تری چلون کو جو ہم دیتے ہین
پھر کہوگے تم مین ہر جائی نہین
یہ شکایت بھی خدا سے ہے بتو لیسے کیا ہین
گر نہین یقین حضرت آپ بھی لگا دیکھین
جادو بھرا ہوا ہے تمھاری نگاہ مین
شب بتکدہ مین گزرے ہے دن خانقاہ مین
ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب دراز مین
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین
اتنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
ہم جانتے تھے وصل مین رنج و الم نہین

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
گر نقشی وہان دعا ہوتی ہے اے مومن قبول
آبرو رہگئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ
وہ ہے قتل مین تو بھی تو یہان نیند اوڑگئی
ان نالہاے شب کا اثر صبح دیکھیو
کشتۂ غیرت تری پانی چوانے سے ہی غیر
دکھاتے آئینہ ہو اور مجھ مین جان نہین
ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
اس نام سے مدتے جسکی دولت
ہر نہ سہیر ہین مرے دشمن تو اور بھی
کیسے لگائے رقیب کے کیا طعن اقربا
لگ نہ جائے شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
چرخ و زمین مین تو سہا ملتا نہین سراغ
دونون کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش
خار بستر شب ہجر بچھاؤن کیونکر
دے دیا بیخودی نے بوسہ طلب اول
سر سے گئین آنکھ سے تم نامہ لگاتے کیون ہو
یاد دلوا دی تپش نے تیری شوخی وصل کی
مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اوٹھے وہ
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بدم

آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین
بیکسی سنے جان تھی اپنی کفن کے فکر مین
جا بیٹھے کعبہ بھی طفل برہمن کی فکر مین
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین
یہ سوچ ہے گیا نہ ہوا عدا کی خواب مین
آیا خلل گر اوس ستم آرا کے خواب مین
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن سا مین
کھوگئے پھر بھی کہ مین تجھسا بدگمان نہین
گویا کہ مین انکا مدعا ہون
مومن رہون اور بتون کو چاہون
لیکن بڑے غضب یہی دو تین چار ہین
تیرا ہی جی بچا ہے تو باتین ہزار ہین
ناصح ہے کون آوے گر افسانہ خوان نہین
ہنگامۂ بہار و ہجوم سحاب مین
وہ ہی خط اوسنے بھیجدیا کیون جواب مین
دل مین تو ہے وہ گل اندام اگر بر مین نہین
سچ کہا تم نے ذرا حرف مکرر مین نہین
خاک مین نام کو دشمن کو ملاتے کیون ہو
مر گئے ہم دیکھکر چین پاے بستر رات کو
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہ ہو
وہ ہی یعنی وہ وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
گلہ ملامت اقربا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
ایسی ادا سے بوسہ دو لب کا کہ شادی مرگ ہوں
دن رات فکر جور میں یوں رنج اوٹھانا کب تلک
مومن تم اور عشق بتاں اے پیر و مرشد خیر ہے
گو آپ نے جواب برا ہی دیا ولے
ہم سمجھتے ہیں آزمانے کو
یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا
شب غم کا بیان کیا کیجئے
مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
میں کینے سے بھی خوش ہوں کہ سب یہ تو کہتے ہیں
اللہ ہی گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
چاہا کرے دل لاکھ نہ لو لو لگا جو ہمدم
مومن نہ سہی بوسہ یا سجدہ کرینگے
سمجھے کے اور ہے کچھ مر چلا ہوں ای ناصح
باندھو اب چارہ گر دو چلنے کہ وہ بھی شاید
کر علاج جوش وحشت چارہ گر
گر دعا کرتا ہوں مومن وصل کی
پونچھے آنسو وارثوں کے کیا کروں اب ہائے ہائے
خاک میں ملجائے یارب بیکسی کی آبرو
اب تو مرنا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
تاب نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھنے دوں

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ نہیں نہیں کی ہر آن ادا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
میں وہی ہوں مومن مبتلا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جور و ستم کا میری جان لطف و کرم سے کام لو
میں بھی ذرا آرام لوں تم بھی ذرا آرام لو
یہ ذکر اور منہ آپ کا صاحب خدا کا نام لو
مجھ سے بیان نہ کیجے عدو کے پیام کو
عذر کچھ چاہیے ستانے کو
صبح شب فراق ہے تو بد گمان نہ ہو
ہے بڑی بات اور چھوٹا منہ
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ
اوس فتنہ گر کو لاگ ہے اس مبتلا کے ساتھ
مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ
وہ میرے منانے کو رقیبوں نے خفا ہے
وہ بت جو ہے اور وفا تو اپنا بھی خدا ہے
کہا جو تو نے نہیں جان جا سکے آنے کی
وصل دشمن کے لیے سو سو مزار آ جائے
لا دے اک جنگل مجھے بازار سے
ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جاے ہے
غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جاے ہے
ضعف کے باعث کہاں دنیا سے اوٹھا جائے ہے
اور بنجائینگے تصویر جو حیران ہونگے

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
لیکے اوٹھے بھی تو اک نقش مٹا کے اوٹھے

کہتا ہے مرے آگے وہ مجھ پہ عدو غش ہے
ہے ہے مری الفت سے ہی بیخبری اتنی

پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

عیش مین بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے

ذکر کر بیٹھے برا ہی ہی ہے شاید مرا
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر کرتا ہے

نکرنے تجھے نصیحت اوسکے بیٹھے پر قیامت کی
عجب فتنہ ہے ناصح بھی کہ یہ فتنے اوٹھاتا ہے

خیال خواب راحت ہے علاج اس بدگمانی کا
وہ کافر گور مین مومن مرا شانہ ہلاتا ہے

مومن ایمان قبول دل سے مجھے
وہ بت آزردہ گر نہ ہو جائے

کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیئے
دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیے

عدو کے وہم سے تکتا ہون بزم غیر مین ہمدم
نہین ہے اور کچھ یون آپ جو چاہین گمان کیجے

تسلی دم دا ایسین ہو چکی
ہمین ہو چکی جب نہین ہو چکی

جان بلب ہون خبر وصل سنا دے قاصد
لب ہلانے مین ترے کام مرا ہوتا ہے

مرگئے پر بھی ہے بے خبر صیّاد
اب توقع نہین رہائی کی

کوچۂ غیر مین بلا وہ ہین
ہرزہ بازی نے رہنمائی کی

مومن آؤ تمھین بھی دکھلا دون
سیر بتخانہ مین خدائی کی

وہ کہان ساتھ سلاتے ہین مجھے
خواب کیا کیا نظر آتے ہین مجھے

شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
اپنے نزدیک جلاتے ہین مجھے

وہ جو کہتے ہین تجھے آگ لگے
قدر وہ وصل سناتے ہین مجھے

جذب دل زور آزمانا چھوڑ دے
پائے نازک کا ستانا چھوڑ دے

ناتوانی سے نزاکت ہے زیاد
مجھسے تو دامن چھوڑانا چھوڑ دے

شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے
زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

یون بناکر حال دل کہنا نہ تھا
بات بگڑی میری ہے تقریر سے

اونکو جلدی جانیکی مجھکو عدا اب جانکنی
دونون کا دم ناک مین ہے موت کی تاخیر سے

ہاے پھر مرنے لگا ہین لطف کی تقریر سے
اسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے

مین بھی کچھ خوش نہین وفا کرکے
تم نے اچھا کیا نباہ نہ کی

گریہ و آہ بے اثر دونون
کسنے کشتی مری تباہ نہ کی

پردہ پوشی ضرور تھی اے چرخ
کیون شب بوالہوس سیاہ نہ کی

دل کھول کے مل لیجیے مومن نمون سے
اس سال مین گر سوی حرم عزم سفر ہے

بقدر جوشش تڑپنے کو تھا دل بسمل قتل
وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجھے

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

شب وصل عدو کیا کیا جلا ہون
حقیقت کھل گئی روز جزا کی

مجھے اے دل تری جلدی نے مارا
نہین تقصیر اوس دیر آشنا کی

کہا اوس بت سے مرتا ہون تو مومن
کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

سنین نہ آپ تو ہم بوالہوس سے حال کہین
کہ سخت چاہیے دل اپنے راز دان کے لیے

نہ ربط اوس سے نہ یاری آسمان سے
جفا پھر عدو لاؤن کہان سے

وہ آئے ہین پشیمان لاش پر اب
تجھے اے زندگی لاؤن کہان سے

خدا کی بے نیازی ہاے مومن
ہم ایمان لائے تھے ناز بتان سے

**مونس تخلص میر سعادت علی بنارسی**

زبان جوشش گریہ ہچکیان سے لینے لگا ہوں
تعلل اندازہ ہے اب نالۂ شبگیر مین اثر

**مونس تخلص میر نواب** مرثیہ گو برادر خورد میر انیس مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق تخلص باشندہ لکھنؤ بیشتر مرثیہ کہتے ہین انسے عظیم آباد مین ملاقات ہوئی تھی

تارون کے ٹوٹنے کی جو سیر اوسکو بھا گئی
افشان لگا لگا کے چھڑائی تمام رات

رخ کے جبین کے ہونٹھونکے بوسے دیے ہمین
اوسنے زکوٰۃ حسن لٹائی تمام رات

| | |
|---|---|
| مونس پھر آج ہجر کا دن کاٹنا پڑا | سوت ایسی ہو گئی کہ نہ آئی تمام رات |
| حلقے پہ حلقے پیچ پہ ہیں پیچ یا نصیب | کیا ہمکو اب چھٹینگے اسیران دام زلف |
| میں جان بلب ہوں جلد کوئی ڈھونڈ لاؤ دل | یہ کون لے گیا مرے پہلو سے ہای دل |
| شکوہ جور و جفاے آسمان کرتا نہیں | میں زمین پر نقش حیرت ہوں فغان کرتا نہیں |
| کیوں نالے کر رہا ہے جرس ٹھہرو ہمرہان | کوئی تھکا ہوا تو پس کاروان نہیں |

مہاراج تخلص راجہ سلاس راے نواب رحمت خان کے دیوان تھے

| | |
|---|---|
| ٹکڑے کو جو دیکھا ہے کبھی رات کو تیرے | رہتا ہے کھلا دیدۂ مہتاب فلک پر |

مہجور تخلص مہجور خان خلف حکیم عسکری

| | |
|---|---|
| اوس لب لعل سے اب لاگ لگی ہے دل کو | چشمۂ خضر سے اب آگ لگی ہے دل کو |

مہجور تخلص محمد صدر الدین شاگرد نظام الدین ممنون وطن انکا کشمیر مولد دہلی

| | |
|---|---|
| تو اگر اے شانہ پہنچے تو ذرا ایکبو سراغ | دلربا کے کاکل پیچ میں دل رہ گیا |

مہجور تخلص پنڈت شیو پرشاد میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ

| | |
|---|---|
| ٹھوکر لگی جو پاے نگارین یار کی | مثل عقیق ہو گئی لوح مزار سرخ |
| کب چین خاک میں ہے دل بیقرار سے | ہے برق جلوہ گرمی مشت غبار سے |

مہجور تخلص حکیم شیخ محمد بخش شاگرد جرأت ولد حکیم خیر اللہ وطن انکا فتحپور ہنسوا مولد و مسکن لکھنؤ ایک دیوان اور ایک مثنوی موسی باغ کی تعریف میں اور نور تن اور چار جز علم حکمت میں انسے یادگار ہیں سنہ [illegible] بارہ سو چالیس ہجری میں بیت اللہ کو گئے وہاں سے مدینہ میں جا کر قضا کی نسخۂ نور تن نظر سے گزرا

| | |
|---|---|
| ہیں پر غم اسلئے بلبل صفت و نرات (؟) نالان ہوا | کہ باغ دہر میں گل کی روش کچھ دن کا مہمان ہے |
| مہجور سنی تو نے بھی ہے کچھ خبر دل | یہ بیخبری کیسی ہے چل ہے سفر دل |

مہجور تخلص مرزا ہدایت علی مرحوم ابن مرزا احسن الدین ابن عالمگیر ثانی پادشاہ دہلی شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

| | |
|---|---|
| یقین ہے میرے مرنے کا آیا نہ اون کو | کہا ہو گیا ہے کچھ آزار دیکھو |

**مہجور تخلص** اقبال الدولہ نواب عنایت حسین خان خلف نواب نصیر الدین نصیر ابن نواب امین الدولہ علی ابراہیم خان بنارسی صاحب دیوان گزری

| | |
|---|---|
| پھڑکا کے دل صدا مین زلفون کی پھرے | وہ بام پر پکڑے جو کبوتر اڑاتے ہین |
| کل جو پہلو مین دیا تو نہ دکھائی مجھ کو | آج تک کل سے کسی کل نہ کل آئی مجھکو |
| بسکہ سو رہنے کی تھی اوس سے لپٹ کر عادت | صبح تک ہجر کی شب نیند نہ آئی مجھکو |

**مہدوی تخلص** نواب مہدی علی خان رئیس عظیم آباد خلف نواب جعفر حسن خان فیض شاگرد غلام علی راسخ انسے پٹنہ مین ملاقات ہوئی تھی

| | |
|---|---|
| ہے محیط اس مرتبہ تک فیض اوسکے نور کا | ہر شرر ہے سنگ مین ہمسر چراغ طور کا |
| جب شگفتہ لالۂ خونین کفن ہو جائے گا | بے ستون پر تازہ خون کوہکن ہو جائیگا |
| بخیۂ بیتابی عاشق نہ سمجھا تھا یہ بھید | پردہ در غفلت کا چاک پیرہن ہو جائیگا |

**مہدی تخلص** نواب مہدی علی خان مرشدآبادی کلکتہ مین بھی آئی تھے

| | |
|---|---|
| وہ سرو حسن باغ مین جلوہ کنان ہے اب | استادہ جسکے شوق مین سرو روان ہے اب |
| جون گل خزان سے غنچۂ دل خشک ہو گیا | کسکو ہوا ہے سیر گل و گلستان ہے اب |

**مہدی تخلص** مرزا مہدی باشندۂ الہ آباد

| | |
|---|---|
| تیرے مژگان کے مقابل ہین کوئی تیر نہین | تیز تر ابروے خمدار سے شمشیر نہین |

**مہدی تخلص** نواب جلال الدولہ مہدی علی خان خلف نواب سعادت علی خان مسند آرائے لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

| | |
|---|---|
| اب ستم ہونے لگے ایجاد تیرے ہاتھ سے | کرتے ہین خورد و کلان فریاد تیرے ہاتھ سے |
| کچھ بھی ترس آیا تجھے اے عشق ہے یہ کیا غضب | گھر بسے لاکھون ہوئے برباد تیری ہاتھ سے |

**مہر تخلص** رجب علی بیگ

| | |
|---|---|
| مین بیان بلب ہون رکے دہرا ہی نکتہ چین مجھے | آتا ہے یاد خال لب نازنین مجھے |

**مہر تخلص** محمد عمر باشندۂ میرٹھ

| | |
|---|---|
| جو ہم مرے اوٹھاتے ہین دشمن کو کب نصیب | اور پھر ترا عتاب تو ہے جان جان نہین |

**مہر تخلص میر مہر علی خلف میر شہاب الدین باشندۂ دہلی**

خاک ہو کے یہ بہی محرومی قسمت نہ گئی
نہ تو سرمہ ہے ہوا اور نہ غبار دامن

**مہر تخلص منشی مہر چند فرخ آبادی بیشتر لکہنؤ اور اکبرآباد مین رہتے تھے**

اے کمان ابرو جہان جاتا ہون ہان تیر خدنگ
بہونچتا ہے اک دم مین پاس میرے پر لگا

سرمگین چشم کو بیمار کی لے جلد خبر
بولتا ہے نہین سکتے ہین بڑی دیر ہوئی

یہ تو اپنی خواب مین بہی پر نہ آئی آرزو
ہم خیال وصل جانان بیشتر باندہا کیے

**مہر تخلص عبد اللہ خان ولد مصطفے خان صاحب مہتمم مطبع مصطفائی باشندۂ لکہنؤ شاگرد نسیم دہلوی کلکتہ مین بہی آئی تھے راقم کے احباب مین ہین شعر انکی اچہی ہوتی ہین صاحب دیوان ہین انکا دیوان چہپا بنظر گزرا**

برائی ہمین سے برائی ہمین سے
بہلا بے مروت بہلا بے مروت

معنی یہی ہین حسن ولطافت کے اے پری
پوشاک مین بدن نظر آئے بدن مین روح

مرنے نہ دیگی یاد تری بال بال کی
جکڑی ہوئی ہے زلف شکن در شکن مین روح

محروم ہم رہین ترے محرم سے ای پری
یون مدعی نکالا کرین مدعا ہے دل

اونکی نظرون سے گر گیا ہون مین
کیسی افتاد مین پڑا ہون مین

نہ گیا اے فلک غبار ترا
خاک مین گو کہ ملگیا ہون مین

جو سوز دل سے دوزخ ہون تو داغ دل سے جنت ہون
قیامت سر بھٹول ہو گی مالک اور رضوان مین

ترحم مین ستم مین التجا میری رہی تم سے
چہوا ہو گر کوئی دامن تو منہ ڈالون گریبان مین

مارنا کیسا کہ دہمکاتے نہین تلوار سے
تیز فقرے قاتلون سر کب مین ڈہال آتا نہین

بہاگے تو مست بنت عنب کو لگا کے ہاتھ
ساقی نے کاٹنے کو ہمارے ہی تاکی ہاتھ

سینہ و پشت صنم کے نور سے زائل ہوئے
قدر روئے آئینہ تو قیر پشت آئینہ

آپ آئے نہ اجل آتی ہے
آرزو دل مین رہی جاتی ہے

قتل کرنے کو وہ آئین کیونکر
مہندی پاؤن کی گہسی جاتی ہے

ستم جا ہو کر وہمیں نوازا دیا ترحم سے
قصور اب تو ہوا ہم سے محبت ہو گئی تمسے

شراب کہنہ لا ساقی یہی کہہ کہکے جیتے ہین
نہین کم قلقل مینا ہمین عیسے کے قم قم سے

مہر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان شاگرد ناسخ و رشک خلف معتمد الدولہ مولد انکا لکھنؤ مسکن کانپور مدفن نجف اشرف انھون نے کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

بڑے مضمون سے یہ ہاتھ آیا ہے ۔ رکھتا ہے ایک کہانی چھلا
فانوس ہین اوس شمع صباحت کے سب فلک ۔ جو کوکب سیارہ ہے پروانہ ہے اوسکا
ہجر مین ہون جفا طلب رنج طلب بلا طلب ۔ اودھر طلب فغان طلب داغ طلب بکا طلب
بجتے ہین تحت و فوق مین پھرتے ہین تیرے ذوق مین ۔ رہتے ہین تیرے شوق مین درد طلب دوا طلب
اوسکو لذت عشق کی اصلا نہین ۔ جو ترے خنجر تلے تڑپا نہین
دیکھ لطف عتاب یار اے دل ۔ دل مین غصہ ہے پیار آنکھون مین
ہم وہ باہم ہین محو صحبت عشق ۔ ایک جلوہ ہے چار آنکھون مین
تلخ باتین ہین میٹھی نظرین ہین ۔ زہر منہ مین نبات آنکھون مین
حسن وہ شے ہے کہ بے جانون مین بھی تاثیر ہے ۔ دیکھتا رہتا ہے تجھکو انجمن مین آئینہ
بت کہا تجھکو یا خدا سمجھے ۔ سمجھے جو کچھ تجھے بجا سمجھے
ہے نام خدا سحر مجسم صنم اپنا ۔ افسون کی جو باتین ہین تو جادو کے اشارے
رکھتے ہین خار دشت نوک زبان ۔ شرح میری برہنہ پائی کی

مہر تخلص نواب منصور خان خلف نواب محبت خان محبت تخلص باشندۂ لکھنؤ شاگرد جرأت صاحب دیوان گزرے

نہ خمار مئے اندوہ سے چھوٹے وہ آنکھ ۔ نشۂ عشق ہو وے جسسے پہوٹے وہ آنکھ
مشکل ہے بہت آگ بجھانی مرے دل کی ۔ خورشید قیامت ہے نشانی مرے دل کی
افسانۂ الفت کے سوا شغل نہین اور ۔ دشمن ہے یہ شبہائے جوانی مرے دل کا

مہر تخلص مرزا حاتم علی لکھنوی وکیل عدالت دیوانی اکبرآباد شاگرد ناسخ خلف مرزا فیض علی بن مرزا مراد علی خان صاحب دیوان و رسالۂ سنجۂ مہر ہین ؎

چلے بھی آؤ قیامت بھی ہو چکی صاحب ۔ بڑا عذاب ہے رہتی ہے انتظار مین روح
نذر دل مانگتی ہین آپکی سرشار آنکھین ۔ عین مستی مین رہا کرتی ہین ہشیار آنکھین

کرتا غضب اب تک تو ہمارا دل بیتاب
روکے ہوئے ڈانٹے ہوئے دھمکائے ہوئے ہیں

کیا بات تری اے لب جان بخش ہے کیا بات
عیسے بھی ترے وقت میں دم کھائے ہوئے ہیں

**مہلت** تخلص مرزا علی لکھنوی شاگرد جرأت مرزا علی نقی محشر کے ہاتھ سے مارے گئے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش
آرام زیر خاک بھی اب خاک کیجیے

**میر** تخلص میر محمد تقی اکبرآبادی ولد میر عبد اللہ ہمشیرہ زادہ و شاگرد سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب میں دہلی میں گئے تھے وہاں سے لکھنؤ میں جا کر سکونت اختیار کی نواب آصف الدولہ بہادر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا تھا ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری میں فوت کی سوائے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے بغایت مرتبہ رتبۂ بلند رکھتے ہیں فرط اشتہار سے حاجت بیان نہیں مثنوی و غزل گوئی میں اوستاد مسلم الثبوت گزرے انکی استادی سے کسی کو انکار نہیں جو درد کہ انکے کلام میں ہے کسی شاعر ریختہ گو کے کلام میں نہیں انکے چھ دیوان ریختہ مع قصاید و مثنوی نظر سے گزرے ایک دیوان فارسی اور ایک تذکرہ شعرا اور ایک رسالہ میر فیض بھی انسے یادگار ہیں

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا
پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تھا

نکلا تھا آج صبح بہت گرم ہو کے
خورشید اوسکو دیکھتے ہی سرد ہو گیا

کشتی ہر ایک فقیر کی بھر دی شراب سے
اس دور میں کلال عجب مرد ہو گیا

دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا

سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان
لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا

سبحہ گردان ہے میر ہم تو رہے
دست کوتاہ تا سبو نہ گیا

ہمنے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف اے میر
پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

حساب کا ہے کا روز شمار میں مجھسے
شمار ہی نہیں ہے کچھ مرے گناہوں کا

جیتے تو مراد سنے مجھے داغ ہی رکھا
پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا

اتنی گزرے جو مرے ہجر میں سو اوسکا سبب
میر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہ ہوا ہوگا / دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن / رہے ہے خوف مجھکو وانکی بے نیازی کا

ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک فراج تر / تیوری چڑھائی تو نے کہ یہان جی نکل گیا

دور بہت بھاگو ہو ہمسے سیکھے طریق غزالونکا / وحشت کرنا شیوہ ہو کچھ اچھی آنکھون والونکا

سخت کافر تھا جن نے پہلے میر / مذہب عشق اختیار کیا

دل و دماغ ہے اب کسکو زندگانی کا / جو کوئی دم ہے سو افسوس ہی جوانی کا

میر بھی دیر کے لوگون ہی کی سی کہنے لگا / کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا

میر گئے ہوش کے ہین ہم عاشق / فصل گل جب تلک تھی مست رہا

بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا اٹھکی رہو / محشر کو ہم سوال کرین تو جواب کیا

ہرچند میر بستی کے لوگونسے ہے نفور / پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا

صبر تھا ایک مونس ہجران / سو وہ مدت سے اب نہین آتا

میر کے نبض پر رکھہ ہاتھ لگا کہنے طبیب / آج کی رات یہ بیمار نہین جینے کا

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر / پھر ملینگے اگر خدا لایا

دلی مین آج بھیک بھی ملتی نہین اونھین / تھا کل تلک دماغ جنھین تاج و تخت کا

شاید نشہ مین اوسکی یہ سفاکیان ہوئین / زخمی جو اوسکے ہاتھ کا نکلا سو رنجور تھا

ایسے بت بے مہر سے ملتا ہے کوئی بھی / دل میر کو بھاری تھا جو پتھر سے لگایا

تیرا رخ مخطط قرآن ہے ہمارا / بوسہ بھی لین تو کیا ہے ایمان ہے ہمارا

کھلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر / سمند ناز کو اک اور تازیانہ ہوا

دل بیرحم گیا شیخ لیئے زیر زمین / مر گیا پر یہ کہن گبر مسلمان نہ ہوا

ہونا نہ چار چشم دل اوس ظلم پیشہ سے / ہشیار زینہار خبردار دیکھنا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا / اب جس جگہ کہ داغ ہے یہان آگے درد تھا

گذرے مدام اوسکی جوانان مست مین / پیر مغان بھی طرفہ کوئی پیر مرد تھا

عاشق ہین ہم تو میر کے بھی ضبط عشق کے / دل جلگیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا
لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے
بخت سیہ نے دیر مین کل یاوری سی کی
نے جاہ وہ اوسسے ہے نہ مجھکو ہے وہ دماغ
کاش اوسکے روبرو نہ کرین مجھکو حشر مین
کہتے ہین آگے تھا بتون مین رحم
میرسے پوچھا جو مین عاشق ہو تم
کیا پوچھتے ہو آہ مرے جنگجو کی بات
آئے ہین میر منہ کو بنائے جفا سے آج
جی لیا بوسۂ رخسار مخطط دے کر
نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
کس پر تھے بید باغ کہ ابر وبہت ہے خم
دامن پہ آج میر کے داغ شراب تھی
اس طور سے تمھارے تو مرتے نہین ہین ہم
مرنے پہ جان دیتے ہین وارفتگان عشق
مرتے ہین سب یہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھ
کرتا ہے کون منع کہ سج اپنی تو نہ دیکھ
ہر گام سد رہ تھی تبخانہ کی محبت
مین منع میر تجھکو کرتا نہ تھا ہمیشہ
کر رحم ٹک کب تک ستم مجھپر جفا کار اس قدر
اپنی فراق مین بھی ہے میر خند نہایت
رنگ شکستہ اپنا بے لطف بھی نہین ہے
شکوۂ آبلہ ابھی سے میر

دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا
تھی دشمنون سے اوسکو لڑائی تمام شب
جانا مرا اودھر کو بشرط طلب ہے اب
کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب
ہے خدا جانیے یہ کب کی بات
ہو کے کچھ چپکے سے شرمائے بہت
گویا وفا ہے عہد مین اوسکے کبھو کی بات
شاید بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج
عاقبت اوسنے ہین زہر دیا پان کر بیچ
بہت روئے ہم اوسکی رخصت کے بعد
کچھ زور سا پڑا ہے کہین اس کمان پہ
تھا اعتماد ہم کو بہت اس جوان پر
اب واسطے ہمارے نکالو جفا کچھ اور
ہے میر راہ ورسم دیار وفا کچھ اور
ماتم مین میرے کوئی کر دیا پکار کر
لیکن کبھی تو میر کے بھی حال پر نظر
کعبہ تلک تو پہونچا لیکن خدا خدا کر
کھوئی نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر
اک سینہ خنجر سے ٹکڑون اک جان تیرا زار اس قدر
پھر مری گرا دیکھنگے بیٹھنگے ہم جو اٹھ کر
سیاہ ان کی تھی صبح دیکھو اک آدھ یاد رہ کر
ہے پیار سے ہنوز دلی دو

اسوقت ہے دعا و اجابت کا وصل میں
ضعف سہا تک کھنچا کہ صور تک
وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی مین کھو دیے
آزردہ سے کیا کیا اون پلکون سی اٹھا کر
منتظر قتل کے وعدے کا ہون اپنی یعنی
کیا کہیے کیا رکھے ہین ہم تجھسے یار خواہش
لعل خموش اپنے دیکھو ہو آرسی مین
پان لیتا تو جا فقیرون کے
سب سے آئینہ نظر رکھتے ہین خوبان اختلاط
غلط غلط کر رہون تم سے مین ذرا غافل
کسیکے کہنے سے مت بدگمان میرے
عشق سے ہے عشق سے جہان دیکھو
ہم گڑے اوسکے در ہی پر مر کر
اللہ رے عندلیب کی آواز دلخراش
جاتی ہین فرشتہ ترے مست بال ال چلی
رہتا نہین ہے کوئی گھڑی اب تو یار دل
میر لین شاید اوسکی زلف سے کام
ہے تہ دل بتون کا کیا معلوم
طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے
جب میسر ہو بوسہ اوس لب کا
ترشرو صحبت ہے وہ زرگر پسر
نہ ملے میرا ب کی اسیرون سے تو
مستی مین ہمکو ہوش نہین نشا تین کا

اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر
رہ گئے ہاتھ مین قلم سے کر
پیدا کیئے تھے چرخ نے جو خاک چھان کر
جی لگ گئے یہ کانٹے دلمین کھٹک کھٹک کر
جیتا مرے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز
اک جان و صد تمنا اک دل ہزار خواہش
پھر پوچھتے ہو ہنسکر مجھ بینوا کی خواہش
برگ سبز است تحفۂ درویش
ہوتے ہین یہ لوگ بھی کتنے پریشان اختلاط
تم اور لو کبھی میری خبر دروغ دروغ
واہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ
سارے عالم مین بھر رہا ہے عشق
اور کوئی کرے وفا کیا خاک
جی ہی نکل گیا جو کہا اون نے ہای گل
اے رشک حور آدمیونکی سی چال چل
آزردہ دل ستمزدہ دل بیقرار دل
برسون سے تو لٹک رہے ہین ہم
نکلے پردے سے کیا خدا معلوم
مدعی کا ہے مدعا معلوم
جھکے ہی ہو رہو نہ بولو تم
پڑے ہین کھٹائی مین مدت سی ہم
ہوئے ہین فقیر انکی دولت سے ہم
گلشن مین اینڈتے ہین پڑے زیر تاک ہم

اے بتو اسقدر جفا ہم پر
کوئی خواہان نہین ہمارا میر
کرتے ہین گفتگو سحر اوٹھکر صبا سے ہم
کہی ہے ہر کوئی اللہ میر ا
سستی سے بند رہی ہے مری گفتگو کے بیچ
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین
میر سچ کہتا تھا جنت ہو نصیب اوسکی تئین
پیری سے جھکتے جھکتے پہونچا ہون خاک تک میر
باغ گوشہ ہوا اب سبزہ زار کہان
نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی و لے
میر صاحب کو دیکھیے جو بنے
اوسکے کوچہ مین نہ کر شور قیامت کا ذکر
تو پری شیشے سے نازک ہے نہ کر دعوی مہر
آتے ہین مجھے خوب یہ دو نو ہنر عشق
نامہ کو چاک کر کے کرے نامہ بر کو قتل
رہا ہو ہی جی نجات کے غم مین
آگے تو لعل نو خط خوبان کے دم نہ مار
خال و خط ایسے فتنہ لگا ہین یہ آفتین
جب سے لے نقاب منہ پر تب دیدہ گریہ کیا کیا
بوے گل اور رنگ گل لشکر ہو اللہ اے نسیم
شکوہ کرون ہون بخت کا اتنے غضب نہ بتان
نالہ کیا نہ کر سنا نوحہ یہ میرے عندلیب

عاقبت بندہ خدا ہین ہم
گو یا جنس نار وا ہین ہم
اڑنے لگے ہین ہجر مین تیرے ہوا سے ہم
عجب نسبت ہے بندے مین خدا مین
جو چاہو تم بھی مجھکو کہو مین نشہ مین ہون
یارب یہ آسمان بھی ملجاے خاک مین
حور کا چہرہ کہان اوسکا رخ نیکو کہان
وہ سرکشی کہان ہے ابتو بہت دبا ہون
دل کہان وقت کہان عمر کہان یار کہان
ہماری کوئی کیا خدا ہی نہین
تم کیا کرو بھلے کا زمانا رہا نہین
اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین
شیخ یہان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
دل مین پتھر کے انھون کے جو فا کرتے ہین
رونے کے تئین آندہی ہون کڑھنے کو بلا ہون
کیا یہ لکھا تھا میر مری سر نوشت مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
گیا اے میر اگلی وہ باتین نہین رہین
کچھ اک بلا وہ زلف پریشان ہی نہین
در پردہ شوخیان ہین اور بے حجابیان ہین
کب تلک اک نگاہ دیکھے تو دعا نہین
سمجھلو خدا نخواستہ تم سے تو کچھ گلا نہین
باتین بات عجب ہین ہم نے تجھے کہا نہین

محو نشین ہین کتنے خدام یار ہین یہان
تیغ و تیر رکھا نہ کرو پاس میر کے
تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف ہین
عام ہے یار کی تجلی میر
تری آنکھون کو آون دیکھنے مین تو عجب مست کر
عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
خوش نہ آئی یہ تیری چال ہمین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
نہ نگہ نے پیام نے وعدہ
ایک سب آگ ایک سب پانی
ہوگا کسو دیوار کے سایہ مین پڑا میر
مت تربت میر کو مٹاؤ
اب سے کہو گئے کچھ تو ہم چپکے ہو رہینگے
یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کرو گے
کب شرح شوق ہو سکے پر تو بھی میر جی
ہر چند سا تمہر جان کے ہے عشق میر ایک
ظالم یہ میری جان ہے نا آشنا نہ ہو
پہنچا ہے آون سے بہت دور آپ کو
[illegible] تا نہین ہے کاہ تو
[illegible] عشق ہین
[illegible] اتنا
[illegible] میر
[illegible]

لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار ہین یہان
ایسا نہ ہو کہ آپ کو ضائع وہ کر رہین
بھی معشوق اگر پوچھے کوئی مصری کی ہین لیا ہین
خاص موسی وہ کوہ طور نہین
کر سنت ہے عیادت اور انہین بیمار کوئی ہین
پاتا ہون زر در وز بر ور اس جوان کو ہین
یون نکرنا تھا پائمال ہمین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین
دیدہ و دل عذاب ہین دونون
کیا کام محبت سے اوس آرام طلب کو
رہنے دو غریب کا نشان تو
ہر بات پر کہان تک آپس مین گفتگو ہو
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو
خط تم نے جو لکھا اوسے کیا کیا لکھا کہو
اس درد لاعلاج کی کچھ تو دوا کرو
میر جی اتنا عیب نہین سبھی وفا نہ ہو
اس پردہ مین خیال تو ٹک کر خدا نہو
کسقدر مغرور ہے اللہ تو
ایسا نہ ہو کہین کہ دل و دین کو کھو رہو
کہ مدت سے اوسے ایک دان لڑائی ہو
عجب نہین ہے کہ بجلی کی تاب منہ آئی ہو
دہان کسطرح سے دیکھین ہمارا حساب ہو

قد کھنچے ہے جسوقت تو ہے طرفہ بلا تو
ناہموارانہ زیست کرتا تھا
ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے
گفت و شنید اکثر میرے تری رہی ہے
ہاے اوس زخمی شمشیر محبت کا جگر
صبح سے اور بھی پایا مین اوسی شام کو تشنہ
یہ طشت و تیغ ہے اب یہ مین ہون اور یہ قید
میر کو کیون نہ مغتنم جانے
کس گنہ کا ہے پس مرگ یہ عذر جانسوز
ہو جاے یاس جسمین سو عاشقی ہے ورنہ
دیدنی ہے وجد کرنا میر کا بازار مین
لطف پر اوسکے ہمنشین مت جا
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
ادھر توبہ کرے ہے میر ادھر لگتا ہے مے پینے
جاتا نہین اگر وہ مسجد سے میکدہ تو
جو خواہش نہ ہوتی تو کاہش نہ ہوتی
دل کو تسکین نہین اشک دمادم سے بھی
رحم بھی دیتا تھا تھوڑا ایک اس خوبی کے ساتھ
آج پھرتا ہے حمیت میر وہان
گئے جی سے چھوٹے بتون کے جفا سے
نہ شکوہ شکایت نہ حرف و حکایت
دل کسقدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر
مین جو بولا کہا کہ یہ آواز

کہتا ہے ترا سایہ پری سے کہ ہر کہیں تو
میر کی وضع یاد ہے ہم کو
لگاوے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو
ظالم معاف کریو میرا کہا سنا تو
درد کو اپنے جو ناچار چھپاے کہتا ہو
کام کرتی ہے جو کچھ میری دعا ست جو تو
ہے ساتھ میرے ظالم دعوی تجھے اگر کچھ
اگلے لوگون مین اک رہا ہی یہ
پاے ہر شمع ہے مجلس مین پر پروانہ
ہر سخن کو شفا ہے ہر درد کی دوا ہے
یہ تماشا بھی کسو دن تو مقرر دیکھیے
کبھو ہم پر بھی مہربانی تھی
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی
کہان تک اب تو اپنا اوٹھگیا ہی اعتقاد اوس سے
پھر میر جمعہ کی شب دود پھر کہان ہے
ہمین جی سے مارا تری آرزو نے
اس زمانے مین گئی ہے برکت غم بھی
تجھسے کیا کل گفتگو بیداد و بیشتر ہے
کل لڑائی سے لڑائی ہو چکی
یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے
کہو میر جی آج کیون ہو خفا سے
آئی جو بات لب پہ سو فریاد ہو گئی
اوسی خانہ خراب کی سی ہے

میر اون نیم باز آنکھون مین
اب جو اک حسرت جوانی ہے
وہ کالا چور ہے خال رخ یار
اوسکے ایفاے عہد تک نہ جئے
زور و زر کچھ نہ تھا تو بارے میر
گئے
ہمین آمد میر گل ہیا
شرمندہ ہو وین طالع خورشید و ماہ دونون
شمع
سمجھے ہے نہ پروانہ نہ تھا بنی ہے زبان
غیر نے ہمکو ذبح کیا ہے طاقت ہی یارا ہے
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
تا چند تیرے غم مین یون زار رہ کیجے
مارا ہے کسکو ظالم اوس بے سلیقگی سے
قرار دل کا یہ کاہیکو ڈھنگ تھا آگے
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم
لپیٹے گرد ٹل گئے جو کان کے موتی ترے
تمنا سے دل کے لیے جان دے
بہت سعی کریے تو مر رہیے میر
نکلے ہی آنکھون سے تو گرد و کدورت جا [illegible] اشک
یاقوت کوئی اونکو کہے ہے کوئی گلبرگ
اب خدا مغفرت کرے اوسکو
وہ یاد سے ہو گی وقت سحر ہوی قبول
دیار رستے ہین اوسکی آنکھین
[illegible] فائق [illegible] قاتل [illegible]

ہماری مستی شراب کی سی ہے
عمر رفتہ کی یہ نشانی ہے
کر سو آنکھون مین دل ہو تو جدائی کی
عمر نے ہم سے بیوفائی کی
کس بھبھوکے سے یہ آشنائی کی
طرح اٹھائی مین مجنون کی سب آگئی
خوبی نے تیرے منہ کی ظالم قرآن کیا ہے
وہ خوش خط [illegible] ہے تو یہ گردن زدنی ہے
اس سگتے نے کرکے دلیری [illegible] رم کو یارا ہے
اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے
امید عیادت یہ بیمار رہا ہے
دامن تمام تیرا لوہو مین بھر رہا ہے
ہمارے چہرے کے اوپر بھی رنگ تھا آگے
کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئے
شرم سے سر در گریبان صبح کی تاری ہوئے
سلیقہ ہمارا تو مشہور ہے
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے
تا کجا تیری گلی مین خاک چھانا کیجے
ٹک منھ ہلا تو بھی کہ اک بات ٹھہر جائے
صبر مرحوم تھا عجب کوئی
شرمندہ اثر تو ہماری دعا نہ تھی
دیکھو کسو کی نظر نہ ہووے
صنمکدہ مین تو ٹک آکے دل لگا ہی ہے

رکھو آرزو مئے جام کی کرو گفتگو خط جام کی | کہ سیاہ کارو سے حشر مین حساب ہے نہ کتاب ہے

لبریز جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر | ایسا بتون کے بیچ مین اللہ کون ہے

جی مین ہماری بھی تھا پیوین شراب | پیر مغان تو نے کرامات کی

ناصح کو خبر کیا ہے لذت سے غم دل کی | ہے حق بطرف اوسکے جو چکھے مزا جانے

غیرت کی کوئی صورت دکھلائی نہین دیتی | چپ رہیے تو چشمک ہو کچھ کہیئے تو گالی ہے

از خویش رفتہ اوس بن رہتا ہے میر اکثر | کرتے ہو بات کس سے وہ آپ مین کہان ہے

حال بہ گفتنی نہین میرا | تم نے پوچھا تو مہربانی کی

پھر نہ شیطان سجود آدم سے | شاید اوس پردے مین خدا ہووے

روز آنے پہ نہین نسبت عشقی موقوف | عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے

سیکڑے سے تو ابھی آیا ہے مسجد مین میر | ہو نہ لغزش کہین صحبت ہے یہ بیگانون کے

دم آخر ہے کیا نہ آنا تھا | اور بھی وقت تھے بہانے کے

بلبلون نے تجویز کی مرگ عاشق | مناسب مرض کے دوا کیا نکالی

اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہو تو کہین | القصہ خوش گزرتی ہے اوس بن گمان ہے

اخیر الفت یہی نہین ہے کہ جلکر آخر ہوئے پتنگے | ہوا ہو بیانکی یہ ہے تو یار وغبار ہوکر اوڑ گئے

ہر دم مین ہمکو یہ غم رہیگا کہ اور دن پر اب ستم ہوگا | تمہین قبولت ہے ستانے ہی کی کسو پر آخر جفا ہوگا

سرہانے میر کے آہستہ بولو | ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

میرن تخلص میر عسکری عرف میرن مقیم دہلی شاگرد ثناء اللہ خان فراق

جالی کی انگیا تری دیکھ کے رشک ہی آیا | ہاتھ سے بلبل بطرح محرم اسرار نے

مینوس تخلص منشی شیو سہاے خلف منشی دیبی پرشاد عزیز باشندہ شاہجہان پور مقیم محلہ

ہر گل گلشن کو جیسے عارض رنگین ترا | نرگس بیمار کیا آنکھون سے اندھی ہو گئی۔

## حرف نون

ناجی تخلص محمد شاکر دہلوی معاصر نجم الدین آبرو سنہ ۱۱۶۰ گیارہ سو ساٹھ ہجری مین

انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

ماہر جب سفید پوش ہوا | ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا
تیرے رخسار کے پرتو سے اے شوخ | پریخانہ ہوا گھر آرسی کا
غم نہین گر دلبری سے دل کو لیجاتا ہے وہ | پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ
غرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنی | ہٹ پہ آجاے وہ کافر تو خدا کی نہ سنی
تصور مین تری رخ کے گئی ہے نیند آنکھوں سے | مقابل جسکے ہو خورشید اوسکو خواب کیا آوے

ناداں تخلص مولوی محمد بخش ساکن بریلی شاگرد کرامت علی شہیدی عروض و قوافی مین دخل معقول رکھتے تھے

پھر رہی زندان مین ہو العبد رہائی | زنجیر مین انداز ہے زلفون کی رسن کا

نادر تخلص گنگا سنگھ لکھنوی شاگرد میر حسن تسکین

قاصد تو اس بہانے سے اوس پاس جائیو | یہ کسکا خط ہے مجھکو ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص ایک شخص دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ کا ہے

زلف کو کہنا پریشان عقل سے دوری ہے | ہر گرہ مین دل ہے اوسکی گانٹھ کی پوری ہے

نادر تخلص میر محمد عارف کشمیری مقیم دہلی

سو طرح کی بات اگر کہیئے تو کہتا ہی نہین | تجھ مین اور مجھ مین نجانون پڑگئی یہ کیا گرہ

نادر تخلص ڈاکٹر سید آغا بنارسی شاگرد آتش مقیم کلکتہ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ان مین بہت بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے تھے

نگاہ جب کہ ادھر کی تو دل کے پار ہوئے | خطا کبھی نہ ترے تیر کا نشانہ ہوا
سکندر کا جو ہوا اوس بت نوخط کو خیال | خضر دریا سے لیے ہاتھ مین ساغر نکلا
تقدیر سے اولجھا نہ مین تدبیر سے اولجھا | اولجھا تو تری زلف گرہگیر سے اولجھا
دل [illegible] گیسوے گرہگیر سے اولجھا | دیوانہ جو اولجھا بھی تو زنجیر سے اولجھا

نادر تخلص نواب احمد حسین خان عرف نادر آغا

دوهری کلائی ہوگئی گجری کی جهونک سے
کنگن کا بوجهه اوٹهیگا مری نازنین سے کب

نادر تخلص مولوی سید نجم الدین حسین خلف سید قمر الدین مرحوم باشندهٔ میمنسنگ ایک مدت دراز تک ہندوستان مین رہے اندنون ٹالیگنج مین رہتے ہین شعر فارسی بہت خوب کہتے ہین رمل اور طب مین اچها دخل رکهتے ہین راقم کے دیوان اول کی تقریظ انهین کی لکهی ہوئی ہے

ضبط کر رکهتا ہون ہون کو دل غمناک مین
ورنه اس چرخ ستمگر کو ملادون خاک مین

مے کی بہلے خوب پی لون اوسکی گردن توڑکر
محتسب بنتا ہون مین پهرتا ہے میری تاک مین

چاک ہی ہوگا گریبان ہو چلی ہے چین ہم
چین تمکو اسے ہو دامان قبا کے چاک مین

تمهارے نیفه سے نکلا ہے سانپ کا جوڑا
لٹک کے جهوم رہا ہے ازار بند نہین

عدو ہے وصل کی شب دست رشته دار اپنا
کہ طاقت کشش بند سینه بند نہین

ہنسی کسی لب شیرین کی جب سے دیکهی ہے
پسند غنچهٔ گلشن کا زہر خند نہین

جو نیند آگئی تمکو تو ہان سمجهه لون گا
نہین نہین یه تمهاری مجهے پسند نہین

ادهر اتے ہین ٹهوکر سے ہم پہاڑونکو
تلاش تیشه نہین خواہش کلند نہین

مرے کمال کی شہرت سے ہند مین نادر
کہان نہین ہے صفاہان کہان خجند نہین

آه رکتی ہے ضعف سے دل کی
سانس چلتی ہے سینه چهل چهل کے

چهڑ گیا ہے جنون جو زورون پر
پرزے اوڑتے ہین اب سلاسل کے

نادر تخلص مرزا کلب حسین خان بہادر ڈپوٹی کلکٹر اٹاوه خلف کلب علی خان بنارسی شاگرد ناسخ و آتش تذکرهٔ شوکت نادری و دیوان انکا نظر سے گزرا

عشق ذقن سے ہمکو جهکائے بہت کنوے
جیتے رہے تو نام ہی لینگے نه چاه کا

چوٹی کی فتح پیچ سے دلکو ہوئی شکست
آخر اسیر طرهٔ طرار ہو گیا

ڈرتا نہین ہون گیسوؤن کے عشق سے ذرا
دونگا حساب حشر مین بال بال کا

وہان نزاکت سے ٹوپی تک گران بالاے سر
کوه غم رکهتے ہین یہان ہم ناتوان بالاے سر

کیا زبردست آب و دانه ہے گہر کا دیکهنا
نکلا دریا سے تو کیسا جلد پہونچا کان مین

شمع خورشید ہے ہین گنبد اموتی نظر آنے لگا — ادستنے انگشت حنائی کو جو دیا داخت مین
دل مین ہوس لف جلیبا نہین رکھتے — ہم سر نہین رکھتے کوئی سودا نہین رکھتے
ہم خاک نشینون سے کدورت نہین لازم — کیون آئینۂ دل کو مصفا نہین رکھتے
کہتا ہے کف دست مصفا کو دکھا کر — موسیٰ کی طرح ہم ید بیضا نہین رکھتے
نہین ہے خال لب تر کے پاس جلوہ نما — یہ شیر ہے کہ جو بیٹھا ہوا کچھار مین ہے

**ناوم** تخلص رجب حسین خان ابن نواب مظفر حسین خان لکھنوی شاگرد مقصود عالم مقصود

اک اک گھڑی زیادہ ہے ایک ایک سال سے — ناوم ہے روز حشر شب ہجر یار کیا

**ناوم** تخلص ایک شخص دہلوی شاگرد میر حسین تسکین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

آج پھر دیکھین کہ ہوتی ہے سحر کس طور سے — شام ہی سے جوش پر کچھ نالۂ شبگیر تھا

**نازش** تخلص مولوی الٰہی بخش ولد مولوی محمد صالح خیر آبادی شاگرد مظفر علی اسیر عزیزون مین مولانا فضل حق مغفور کے ہین

افسانہ دراز ہے قصہ طویل ہے — نازش کہان تلک مین کہون ماجرائے دل

**نازنین** تخلص مرزا علی بیگ دہلوی ریختی گو برخلاف جانصاحب کے انکی ریختی مین کچھ کچھ شاعرانہ پن بھی ہوتا ہے

ہوئے عشاق مین مشہور یوسف ساجوان — [illegible] عورتون مین تھا بڑا دیدہ زلیخا کا
مین اپنے سر کو دھوتی ہون بوا اور یہ تماشا ہے — موا بیٹھا ہے کیا خوش خوش کہ دن آیا تقاضا کا
کوئی بیٹھا ہو تجھے سے کام اپنے کام سے — اے نگوڑے آدمی سے تو تو حیوان ہو گیا
سونا کبھی شوہر کو میسر نہین ہوتا — عورت انھین باتون سے ترا گھر نہین ہوتا
کچھ ہو نہین سکتا ہے اور اسپر ہی اکڑتا — نیچا تو نگوڑے کا کبھی سر نہین ہوتا
دنیا کسی مخصے نے لیٹا یا تھا کہ شب بھر — لیٹا تو رہا پاس پہ کوسون ہی نہین تھا
میری نماز کھوئی اس مردوئے نے آکر — اوٹھی تھی اے ددا مین کمبخت ابھی نہاکر
اے زناخی مردوا ہے بد گمان — تو نہ کر باتین ہلدے کان مین
رات بھر ہی وہی بات اور وہی چوما چاٹی — اے ددا ایسے ندیدے سے پڑا کار مجھے

| | |
|---|---|
| فوارہ کی طرح سے ذرا ابھی نہ تھم سکے | ہم ایک بوند پانی پہ کتنا اوچھل پڑے |
| دس گھر تو چھٹ چکے ہین کہانتک کرون جنم | کس جا بٹھائے دیکھئے آب آسمان مجھے |

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکھنوی صاحب تذکرہ سراپا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدا بخش تاجر لاہوری کر کے لکھا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تھے چنانچہ خود شیخ ناسخ نے اس امر کے منع کرنیکو یہ رباعی مرقومہ ذیل کہی ہے واللہ اعلم بالصدق والصواب

## رباعی ناسخ

| | |
|---|---|
| کہتے رہے اعمام عداوت سے غلام | میراث پدر لینے نگر پائی تمام |
| اس دعوی باطل سے ستمگارون کو | حاصل یہ ہوا کر گئے مجھکو بدنام |

## رباعی دیگر از ناسخ

| | |
|---|---|
| مشہور ہے گرچہ افترائے اعمام | پر کرتے نہین غور خواص اور عوام |
| وارث ہونا دلیل فرزندی ہے | میراث نہ پا سکا کبھی کوئی غلام |

غرض اشعار انکے بیشتر مثالیہ و پرمضمون ہوتے ہین اکثر اشعار شعرائے متقدمین و متاخرین فارسی گو کو بہت اچھی طرح سے ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچھ روز دن محمد عیسے تنہا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو گئے تھے سوائے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل نہین رکھتے تھے سنہ ۱۲۵۴ بارہ سو چون ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گزرا

| | |
|---|---|
| مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا | طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا |
| کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین | تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا |
| مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستون نے دعا | رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا |
| رشک صندل پہ ہے کیا اسکو | رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا |
| آتا نہین ہے دن کو نظر شب وہ اندھون | بدلا ہے شپرہ سے مزاج آفتاب کا |
| جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن منہ نہین جاتا | اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا |
| کیا فرمان سیر ہم رہین محروم و اعطا | کر سکیدہ یہ حکم نہ جاری فرات کا |

آج دعوی اوسکی یکتائی کا باطل ہوگیا
سوال وصل مین ہلنا پیرو تیرے ابرو کا
اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے و لے
ذبح کرڈالونگا کہا کہی تو بولا شب وصل
دینگے تیرے بازوے نازک کو ہم تکلیف تیغ
مرگ اک سوتی تھی ورنہ یہ کرا ہا شب کو
ہر خون جگر مین کیا ہے آب زندگانی کا
اگر ہو جا ہا سمندر یقین ہے ہو خاک مین جا
دیکھنا اس گل کی بدذاتی نہ پہونچے تا بجوا
رکھی چھڑی جو ناز سے اوسنے تہ ذقن
بس یہی تدبیر اب اونکے بھگا دینے کی ہے
دیر ویران ہین ترے عہد مین کعبہ ہے خراب
ہون وہ سرکش کہ مستی مین کہون اکبھی
جو مجھکو یار نے مارا تو غیر کو کردو قتل
ہاے یہ کہنا ترا کہکر مری چہاتی پہ ہاتھ
کبھی ہا جاے خدا اسکی مجھے پاس نہین
نکلا لاکارو ان خط نے بھی آکے نہ اہم بانچ
تنگ ہون زیست سے ہو جاؤن کسی پر عاشق
ہے تعجب آسمان تفرقہ انداز سے
ہوا نے ہین انگیا کی چڑیا کو بت کی چھینا
یہی کہتا ہے جلوہ تیرے بت کا
ہے جو یون مگر وہ طبع پاک کو نفرت ہون غم
جب وہ مسجد مین ادا کرتے ہین نماز

بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہوگیا
اشارہ ہے برات عاشقان بر شاخ آہو کا
آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا
مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا
لائیو اپنے شہیدوں کی نہ مدفن زنہار
سرہان کو ترے یار نے سونے نہ دیا
نہین مرتا ہین فرقت مین اسے بخت جانی کا
سنا جو ہوا نہ بت تسکین گھڑی داغ آتشین کا
مجھکو لکھا ہے ترا خط لیکے آے عندلیب
سب کو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ
جی مین ہے ہو جاؤن عاشق چند روز تنہا یہ
جمع ہین کافر و دیندار ترے کوچہ مین
لاکھ قلقل کے شیشہ مجھے مینا نہ ہین
عزیز داستے ہوا اور انتقام نہین
ابھی اسوم نالہ آتش فشان کرتا نہین
اے صنم تیرے ملنے کی مجھے آس نہین
صراول کیا بڑی ساعت گرا چاہ زنخدان
کوئی اور اسکے سوا مرنے کی تدبیر نہین
ایکجا ہین عاشق و معشوق کیونکر اب یہین
بلتی ہے بالی کی مچھلی موتیون کے آب مین
کہ اک ذات خدا ہے اور یہین ہون
وصل کا مضمون شایان اپنے دیوان مین نہین
سب نماز اپنی قضا کرتے ہین

سرسبز سبزہ ہو جو ترا پایمال ہو
دم اخیر تو کر لون نظارہ جی بہر کر
جو ہونا تھا سو ملا قسمت مین پھرتا یون خدا سے
سیاہی بن گئی شنگرف کیا تاثیر ہے قاتل
کرتے تھے فاش نشہ مین بدمست سر غیب
کرتے ہین مشہور اوس محبوب کا مجھکو عدو
شمشاد سرو مین یہ خوشی آوازیان کہان
معشوقون سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
ترا بچی دکھانا اے معلم طفل بدخو کو
جب نہ تب نالہ سوزان سے جلا خانہ دل
تنگ آکر جب کہا مین نے کہ مرجاؤن کہین
تکلم ہے فقط ہے اوس صنم کا
آتے آتے کیون نہ اولٹے پاؤن پہا گر دو مجھے
ہون وہ نگاہین کہ لب نہ ہنسی سے ہو آشنا
رکھو کسیطرح تو سروکار مہربان
فراق یار مین نفرت ہے مجھکو بادہ خواری سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین
رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہے بلند
ہوگئی صبح شب وصل اوسکے جاتے ہی سیاہ
راز کا چاہیئے عاشق کو چھپانا ایسا
مارتے ہین صدا فاقہ مست کو ہوتا ہے جب
عاشقون کیطرح تو اوسکو مٹادے سخن

ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو
الہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو
کہ طالع سب کو ہین معلوم اوس طفل برہمن کو
لکھا ہین نے جو تیرے عارض گلگون کے مضمون کو
اسواسطے حرام کیا ہے شراب کو
میری دشمن بہی نہان رکھتے ہین میرے راز کو
طوبی کہون مین قامت موزون یار کو
نادان کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ
ہمارے توسن عمر رواں کو تازیانا ہے
نہ ہوا یہ کہ کسی غیر کا بہی گھر جلجاے
بدگمان سمجہا کہ اسکو اشتیاق گور ہے
خدا کی طرح گویا بے دہان ہے
صبح ڈرتی ہے بہت میری شب دیجور سے
دیوار قہقہہ بہی جو آئی نظر مجھے
کرتے رہو جفا ہے وفا گر نہ ہو سکے
کہین زاہد نہ کردی متہم پرہیزگاری سے
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے
مدت ہوئی کہ مرچکے ہین ہم حساب سے
آسمان کہتے ہین جسکو میرے گھر کا بام ہے
آفتاب اپنی نظر مین اک چراغ شام ہے
دلمین ہو ذکر صنم ہاتھ مین قرآن ہو وے
یعنی اوسکے ہوش مین آنے کی یہ تقریر ہے
یہ خط رخسار ظالم نامہ تقدیر ہے

نام خدا لیا جو نکیرین کے حضور
دو چار حشر مین ہوشجین اگر اور بہی ہم سے
ڈرتا اثر کا اوسکو سو وہ ہی نکل گیا
اوس پری نے دی نشانی مجکو جو انگشتری
تاب سننے کی نہین بہر خدا خاموش ہو
مرے محمل نشین کے آگے لیلی کا جو مفتون ہے
ہے عیان جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین
وصل کو کہا ہے ناسخ درد عاشق کی دوا
پانی بہر آتا ہے قاتل پان دہان زخم مین
وصل کی شب چاندنی دیوار جاننے ہر بانے
فلک پہ چاند کو مجنون نے جب دیکہا تو یہ سمجہا
دو نو کام کر چکا ہون مین اے ناسخ امتحان
مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
جو پری پیکر نظر آیا وہ ہے زر کا مطیع
جی لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
وہ روے کتابی تو ہے قرآن ہمارا
ہو گیا قرآن کا پڑھنا غضب
کیا گذرا اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا
انڈا انکشاف کے نکلے ہے باہر تو کیا ہوا
کسقدر آشفتہ خاطر ہون خیال زلف مین
رات بہی دن ہے ہمیشہ پر تو رخسار سے

مگر بہی اے صنم مجہے اخفاے راز ہے
ہستی کیطرف منہ نکرے کوئی عدم سے
نادم ہوا ہون منہ سے مین نالہ نکال کے
ایسی آئی یاد مین گویا سلیمان ہو گئی
ٹکڑے ہوتے ہین جگر ناسخ تری فریاد سے
وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے
سوجہے کیا زاہد تجہے آنکہون کے آگے ناک ہے
دل ہمارا قابل تشخیص تا لینوس ہے
میان لے لیتا ہے جب منہ مین زبان تلوار کی
نشین کرتا ہون بہر خار سر دیوار کی
کہ لیلی جہانکتی ہے منہ نکالے اپنے محمل سے
سینہ مین مہر ہے نہ وفا برہمن ہے
آفتاب اونچا ہوا ایسا کہ تارا ہو گیا
غل مچا یا قمریون نے بہی سبار کباد کا
دیکہو قابیل نے کیا حال کیا بہائی کا
ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا
بجہتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
کہتے ہین جسے عشق ہے ایمان ہمارا
اوسکو ورد لن ترانی ہو گیا
کہل گیا مسی سے رستہ بند ہے ظلمات کا
بلبل کو جسم جنبہ فولاد ہو گیا
جاگنا بہی اندنون خواب پریشان ہو گیا
آسکی تیری گلی مین کب ہے یارا شام کا

گیسو کا سبب ہے اور تھوڑا اسا جب کا
مری آنکھون سے کیا نسبت کہ قطرہ ابر نیسان کا
ساقیا دے مجھے شتاب شراب
ناسخ یہی تجھہ سے پوچھتا ہے
حسن کو چاہیئے انداز و ادا ناز و نمک
یا رب توبہ تو کہلا ہے تو سہی جاؤن وہین
کہتے ہین ہوتی ہے بات اولٹی پڑیرا دونکی
ہوئی یہان آمد و رفت نفس بند
کان مین محبوب کی آواز بہی آتی نہین
کرتی ہے مجھے قتل مرے یار کی رفتار
کیا ہلین تکیہ سے سائین کوڑی سونٹا چھوڑ کر
مردونکو جلاتی ہے ترے ناز کی آواز
تو تہی گرچہ شب وصل نے کی ہے لیکن
کب شب ہجر تہی دراز ہی مین
کچھ تری بات کو ثبات نہین
ہاے کیا وہ بہی زمانہ تہا جو کرتے تہے بسر
اک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہے جان
دہوم عالم مین مچی ہے تری بدنامی کی
آواز ہے مانند مزامیر گلے مین
جو روز ہے وہ طول مین گویا ہے روز حشر
مر چلا ہون امیدوار ہی مین
آنکھ کیا دل کیا حرم کیا دیر کیا میخانہ کیا
تھا چاک جیب صبح تو مشہور اے جنون

تیری کنگہی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا
ورنہ نایاب ہو سکتا ہے آنسو ہو نہین سکتا
کب سے کرتا ہون مین شراب شراب
کیسا ہے مزاج یار قاصد
لطف کیا گر ہوئی گور و ن کیطرح کہال سفید
کر لیا ہے تو نے دروازہ جو اے خمار بند
اے پری ہے ترے اقرار سے انکار پسند
قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند
کیا شب فرقت مین مجہکو رشک ہے خفاش پر
تلوار کی تلوار ہے رفتار کی رفتار
پاس ہے اکسیر کی بوٹی نہین پروا کے زر
اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز
ہو تری عمر شب ہجر سے اے یار دراز
کو ستی مین ہے جسقدر شب وصل
ایک ہان ہے تو پانچ سات نہین
وصل کی شب جاگنے مین روز فرقت جوابین
آب رکہتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین
ہاے ناسخ تجہے کچھ عار نہین ننگ نہین
تحریر ہے گویا تری تقریر گلے مین
برسون سے دوپہر نہین ڈہلتی ہے ہجر مین
ایسے ہان سے وہ کرتے کاش نہین
کونسی جا ہے وہ پھر جاتی جہان ملتا نہین
مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

وہ لون اوس نما تنگر دیدۂ وحشی کے یاسمین
پھر کر پرواز ابھی اے طائر جان ایکدم رہ جا
آگے ترے آنکھون کے چکا سا ہے پرپڑ
کوئی جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
اسقدر کھایا تری فرقت مین غم
آ گئے ہین کسقدر ہم بھی فریب عشق مین
ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول
اسقدر بے یار ہون شب ہم غم مین بیقرار
کسی نعمت سے مین واقف نہین جز بادۂ تلخ
جنون پسند مجھے چھاؤن ہے ببولون کی
امید وصل مین ہم جھوٹے ہین برسون سے
تو وہ شیرین نہ ہے کہ تجھ سے ہوئی شیرین فرہاد
گذر اوس پری کا ہے اکثر چمن مین
ہوا یقین نہ روزی ہوئی مری مقبول
غم دیا رنج دیا درد دیا داغ دیا
تم ہو مری طرف سے مقرر بھرے ہوئے
ہون گاہ ادہر گاہ ادہر آٹھ پہر مین
وصل کیسا وہ تو مجھسے رات بھر
تری آرزو ہو اگر آرزو ہو
ہے الف ساقد تصور مین یہان آٹھون پہر
رنج غربت دشت وحشت کین دشمن ہجر دوست
اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے
جسکو تاکا بیچ گیا جی کی جسے مارا اوسے

یہ سبب ہے ربط جو شیخ و برہمن مین نہین
وہ باہر آنے پہ ہین اب کبوتر بند کرتا ہین
ہر چند کہ ہوتی ہے چکارے کی شہری آنکھ
کوئی اے جوش جنون یہ اٹھکانا چاہیے
دل ہمارا زندگی سے سیر ہے
بت کو اک مدت تلک سمجھا کیے اللہ ہے
صبح ہوتے ہوتے اپنی بھور ہے
ہے مثال حال میر اصوفیون کو حال ہے
زاہدا اتنو سمجھ تارک لذات مجھے
عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولون کی
وہان رقیبون نے تیاریان ہین جھولون کی
تو وہ لیلی ہے کہ تجھپر ہوئی مجنون لیلی
درختون کو سایا ہوا اپنا ہتا ہے
کہ عید کو نہ کیا اوسنے ہمکنار مجھے
ہوسکین مجھسے عوض کیا ترے احسانون کے
خالی مجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوئے
سایہ کی طرح یار کی دیوار نہ چھوٹے
شل گیسو بے سبب برہم رہے
یہی آرزو ہے اگر آرزو ہے
دل ہمارا ہے کہ بیٹھا لی کسی آزاد کی
کسطرح ہو شادمانی خاطر ناشاد کی
جان شیرین مفت مین جاتی رہی فرہاد کی
ہمکو تیر اندازی آتی ہے نئے انداز کی

رنگ تو کیا کٹ گئے ہین دیکھنے والونکے سر
تیغ سے بہے چال اوس محبوب چھڑ بازی کی

یہ نرماہٹ یہ نگہت ہو کہان سوزن مین اے ناسخ
تن محبوب مین خالت ہی دست افشار ہونگی

پوچھا جو رو کے یار نے ناسخ کی حال کو
ہنسکر کہا رقیب شقی نے گذر گئے

دیکھا جسے ہوگیا وہ عاشق
تیری آنکھون مین موہنی ہے

دیتا ہے کہان ساتھ برے وقت مین کوئی
پتھر کو لگی چوٹ شرارے نکل آئے

ہین حسین اور بھی پر تجھہ مین ہے ہر بات نئی
دھج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی

کی جو خیاط ازل نے تری پوشاک درست
بچ رہی قطع مین یہ شمس و قمر دو ٹکڑے

**ناصر** تخلص سید ناصر نواب دہلوی خلف خواجہ محمد ناصر امیر نواسہ خواجہ میر درد قدس سرہ شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک

ہے دلین اونکے غیر کی صورت بسی ہوئی
دلین بھی اب تو اونکو بٹھایا نہ جائیگا

قسمت مین غم ازل سی ہے رونے سے فائدہ
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جاے گا

کیون اوسکے بزم ناز مین ناصر گئے تھے تم
دیکھا وہ کچھ کہ جی سے بھلایا نہ جاے گا

**ناصر** تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ناصر نے اس مزے سے اوٹھائی جفا کہ اب
اونکو بغیر اوسکے جفا سے نہین پسند

**ناصر** تخلص سعادت خان خلف رسالت خان متوطن نگینہ مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا محمد حسن مذنب مرثیہ گو ایک تذکرہ اور پانچ دیوان اسکے یادگار ہین

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر
ایسا نہو کہ منہ یہ کوئی بات لاے زلف

کہتے ہین قامت جانان کو زبانی یہ ہم
چھوٹے قد پر ہین بڑی فتنۂ محشر پلکین

تیر جیسے ہین نہین ہین یہ کمانین ویسی
نوک کی ابرؤون سے لیتی ہین خود سر پلکین

غصہ کی شکل یار کو کیونکر دکھائیے
آئینہ دیجیے وہ دشنام ہاتھ مین

زینت عارض سادہ ہین ترے بال ابرو
چار چاند اوسکو لگے تو جو ہوا چار ابرو

اوڑ گیا مہ نو کی طرح ہمارا منہ
نہ دیکھا دیکھ کے اوسکو اگر ہمارا منہ

اے بت ترے خیال کا احسانمند ہون
پتلی کی طرح اوسنے رفاقت کی آنکھ سے

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ خلف نواب مظفر جنگ ساکن سنہ ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا

| | |
|---|---|
| آگے تو تھی ہی بر سر پرخاش کمند زلف | پیچھے پڑی ہے کسلیئے چوٹی بلا ہوئی |

ناصر تخلص میر ناصر علی خلف مرزا محمد علی باشندۂ قصبۂ رہسوا شاگرد اکرام علی توانا

| | |
|---|---|
| حفظ بیمار کو رکھتے ہین سرہانے تلوار | کیا مناسب ہین سر دیدۂ بیمار ابرو |

ناصر تخلص ابو محمد ولد سید اکرام علی برادر ابو تراب ناسخ باشندۂ لکھنؤ شاگرد عرش صاحب دیوان ہین

| | |
|---|---|
| بوٹا سا قد وہ گلشن عالم کی ہے بہار | گلبرگ تیرے ہاتھ ہین برگ سمن کے پانؤن |
| دل محو پابوسی آہوے چشم ہے | کیا سحر ہے کہ شیر نے چومے ہرن کے پانؤن |

ناطق تخلص شیخ احمد شاہ ولد شیخ محمد شاہ باشندۂ سکندرپور شاگرد مرزا عنایت علی ماہ اکبر آباد کی عدالت دیوانی مین وکالت کرتے تھے

| | |
|---|---|
| زلف کا مضمون کیا تحریر اپنے ہاتھ سے | پہنے ڈالے پانؤن مین زنجیر اپنے ہاتھ سے |

ناطق تخلص مرزا احمد فرخ آبادی خلف مرزا محمد معلوم نہین کہ یہ اور شیخ احمد شاہ ناطق ایک ہین یا نہین اسلیے انکا شعر جدا لکھا گیا

| | |
|---|---|
| وہ نقاب اوٹھے تو خورشید قیامت ہو عیان | ہم اگر نعرہ کرین دم بند ہو وے صور کا |

ناطق تخلص لالہ جگناتھ فرخ آبادی خلف لالہ لالجی

| | |
|---|---|
| جب تک خانۂ دل درد سے آباد نہو | عمر بھر خاطر عشاق کبھی شاد نہ ہو |

ناظم تخلص میر غلام شبیر ابن میر کاظم علی مرثیہ خوان متوطن اٹاوہ

| | |
|---|---|
| اوس کافر بدخو سے اگر راہ نہ ہوتی | گمراہ طبیعت کبھی واللہ نہ ہوتی |

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور بریلی خلف نواب محمد سعید خان بہادر شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین شعر عاشقانہ خوب کہتے ہین لیجسلیٹو کونسل ہند کی ممبر ہوکر سنہ ۱۸۶۴ اٹھارہ سو چونسٹھ عیسوی یعنی سنہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین اشرف البلاد کلکتہ مین رونق فرما ہوئے تھے

دیوان انکا نظر سے گزرا

دل سے اسکے جان کو دشمن نہ اوتارا ہوتا
چڑھ گئے تھے ہم اگر زد پہ تو مارا ہوتا

بیچے نہ نسیم و زر انسے نہ دین و دل چھوٹی
کچھ اور خاک نہین جانتے مگر لینا

چلیے ہو دشت کو ناظم اگر ملے مجنون
ذرا ہماری طرف سے بھی پیار کر لینا

کیون آکے کہو دیہ کہ وہ گھر مین نہین ہین
کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز

کہتے ہین کہ وہ بھی یہی کہتے ہین گردون کیا
کہتے ہو کہ درپئے اعدا نکرو ستم

مین جانتا ہون میری فغان سے اوڑی ہے نیند
وہان جاگتے ہین غیر کے وہ انتظار مین

آدمیت نہین تجھمین یہ عدو کی ہے غرض
یون بھی کہتے ہین مانا تری تحقیر نہین

اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجھکو
پھیر دیجے کہین گھبرا کے مرا دل مجھکو

جنت مین شہد و شیر گل و میوہ ہو تو ہو
ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وہان مے حلال ہے

ہے وہ تقریب فراق اور یہ تمہید وصال
وصل سے لطف سوا نامہ و پیغام مین ہے

کہیے اگر کہ طرز ستم ناپسند ہے
کہتے ہین واہ آپ کی بھی کیا پسند ہے

حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون گا تو
وہان بھی جھنجھلا کر کہے یوسف علیخان چھوڑ دے

ناظم تخلص ایک شخص لکھنوی کا ہے اورکچھ حال معلوم نہ ہوا

وصل اسکا ایسا ہو گیا اوسکے بدن سے میرا تن
رات کو مین یار سے اک جان و قالب ہو گیا

ناظم تخلص میر یحیی باشندہ دہلی والد انکے شجاع الملک کے ساتھ ولایت سے ہند مین آئے تھے کیمیاگر مشہور تھے

دیکھ رہا ہون کو جون نقش قدم
ہم نے اب عزم سفر چھوڑ دیا

ہزار حیف کہ راہ چمن بھی بھول گیا
قفس سے چھوٹ کے آیا جو طائر زدہ

کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شاید
لگ آئی ہے گیسوے سمن بوے کسی کی

نقش قدم کی طرح اوٹھا ست ہین صبا
اس راہ مین پڑے ہین ہم آرام دیکھکر

ناظم تخلص درگا پرشاد ولد چھوٹی لال باشندہ شمس آباد

جو اوسکے کاکل و رخ کے ہین شیدا
اونھین کیا کام ہے شام و سحر سے

ناظم تخلص شیخ غلام یسین خلف شیخ غلام قادر باشندہ تالگرام ضلع فرخ آباد

نگاہ ناز نے اکدم مین کر دیا بسمل ۔ اثر کہان یہ دم تیغ آبدار مین ہے

**ناظم** تخلص پنڈت کاشا پرشاد منتظم راج بھرت پور ابن پنڈت بدری ناتھ لکھنوی

دکھلا سکے ہر اک اشک ذ سو طرح کی طوفان ۔ باقی تجھے حسرت ہے کچھ اے دیدۂ تر اور

**ناظم** تخلص میر ناظم علی ولد قاضی گلزار علی باشندۂ سلون توابع لکھنؤ شاگرد آباد

ہاتھون سے اپنی توڑتی ہو پھول بار بار ۔ لچکین کہین نہ جان تمہاری کلائیان

**ناظم** تخلص پنڈت شیو پرشاد ولد پنڈت مانک چند باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

پانی مین آگ لگ گئی اوٹھنے لگا دہوان ۔ دھوئی جو اوسنے نہر مین مہندی لگا کے ہاتھ

**نافذ** تخلص مرزا علی خلف مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد مولوی شہید

ضبط گریہ کیا کرین دل ہے نہ قابو مین رہا ۔ بحر ہستی مین بپا اشکون کا طوفان ہو

**ناکام** تخلص مکرم علی فتح آبادی کبھی دہلی اور کبھی آگرہ مین رہتے تھے

دراز کیجیو مت ہاتھ دامن گل تک ۔ سنیگا کیا کہین بلبل سے کچھ برا گل چین

**نالان** تخلص سنولال کہتری باشندۂ دہلی

کہتے ہین تیری گلی مین اک جوان مارا گیا ۔ دیکھیو تو اسے بیخبر جا کر کہین نالان نہ ہو

**نالان** تخلص میر احمد علی دہلوی مقیم مرشدآباد شاگرد سودا

کہان مجال کہ تم سے کہین کہ یہان رہیے ۔ مزاج خوش ہو جہان آپکا وہان رہیے

**نالان** تخلص میر وارث علی ولد میرزا زانی باشندۂ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گزرے

یک بیک شام کو وہ یار جو گھر سے نکلا ۔ لوگ حیران ہوئے یہ چاند کدہر سے نکلا
ہین سے بیٹھنے کہین نہ دیا ۔ مجھکو میری ہی بد گمانی نے

**نالان** تخلص نور علی بیگ

ہون شہید اسکے دو ستو او س ابروے خمدار کا ۔ نیل چڑہانا میرے مرقد پر تو ہل تلوار کا

**نالان** تخلص محمد عسکری کشمیری دہلوی شاگرد مصحفی تیس برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ نوے برس کی عمر مین وفات پائی

کانون پہ جب رکھتا ہے گل ایک اسطرف ایک اوسطرف — شمس و قمر رہتی ہین تل ایک اسطرف ایک اوسطرف
سحر کی ہونے کا ازبس خیال رہتا ہے — شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہے
وہ بدگمان ہون کہ اوس بت کی سایہ پہ بھی مجھے — رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

**نالان** تخلص محمد جان ولد مرزا مہدی علی خان صوبہ دار بانس بریلی باشندہ لکھنؤ شاگرد موجی رام موجی و مصحفی

عاشق مزاج کہتے ہین طفلی سے مجھکو لوگ — آتا نہ تھا کبھی مجھے آرام دوش پر

**نامی** تخلص سعید الدولہ علی محمد خان بہادر خلف میر بندہ علی بن سیف الدین احمد خان دہلوی باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ کربلا کی زیارت کرکے کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے دوستون مین ہین

گرجانتے ہشیاری غفلت کو اطبا — رکھتے نہ رگِ عاشق مدہوش پہ انگشت
یہ عکس نہین سرو کا اے بلبل نالان — ہے جوی چمن کی لبِ خاموش پہ انگشت

**نامی** تخلص آغا حسن عرف میرن صاحب ولد میر بندہ حیدر متوطن خراسان باشندہ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

لذت نشہ سے واقف نہین زنہار نگاہین — چشم ساقی کو ہوئین دیکھکے سرشار نگاہین

**نامی** تخلص لالہ مشعن لال کایتھہ باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی

دامن سے اوسنے جھاڑی جو بیکر شراب گرد — آئی یہ بو کہ ہوگئی بوسے گلاب گرد

**نامی** تخلص مرزا حبیب علی بیگ لکھنوی برادر زادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان

بسکہ مدت سے تھی راہِ انتظارِ یار پر — جا لگی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

**نامی** تخلص مبارز الدولہ نواب مرزا احسام الدین حیدر خان دہلوی قرابت دار والی لکھنؤ خلف مرزا محمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق

دم شماری مین مجھے چھوڑکے جانا کیا تھا — جان جانیکو بھی عاشق کی نہ جانا کیا تھا
ہین اوس نہال حسن کے ہم دل پہ بار حیف — نخلِ امید عشق مین آیا نہ بار حیف
جنبشِ باد سے شاخ گل تر لچکے ہے — یا دم بادِ بہاری سے کمر لچکی ہے

امید دل وہی اوس سنگدل سے سخت بیجا ہے — نگران چاہنے والون کا پتھر کا کلیجا ہے
تسخیر دل اونکا ہے نظر آتے ہین جب سے — تعویذ وہ ڈھلکے ہوئے بازو سے کسو کے

**نامی** تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے — ق آب شمشیر مین اس کے یہ کہتے ہین کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بنی ہے اسم — گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

**نایاب** تخلص عباس علی باشندہ کلکتہ مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

وہ پردہ نشین ہمکو اشارے سے بلالے — اے شوق بیان کچھ تری تاثیر ہو ایسی

**نبی** تخلص میر غلام نبی بلگرامی ہمشیرزادہ میر عبد الجلیل موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے دوہرہ خوب کہتے تھے

**رباعی**

از بسکہ حیا دوست ہے وہ مایۂ ناز — اس طرز سے ہے اوسکے سخن کا انداز
خامہ کی زبان سے جون نکلتے ہین حرف — پر کان تلک نہین پہنچتی آواز

**نثار** تخلص شیخ محبوب بخش خلف شیخ محمد افضل باشندہ بجنور اسسٹنٹ انجینیر فرخ آباد

آتی نہ طبیعت کبھی او فتنہ گر ایسی — مین جانتا پڑ جائیگی آفت اگر ایسی

**نثار** تخلص منشی سدا سکھ خلف منشی سیتل پرشاد باشندہ دہلی مقیم الہ آباد شاگرد سودا صاحب دو دیوان اردو و فارسی و بھاکھا و مثنوی گزرے

ہمارا ہے دل جب ہمارا نہین ہے — تو شکوہ ہمین کچھ تمہارا نہین ہے

**نثار** تخلص نثار علی بلگرامی

اوترے ملک فلک سے یوسف زمین سے نکلے — ممکن نہین کہ تجھسا کوئی کہین سے نکلے
بوسے کی بدلی گالی شیرین لبون سے پائی — یہ بھی نصیب اپنے زہر انگبین سے نکلے

**نثار** تخلص میر عبد الرسول اکبرآبادی معاصر میر تقی میر منصبدار شاہی تھے

اٹھ سے ان جامہ زیبون کی نکل جائینگے ہم — یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلائینگے ہم
ناوری کی جو مہربانی سے — یہ بدو ہم پہ آسمانی سے

| | |
|---|---|
| او سکے رخسار دیکھہ جیتا ہون | عارضی میری زندگانی ہے |
| ہم انجمن مین رات عجب آن سے گئی | بسمل کئی پڑی ہین کئی جان سے گئی |

**نثار تخلص میر افضل علی عظیم آبادی**

| | |
|---|---|
| یہی خوف رہتا ہے بسمل کے دل مین | ترحم نہ آجاے قاتل کے دل مین |
| اے صبا جاکے تو اتنی تو خبر کر کہ نثار | آستانی پہ کھڑا ہے ترے سر ہاتھہ مین ہے |

**نثار تخلص محمد امان دہلوی خلف سعادت اثر معمار شاگرد شاہ حاتم دیوان انکا نظر سے گزرا**

| | |
|---|---|
| او سکے پاؤن سے لگی رہتی ہو ہر رات حنا | خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا |
| مثال برق شیوہ ہے ہماری آفت جان کا | کہین دیکھا کہین چمکا کہین تاکا کہین جھانکا |
| ہزاردن جیب گل کیونکہ نہ پرزے ہو اس ابرن کا | قیامت جو ہم جاتا ہے ہر ایک ٹھوکر مین دامن کا |
| پوچھا جو اوسنے خوش ہو کہا تینے شکر ہے | بولا کہ سب ہے پے شکر شکایت بھرا ہوا |
| اے شمع نقل تو نے بیان اصل کر دکھا دیا | کیا خوب سوانگ لاے اس بزم مین ہستی کا |
| گزرا مرے مزار سے وہ اس ہنسا لٹا | کیا خاک پھر غبار مین دل سے نکالتا |
| شب کو وہ کوٹھی کوٹھے گھر ہمارے آرہا | غیر دروازے سے بیٹھا راہ ہی تکتا رہا |
| ہمسے لڑنے دو او نہین کوئی بھولو درمیان | ایسے ایسے آگے جھگڑے ہو چکے ہین بارہا |
| سو بات پوچھیے تو نہ دے ایک کا جواب | کر دے کھٹکا تجھکا کے ہمین ہو نہین کا جواب |
| جہان ذکر اوسکا آتا ہے مرا جی لوٹ جاتا ہے | کرون کیا اختیار اپنا نہین ہے اختیاری کا |
| ہم سے ہو زر و سیم کی تدبیر سو کیا خاک | دنیا مین بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک |
| برنگ لب ہے طرفہ آشنائی آہ ہم تم مین | کہ ہو جاتی ہے باتون مین جدائی آہ ہم تم مین |
| مین جو کہا لیگئی زلف تری دل مرا | ہنسکے کہا صنم نے بلا اوسکی بلا لیگئی |
| خوبی مین ترے حسن کی کچھ حرف تو کب ہے | لیکن یہ ذرا خط سے ہے اصلاح طلب ہے |
| او سر آئینہ طلعت کی اب نہ کجیے بیچ | ظاہر مین صفائی ہے باطن مین کدورت ہے |
| گردش کیا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے | اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے |

**نجابت** تخلص سید کلب علی ولد سید حسن علی باشندهٔ لکھنؤ شاگرد امانت

آمین رقیب کہتے ہین بے ساختہ وہین — دیتے ہین بد دعا جو وہ ہم کو اوٹھا کر ہاتھ
بیداد سے بتون کے ہراسان نہ ہو دلا — انصاف تیرا حشر کو دن ہے خدا کے ہاتھ
بوسہ کے مانگنے پہ نجابت وہ ہین خفا — رکھو لگا سر کو پاؤن پہ جوڑو لگا جا کر ہاتھ

**نجات** تخلص سید زین العابدین قصائد فارسی انکے نہایت عمدہ ہین

یہان تلک سر کو ٹپک ہجر مین توڑے پتھر — کہ نہین دامن کہسار مین چھوڑے پتھر
آنکھین پتھرا گئین قسمیہ ہین ٹپکتے آنسو — جل بجھے ہجران تری قدرت کہ نچوڑے پتھر

**نجات** تخلص شیخ حسن رضا دہلوی مرثیہ گو مقیم ضلع سارن سنہ ۱۲۰۷ بارہ سو سات
ہجری مین فوت کی

کوئی عنوان نہ دیکھا کفر و ایمان مین جدائی کا — ہر اک بت مین نظر آیا ہمین جلوہ خدائی کا

**نجات** تخلص شنکر سروپ ابن رام سروپ سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کیا چل سکے گا جادہ الفت مین زاہدا — یہ راہ وہ ہے جسمین ہر اک کا گذر نہین

**نجف** تخلص مرزا محمد عباس ولد مرزا حیدر لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

دیکھا کبھی نہ چشم ترحم سے سوے دل — نکلے نہ اسے نگار کبھی آرزوے دل
دیکھا نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر بھی ادھر کو — ہمسے نہ کبھی چار ہوئین یار کی آنکھین
جوہر ترے جانبازکی کھل جائینگے جسدم — کھل جائینگی قاتل تری تلوار کی آنکھین

**نجف** تخلص میر نجف علی شعراے قدیم مین ہین

کسطرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانون کو — ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانون کو

**نجم** تخلص سید اشرف علی بنارسی

[illegible] کا ماہ کامل ہے — نکلتا ہے وہ خورشید قیامت اپنے منزل

**نجم** تخلص میر نجم الدین ولد میر قمر الدین دہلوی صاحب دیوان ہین

وہ کہ نظرون مین ہو گیا غائب — ہو گیا ظرف ماجرا دل کا
[illegible] قرار ہی ہے — تو ذرا کہہ تو ماجرا دل کا

| | |
|---|---|
| تری چشم خمار آلودہ کے مانند اے ساقی | اگرچہ مست ہون لیکن بہت ہشیار پھرتا ہون |
| یہان جو آیا ہون تو شاید مری موت آئی ہے | تیرے کوچہ مین مگر مجھکو قضا لائی ہے |

**نجم** تخلص محمد رضا خان داروغہ خزانہ و نائب خانسامان پادشاہ لکھنؤ ولد محمد قاسم طباطبائی برادرزادہ مختار الدولہ باشندہ لکھنؤ شاگرد نظام الدین ممنون صاحب دیوان اردو و فارسی ہین

| | |
|---|---|
| انگار اوڑا رہا ہے جو مثل انار دل | دکھلا رہا ہے ہمکو خزان و بہار دل |
| ہے یار سے امید عبث نجم دم نزع | لیتا نہین اسوقت مین کوئی خبر دل |

**نجم** تخلص مولوی انعام اللہ شاگرد میر وزیر صبا خلف مولوی ولی اللہ ابن مولوی حبیب اللہ باشندہ لکھنؤ محلہ فرنگی محل

| | |
|---|---|
| غضب کی بے نیازی ہے نہین کچہ بولتے منہ سے | یہ بت اللہ اکبر کسقدر مغرور ہوتے ہین |

**نجم** تخلص میر نجم الدین علی خان داروغہ ضلع جہانسی خلف حکیم ابو سعید خان

| | |
|---|---|
| عیسے سے دوا عشق کی ہرگز نہین ہوتی | یہ وہ ہے مرض جب کوئی مر جائے تو جائے |

**نجم** تخلص میر نجم الدین احمد خلف میر عنایت علی متوطن بریلی تحصیلدار فرخ آباد

| | |
|---|---|
| سنا ہے اوٹھ گیا دنیا سے وہ آج | گرا یا گل جسے ہمنے نظر سے |

**نجم** تخلص مولوی نجم الدین احمد خلف مولوی احمد علی باشندہ چریاکوٹ ضلع اعظم گڈہ

| | |
|---|---|
| شرم سے آتش دوزخ ہوئی پانی پانی | منفعل جرم سے جب نجم گنہگار آیا |

**نجیب** تخلص میر بہادر علی شاگرد فراق

| | |
|---|---|
| اگر حنا ترے ہاتھون سے خونبہا دل کا | تو لونگا دست نگارین سے خونبہا دل کا |

**نحیف** تخلص حق وردی خان

| | |
|---|---|
| فرشتہ پوچھنے مجھسے جو کچہ مزار مین آئے | تو بولون مین کبھی جب تک نہ شکل یار مین آئے |

**نحیف** تخلص سید برکت علی مرادآبادی

| | |
|---|---|
| ابھی مین شہر خموشان مین ڈالدون اک شور | خدا جو دے مجھے اکدم کو بھی مزار مین روح |
| یہان تلک تو رکھا تیرے عشق نے مجبور | کہ اپنے قابو مین دل ہے نہ اختیار مین روح |

**سخیف** تخلص نواب مہدی علی خان بہادر خلف نواب حفیظ اللہ خان مرحوم داماد نواب احمد علی خان بہادر والی رامپور لندن کی سیر بہی کی ہے انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

اونکو غفلت مری جانب سے اگرچہ بہی نہین | بیخبر کیون ہوئے ایسے کہ خبر کچہ بہی نہین

**سخیف** تخلص محمد عوض علی خلف میر احمد شاہ باشندۂ فرخ آباد

خفا ہوکے محفل مین آئے ہوئے ہین | غضب ہے کے وہ تیوری چڑہائے ہوئے ہین

**ندا** تخلص مرزا معین الدین دہلوی خلف مرزا احمد بخش ابن شہزادۂ فرخندہ بخت شاگرد مرزا کریم الدین رسا

کیا خاک ہو بہر دوستی کی اوس سے توقع | جسمین نہ مروت ہو نہ ہو پاس وفا کا

**ندرت** تخلص شیخ عابد علی خلف شیخ امانت علی خان باشندۂ سکندرہ ضلع آگرہ

بو گیسوے پرپیچ کی بسکہ سنگہاؤ | مدت سے پریشان ہین پریشان ہمارے

**ندرت** تخلص مرزا افضل مرثیہ اور سلام مین امامی تخلص کرتے تھے

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو پیار نہو | کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہو

**ندیم** تخلص مرزا علی مرثیہ گو باشندہ دہلی معاصر میر تقی

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین | بجاے مو بدن سے اگ کے شعلے نکلتے ہین

**ندیم** تخلص سید محمد عسکری متوطن کڑا ضلع الہ آباد شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

زمین قبر سے مجہکو بڑی ندامت ہے | کہ مشت خاک نہین ہے فشار کے قابل

**ندیم** تخلص شیخ علی قلی مرثیہ گو ہے دہلوی معاصر سودا نواب محمد جعفر خان کے ہمراہ مرشد آباد مین وفات پائی

بیقرار عشق کو ہے زندگی نقص کمال | مرچکے سیماب تب کشتہ ہوا کہتے ہین

**ندیم** تخلص سید پیارے صاحب لکھنوی

جلد و آئینہ مین اوس رشک قمر کے دیکہو | کہ دگرگون نظر آتی ہے جگر کی صورت

ندیم [illegible] محمد [illegible] خلف مرزا اعلا [illegible] بیگ صوبہ دار باشندۂ فرخ آباد

شیرین سخنی غیروں سے وہاں کرتے ہو تم تو ۔ کرتا ہے یہاں شور نمکخوار تمھارا

ندیم تخلص محمد شفیع ولد میر محمد رفیع لکھنوی شاگرد مہدی علیخان قبول

گرداب بلا میں پھنسے دیکھے جو بشر نات ۔ دریا شکم صاف ہے دریا کا بھنور ناف
یوسف تمھارے سامنے بازار میں جو آئے ۔ دیکھے کبھی نہ اوسکو خریدار آنکھ سے

نزار تخلص سید قاسم علی ولد میر احمد علی شاگرد مصحفی وطن انکا مشہد بزرگوار ون نے
انکی پہلے دہلی میں بعد ازان فیض آباد میں سکونت کی تھی انکا مولد و مسکن لکھنو ہے

دل دے تو بیٹھے اوس بت بے پیر کو نزار ۔ پھر کیوں پکارتے ہو یہ ہر دم کہ ہای دل

نزار تخلص خواجہ محمد اکرم شاگرد میر تقی میر

کیا کہیے غرض صبر کا مقدور نہیں ہے ۔ اک زخم نہیں دل یہ کہ ناسور نہیں ہے

نزہت تخلص مولوی برہان الدین باشندۂ قصبہ دیوا ضلع الہ آباد

گو تم دم مردن مرے بالین پہ آئے ۔ کیا ظلم کہ اسوقت بھی منہ ڈھانپ کر آئے
اک قامتِ رعنا کا تصور تھا مجھے صبح ۔ ہنگامہ محشر کے تماشے نظر آئے

نزہت تخلص رفیع الدرجات خلف عبرت رامپوری

لالہ لالہ داغ جگر ہے صحرا صحرا وحشت ہے ۔ شبنم شبنم رقت ہے اور گلشن گلشن کلفت ہے

نزہت تخلص مرزا ارجمند دہلوی نامہ نویس عماد الملک نواب غازی الدین خان
بہادر نظام تخلص

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اوجھاڑ گیا ۔ ایک قصہ تھا گریبان کی سلوانے کا

نزہت تخلص مرزا کرامت اللہ دہلوی برادر ان مرزا جمعیت شاہ ماہر

اوٹھالوں سر پہ اگر ہو وے غم خدائی کا ۔ مگر نہیں ہے گوارا ستم جدائی کا

نزہت تخلص لالہ رام سروپ ابن لالہ شام لال متوطن کراولی ضلع
مین پوری

مہربان مجھ پہ جو وہ خورشید سیما ہو گیا ۔ آج روشن میری قسمت کا ستارا ہو گیا

نساخ تخلص راقم اوراق ہیچ میرز عبد الغفور

# اشعار دیوان اول

شهید ناز ہون مین دیدۂ آینہ رویان کا
گمان کیونکر نہ ہو زخمون پہ میرے چشم حیران کا

کیا ہے نفس امّارہ نے گمرہ دل کو اجزا
ہوا ہے غول خضر راہبر اپنی بیابان کا

کسی مہرو کی فرقت مین ہوئین جو موجزن آہین
بنا ہے کشتیِ طوفان ہلال اپنی گریبان کا

سراپا زخم ہون تیغ زبان یار سے لیکن
نہین ملتا ہے مثل ذات حق منہ زخم پنہان کا

کہین مے سے چشم مست یار مین ڈورے جو ہین ازبس
مجھکو دہوکا دے رہے ہین دام آہوگیر کا

اون نکیلی چتونون سے ہو گیا سینہ فگار
کیا اثر ہے ڈہال کے پھولون مین نوک تیر کا

جنبش ابرو سے اوسکے لوٹتا ہی مرغ دل
کام وہ صیاد لیتا ہے کمان سے تیر کا

موم دل جو ہی ستاتا ہے اوسے ہر سنگدل
شمع کا سر کاٹنا اک کھیل ہے گلگیر کا

ٹوٹ جائے رشتۂ جان اوسکا آنا ہو جو بند
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا

کام تیرے پانون کا کب دست مانی سے ہوا
تیرا ہے نقش قدم نقشہ ہے رو کے حور کا

پوچھو نہ حال گرمیِ حسن شباب کا
ہے دوپہر کو گرم مزاج آفتاب کا

اے صنم تیرے سنہرے رنگ کی تلخی سے
پورون پہ مہندی کا چھلا خاتم زر ہو گیا

ٹکڑے پھر جوش جنون مین اپنا دامان ہو گیا
ہتکڑی ہاتھون مین ہر تار گریبان ہو گیا

سر بسجدہ گوشۂ محراب ابرو مین جو ہے
ہندوی خال صنم شاید مسلمان ہو گیا

سونے کی مول بکتی ہے زنجیر آہنی
آیا ہے اے پری جو یہ موسم بہار کا

حاصل ہے اشارون مین مزا لطف بیان کا
لیتا ہے وہ نوک مژہ سے کام زبان کا

اوسکی انگیا کی جو چڑیا کا مجھے رہتا ہے دہیان
ہے کف دست آشیانہ طائر افسوس کا

کم نہین ہے سان کی گردش سے دو چشم مست
شک تھا ہی آنکھون کے ڈورون پہ تیغ تیز کا

کون ماہیت کو سے بت پر فن سمجھا
شیخ سمجھا جو حرم دیر برہمن سمجھا

حقہ پینے مین نکالتے ہین صدائے نگین
تیری سمنال پہ شک ہے مجھے تنہائی کا

دیدۂ تر کو نہین تحریر سرمہ کا خیال
چشمۂ زمزم پہ گویا قافلہ ہے حاج کا

اوڑتے تھے جو خبر سن لے مری نالون کی
نگاہ جاتا نگاہ گرمی دن کبھی برسات کا
آتا جو اوسنے بند کیا میری جان گئی
ہر نگاہ مست ساقی مین ہے کیفیت نئی
جوش گردش مین ہے این ہی چرخ گردان سے
تند ہونے مین کرتی ہے وہ سوا کیا عجب
مارا جو تیر اوسنے دل داغدار پر
کس بت حسین کا کھلا جوڑا کہ خوشبو ہے جہان
کب گوارا کرتی ہین نازک نقش سختی کا کام
پابوس ہوا ہے جو وہ پامال ہوا ہے
ہے غلغلۂ حشر و یا شور قیامت
روز و شب کے حال کے پرچے لگا دیتے ہین روز
شک نہین پھرتے ہین روز و شب تلاش یار مین
اتنے گناہ کرتے ہین جنکا نہین شمار
پر زہر آبلے کو مرے دل کے دیکھیے
پروانہ صفت شمع کی ہے گرد ہمیشہ
بے اثر وہ ہین کہ بس مجھکو ملایا خاک مین
ہاتھ اوٹھاتے ہین جو ہوتا ہے فلکگیری کا شک
اوڑائے اوس سبز خوبان کو بہار خط
اب عاشق و معشوق نے دیکھا اثر عشق
تیز ہے جسکی زبان خاموش ہی رہتا ہے وہ
درد عاشق کا نہ ہو صدمہ کبھی معشوق کا
جو ہین عالی منزلت ہے خود بخود اونکو فروغ

لال گلشن مین ہر اک مرغ خوش آواز ہوا
اک روش گھٹتا بہت دشوار ہے اوقات کا
ضبط نفس نے توڑا ہے رشتہ حیات کا
ایک سی تاثیر مین ہوتی نہین ہے ہر شراب
کہ آسیا سے ہے بجوف دانہ تسبیح
عالم کبھی کہ پھولی ہے گویا دہن کی شاخ
پیدا ہوئی ہے شیر کی سر پر ہرن کی شاخ
مثل نافہ ہو گیا ہے مشک کا بانس ارغند
استخوان کوئی چبا سکتا ہے دندان گہر
دیتی ہے خبر یار کے پازیب کی جھنکار
یا اوس بت عیار کی پازیب کی جھنکار
یار کی ڈیوڑھی کے ہرکارے ہین شمس و قمر
جب یہ ثابت ہے کہ سیارے ہین شمس و قمر
تنگ آ گئی ہین کاتب اعمال دوش پر
دیکھا نہ ہو اگر گہر آبدار سبز
صورت کی طرح صاف نہین سیرت فانوس
دفن گور و نہین کئی جو لکھے کتنے بار نقش
وصل کا دیتا ہے اب نساخ کو پیغام رقص
ہو سرمہ آئینہ رویونکی آنکھون کا غبار خط
بیتابئ دل ہوتی ہے بیان ضبط نہ ہوا ضبط
نزد عالم مین نہ ہووے گوش زد قصر شمع
مرگ پروانہ کی کرتا نہین شیون چراغ
مہر مہ کا چرخ پر جلتا ہے بے روغن چراغ

وہ اڑاتی ہیں آنکھ اوسنے جو کہ ہو دی سر بکف
سب ہے منہ پہ تیرے مبتلا جو پری یہ تیری ہی فدا
تیری روئے صاف سے ہے میری رنگ زرد ہے
نہ آتے تم تو کب کی اے مسیحا جان کوچ کر جاتے
اوڑے ہوتے سوئے دیوانہ آتی ہیں پتھر
نہیں ہے سختی تنگی دہر سے ایمن
مبتلا ہجران میں ہو کر بڑھ گئے غمہا ہے دل
جب سے عشق میں پڑے نسلخ کھل گیا
دل کو کچھ بغیر خموشی بتان یاد نہیں
دلبر چھڑا کسیکا کوئی چال سے پیسا
گالی سبھی جو دے تو جلے غیر رشک سے
اوس بت کے ہجر میں جو ٹپکتے ہیں اشک صاف
امید وصل ہے ہم ہجر میں یوں دن گزرتے ہیں
بھرتے جواب صاف سے ہیں کاسۂ سوال
سب ہے وصل میں وہ زلف گرہگیر گلے میں
دانت پنہان ہیں لب شیریں میں آ شیرین ہے
دربدر اپنی نگہ پھرتی ہے ماری ماری
بوسۂ خال پہ تو دانت نہ ہیں اسے فتاخ
چشم فتان سے جو ہے دستۂ نرگس حیران
سرمہ کی حاجت نہیں چشم سیاہ یار کو
بل ہے صفائی ہاتھوں کی اے دلبر فرنگ
کیونکر زبان سے اوسکی نزاکت کا ہو بیان
ہوں ہمیشہ مجھے ساقی ازل کی باعث

چشم قاتل ہے نگاہ تیز سے خنجر بکف
اے ماہرو صبح و مسا اک اسطرف یک و اسطر
چاندنی چاندی کا پتر د ہو ہے سونے کا ورق
دل و دین عقل و ہوش خواب خور تاب و توان تا بک
بنی ہے فصل بہاران میں مثل برگ سنگ
ہوئی ہے گوشہ گزین سنگ میں اگر رگ سنگ
حیف دل افسوس دل احسرتا دل ہائے دل
کوئی نہیں ہے جان کا دشمن سوا دل
اسلیئے لب پہ مری نالہ و فریاد نہیں
تعویذ حب و بغض ہے نقش قدم نہیں
اوس بت کی دشمنی بھی محبت سے کم نہین
سنگ جکان سے کم مری چشمان نم نہیں
عجب کچھ زیست ہے اپنی نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
اس خند کی تخیل بھی ماتم سے کم نہیں
اب طوق گلے میں ہے نہ زنجیر گلے میں
کونسا خرما ہے جسمیں استخوان ہوتا نہیں
بیٹھ رہنا کبھی سائل کے مقدر میں نہیں
چابنی دانتوں سے لوہے کے چنے کھیل نہیں
مسی لب پہ ترے ہو گئی مجلس حیران
کام کیا سنگ فسان سے تیغ جوہر دار کو
دل ہاتھوں ہاتھ سے لیا مجھسے ملا کر ہاتھ
مہندی ملے سے لال ہوں جب سہ لقا کے ہاتھ
جام سے شیشہ صراحی خم صہبا بدلے

وہ میری عشق صادق کے اثر سے پیر مقبول ہے
ہوئی کیفیت اشراق حاصل مے کے پینے سے
جدا معشوق سے عاشق کو کردے
لاکہہ آرزو کی خون سے ہے ظالم بہرا ہوا
شمع وا ابتک غرور ناز معشوقانہ ہے
خاک پاتے مری مرقد کا نشان صبر و شکیب
سر چڑہا ہے اے بت شمشیر زن عاشق کا خون
کی بیان حال مین اوسکی فراموشی کی یاد
کعبہ سجدا اگر ہو ترا سنگ در اے بت
چین پر خون دل کو ہے جو دربدر آوارہ ہے
اوسکو بہی میری جدائی سے ہو رنج

جو مجنون تہا وہ لیلی ہے جو لیلی تہا وہ مجنون ہے
پہر اک سکیش ترے دور ہی مین ای ساقی فلاطون ہے
نگر دور فلک شور اذان ہے
آب بقا کہان تری چاہ ذقن مین ہے
رخ پہ خط سبز غزل حسن کا پروانہ ہے
بعد مردن جو تری چاہ چہپائی ہوتی
خلق سمجھی ہے غلط پیشانی پہ سیندور ہے
آتے آتے تا زبان تقریر آدہی رہ گئی
بہولی سی رہی یاد کہ سجدہ نہ کرینگے
دختر رز کو دورساغر جنبش گہوارہ ہے
جان مشکل سے جدا ہو تن سے

## اشعار دیوان دوم

ہوئے جو محو وفا کوئی بدگمان نہ ہوا
وہ خال فتنہ ہے جو فتنہ زمان نہ ہوا
یہ اعتماد رہا اونکی بیوفائی پر
اگر ہے حال دل زار وصل کا مضمون
منہ پہ آئینہ نے قلعی بہی چڑہائی لیکن
کٹ گیا سر تو مرے حلق سے نکلی یہ صدا
دیکھتا ہون نظر یاس سے تو کہتے ہین
غبار خاکساران اوڑکے سوئے چرخ جاتا ہے
پردہ سے پردہ نشین جو تجھے پردہ نہ ہوا
اے لب یار اسی کا ہے مسیحائی نام

ہمارے اونکے محبت کا امتحان نہ ہوا
وبال جان ہے جو گیسو وبال جان نہ ہوا
کہ وہ عدو سے ملے اور مین بدگمان نہ ہوا
کہ پیش یار کبہی شرم سے بیان نہ ہوا
نہ ہوا یار ترے منہ کے برابر نہ ہوا
سر بہی اک بار گران تہا نہ ہوا اسر ہوا
کیا کرین پاس ہمارے کوئی خنجر نہ ہوا
تعجب کیا فلک پر ہوا گر گوشہ زمین پیدا
پردۂ چشم کو رشک آیا کہ پردہ نہ ہوا
دل بیمار سکا تم سے جو مداوا نہ ہوا

تجھکو تکلیف عیادت بھی نہ دی رشک مسیح
لن ترانی کی بھلا تاب کہان سے لاتا
کثرت عشاق نے پردے مین ٹھلایا تجھے
تاکتا ہے زخم دل اوسکا ادا سے دیکھنا
قتل ہونے پر بھی ہین ہرگز نہ نکلا قید سے
رشک سے کیونکر نہ مرجاؤن کہ رکھا اوسنے
یاد مین زلفون کے روشن داغ کیسا ہوگیا
وصل مین جو دست رنگین سے چھپائین چھاتیان
خط جو نکلا حلقۂ گیسو ہوا بے نور صاف
بیٹھے تم پردے مین بے پردہ ہوا سامان عشق
ہنستے ہنستے باغ مین جو گل کے منہ پر منہ کیا
جھوٹے دعوے اون مسی آلودہ ہونٹھون نے کیا
نعش پر بے پردہ آئے اور سب دیکھین آکے
کیون جلاتا ہے عدو کو واسطے اوسکے شعلہ رو
جسنے اوس نوخط کو دیکھا محو الفت ہوگیا
بعد مردن بھی اثر اللہ رے سوز عشق کا
لاگ پر غیرون کی مجھسے دوستی کی یار نے
بخت کا شاکی وہ تھا مین سنکے پیغام وصال
ہوگیا دشمن عدو کی اوس پہ محبت کی نگاہ
دور فلک ستمگر جب حسب مدعا تھا
کسے امید الطاف ستم آمیز جورون سے
ستم ڈھانے کو میرے پاس بیٹھا ہاتھ آ کر نیز
یار کے ساتھ آتے ہین اغیار بھی

مرگیا جو تیرا بیمار یہ اچھا نہ ہوا
یہ ہوا خوب کہ ہین حضرت موسیٰ نہ ہوا
یہ لگا ہو لگا ہجوم اے جان چلمن ہوگیا
رشتۂ نظارہ گویا تار سوزن ہوگیا
زخم شمشیر ہلالی طوق گردن ہوگیا
میری جان کو موت پنج مرگ دشمن ہوگیا
آفتاب آسمان جوش سودا ہوگیا
طائر رنگ حنا انگیا کی چڑیا ہوگیا
دیکھکر رنگ زمرد یار اندھا ہوگیا
پردۂ افشا مین پنہان روے اخفا ہوگیا
سرخ اوس گلرو کا منہ غصہ سے کیسا ہوگیا
پھول سب ہنستے ہین منہ سوسن کا کالا ہوگیا
ہاے جینے سے بھی بدتر اپنا مرنا ہوگیا
دل ہمارا کیا کوئی تعویذ حب کا ہوگیا
خط سبز یار کیا نقش محبت ہوگیا
فاتحہ کو جو گیا وہ شمع تربت ہوگیا
بغض دشمن کا مرے حق مین محبت ہوگیا
شکر بھی آیا جو ہونٹھون تک شکایت ہوگیا
دیدۂ الفت نگر چشم عدا دوست ہوگیا
آہون مین بھی اثر تھا نالہ بھی تب رسا تھا
وہ عاشق ہون کہ جینا مجھکو مرنے سے سوا تھا
کمند گردن خوبان سے ہر نقش قدم میرا
جذب دل کا زور ہم دکھلا نہین گیا

اک زخم دلکو لگا داور سے نصیب
تماشا تھا دم مُردن اگر وہ ضد سے آجاتے
آسمان خاک مین ملا سے نے جسکو
آئے ہین دیکھنے کے بہانے وہ نزع مین
قسمت تو دیکھنا کہ ستانے کے واسطے
ہر ایک میری جان کو آفت ہے اے ندیم
نالون سے مرے صور کا دم بند ہو آئے
ہووے گا پردہ فاش دل چاک چاک کا
روتا ہون کسکے غم مین ہین کیا بدگمانیان
رحم آگیا ہے حال پہ نساخ کے ضرور
شب فراق سے تھی بڑھ کے بیقراری رات
سونے دو ایسا نہ ہو جو نکین تو ہو جائین رقیب
وصل مین نساخ تم کیون چھیڑتے ہو ذکر غیر
نساخ جذبہ شوق کر وعدہ مگر ہے آج
جانے کا اونکو قصد ہیا نسے مگر ہے آج
ہے معترف گناہون کا نساخ اے کریم
تیرے مرنیکا یہ غم ہے کہ مجاور سبکے
مین نے ہر طرح سے کر دیکھا ہے گنڈا تعویذ
نقش کیا کیسا فتیلا اور کہان کا تعویذ
موت اوسکے منہ مین پانی جو آتی ہو آج
منتظر مین وصل مین اسکا کہ اوٹھ جائے حجاب
تیری آتی ہے ان آنکھون مین نہ ٹھہرا انتظار
اوس بت بیان شکن کی بات پر ایمان ہو

دشمن بھی رات میری طرح بیقرار تھا
تو دست یار مین نساخ دامان قضا ہوتا
تیرے دل کا غبار ہے گویا
مرنا تو اور جینے سے دشوار ہو گیا
اے ہمنشین رقیب بھی ایک آسمان ہوا
ناصح ہوا رقیب ہوا آسمان ہوا
نساخ کبھی حشر بپا ہو نہین سکتا
چلمن سے شکل اپنی نہ مجھکو دکھائین آپ
ناحق کا ہاے ہائے نہ طوفان اوٹھائین آپ
کرتے ہین اوسکے حق مین جو ہر دم دعا ہے
سحر کا خوف رہا وصل مین جو ساری رات
خفتگان خاک کو نالو جگانے ہو عبث
فتنہ خوابیدہ کو دیکھو جگاتے ہو عبث
کیون ہر گھڑی نگاہ تری سو ہوری ہے کج
گردش سپہر آسمان سکے ہے رنگ دگر ہے آج
اک دن ادا ہوئی نہین مجھسے نماز صبح
گور پر بیٹھ رہے ہر دو فا میرے بعد
نقش باطل ہین یہ سب نقش فتیلا تعویذ
عشق صادق ہے جو پوچھو تو ہے سچا تعویذ
کل آپ آئے تھے جیسے بہار دیکھکر
اور اونکو لائے مرغ سحر کا انتظار
شعلہ رو کہہ تو سہی سیماب تھا یا انتظار
جان من وعدہ کہان کا اور کیسا انتظار

جان کو ٹھہرا رکھا ہے لب پہ شوق دید مین
تو اضع سے کیا ہے صیدان شہر ہی غزالون کو
مجھے گمراہی نساخ سے حیرت یہ حیرت ہے
بلائے تو اشارے سے جو اہی پردہ نشین مجھکو
ہوا گرم سخن بے خوف اوس سے بزم اعدا مین
نہ جائیگا مرا خون رائگان ای قاتل عالم
کرتی ہے جو تسکین دل ناساز کی آواز
کوہی پیغام زبانی یہ مگر لایا ہے
خود بخود دم سے کے جو کٹواتی ہین عشاق گلے
سا تو [illegible] لفریب ہین دل کسکو دیجے
بیتا نہ سوز پروانہ کا کبھی پائے
یہ مردہ زندہ کرنا نہین ہے کہ سہل ہو
نہین ہے اب کوئی مونس اسی سے جی بہلے
ہے بوسہ لب شیرین بھی کسقدر شیرین
طریق عشق مین ہین خضر راہ اے نساخ
ہوئی ہین لاکھون ہی ایسے کرامتین ظاہر
اپنے دلمین کیا ہی پچھتاتے ہین درکو کھولکر
آفت ہو تم بلا ہو ستم ہو غضب ہے تم
آتی ہے اونکی جان لبون سے جو پھر گئی
تم سے ہوا نہ درد دل زار کا علاج
کھیا فغان نہ پہونچے کبھی اونکے کان تک
سودائے زلف سر سے نکالین یہ جی مین ہے
کام تکرار سے ہے وصل مین کیا

کر رہا ہے دیکھئے کار مسیحا انتظار
قد خم گشتہ کار تیر کرتا ہے کمان ہو کر
چلا کعبے مرید حضرت پیر مغان ہو کر
کرینگی کام تیری اونگلیان گویا زبان ہو کر
رہا محفوظ مین بتیس دانتون مین زبان ہو کر
گواہی حشر مین دیگا ترا خنجر زبان ہو کر
قانون شفا ہے یہ ترے ساز کی آواز
پاسے قاصد مین ہے جبریل کی پر کی آواز
نقش تسخیر ہے قاتل تری تلوار کی پاس
ابرو مژہ نگاہ جبین زلف خال خط
چراغ لیکے اگر ڈھونڈنی کو جائے چراغ
اے حضرت مسیح ہے مشکل دوائے عشق
نکل نجائے خدایا کہین یہ حسرت دل
کہ بند ہو گئے ای جان لب شکایت دل
ہمارے قبلہ و کعبہ جناب حضرت دل
ہین ایک مرشد کامل جناب حضرت دل
شب کو مثل غیر جب زنجیر کھٹکاتے ہین ہم
لیکن کسیکے ہوئے ہو تم کچھ عجب ہو تم
کہنے لگے مرد بھی کہین جان بلب ہو تم
پھر کونسے مرض کی بتاؤ دوا ہو تم
ہم جانتے ہین نالو برے نارسا ہو تم
کب تک سنا کرین یہ بھلا کیا بلا ہو تم
مین تو بس ایک ہی نہین مین نہین

نہ مرے لاکہہ بار تو نے کہا
وہ سماجاتے ہین مانند نظر آنکھون مین
اوسکے حسن نمکین کا یہ سمایا ہے خیال
مین تو نہین ہون بوالہوس ہین تو نہین ہین بیوفا
کیون نہ کرین بہانہ وہ پاس ہمارے آنے مین
شکوہ ہمارا کیون کیا نام ہمارا کیون لیا
برابر اوسکو شب و روز وصل یار مین ہے
تم سے ڈرتا ہون کہین توبہ نہ آئے نوبت
دم تزئین ہوا جو شانے کو
آہ سوزان سے دل ہوا ٹھنڈا
جل اوٹھے اور آگ دل مین مرے
ہون وہ افتادہ نقش پا کی طرح
نہ بولو منہ سے مگر آنکھو تنسے سلام تو لو
جل بجھا خاک ہوا مٹگیا برباد ہوا
خاک معشوق کو ہو عاشق دلسوز کا غم
اے سکندر کس سے مانگون داد ہاتھون سے تری
آئینہ کی اوٹ کر لی میری صورت دیکھکر
بزم مین اوسنے اوٹھا کر آئینہ دیکھا جو منہ
لی نہ اوس آئینہ رو نے وصل مین کروٹ ادہر
کیا صفائے سینہ ہے چوٹی نظر آتی ہے صاف
ہجر مین خوب وقت پر پہونچے
بیباکیون سے آتی ہے صاحب حیا مجھے
یہ وقت وہ ہے عشق کی مٹی خراب ہے

خاک اختر تیرے مر کہین ملین نہین
کرتے ہین دیکہتے ہی دیکہتے گہر آنکھون مین
خواب کا بھی نہین ہوتا ہے گذر آنکھون مین
مین تو نہین ہون کچھ رقیب گہر مین مجھے بلائین کیون
یہ تو نہین عدو کا گہر جسکے یہان وہ آئین کیون
ہمسے نہین ہے لاگ اگر غیر سے وہ لگائین کیون
مگر رقیب کے سر پہ یہ آسمان نہین
آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم مجھکو
زلفین اولجہین مرے ہنسانے کو
ہین دم سرد جی جلانے کو
اشک وہ اوڑے تھے جو بجھانے کو
سنگ سمجھا ہون سر اوٹھانے کو
تم اپنی چشم سخنگو سے کوئی کام تو لو
شمع نے تو بہی نہ لی کچھ خبر پروانہ
شمع ہنستی تھی کھڑی رات سر پروانہ
کیا بگاڑا ہے حسینون کو بنا کر آئینہ
وائے ناکامی بنا سد سکندر آئینہ
ہوگئے حیران جوان و پیر پشت آئینہ
شور دل ہے نالہ شبگیر پشت آئینہ
آئینہ مین ہے عیان زنجیر پشت آئینہ
اے اجل مرحبا جزاک اللہ
ظلم بہی خدا کی شان کہو بیوفا مجھے
اب بوالہوس بہی کہنے لگے بیوفا مجھے

مر جاؤن مین تو ترک کرین وہ رقیب کو
کرتے نہین ہین بات شب وصل کیا کہلے
نہین ہوسکتے ہو زلف درازہی اوسکو
برسون سے جان دیتے ہین مرنا نہین نصیب
ہے بات ایسی ہی کچھ تو کہ بزم یار مین جب ہون
تدبیر اپنی جان کی اللہ کیا کرین
کبھی طور پہ سجاؤن ارنی کہون نہ ہرگز
زلفین سنبل نے سنواری مستی سوسن نے ملی
جمع جو عشاق ہین اور پڑہتے ہین ہر دم ورد
سیر تیرے عشق کی سب مرد وزن مین دہوم ہے
گل سے بلبل کو محبت سرو کو قمری سے عشق
کری ہے بپا ہر دم ہر لحظہ نئے فتنے
بہار آئی ہے اسے شاخ جی مین ہے نکل جاؤن
کسکو منظور ہے دشمن کی دعا کا احسان
بہرا جاتا ہے شورش شوق سے دل
جلاتی ہے مردون کو وہ چشم کا فر
پہڑکتی ہین نشاخ جو اپنی آنکھین
یون محبت وہ جتاتے ہین مجھے
ہوتے ہین پردہ در پردہ راز
تہا نقش محبت کا اثر
کہتے ہین عاشق صادق مجھکو
کشمکش مین جو پہنسا زلفون کو سلجھا کے
خاک آلودہ لباس اپنا جو دیکہا کی وفا

بس جانکا زیان ہی مری حق مین سود ہے
عقدہ دہان یار کا دشمن کا راز ہے
شب فراق بڑی بدبلا ہے کیا کہیے
حاصل یہی ہے الفت زلف دراز سے
عدو سمجھتے ہین منہ مین مری زبان نہین ہے
آئی نہین فراق مین کیا موت مر گئی
مرے دم مین دم کہان ہے کسے تاب لنترانی
آمد فصل بہاری کی چمن مین دہوم ہے
نقش پائے یار کیا قبر دل مرحوم ہے
لیلی و شیرین وقیس و کوہکن مین دہوم ہے
فصل گل مین رسم یاری کی چمن مین دہوم ہے
پیری یہ فلک کی ہے یا رونگی جوانی ہے
بر رنگ نالہ زنجیر مین بند سلاسل سے
میری مشکل نہ خدایا کہین آسان ہووے
سراپا تمنا ہوا چاہتا ہے
فرنگی مسیحا ہوا چاہتا ہے
کسی سے اشارا ہوا چاہتا ہے
چشم دشمن سے چھپاتے ہین مجھے
بات پردے سے سناتے ہین مجھے
مثل تعویذ جلاتے ہین مجھے
اپنے نزدیک بٹھاتے ہین مجھے
دل صد چاک اولجہتا ہے ترے شانہ سے
گرد ہے یا سرمۂ تسخیر پیراہن مین ہے

ہجر مین کیا کیا مجھکو جلایا
سرد ہی دل باد سحری سے

دیوانہ ہون وون جو تشبیہ
آگ وہ ہونگے نامہ بری سے

گاہے جلایا گاہے مارا
خوش نگہی سے بد نظری سے

شانے لے سلجھائین وہ زلفین
اولجھائین آشفتہ سری سے

خاک خبر لے میری وہ غافل
بیخبری ہے بیخبری سے

گھڑی بھی جو بیفکری مین گذرے
خضر بہتر ہی عمر جاودان سے

مدت پہ راز پند و نصیحت کا اب کھلا
نساخ مجھکو راست وہ ناصح کے گھر ملے

تم دشمن بد بین سے جو پردا نہین کرتے
اچھا نہین کرتے ہو یہ اچھا نہین کرتے

کرتے نہین ہم گل کی روش چاک گریبان
بلبل کی طرح عشق کو رسوا نہین کرتے

کیا جانیے کیا اونکو گمان ہے کہ ہمیشہ
وہ بیخبر آجاتے ہین وعدہ نہین کرتے

شرمانے لگے کیون دل صد چاک سے میرے
چلمن سے کبھی آپ تو پردا نہین کرتے

کیا مین ہی گنہگار ہون آنکھین نہ نکالو
اغیار تمھین بزم مین دیکھا نہین کرتے

گر کہیے کچھ تو لیے کیون وصل مین چپ ہین
کہتے ہین کہ ہم آپ کا کہنا نہین کرتے

بے مہر ہین بیدرد ہین بیرحم ہین نساخ
اصنام ذرا خوف خدا کا نہین کرتے

مجھسے کرتا ہے جو خوش چشم اشارا کوئی
بزم مین ہاے بگڑ جاتا ہے کیسا کوئی

رشک اونکو بھی ہو جو باغ مین دیکھین یہ ستم
مجھسے گل تک نہ ہنسے بولے نہ غنچا کوئی

پردۂ دیدہ و دل مین ہو تمھین جلوہ نما
کیا چھپا ہین کہ نہین آپ سے پردا کوئی

وصل مجھکو نہ ہوا اور نہ دشمن کو فراق
ہاے نکلی نہ مرے دل کی تمنا کوئی

مشکل آسان جو ہوئی دیکھ سکے اونکو مسیح
بولے وہ ہاے نہ آئی تو نہ مرتا کوئی

ایسی دیکھی ہے نگاہ غلط انداز بہت
چھین سکتا ہے مرے دل کو بھلا کیا کوئی

ہے عجب دور کہ ہر ناکس و جاہل نساخ
زعم مین اپنے کوئی میر ہے سودا کوئی

نسبت تخلص منشی رگھناتھ پرشاد متوطن شاہ آباد شاگرد مقیم و عالم مقصود

استخوان ہر ایک سوز غم سے جلکر رہگیا
شمع کے مانند دل غم سے پگھل کر رہگیا

**نسبت** تخلص میر احمد علی مرحوم ریختی گوے لکھنوی صاحب دیوان ہین

| | |
|---|---|
| انسے دوگانا وہ اگلی آنکھہ نہین | تجھسے تیری یہ پھر گئی ہے آنکھہ |
| بل ہر اک شخص سے جو کرتی ہے | کسی بانکے سے کیا لڑی ہے آنکھہ |

**نسیم** تخلص نسیم اللہ باشندہ میرٹھہ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

| | |
|---|---|
| دم بدم آج دم سرد جو بھرتی ہو نسیم | یاد شاید چمن کوچۂ جانان آیا |

**نسیم** تخلص مولوی حکیم نسیم اللہ خلف حکیم محمد علیم اللہ باشندہ کول عدالت کول مین وکالت کرتے تھے

| | |
|---|---|
| بے سبب ہر کس و ناکس سے لڑا کرتی ہو | اپنی آنکھون کو ذرا او بت پرفن سمجھا |
| نسیم اون سے کہتا ہون گر بات کوئی | تو کہتی ہین کیا کچھ سنا چاہتے ہو |
| گن گن کے روز کرتے ہین وہ عاشقونکو قتل | ہر روز اونکے کوچہ مین روز شمار ہے |

**نسیم** تخلص نواب محمد حسین علی جاگیردار ہرلور متعلق الیسور

| | |
|---|---|
| عاشق ہون زلف کا مین گنہ بخشیے معاف | گر کچھ خطا کی بات زبان سے نکل گئی |

**نسیم** تخلص گلزار علی

| | |
|---|---|
| غیرون کے ساتھہ اوسکی تو سارہی تپاک ہے | اک ہم ہی ای نسیم اوڑانے کو خاک ہین |

**نسیم** تخلص دیا شنکر پنڈت کشمیری ولد گنگا پرشاد باشندہ لکھنؤ صاحب مثنوی گلزار نسیم شاگرد آتش اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے مثنوی انکی نظر سے گذری

| | |
|---|---|
| ذلت ہے جو پھیلاے بشر پیش بشر ہاتھہ | یارب نہ کبھی ہاتھہ کا ہو دست نگر ہاتھہ |
| کس سوچ مین ہو نسیم بولو | آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے |

**نسیم** تخلص مرزا راجہ کدار ناتھہ دہلوی پیشکار نظارت دربار شاہی نبیرۂ راجہ رام ناتھہ بہادر شاگرد رنگین

| | |
|---|---|
| قتل ہاتھون سے ترے یہ دل رنجور ہوا | درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا |
| مدعا [illegible] سے جدا ہم سے دل آرام ہمارا | بابا [illegible] ہے نہین تب سے دل آرام ہمارا |

مسی مالیدہ دندان یار کے کیسے چمکتے ہین
تعجب ہے کہ تارے ابر مین کیونکر چمکتے ہین

نسیم تخلص پنڈت برج ناتھ اکبرآبادی

کسی کو دیکھنے منظور ہو جو خار مین روح
تو آکے دیکھیے یہان میرے جسم زار مین روح

نسیم جاے اگر باغ مین وہ جان جہان
ہر ایک گل مین پڑی جان ہر ایک خار مین روح

نسیم تخلص اصغر علی خان دہلوی بن نواب آغا علی خان مقیم لکھنؤ شاگرد مومن خان اشعار انکے اچھے ہوتے ہین لکھنؤ مین انکے شاعری کا بڑا شہرہ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری مین انتقال کیا

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا
غل نالۂ زنجیر مین ہے صلّ علیٰ کا

جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر
میرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا

اونھین ہٹ تھی مجھے خواہش رہا جھگڑا انھین ہان کا
وہان وہن نہین یہان صاف تھا مطلع گریبان کا

حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارا ہو کے رہجاتا ہے ہم پر مہربانی کا

کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسار دن پر
کاش اے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا

منہ میرا نہ کہلواؤ کہ ہو جائینگے لب بند
دیکھو یہی اچھا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر
ہاے منہ دیکھیے گا اگر وہ مسلمان میرا

کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو
کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا

کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین
کہ بالائے زمین کیا کیا نہ ہوگا

دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے
کیا منہ اب آپ کا ہے جو منہ چھپائے گا

نہ گھورئیے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا
رقیب دل مین سمجھ لو اگر ملال ہوا

افشاے محبت کا جو تھا خوف تو ہر اشک
آنکھون مین نہان تھا کوئی دامن مین چھپا تھا

جب مین بیتابی سے گھبرایا تسلی اسنے کی
مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا

بیکسی اپنی وہ دن نا تھیرا
مجھکو ہنگام سفر یاد آیا

گلے مین بخت کے اونکا بھی کچھ قصہ نکل آیا
ہوئی تھی صلح کس مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا

یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی
پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھا دیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا

معاذ اللہ گر ہے نوجوانی
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا

واے قسمت کہ رہے بیٹھ رہی سمجھ کر
کسلیے تکلیف کی ہے آپ فرمائیے گیا

ایک بوسہ بھی نہین اچھی طرح لینے دیا
بولے جھنجھلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا

اللہ رے بیکسی کہ یہ نوبت ہے آج کل
ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا

دشمنی کی مجھ سے میری ازو یاد شوق نے
اضطراب ایسا بڑھا آخر کو پیدا ہو گیا

منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا

آنکھون مین ہے لحاظ تبسم فزا ہے لب
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہین آپ

ہوتی ہین جوش عشق مین جیبہ تنگ تیین
کہتا ہے ناز سے وہ بت سیم تن درست

کہتے ہین مجھکو دیکھ کے خاموش ہو رہے
کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کی طرح

کسقدر خاطر عزیز ہے ... اپسند
جز اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند

ہاتھ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
یہ ادا ہے ایک مشت خاک پر

بوسے گر لینے ہین تو دیدیے بھی تم کو
چھٹ گئے آپ کے احسان سے برابر ہو کر

کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب مرگ
کیا کیا اوٹھائے ہین شب غم مین قضا کے ناز

دیکھ او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم
چارہ گر سے درد نالان درد کے دل دل سے ہم

برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین

موت کا ہے کو قیامت تلک آئیگی ہمین
سخت جانی حضرت عیسے بنائیگی ہمین

شوق شراب و خواہش جام و سبو نہین
ہے سب حرام جب سے کہ پہلو مین تو نہین

بوسہ ہم آج مانگتے ہین
کرتے ہین قسمت آزمائی

برہم ہین وہ غیر بے حیا سے
مانگین کچھ اور بھی خدا سے

اچھا اچھا عدو سے ملیے
جاؤ جاؤ اجی بلا سے

ارمان نکلنے دیا کچھ عاشق مضطر کے
آنسو نہ مرے پونچھو رو لینے دو جی بھر کے

ہوتا یہ خطرہ کہ ہین لسنہ نہ ہو لن
گالیان بھی تجھے سنا نہ سکے

| | |
|---|---|
| جب اور کسی پر کوئی بیداد کروگے | یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے |
| کہا مین نے تنہائی ہے بات سن لو | کہا ہنسکے تم کو تو سودا ہوا ہے |
| سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے | نسیم جاگو کمر کو باندہو اوٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے |
| دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بھی | خیر کسی طرح سے شرماؤ بھی |
| یہان تک تہی حریص نالہ بلبل | نکالی بیضے سے منقار پہلے |

نسیم تخلص محمد یعقوب ولد حافظ غلام احمد نکہت تخلص خواہرزادہ عبد الحکیم بسمل شاگرد عبد الکریم سوز

| | |
|---|---|
| نہ اوٹھاؤ نسیم کو در سے | جانیو خاکسار ہے اپنا |
| ہوگئے خاک ہم وسلے ظالم | دل مین تیرے غبار ہے ابتک |
| کوئی نبہتی ہے اسطرح کہ سدا | اک نہ اک بات پہ لڑائی ہے |

نشاط تخلص میرن شاہ درویش مقیم دہلی بیس برس ہوئے کہ انتقال کیا

| | |
|---|---|
| لگے ہو بیٹھنے اوس بیوفا کے پاس بہت | نشاط آپ کو یہ کیا خیال آیا ہے |

نشاط تخلص مولوی الہی بخش باشندہ کاندہلہ فقیہ بے بدل تھے دہلی مین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علم کی تہی

| | |
|---|---|
| تیغ ابرو کا اگر کچہ بہی اشارا ہوجاے | آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہوجاے |

نشاط تخلص ایشری سنگہ کایتہ عرف بسنت سنگہ ولد لالہ سندر داس شاگرد رنگین و انشاء اللہ خان

| | |
|---|---|
| کوئی تڑپہ ہے مارا چشم کا اور کوئی قامت کا | ترے کوچے مین ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا |
| پاؤن تک دسترس کہان ہے نشاط | ہاتہہ سے ہاتہہ لگ نہین جاتا |
| نتھہ کے حلقے کا دیکھکر عالم | ناک مین آرہا ہے میرا دم |
| آشنائی تجہسے کیا کی مجہسے نادانی ہوئی | دوستی میری ہی آخر دشمن جانی ہوئی |
| جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے | پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے |
| اے بتو ہم نہ پہرے پاس وفا سے اپنے | جو کیا تم نے سنو تم پاؤ خدا سے اپنے |

**نشاط** تخلص لالہ اجودھیا پرشاد فرخ آبادی خلف لالہ ایسری پرشاد

قلق و یاس و غم و رنج و الم درد و بلا ‖ اور کیا عشق سے اے حضرت دل تا شاد آیا

**نشتر** تخلص میر امداد حسین ولد میر حامد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر انسے
مرشد آباد مین ملاقات ہوئی تہی صاحب دیوان ہین

یاد آئی کیکشی جو تری برشگال مین ‖ بجلی کیطرح ہونے لگا بیقرار دل

**نصرت** تخلص لالہ گوبندرائے کا ئیتھ شاگرد نصیر

کمر کا خیال اوسکے جب آ گیا ‖ تو سب نے کہا یہ عدم کو چلا

**نصرت** تخلص غلام نبی خان خلف حکیم مشرف علی خان باشندۂ فیروزآباد ضلع
آگرہ شاگرد صمد علی حسرت

یاوری پر ہے آج کل تقدیر ‖ ورنہ مین اور کوچہ دلبر کا

**نصیر** تخلص نصیر الدین غوثی جلیسری

گلبدن پہولونکی چھڑیونسے کرے ہوا اہتمام ‖ حاکم فصل بہار اب ہوکے آئی ہے بسنت

**نصیر** تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین
شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان
چندولال حیدرآباد دکہن کو گئے وہین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب
باندہتے تھے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین اونسے بہتر کہنے والا پیدا ہوا نہین
انکا دیوان نظر سے گزرا

پشت لب پر ہے تری یہ خط ریحان ایسا ‖ منہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خوان ایسا
سبز بختی کہون کیا اپنی کہ جھٹ جان گئی ‖ پڑھکر افسون جو کہلانے کو مین لایا بیڑا
یون دل صد چاک کو تنت دیدۂ تر بہیجا ‖ یہ گل پژمردہ سہے اسکو چھڑک کر بہیجا
فلک پہ دیکھہ مری دود آہ کا ٹکڑا ‖ گھٹا ہے شرم سے ابر بہار کا ٹکڑا
دکھنی جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا ‖ بنگیا آئینہ جوگی منہ کو خاکستر لگا
کیا کہیئے نصیر اپنی قسمت کا لکہا یہ بہی ‖ اوس شوخ سے جو قاصد خط بہی نہ لکہا لایا

ہوجہ یہ دل زلف گرہگیر مین اولجھا
تیر قضا کی ہے نگاہ سرمہ آلود اوسکی دیکھہ
قیامت آپ کا قد اوسکے دلپذیر ہوا
کمان و تیر خط مجھکو ربط تھا اوس سے
ٹانکون سے زخم پہلو لگتا ہے کنکھجورا
باز آ کہین اب سگ ضعفی سے نفس شوم
شب دیکھہ کہکشان کو جی مین خیال آیا
جینے کے ہے جنبش لب کا ترے کشتہ
نہ سمجھو کہ آغاز خط عارضی ہے
ہے ذوق سا قبا بطے کے شکار کا
گرفتار تعلق نقطۂ پرکار آسا ہون
یہ کیا ہی کہکشان اسکو نہین کوئی بتانے کا
آہ کچھ ہمکو نہ تھی فرصت یکدم کی خبر
یون اشک زمین پر ہین کہ منزل مین پہونچکے
نکلی تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز
سچ ہے مجھکو تو سوفار خدنگ قاتل
ہے عجب جوہر کا عالم اپنی رشک حور کا
چھوڑا نہ تجھے نے رام کیا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
نہ پھر طواف کعبہ گئی نہ معتکف بتخانہ ہوئے
کھینچ اوسکو نہ لایا جذبۂ دل تاثیر نہ کچھہ نالے نے کی
اوس لب کا لیا بوسہ نہ کبھو ہیہات نہ لپٹا پاؤن نسیم
مجنون تو پھرا جنگل جنگل فرہاد نے چیرا کوہ دلا
دست پر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا

دیوانۂ شامت زدہ زنجیر مین اولجھا
مرغ دل سہمی ہے کیا ہوگا نشانا تیر کا
چھوٹی ہے سیر چمن بیٹھوا قفس ہوا
جب اوسنے آپ کو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا
مت چھیڑ میرے دل کو بیٹھا ہے کنکھجورا
گھر مین مری رحمت کا فرشتا نہین آتا
کیا کاشنۂ فلک مین افسوس بال آیا
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا
خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا
پھندا بناؤن کیونکہ نہ بارش کے تار کا
مین اپنی چاردیواری سے باہر ہو نہین سکتا
نشان ہے پشت شبدیز فلک پر تازیانو کا
اے حباب لب جو تونے یہ عقدہ کھولا
جون قافلۂ ریگ روان اوٹھ نہین سکتا
فرہاد یہ دشمن ہے تری جان کا لوہا
لہو کس کس کا پیئے گا دہن سرخ ترا
سرو مین خوشہ لگا دیکھا نہ تھا انگور کا
ہے توبت کا فر بخدا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
کیا شیخ و برہمن ہم نے کیا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
مین دونون کا شاکی ہو رہا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
دل تجھسے برنگ پان و حنا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
مین آہ رہا بی دست و پا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
پنجۂ مہر کا کیا غنچہ تھا کہ پنجا کرتا

قطرۂ تر سے مرے اوسنے نہ کی ہم چشمی *
کشتۂ ناز کو کرتی ہے تری چشم احیا
رات اوس بت کا ہوا بوسہ رخسار نصیب
قشقہ اوس بت کی جبین پر جون الف یارو نہین
حسن سے آگاہ اگر مغرور خوبون کو کیا
کوہین یارو ہین ہم پر عشق سے خالی نہین
پاے بوسی پر نجا اے شمع تو گلگیر کے
کب چشم یار سے ہو دل زار کا علاج
سرگرم نالہ کونسا گذرا ہے اے نسیم
بیٹھا ہے کیا تو منہ کو کئے غنچہ وار بند
چشم خون افشان عاشق قمقمہ ہے رنگ کا
خال چشم ایک یہ تعویذ نظر ہے تیرا
اوس شعلہ خو کی بزم مین مت کہین جا پتنگ
ٹوٹا ہے عشق یون تری اس ناتوان پہ
اوٹھ کہین بیدار ہو کس نیند سوتا ہے نصیر
چرائی چادر مہتاب شب کسی نے جو نصیر
نہ سمجھو دانۂ تسبیح مین گولی یہ زنجیر ہی
ہے آفتاب سے یہ خم چرخ سا قیا
کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار رہا آہ
دم جزا کے گمان یہ ہے کہ کرتا ہے تیز
سمجھتا ہے یار کا شمشیر اسے فلک
اودی سمی کی نہین ہے یہ ردائے سبز
خیال زلف بتان مین نصیر بیٹھا کر

ورنہ پانی کو رگ ابر کو پتلا کرتا
یہ فرنگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا
جھوٹ بولون تو خدا اسکا نہ ہووے اثر نصیب
دیکھلو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت
گاڑہی دینا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت
رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت
عاقبت تاج زر آلودہ یہ لیگا سر سمیت
بیمار سے ہوا نہین بیمار کا علاج
بہاگی جو آہ سرد پہرا اوسکی گلی سے آج
اتنا ہنسی مین ہم سے نہ ہوگا غدار بند
دیکھیے کیونکر رہیگا جیب اور دامان سفید
چشم بد دور لگی کیسی تجھے یار نظر
اے شمع لا نہ حرف شرارت زبان پہ
گرتا ہے جسطرح سے ہما استخوان پہ
ہے سفر در پیش غافل فکر زاد راہ کر
کٹورا صبح دوڑ آنے لگا خورشید گردون پر
کمر باندھی ہے زاہد لشکر عصیان کی شبخون پر
شکل سبو سے خانہ خمار سر بہر
تم مری قتل کو لائے جو سفر سے تلوار
میری تربت کی سدا لوح حجر سے تلوار
نقشون سے نعل کے ہین زمین پر ہلال چار
مہ جبین رات یہ تارون بھری آئی سر پر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

یہ غلط ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے — ہے سر دار پہ بھی گردن منصور دراز

ہو چکی باغ مین بہار افسوس — آہ اے بلبلو ہزار افسوس

طوفان ہے اس دیدۂ پرآب کی گردش — پانی بھری ہے دیکھ کے گرداب کی گردش

دل صید ہو گیا تیری پریشان نظری سے — کرتا ہے خطا ہووے اگر تیر کو جنبش

دریا دلون کو ہم نے نہ دیکھا کہ جون گہر — ہون بھر آب و دانہ کبھی آشنائے حرص

نادان تلاش دانہ نکر مثل آسیا — ایسا نہو کہ تجھکو جہان مین پھرائے حرص

نہ تو مہتاب ہے نہ مہر درخشان عارض — رحل یہ خط ہے ترا جس پہ ہے قرآن عارض

جیسے قرآن پہ ہو سبز غلاف مخمل — یون خط سبز مین ہین تیرے یہ پنہان عارض

ان دو شعر رقمزدہ بالا کو صاحب سراپا سخن نے غلطی سے مولوی کرامت علی اطہر شاگرد شاہ نصیر کے نام سے لکھا ہے

آزاد کس طرح سے ہے تو سرو بوستان — کھینچے ہے بینوا تو سراسر جبین پہ خط

خاک اب پروانۂ دلسوز رکھی تجھسے چشم — تیری آنکھون پر تو چربی چھا گئی اکبار شمع

آسا تھا شتاب تری انتظار مین — بڑھتا ہے بیان دعا سے قدح جام اب تلک

سرگشتہ گو ہون صورت پرکار پر کبھو — باہر رکھا نہ گھر سے کوئی گام اب تلک

صیاد مین وہ صید ہون ہے جسکے حال پر — صد چشم مہر سے نگران دام اب تلک

عاشق ہوا ہے کسکو ہوا ہے شکست رنگ — دل کی شکستگی ہے بنائے شکست رنگ

کرتے ہے کشور دیوانگی کو سر رگ سنگ — طناب خیمۂ مجنون بنی ہے ہر رگ سنگ

روشن وہ چند مدت سے ہے اپنا چراغ دل — اے شمع عکس مہر نبوت ہے داغ دل

بلبل ہزار حیف نہ ہو ہمکنار گل — اور مفت مین نسیم تو لوٹی بہار گل

کب دل ہے پھولون سے ہمارا ہمہ تن چشم — نظارۂ ساقی کو ہے مینا ہمہ تن چشم

اے تیر فگن ہم ترے ہاتھون کی ہین قربان — تو دی کس طرح ہمکو بنایا ہمہ تن چشم

برقع کو اولٹ منہ سے جو کرتا ہی تو باتین — اب مین ہمہ تن گوش ہون یا ہمہ تن چشم

فسانہ خون ابھی ہے سوتیا بند اوسکو گلشن بیز — صبا کر تو ہوا خواہی ہے دوران گل و شبنم

ابھی لڑکا ہے وہ ہے بیخبری کا عالم — دیکھنا ہوگا جوانی مین پری کا عالم
ہوا سے زلف یکسو ہو تو خال رخ دیکھتے ہین — کبھو بدلی گھر آتی ہے کبھو تارے چمکتے ہین
برباد رفتگان محبت کی خاک ہے — اے قیس دشت مین یہ بگولا اوٹھا نہین
سرکشی بیوجہ کچھ کرتی ہین زلفین آپ کی — مجھکو سوجھی ہے کہین اب مار یہ کہا وہین نہین
یہ وجہ ہے کہ خط ترے منہ پر عیان نہین — آتش جو شعلہ زن ہو تو اوٹھتا دھوان نہین
دریا مین گھر ہے خضر علیہ السلام کا — عکس خط اوسکا آئینہ کے درمیان نہین
بیٹھا ہون فرش خاک پہ مانند نقش پا — کیونکر اوٹھون جگہ سے کہ منزل رسیدہ ہون
پایا نصیب گلشن ہستی سے یہ ثمر — بار گنہ سے صورت شاخ خمیدہ ہون
سر مژگان ہر وقت نالہ آنسو کو ترستے ہین — یہ سچ ہے جو گرجتے ہین وہ بادل کم برستے ہین
جنگجو رکھا نہ کر تو تیر سیدھے ہاتھ مین — دست جیب مین رکھہ سپر شمشیر سیدھے ہاتھ مین
کبھو نہ اوس رخ روشن پہ چھائیان دیکھین — گھٹائین چاند پہ سو بار چھائیان دیکھین
جو وقت بوسہ کے وہ آگیا دہان منہ مین — تو لوزبستہ بنی ہے میری زبان منہ مین
مرے حضور یہ لوٹی ہین تیری چھاتی پر — جو پہونچی ہاتھ تو بدلا گلی کے پارہ ہو لون
اوسکے تیر دن کی ہین یون سخت لہو سی پیکان — جیسے شاخون پہ نظر آئین چمن مین مرچین
دل اپنا کیون نہ ہو بیکھ جہان مین جون گھر فانع — تلاش آب ہے ہمکو نہ فکر دانہ رکھتے ہین
غنچون پہ اوس پڑ گئی یکدست صبح دم — شبنم کی دیکھکر تری اس سینہ بند کو
حلقہ یہ تیری چشم پر افسون کا دشت مین — دام بلا ہوا ہے غزال رمیدہ کو
دانستہ نہین ہے غنچہ تصویر کی طرح — کیا جانے کیا ہوا دل آفت رسیدہ کو
دم غنیمت ہے کوئی دم کی یہ صحبت ہین — تجھسے پھر ملنا خدا جانے ہمارا ہو نہ ہو
تو ہم کو دکھاتا ہے مہ نو کو عبث چرخ — ناخن جو تراشیدہ ہو کب عقدہ کشا ہو
اوسنے تو ڈبویا مجھے اور اسنے جلایا — ہو خانہ خراب آنکھہ کا اور دل کا برا ہو
سب سے ملا دابرو ہم سے نفاق رکھو — اس دوستی کو اپنی بالای طاق رکھو
آہ مژگان سے نہ کاوش کرو اے طفل سرشک — جسکے سایہ مین رہو اوسکا برا چاہتے ہو

دیجے دل مین کیون جگہہ اِس آہ بے تاثیر کو
مت ستا اے زلف اتنا عاشق دلگیر کو
آب و دانہ چاہیئے اے رہرو جون اشک ساتھ
کیا بوسۂ رخ لون مین کہ بالی کی تری گونج
پامال ہوکے کون سُنی سخت گالیان
زندگی مشکل ہے دستِ اشک سے پانی مجھے
کشتیٔ دل غرق ہوجائے نہ کس صورت سے آہ
سود بازارِ محبت یہ نظر آیا مجھے
پروا نہین پروانہ کے جلنے کی تجھے آہ
کیونکر نہ یہ شمع ہو دلا افعی گردون
دلِ صد چاک عاشق کو بناتا ہے گلِ بازی
جو گرا قطرۂ خون وہ بھی اناالحق بولا
وحشت سے مجھے ہاتھ اوٹھانی نہین دیتے
زلف مین دل جو گرفتار نظر آتا ہے
اے غافلو دم اژدہ صفت آئی جاہی ہے
کشتہ ہون تیغ نگہ کا تیرے اے زہرہ جبین
کی اوسکی دل مین آہ نے تاثیر عاقبت
افشا سے راز دیدۂ وابستہ کردیا
شرح مطول اوسکی فقط زلف ہی نہین
ہوتا ہے ترے چہرۂ روشن کے مقابل
یہ درمیان سے اوٹھادے حجاب کا پردہ
قبا دیکھی ہے جھلکاری کی شب کس ماہ پارہ کی
بہ عالم اوسکے خط سبز [illegible] ابھی

جسمین پیکان بھی نہ ہو کہنا ہے کیا اوس تیر کو
سرکشی کو چھوڑ کا فرمان اپنی پیر کو
کام منزل تک چلی زادِ سفر اتنا تو ہو
ہے نیش زنی مین مجھے کژدم سے زیادہ
رفتار تو یہ کچھ ہے تری گفتگو سو وہ
قتل یہ اکدن کرے گا طفل ورزانی مجھے
موج طوفان ہے تمھاری چین پیشانی مجھے
دل کا جب سودا ہوا آتش ہوگیا سودا مجھے
اے شمع کوئی خاک لگن تجھسے لگاوے
مہتاب جو ہر شب قدح شیر پلاوے
جو کھیلے جانپر وہ اوس بتِ گلفام سے کھیلے
بعد مردن بھی نہ حق گوئی منصور سے چھپے
پڑتی ہے مرے پاؤن سلاسل کئی دن سے
پامال آہ گنہگار نظر آتا ہے
جیتو کہ نخل عمر کو یہ کھاسے جاسے ہے
چاہیئے بہر کفن چادر مہتاب مجھے
اِس نخل سوختہ نے دیا ہے ثمر مجھے
ہرگز یہ تجھہ سے چشم نہ تھی چشم تر مجھے
خط بھی رنگے ہے حاشیۂ مختصر مجھے
ہم شہر بدر راہ کو اے یار کرینگے
بلا سے تیرے اگر ہم رہے رہے نہ رہے
فلک جو کاٹ ہنسے سیکھا ہے یوتی چاند تارے کا
[illegible] زہر کھایا ہے

دل کا کیا دل بہلا زلف چلیپا ٹھہرے — کچھ تو بستے گا نٹھہ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے
دربدر وہ آنکھہ یار سے لڑتی پھرتی ہے — تار نظر کو رشتہ ہے چاک قنات سے

**نصیر** تخلص میر ناصر علی ولد عبد الغنی لکھنوی شاگرد ناسخ بیشتر فارسی کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

حاشیہ ہے خط ریحان سے گلستان پر تم — سبزۂ خط سے نہین ہے یہ بہار عارض
باقی شب وصال ہے چھیڑو نہ ذکر مو — ہے عرض اب بڑہا نہ تو طول کلام زلف
چشم کسکی ہے جو محو عارض جانان نہین — کونسا دل ہے کہ شکل آئینہ حیران نہین
آئین نظر جو رقص مین اوس گلبدن کے پاؤن — حیرت سے شمع سان نہ اٹھین انجمن کے پاؤن
مردم چشم و لب ہران ہو سپند — چشم بد دور ہے غضب کی آنکھہ
بولے بالین پہ چشم یار روشن — پھیری دیکھی جو جان بلب کی آنکھہ

**نصیر** تخلص نصیر الدین خلف بدر الدین نواسہ منشی نبی بخش حقیر باشندۂ دہلی

ڈوبی ہین میری دیدۂ پرنم کے شرم سے — قلزم ہوا فرات ہوا ابر تر ہوا
انہین سے میرے در پئے آزار ہین ہمیشہ — ناصح ہوا رقیب ہوا چارہ گر ہوا

**نصیر** تخلص ارجن سنگہ ولد بدہ سنگہ داروغہ توپخانہ راجہ ستہر شاگرد محمد عسکری احسن مقیم فرخ آباد

یہ کالی کلٹا رات اندہیری یہ سیاہی — کیا ہجر مین تڑپاتے ہین برسات کی راتین

**نصیر** تخلص محمد نصیر اوستاد مرزا فریدون قدر بہادر ولد علی اصغر اوستاد مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ خلف محمد عباس اوستاد مرزا غازی الدین حیدر والی لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان صاحب دیوان گزرے

یارب مزا ہمارے جلانے کی یاد ہو دل — جنت نہ ہو نصیب جہنم مین جائے دل
یہ عشق بد بلا ہے نہ سمجھی تھی اے نصیر — اب دل گنوا کے آتے ہو کیون ہائے ہائے دل
اللہ رے حسن دیکھکر اوس سیمبر کی لو — بجھہ بجھہ گئی ہے مشعل شمس و قمر کی لو

ترے ستم سے کچھ ایسی ادا نکلتی ہے
کہ خود بخود مرے دل سے دعا نکلتی ہے

تری گلی میں ہے یہ اثر دام لالہ رخان
ہزار کشتون سے صبا نکلتی ہے

**نظام** تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر اعظم عالمگیر ثانی خلف نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ بادشاہ دہلی اولادین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کے تھے صاحب دیوان فارسی و اردو گزرے

آیا نہ کبھو خواب میں بھی وصل میسر
کیا جانیے کس وقت مری آنکھ لگی تھی

**نظام** تخلص نظام شاہ رامپوری

وہ ہی سب باتین ہوئین کیون ہم نہ کہتے تھے نظام
ملکے اوس عیار سے بدنام تو ہو جائیگا

**نظامی** تخلص شیخ نظام الدین پسر اور کلان شیخ فدا حسین فدا انسے ایک دیوان یادگار ہے

ترے نظارے کو کھولی جو خواب سے آنکھین
تو ہو وے نرگس شہلا گلاب سے آنکھین

کچھ آج دل ہے بہت بیقرار پہلو مین
تڑپ رہا ہے جو بے اختیار پہلو مین

جو ایک زخم ہو مرہم لگاتے اوس پر
ہزار زخم ہین دل پر ہزار پہلو مین

**نظر** تخلص مرزا علی ولد مرزا محمد امان دہلوی شاگرد مصحفی اولادین مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تھی وطن انکا عرب مولد و مسکن لکھنؤ

نصب آئینہ مری قبر پہ کرنا پس مرگ
جانے تا وہ بھی یہ تھا عاشق زار عارض

**نظمی** تخلص میر خیر الدین باشندۂ علی گنج

دل لگا وان جہان گذر ہی نہین
کیا کرون کوئی راہبر ہی نہین

رات فرقت کی کب کٹیگی خدا
شب ہجران کی کیا سحر ہی نہین

**نظیر** تخلص گھنیت راے دہلوی شاگرد نصیر دہلوی

کیا زرد ہوئین عشق کی آزار سے آنکھین
چشم ہین اب نرگس بیمار سے آنکھین

**نظیر** تخلص نظیر محمد خان خلف محمد فیض خان کوتوال فرخ آباد

باتین کرنے کا وہ موقع جو نہین پاتے ہین
وعدۂ وصل اشارون ہی مین کر جاتے ہین

دردیگا تو انکار نہین ہے ساقی
ہم بلانوش جو پاتے ہین وہ پی جاتے ہین

نظیر تخلص ولی محمد اکبرآبادی معلمی کرتے تھے بیشتر خمسہ و مسدس کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گذرا

آغوش تصور مین جب مین نے اوسے مسکا
لبہا سے نزاکت سے اک شور رہا بس بس کا

تھا ارادہ تری فریاد کرین حاکم سے
وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا

تجھے کچھ بھی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا
ہمارا دل بہت ترسا ارے ترسا نہ اب ترسا

سبھون کو می ہمین خوناب دل پلانا تھا
فلک ہمین پہ سمجھے کیا یہ زہر کھانا تھا

خرام ناز سے اوس شوخ نے دامنکو جب جھٹکا
تو میری خاک نے کیا کیا ہوا کے ساتھ سر پٹکا

عبث محنت ہے کچھ حاصل نہین پتھر تراشی سے
یہی مضمون تھا فرہاد کے تیشے کی کھٹ کھٹ کا

دیتے ہون جان حور و ملک جسکی آن پر
کیونکر دماغ اوسکا نہ ہو آسمان پر

جب سے چلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچ کر
دیتے مرے صدا یہی نکلی کہ ہای دل

سرچشمۂ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ
حضرت خضر کہین سے جا کر شراب لاؤ

زلف ہو بر سر احسان تو گرفتار کرے
چشم کی عین عنایت ہو تو بیمار کرے

پھر جھکی کی جھمک تس پہ غضب بالا ہے
اب کوئی آن مین سب خلق تہ و بالا ہے

نظیر تخلص ایک شخص بنارسی شاگرد سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

تا ایک نظر دیکھے تجھے اے سر تابان
رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نعمت تخلص شیخ عبد الحق مرحوم باشندۂ سکندرہ قوم برہمن سے تھے حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی فیض صحبت سے مشرف باسلام ہوئے

تڑپے ہے پڑا یہ دل غمگین بغل مین
اب آ کہین اے باعث تسکین بغل مین

نعمت تخلص نواب نعمت اللہ خان مرحوم

جاتا ہے بس مین یار کے ایسا شتاب دل
آخر کو کیا کرے گا یہ خانہ خراب دل

نعیم تخلص شیخ محمد نعیم سپاہی پیشہ تھے

عالم سے ہوا غیر مین جس یار کی خاطر
اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

نعیم تخلص [illegible]

مین رہتے تھے اِندنون لکھنؤ مین وکالت کرتے ہین اِنسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مستی مین بوسے اوس لب لعلین کو لیئے   بیہوشی عین ہوش ہے مجھہ بادہ خوار کا
اوڑکر زمین سے سرمۂ چشم فلک بنا   رتبہ ہوا بلند یہ اپنے غبار کا
اسے پیرو جو ترہی یاد مین ہو اپنا وصال   خلد مین بات نہ بھولے سے کرین حور سے ہم
نہین سکتا زبان پر آہ ہمدم نام وصل   ہجر جانان سے یہان تک طاقت و طاقت

**نعیم** تخلص نعیم اللہ خان دہلوی شاگرد حاتم

خیال کرکے ترے موکمر کو رو تا ہون   وہ کیون نہ روئے پڑے جسکی بال آنکھون

**نعیم** تخلص میر امجد علی لکھنوی

اپنا رہا یہ ہجر مین عالم تمام شب   ہچکی لگی رہی ہمین پیہم تمام شب

**نفیس** تخلص دلاور خان خلف بہوری خان فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

گھستے ہین جبین سنگ در یار سے اثر   اک روز چمک جائیگی تقدیر ہماری

**نقی** تخلص نقی علی خان عرف پیاری صاحب نبیرۂ سبحان علی خان کمبوہ باشندہ لکھنؤ مقیم کربلا شاگرد فتح الدولہ برق و علی اوسط رشک صاحب دیوان ہین

میرے آنکھونسے نقی گزرے ہین کیا کیا آہوین   مجھکو دکھلاتی ہے کیا نرگس شہلا آنکھین
کیون تاکتے ہو تم دلِ وحشی خصال کو   اے جان کیا کرینگی ہرن کا شکار آنکھہ

**نقی** تخلص نواب علی نقی خان خلف نواب امام علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد باقر اور آپ اولاد مین شجاع الدولہ کے ہین

بچاسے جان ہماری خدا اسے ہر یہ دعا   پڑا ہے عشق بتان سے معاملہ دل کا
ہوا ہی اوسکے لیے نوک خار سے ہے زیاد   حباب سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

**نقی** تخلص سید علی نقی جلالوی شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

سوم کو پھول ہون تربت پہ میری نرگس کے   کہ نکلے آنکھون سے ہے میری انتظار ہنوز

**نکہت** تخلص مرزا امتیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان اردو و ترجمۂ سکندر نامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو انکے یادگار ہین

خط مرا اوڑا اوڑ کے اوسکو مین کبوتر بنگیا
خط کا ہر پرزہ کبوتر کا ہر اک پر بنگیا

دل کو دو پارہ مری کیا کر دیا
تیغ دو دم نے دو دو لا کر دیا

نہ لگتا دل گر اوس لعب سیہ سی تیرہ بختون کا
تو کیون بیٹھے بٹھائے اوسکے پیچھے یہ بلا لگتی

نافہ مین جو ہے مشک تو بے بہرہ ہی کو ہے
انسان جو وطن مین ہے تو شہرت نہین ہوتی

وہ بند دم قاتل کا دم بھرتے رہے
جب تلک جیتے رہے مرتے رہے

**نکہت** تخلص حافظ غلام احمد دہلوی قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

بیداری اور خواب ہین یہان جمع ایک جا
رکھتی ہے تیری آنکھون مین کیا کیا اثر شراب

اچھا ہوا کہ آنکھو نسے خون ہو کے بہ گیا
مدت سے ایک آفت جان تھی بلای دل

**نگین** تخلص حاجی مرزا محمد جان مرثیہ خوان شاگرد علی جان درخشان ولد مرزا محمد حسین متوطن دہلی باشندۂ لکھنو مقیم موجی کہولا متعلق کلکتہ کربلا کی زیارت بھی کی ہے یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

افسوس حوصلۂ دل یہ فن کے رہ گئے
بیٹھے صنم کے پاس تو بت بنکے رہ گئے

اللہ رے خوف روز نقاہت کہ طفل اشک
امیدوار گوشۂ دامن کے رہ گئے

مدفن عشاق پر آتا ہے وہ محشر خرام
خفتگان خواب غفلت کو جگانے کے لیے

ہزارون طرح کی کیفیتین لبریز ہین دل مین
کہین بہتر ہے یہ کاسہ ہمارا ساغر جم سے

**نمود** تخلص شاہزادہ مرزا محمد آسما نقدر خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا محمد جہاندار شاہ عالم بادشاہ شاگرد ناسخ انکا مولد بنارس مسکن لکھنو

یہ کسکی ناوک مژگان ہوئی ہے خار پہلو مین
کہ جا ہو دل ہین پیکان تیر کے دو چار پہلو مین

ہوئے نالو نسے جب فرصت تو شغل آہ کرتا ہے
ہمارا دل نہین رہتا کبھی بیکار پہلو مین

جبھی اے ہمنشین کچھ بادہ خواری کی ہے کیفیت
کہ ساغر ہاتھ مین ہو ساقی سرشار پہلو مین

**نمود** تخلص میر مہدی ولد میر عباس لکھنوی شاگرد آتش

جا بجا جلا دیا ہوا سی خاک مین ملا مجھ
اے جان میرے پاس نہین کچھ سوا دل

**نمود** تخلص میر محمد حسین خان عرف چھوٹے صاحب برادر خورد سید محمد علی خان

رئیس شمس آباد

مقابلہ مین جھپک جائے چشم مہر منیر
اگر وہ چہرۂ انور کو بے نقاب کرے

**نوا** تخلص قدرت اللہ دہلوی متعلمی کرتے تھے

جیتے مانا بھی کہ محشر مین ملے گی دل کی داد
پر یہ حیران ہین کہ کس منہ سے کرین فریاد ہم

**نوا** تخلص ظہور اللہ خان ولد مولوی دلیل اللہ باشندہ بداؤن شاگرد بقاء اللہ بقا شعر فارسی خوب کہتے تھے جرأت نے اونکے ابا جی ریختہ کہی ہے صاحب دیوان گزرے

کبھو نہ اے رقیب تو اوسکی مصاحبت پہ ناز
کچھ دنون بزم یار مین ہمکو بھی اعتبار تھا

اوس پای حنائی پر دھر کر جو رکھون سر کو
کس ناز سے وہ ہنسکر کہتا ہے کہ بس سر کو

تھکا ہے نامہ برون کا یا پیام یاس لاتا ہے
الٰہی خیر کیجیو نامہ بر کچھ سست آتا ہے

ہے گرفتاری سے میرے ساری عالم کو نجات
شور نالے نے مرے ہر شخص شب بیدار ہے

برنگ نقش پا اوس در پہ جب سے مین پڑی ہی
اوٹھالے گو کسی نے پھر نہ میری آن بن پڑی ہی

الٰہی ناگ لگیو گو رہین اوس تیرہ باطن سے
کہ جسنے بے تکلف اوسکی زلف عنبرین پکڑی

ہوگیا دردسر اس رشک سے مجھ ناشکیبا کو
لگانے کو جو صندل غیر نے اوسکی جبین پکڑی

رہی ہے رات تھوڑی دل ہی مضطر دیکھو کیا ہو
ادھر اندیشۂ دشمن ادھر اونے نہین پکڑی

اونہین کیا لطف ہستی ہو جنہون نے نازنینونکے
نہ چشم عشوہ زا دیکھی نہ ساق نازنین پکڑی

**نواب** تخلص میر نصیر الدین عرف میر نواب ولد حکیم میر علی جان ولد حکیم مہتاب بخارا دہلوی مقیم بنارس شاگرد ناسخ

پیکان ہر ایک غنچہ ہے بن اوسکی آنکھ مین
نشتر ہے باغ مین مجھے نالہ ہزار کا

تجھے جنت مین کب بھایا خرام ناز حورونکا
وہان بھی دیکھنا چاہینگے اوس مہوش کی چال آنکھین

**نواب** تخلص نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور

رات آخر ہوئی اور صبح کا تارا نکلا
مدعا دل کا نہ صد حیف ہمارا نکلا

**نوازش** تخلص نوازش علی خان لکھنوی اُمّی محض ہین سنہ ۱۲۵۵ اٹھارہ سو

شادون لکھنوی ہین کلکتہ مین تھے صاحب سراپا سخن نے انکو مرزا مہدی ثاقب کا شاگرد
لکھا ہے انہون نے مجھسے اپنی کو برق کا شاگرد بتلایا تھا واللہ اعلم

زلف کا سر کو مری جس روز سے سودا ہوا
پاؤن پڑ کے لیگئی زنجیر زندان کیطرف

بھول جاتے ہین خدا کو یہ بتونکی یاد مین
آخرت کرتی ہین غارت اہل دنیا ہاتھ سے

گہہ بلا مین لیتے ہین گہہ جاتے ہین محرم تلک
اے نوازش اب گنہ ہوتے ہین کیا کیا ہاتھ سے

**نوازش** تخلص نوازش حسین خان لکھنوی عرف مرزا خانی ولد حسین علی خان
ابن نواب ناصر خان شاگرد میر سوز صاحب دیوان گزرے

ایک عالم کو آزما دیکھا
جسکو دیکھا تو بیوفا دیکھا

حال بد کا کسی شریک دنیا مین
نہ برادر نہ آشنا دیکھا

کیف مین کم بہت نوازش سے
عشق خوبان مین جو نشا دیکھا

عشق مین ایک خلل سا تہ لگا رہتا ہے
اشک چل نکلی نوازش جو کبھی دل ٹھہرا

زبس کہ رہتا ہے آنے کا اوسکی دہیان لگا
صدا سے در پہ ہے در پردہ اپنا کان لگا

یہ بل کرتا ہے تو نوک مژہ کی آبداری پر
تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پر

وہ گئی دن جو بسر شب ہو ہم آغوشی مین
اب تو کٹتی ہے مری چار پہر آنکھون مین

یہ سانس ہے پیکان ہے نشتر ہے کہ دل ہے
کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھو بر مین

ہین ہاتھ لگے دس کی جا سی نہین ہلتا مین
لاغر اسے کہتے ہین تیار اسے کہتے ہین

حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے
اٹھی کوئی کسیکا امیدوار نہ ہو

کسی تیغ جفا سے جرح سے اپنے سینی کی
جو ہووے بھی تو ہان شاید وہان زخم خندان ہو

یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھسے خو کرتے
ترے خیال مین پہرون ہی گفتگو کرتے

ایک مین کیا خوب کر سکے اوسی حسن آفرین
اپنی صناعی پہ حیران خود وہ صورتگر ہے

ایام وصل مین ہم لپٹے ہین جیسے اوس سے
یون وصل کی بھی کاغذ چسپان ہم نہونگے

آغاز عشق ہی مین شکوہ بتون کا اے دل
ٹک صبر کر ابھی تو کیا کیا ستم نہ ہونگے

خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا
کوئی کسیکا نہین دوست سب کہانی ہے

**نور تخلص میر وزیر علی خلف میر بادشاہ لکھنوی شاگرد فتح الدولہ برق صاحب دیوان ہین**

| | |
|---|---|
| بیچکر خط مین گنہگار سراپا ٹھہرا | سیہ نامہ مرے اعمال کا پرچا ٹھہرا |
| عاشق سے کیا ضرور ہین یہ لنترانیان | موسی نہین مین آپ نہ یہ گفتگو کرین |
| مانین نہ مانین وصل پہ راضی ہون یا نہون | تقریر جیل کی یار سے اب دوبدو کرین |
| حسن وجمال یار سے دل شاد کیجیے | معشوق کیجیے تو پری زاد کیجیے |

**نور تخلص حکیم نادر حسین ولد میر اصغر علی بن حکیم عوض علی باشندہ دہلی بسبب منسوب ہونے ساتھ دختر ہمشیرہ نواب معتمد الدولہ کے لکھنؤ مین سکونت کی تہی**

| | |
|---|---|
| اللہ رے سوز عشق کہ جب کٹ گیا گلا | رگ رگ سے بدلے خون کی نکلا بخار دل |
| بعد مردن بہی کسی سے نہین نیکی کی امید | خاک مین مجھکو ملا لے کو احبا آئے |
| نور آخر کو ہوا آپ کے نالون مین اثر | لو وہ تماشے ہوئے ہاتھون سے کلیجا آئے |

**نور تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ معلوم نہوا**

| | |
|---|---|
| آہوے تری آنکھین ہین یا نرگس شہلا | یا زہر ہلاہل کے بہرے جام ہین دونون |

**نور تخلص مولوی محمد نور الحسین متصف در بہنگا ضلع ترہت باشندہ شہر گیا کی شاگرد مولوی اولاد علی کاہش راقم کے دوستون مین ہین شعر بہت کم کہتے ہین**

| | |
|---|---|
| جن دنون مین متصل داغ دل بیتاب تھا | اک چراغ روز سا خورشید عالم تاب تھا |
| تہا شوق شہادت مجھے وہ بر سر کین تھا | خنجر مری قسمت کی نبالی سے نہین تھا |
| سودے مین تری گیسوے مشکین کی سراسر | ناسور مرے دل کا ہمہ نافۂ چین تھا |
| تربت پہ مرے نور ہے چادر شب مہتاب | روشن ہے کہ قاتل مرا اک ماہ جبین تھا |

**نور تخلص صمصام حیدر مرحوم برادر عمزاد خاکسار نور تخلص ولد منشی حسن علی شاگرد راقم الحروف باشندہ ہوگلی مقیم متعلق کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا**

| | |
|---|---|
| جو اعدا دیکھتے ہین دس پری کو میری پہلو مین | تو کیا کیا نامہ بانی طرح مرہم بدلتے ہین |
| روان ہین اشک گلگون فرقت ساقی ہم | جگر اور دل لہو ہو کر ان آنکھون سے نکلتے ہین |

نہ پہونچے ہاتھہ اپنے وصل مین بہی پای نازک تک | اسی حسرت مین مدت سوکف افسوس ملتے ہین

**نور حق** تخلص شاہ محمد جمیل دہلوی خلف خواجہ محمد جلیل شاگرد مولوی امام بخش صہبائی کسب باطن مولوی قطب الدین مرحوم خلف مولانا فخر الدین قدس سرہ وشاہ آل احمد عرف اچھے میان وحضرت محمد نصیر محمدی سے کیا تھا

**رباعی**

دنیا مین ہوا عدم سے آنا اپنا | اور آکے ہوا نہ یہان ٹھکانا اپنا
نے جانے کی راہ ہے نہ رہنے کی جگہہ | دشوار ہوا ہے منہ دکہانا اپنا

**نیاز** تخلص میر محمد سعید اکبر آبادی معلمی کرتے تھے

کہان ہے دسترس اپنے جو پہونچے تیرے دامان تک | نہ پہونچے ناتوانی سے یہ ہاتھہ اپنے گریبان تک

**نیاز** تخلص میر محمد علی مرثیہ گو باشندہ دہلی مقیم حیدر آباد

خواب ان خانہ خراب آنکہون مین کیونکر ہو نیاز | جنکی ہے برسات بہی رہتے ہین گہر بہیگے ہوے

**نیاز** تخلص شاہ نیاز احمد سرہندی ولد حکیم شاہ رحمت اللہ باشندہ بریلی کسب باطن مولانا فخر الدین دہلوی وشاہ عبد العزیز بغدادی سے کیا تھا دہلی مین تربیت پائی تہی سنہ ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین ماہ جمادی الثانی مین ستر برس کی عمر مین وفات پائی دیوان فارسی واردو انکا نظر سے گزرا

مجھے چین خواب عدم مین تہا نہ تہا زلف یار کا کچہ خیال
یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پہنسا دیا

وہ جو نقش پا کی طرح رہی تہی نمود اپنے وجود کی
سو کشش سے دامن ناز کے اوسے بہی زمین سے مٹا دیا

یا الہی زورق گردون سنبہال | بیطرح اٹہا ہے یہ طوفان اشک
صبر وقرار وشکیب تاب وتوان عقل ودین | سب نے تو لی اپنی راہ رہگئی کیون جان تو
عقل گئے مدرسے سے اوٹھہ عشق کے میکدے مین | جام فنا وبیخودی ابتو پیا ہو سو ہو

**نیاز** تخلص عبد الرسول باشندہ جہانگیر نگر عرف ڈہاکہ

| | |
|---|---|
| سادہ لوحی دیکھیو میری کہ ڈھونڈھتا ہون امن آدمی سے | جسکے ہاتھون شیشۂ دل میرا چکناچور ہے |

**نثار** تخلص لالہ راجہ رام ابن لالہ جگناتھ باشندہ بھگونت نگر

| | |
|---|---|
| بھولکر بھی نہین کرتا وہ کبھی یاد مجھے | کردیا اوسکی فراموشی نے برباد مجھے |

**نثار** تخلص محمد نیاز علی خلف محمد مبارک علی باشندہ بھیراؤن ضلع مرادآباد

| | |
|---|---|
| سرگرم فغان شب دل ناشاد حزین تھا | شعلہ مرے آہون کا جو تھا عرش نشین تھا |
| برباد ہوکے یار کے دل مین جگہ ملے | آباد گر کرین مری بربادیان مجھے |

**نثیر** تخلص مرزا احسن عسکری ولد مظفر علی بیگ عرف آقا جان باشندہ لکھنؤ شاگرد مرزا قربان علی نوازش

| | |
|---|---|
| کس حسن سے ہین اوس بت پیمان شکن کے ہاتھ | ہیرے کی ہے کلائی عقیق یمن کے ہاتھ |

**نیر رخشان** تخلص مخدوم مکرم جناب نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو خلف الرشید نواب احمد بخش خان بہادر مرحوم والی فیروزپور جھرکہ شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان غالب دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین علم تواریخ مین بہت دخل رکھتے ہین ہر دو زبان مین اشعار انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین

| | |
|---|---|
| آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہون مثل خار | احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسم زار کا |
| گر اشتیاق نہین ستم و جور یار کو | شوق زیادہ جور کو مری بھی گران نہین |
| پیری و مفلسی مین نہ لوٹا مزے کو اب | لطف ارتکاب مین ہے نہ اجر اجتناب مین |
| مے کے گرنے کا ہے خیال ہمین | ساقیا لیجیو سنبھال ہمین |
| شب نہ آئے جو اپنے وعدے پر | گزرے کیا کیا نہ احتمال ہمین |
| کیا ہو سمجھے تو فرشتہ کا بھی گزر نہ ہو | بیت الصنم ہے شیخ خدا کا یہ گھر نہ ہو |
| رخشان جو آتے آتے ابھی رک گئے ہین شاید | آنکھون مین آگیا کوئی لخت جگر نہ ہو |
| چاک کیجیو مرا گریبان سے | دل کا مضمون مرا اگر بیان سے |
| بوالہوس اور بھی مرنے کی کرینگے تمنا | لیکے گل قبر پہ رخشان کی نہ آیا کیجے |

# حرف واو

**واحد** تخلص واجد علیخان لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

| | |
|---|---|
| لین ہین بلائین سر سے قدم تک جو یار کی | ہے ہر لکیر نور کی تحریر ہاتھہ مین |

**واحد** تخلص شیخ عبدالواحد دہلوی شاگرد آغا جان عیش

| | |
|---|---|
| بیتاب ہوکے شوق مین سب راز کہدیا | واحد ستم کیا یہ دل بیقرار نے |
| پوچھتے کیا ہو اسیران قفس کا احوال | بال و پر نکلے نہین تھے کہ گرفتار ہوئے |

**وارث** مرزا وارث علی بیگ فرخ آبادی خلف علی نقی بیگ صوبہ دار

| | |
|---|---|
| آیا نہ ادہر وہ بت خود کام ہمارا | کس کام کا جذب دل ناکام ہمارا |

**وارث** تخلص شاہ وارث الدین دہلوی اوستاد عالمگیر ثانی خوشنویسی مین مرزا خطاب پایا تہا درویشانہ اوقات بسر کرتے تھے حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

| | |
|---|---|
| خورشید رو کا سیر جلوہ جہان تہان ہے | ہر ذرہ مین جو دیکھو اوسکی جھلک عیان ہے |

**وارث** تخلص حاجی شاہ محمد وارث الہ آبادی خلیفہ و شاگرد شاہ قطب الدین مصیبت صاحب دیوان گزرے

| | |
|---|---|
| پڑا ہے سنگدلون سے مقابلہ دل کا | نہ ٹوٹ جائے مین ڈرتا ہون آبلہ دل کا |
| ہمارے آہ اور نالے فلک پر جاکے پہونچے | اگر ہوتا نہین وہ بیخبر آگاہ کیا کیجے |
| بتا تو اے مرے ظالم مثال نقش قدم | تری گلی مین کوئی گر کے پھر اوٹھا بھی ہے |

**وارفتہ** تخلص نواب شیر علی خان ولد نواب مرزا منگو نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر ادراک

| | |
|---|---|
| موجین لہرانے لگین مار سیہ کے مانند | آپ نے دہوئے جو دریا کے کنارے گیسو |
| سر عاشق پہ گرینگی یہ بلائین نازل | پاؤن تک آگئے ہین بڑھکر جو تمہارے گیسو |

**واصف** تخلص مولوی احمد حسین ولد تاج الدین لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص صاحب دیوان ہین

اختر تابان شب یلدا مین آ گئے ہین نظر　　موتیے کے ہار یہ لپٹے نہین بالاے زلف

**واصف** تخلص حسن بخش خان شاگرد اعظم الدولہ صاحب تذکرہ

آتا ہے دل مین چاک گریبان کیجیے　　ملہار کی آج چلنے کا سامان کیجیے

**واصف** تخلص قاضی محمد یعقوب باشندہ بلیا ضلع غازی پور

گھر چھڑایا خانہ ویران کوچہ گردان کر چکا　　اے چلا ہے او دل بیتاب و ناداں اب کہان

**واصل** تخلص درگا پرشاد خلف لالہ گنگا پرشاد متوطن کول مقیم فتحگڈھ

واصل اب اوسے کیا ہمین چشم امید ہو　　ہر وقت دیکھتے ہین وہ ترچھی نگاہ سے

**واصل** تخلص محمد واصل

سرگرم ناز کیون نہ ہو وہ رشک آفتاب　　عالم مین اوسکے حسن کا بازار گرم ہے

**واعظ** تخلص شیخ الٰہی بخش باشندہ بہائی شاگرد مقصود عالم مقصود

کب بیان ہم سے چشم تر نہ ہوئی　　کب عیان سوزش جگر نہ ہوئی

**واقف** تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا مقیم دہلی کچھ روز دن فیض آباد مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین جا کر وفات پائی

مین تو گیا تھا سونپ کے دل کو وفا کے ہاتھ　　اے آہ چڑھ گیا یہ کہان سے جفا کے ہاتھ

صبح ہے وصل یار کی ٹھہرے　　ہاے پھر انتظار کی ٹھہرے

عشق مین کیا فضل و ہنر چاہیے　　آہ مین تھوڑا سا اثر چاہیے

خوبرو ہو کے باوفا ہووے　　مین نہ مانون اگر خدا ہووے

رحم اے زلف ستمگر لطف اے بخت سیاہ　　موکشان کھینچے پھرے کب تک پریشانی مجھے

**واقف** تخلص مرزا اقو ماش بہادر خلف بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سو لخت جگر ساتھ ہین سو پارۂ دل ہین　　اشک آنکھ سے اس شان سے اس ہوم سے نکلے

ہر کوچہ و بازار سے ہو سنگ فشانی　　دیوانہ ترا نکلے تو اس دھوم سے نکلے

**واله** تخلص مرحمت خان فارسی مین ثاقب تخلص کرتے ہین وطن انکا کشمیر مولد دہلی مسکن لکہنو

گنے جو بندون مین اپنے تو ایکبار سمجے
تو خلق مین ہو خدائی کا اعتبار سمجے

ہے عیان جلوۂ ترا انسان کی تصویر سے
صورت معنی ہو ظاہر حرف کی تحریر سے

**واله** تخلص میر مبارک علی خلف و شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم مرشد آباد علوم ظاہر سے بہرہ تہے

ہوئی ہے مستقل میری دل بیتاب مین آتش
نہ رکہی تہی کسینے اب تلک سیماب مین آتش

**واله** تخلص محمد خان ملازم مرزا جہاندار شاہ خلف شاہ عالم بادشاہ

دل ہے میری در امید جو مسدود ہوا
جلوہ گر سامنے آ شاہد مقصود ہوا

**واله** تخلص ایک ہندو باشندۂ فیض آباد کا ہے اور کچہ حال معلوم نہوا

معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے واله
مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

**والی** تخلص منشی محمد والی باشندۂ پنڈوہ ضلع بردوان

کیا پوچہتے ہو یار و حال تباہ میرا
بے مہر ہو گیا ہے وہ رشک ماہ میرا

**وجاہت** تخلص احمد علی خان خلف احمد نور خان رامپوری قوم افغان شاگرد محمد حیات خان حیات

ہے وجاہت یہ زیست نقش بر آب
کیا یقین آئے نقش باطل کا

**وجیه** تخلص میر ضامن علی ابن میر جعفر علی باشندۂ الہ آباد

شکوہ جفاؤن کے نہین ہرگز روا مجہے
ہر حال مین ضرور ہے تیری رضا مجہے

**وجیه** تخلص نواب وجیه الدین بہادر برادر نواب حسام الدولہ شاگرد مرزا فاخر مکین بیشتر فارسی کہتے تہے

خون دل بسکہ روان کے جسم چشمون مین
پانی پانی ہوا خجلت سے مین چشمون مین

تسکین درد دل کو نہ آج ہو نہ کل ہو
بے یار بیکلی ہے وہ ہے سبے تو کل ہو

**وحدت** تخلص جمعیت رائے کایتہ باشندۂ میرٹہ

ہردم ہے عندلیب کو اب عزم تال کی | فصل بہار آئی ہے او سکو ہوا لگی

**وحدت** تخلص مولوی محمد علی سابق ڈپٹی مجسٹریٹ میدنی پور ولد قاضی عنایت علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت اندنون شعر گوئی ترک کی ہے راقم کے احباب مین ہین

شرخ اطلس کی ازار آب روان کی انگیا | نصف تن آگ مین ہے نصف بدن زیا مین

**وحشت** تخلص میر ابو الحسن دہلوی نبیرہ تیر انداز خان شاگرد مرزا سودا

مین نے شروع نزع مین کی تھی تجھے خبر | پہونچا تو اوس گھڑی کہ مرا کام ہو چکا
قاتل اگر کہے کہ سکتا ہے جیتے ڑیو | خنجر تو ایک دم کے لیے منہ نہ موڑیو
کرونگا اس دل دیوانہ کی تدبیر آنکھونسے | لگی ہے بہنے موج اشک کی زنجیر آنکھون سے

**وحشت** تخلص مرزا باقر علی خان خلف حسین علیخان نائب دمختار مہدی علی خان صوبہ دار بریلی باشندۂ فتح آباد مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی میر صاحب دیوان گزرے

دیکھکر اوسکو ہوا ہون غش نہ آؤن ہوش مین | ہو وے محشر کا اگر شور رہ فغان بالائے سر

**وحشت** تخلص میر بہادر علی لکھنؤی شاگرد جرأت ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر

کیا جانیے کدھر کو گیا ہو اوس دل | جو پھر کبھی نہ آن پھرا میرے پاس دل
مانگو بوسہ تو وہ دشنام دہی کرتے ہین | دیکھیو ہوش ہے کتنا اوسی بیہوشی مین

**وحشت** تخلص احمد بیگ باشندہ میرٹھ شاگرد محمد علی حسرت

حوصلہ دیکھنا مرے سر کا | اب رہ گیا ہے دلبر کا

**وحشت** تخلص یوسف علی باشندہ الہ آباد مقیم میرٹھ شاگرد مولی بخش قلق

تیری نگہ سے کب تہ و بالا جہان نہین | در سے مین کب زمین نہین کب آسمان نہین

**وحشت** تخلص مخدوم بخش کانپوری شاگرد احمد علی کامل

تیرے پسند ہو تو پیارے بہار ہے | کیا کھا کے گل بنا کے ہین گلدستہ سارے

**وحشت** تخلص میر غلام علی خان مراد آبادی ولد میر فرحت اللہ خان داماد مولوی محمد رشید الدین خان دہلوی شاگرد مومن خان بنارس اور دہلی مین

نشو و نما پائی تھی بلند شہر مین سکونت کی تھی شعر انکے خوب ہوتے ہین *

اسکے رخ افروز طبع نازک جانان نہین
آتین حرمت صہبا کی سناتا ہون آتے
سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت
منفعل ضعف جنون سے ہوئی ایسی کہ جو
جو نہ جاتا ہو کہین کوچۂ جانان کے سوا
اے دل آسان نہین جور اوٹھانا اوسکی
اوٹھتا ہے جو یہ شدت سے قلق کی بالکل
پھر وحشت مری دن پھر کو جو دیکھا اوسنے
گزرا اس اعتماد محبت سے مین خدا
گرم غمخانہ ہے اتنا آہ آتشبار سے
بے تکلف آئے وہ پھر تماشا وقت نزع
نالۂ سیر ار روز و شب سن سن کے عادت ہوگئی
کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا
خط کے آنے سے گئی شرم سخن

آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا
ذکر سن سن کے رقیبون کی مری آشنائی کا
کیا مکدر کہین وہ آئینہ رخسار ہوا
طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا
اپسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہین
نوجوان یار ہے وہ کچھ فلک پیر نہین
رنگ رخ مین مری اسواسطے تغیر نہین
گردش چشم ہوئی گردش دوران مجھکو
مجھسے چھپائین کاش وہ الفت رقیب کی
بھاگتی ہے دھوپ میری سایۂ دیوار سے
کام آسان ہوگیا یہان مردن دشوار سے
اہل عالم اب نہین مرتے کبھی بانگ صور سے
سحر ٹپکے ہے تیری گفتار سے
آئینہ طوطی ہوا [illegible] سے

وحشت تخلص سید حبیب احمد خلف میر مشتاق احمد باشندہ دہلی

آخر اپنا بھٹک بھٹک کے غبار
خانہ خراب نالہ و زاری سے باز آ

ایک دن اوسکے در پہ آہی رہا
ہر دم کے ہائے ہائے مین اے دل اثر نہین

وحشت تخلص شاہزادہ کبیر الدین دہلوی شاگرد محمد ابراہیم ذوق و مرزا رحیم الدین حیا

دہ بیوفا دامید تسلی شب غم
کونسے فتنون مین ہے فتنۂ محشر ظالم
ناحق کر ظلم دکھاوش بجا سے کیا حصول

خیال یہ دل منتظر آکر ہم آیا
سیکڑون فتنے ہین ایسے تری رفتار کے یار
لوگ ستانے آیا کہین خانہ خراب

وحشت تخلص استاد راقم الحروف مولوی حافظ رشید النبی مرحوم خلف الرشید

مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم وحشت تخلص اولاد مین حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مولد انکا رامپور مسکن کلکتہ ہوگلی مین عہدہ جلیلہ افتا پر مامور تھے کچھ روز دن حافظ اکرام احمد ضیغم سے اصلاح لی تھی عربی و فارسی اور اردو اشعار نہایت خوب و بغایت مرغوب کہتے تھے عین شباب مین ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخین اونکے وصال کی کہی ہین

## تاریخ

مرگئے حیف حضرت وحشت ۔ یا خدا ہون وہ داخل جنت
گوہر درج علم و فضل تھے وہ ۔ نیر برج علم و فضل تھے وہ
عالم باعمل تھے اور کامل ۔ علم مین بے بدل بڑے فاضل
قاضی شرع حافظ قرآن ۔ تھے وہ بے شبہ صاحب عرفان
جبکہ استاد کا وصال ہوا ۔ مجھکو تاریخ کا خیال ہوا
یہ ندا دی سروش نے ناگاہ ۔ مرگئے آہ ایسے فاضل آہ

۱۲ ھ ۷۴ ہجری

## قطعہ تاریخ کہ بدو بحر رمل و منسرح خواندہ میشود

کیا کہون کیا غم ہوا پائی جو یہ ہم نے خبر ۔ شاعر شیرین زبان مر گئے افسوس آہ
فکر تھی تاریخ کی کلک نے مصرع لکھا ۔ وحشت جادو بیان مر گئے افسوس آہ

۱۲ ھ ۷۴

## قطعہ تاریخ

حیف کہ مولانا حبیب النبی ۔ راہ رو کشور فانی ہوئے
مصرع تاریخ خرد نے کہا ۔ خسرو اقلیم معانی ہوئے

۱۲ ھ ۷۴

## اشعار

مہتابی پہ جلوہ ہے جو اوس سنگ پری کا ۔ عالم ہے رخ مہ پہ چراغ سحری کا
چشم آہو ہے انداز قدم کبک دری کا ۔ رخ مہ کا ہے قد سرو کا نقشہ ہے پری کا
عریانی مین کیا نذر کرون دست جنون کو ۔ دامن بھی جو رکھتا ہون تو زخم جگری کا

لب خشک ہین تر آنکھین ہین فرقت ہین شب وروز
کھائی کی تو مدت سے قسم کھائی ہے ہمدم
تقیدہ و نظر بازی خوبان جہان سے
آنکھون نے دکھا دیتے ہین مفہوم عدم کو
اوس کان ملاحت کی یہ الفت کا ضرر ہے
پوشاک ہوا کرتی ہے کیون قطع دہان تنگ
سمجھے ہوئے میان طبع رسا سے پیدا
خال اے نور نظر ہین تری چہرے پہ کہان
زخم دل پر نمک افشان ہے فراق احباب
چشم انسان ہے مرا گھر کہ مثال مردم
آب حیوان اپنے حق مین شربت سم ہو گیا
بارش تیر قضا ہے اس تواضع کا اثر
یاد ابرو سے تمہارے کٹ گئے ایام غم
تنگ رکھتی ہے غضب کنج عدم کی آرزو
رونق بزم شراب آج وہ جانانہ ہوا
پر تو افگن جو کبھی ساعد جانا نہ ہوا
مشتری کون ہوا اوس مہ کا جو لعل ہری
اسی پری سے لگے جو وہ میری طرح خفا ہے
پانون مین سلسلۂ زلف پریشان اولجھا
صاد چہرے پہ ترے خامۂ قدرت نے لکھا
ہو کے برباد غبار تن لاغر اپنا
آب یاقوت کی ماہی اسے کہتے کہ سدا
شعلۂ عشق سے روشن دل مشتاق رہا

سیاہ ان زیر نگین ملک ہے خشکی و تری کا
یہ غم ہے کہ کھاتا ہون کسی رشک پری کا
ہر مسئلہ بیان نوک زبان ہے نظری کا
نکلتے ہین جو وصف آپ کی نازک کمری کا
ہے شور جہان مین مری شوریدہ سری کا
وحشت مین اگر خوف نہین جامہ دری کا
بال ہو چشم تصور مین بلا سے پیدا
پر تو مردم نشان ہین صفا سے پیدا
شور سر مین ہے مری بانگ درا سے پیدا
روسیاہی مین ہون ہین نہین ضیا سے پیدا
خنجر سفاک زخم دل کو مرہم ہو گیا
موت ہے شکل کمان دشمن اگر خم ہو گیا
ہجر مین ہر دم ہمین شمشیر کا دم ہو گیا
صحرا وحشت مین وہان یار عالم ہو گیا
سر جو شیشے کا جھکا سجدۂ شکرانہ ہوا
ہر حباب لب جو شاہد پروانہ ہوا
نقد جان لیکے یہ کہتا ہے کہ بیعانہ ہوا
کہربا بھی تری آنکھون پہ ہے دیوانہ ہوا
اپنے ہی دام مین پابند وہ جانانہ ہوا
باعث چشم حسینون مین تو ممتاز رہا
راکب دوش صبا صورت آواز رہا
آشنائے لب جانان سخن ناز رہا
سینہ تا مرگ پر از حکمت اشراق رہا

حلقۂ زلف سے یہان سلسلۂ آزادی
روے جانان کے تصور مین رہا سینہ گرم
حال بیتاب کما ہی مجھے معلوم نہین
رشتۂ مہر و وفا بالی بتا کر توڑی
خون تھوکتا ہون الفت ابروے یار مین
گیسو ہین مشک آنکھین چکاری قمرہ ہین تیر
جو کج ہین اونکو ثمرۂ حرمان نصیب ہے
بیٹھے جو ہاتھ رکھ کے وہ گلوتہ ذقن
پہونچی نہین ہے آہ شرربار تا فلک
مانگ مین سیندور ہے اونکے کہان بالاے سر
تہا سواد موجوانی مین دہوان بالاے سر
شمع کا سر کاٹتے ہین بزم مین گلگیر سے
کیا ہی تھی چین بر جبین تعویذ لٹکانے مین شب
نہین باقی کوئی تار گریبان بھی مگر تن پر
بجھایا ہے چراغ زندگی تعویذ گیسو نے
مسی آلودہ لعل تر ہے گیسو اونکے آہو ہے
قدم باہر نہین رکھتے نگہ آنکھونکے پردے سے
خیال اوس زلف ولب کا نقش ہستی کا ہوا
غضب وزد حنا کو تم نے ہاتھون پہ باندھا
تل نہین تل ہے جو ناف بت مغرور کے پاس
بار اوس بزم مین وہ پاتے ہین جو مرجاتے ہین
کار دل بخیہ و مرہم سے تو اب درگزرا
آتش فندق جانان نے جلایا ہے مجھے

ہمین تقیید مین یہان عالم اطلاق رہا
برگ گل بھی سبب شورش احراق رہا
موج زن سینہ مین یہان قلزم اشواق رہا
کب تو پابستۂ زنجیرۂ میثاق رہا
لکھہ اے طبیب میری دوا مین ہرن کی شاخ
دنبالہ دار سرمہ ہے گویا ہرن کی شاخ
دیکھی ہے کسنے پھولتے پھلتے ہرن کی شاخ
پیدا ہوا باغ حسن مین سیب ذقن کی شاخ
پھوٹی ہے جوشش اشک سے چرخ کہن کی شاخ
سرخی رنگ کف پا ہے عیان بالاے سر
اب سفیدی سے ہے خاکستر عیان بالاے سر
آفتین کیا کیا نہین لاتی زبان بالاے سر
اونکے بالون مین جو اولجھی چوٹیان بالاے سر
کہ جا پڑتا ہے اب دست جنون چہرونکو دیکھ کر
بجاے شمع ہوسے مار مہرہ اپنی مدفن پر
یہ افعی چاٹتے ہین اوسکو گلبرگ سوسن پر
حجاب عشق گھونگٹ ہے کسیکے روے روشن پر
شبیہ لیلی و شیرین منقش ہے ہر اک سل پر
زبان ہے لال کیونکر مدح خوان ہے اپنے عادل پر
حب فلفل ہے عیان چشمہ کافور کے پاس
زندگی مین کوئی ممکن ہے کہ رہ حور کے پاس
زخم ہین زخم پہ ناسور رہین ناسور کے پاس
مٹی جہاد کی ہو قبر تن مخمور کے پاس

اپنے باعث ہین وہ تلخی کو گوارا کرتے
پاس ناموس نہین ہے دل وحشی کو کبھی
قاصد وہان گیا تو ہوا مرغ نامہ بر
سبزہ پیدا ہے تو اب بزم ہین جا دیتے ہین
چہرہ جالی سے جو برقع کی دکھا دیتے ہین
پرتو حسن سے دکھلاتے ہین اعجاز مسیح
اونکا ادنی یہ شگوفہ ہے کہ گلشن ہین نسیم
ہے ہلال شفقی اپنے گریبان ہین ہلال
سرو بالا نہین بالا یہ بتاتا [illegible]
باندھ لیتے ہین جو وہ زلف دوتا [illegible] ہاتھ
دونی باتین ہین جو تکرار کی [illegible] سبب
کب خیال حلقۂ جعد رسا ہوتا نہین
دل سے کم سودائے چشم فتنہ زا ہوتا نہین
یار و غوغا [illegible] تصور سے جدا ہوتا نہین
آستین [illegible] ہے چراغ عقل [illegible] بہار
سینہ سے ہے [illegible] ناوک مژگان یار
سادگی یار سے یارا [illegible] نہین
تیوری گل کی [illegible] جاتے ہین
کونسی شب ہے کہ خال [illegible] ہر پہر [illegible]
لطف و اشفاق و عنایات [illegible] خط
خط نکلا ہونے ہوا خسار [illegible] پایمال
ہو کے برباد اب ترقی کی ہوا [illegible] ہین ہم
یہان تسلسل شناسی ہین [illegible] وہان [illegible] ہیچ

پر نہ کیا اوس لب شیرین کو جو دشنام سے کام
یہ نگین وہ ہے کہ جسکو نہین کچھ نام سے کام
بال خدنگ سے کہین خالی بدن نہین
باغ سبزا اپنا بلا کر وہ دکھا دیتے ہین
ماہ کو عقد ثریا وہ بنا دیتے ہین
اپنے بالی کی وہ بجلی کو جلا دیتے ہین
ہنستے ہنستے گل و بلبل کو لڑا دیتے ہین
اشک خونین مجھے کس درجہ بڑھا دیتے ہین
فقر سے کیا آپ کرتے ہمکو بنا دیتے ہین
دل چرا لینے کی یہ اوسکو سزا دیتے ہین
کیا ثناۃ مضاعف وہ بڑہا دیتے ہین
کب دل دیوانہ پابند بلا ہوتا نہین
شور محشر کونسی شب یہان بپا ہوتا نہین
ایکدم یہان عالم دل مین خلا ہوتا نہین
ورنہ ہر پیراہن غنچہ قبا ہوتا نہین
کونسا دل زخمی تیر قضا ہوتا نہین
دل شہید خنجر ناز و ادا ہوتا نہین
غنچۂ دل کنج مرقد مین بھی وا ہوتا نہین
ثابت و سیارہ گردون فدا ہوتا نہین
اذفون وہ مائل جور و جفا ہوتا نہین
رہگذر مین سبزہ کو نشو و نما ہوتا نہین
کب غبار جسم یہان وقف صبا ہوتا نہین
فلسفی کا ابتو ثابت مدعا ہوتا نہین

تیرے کاکل کی ہوا باغ مین آئی ترک سنبل
... صفا سے جسکا ہر اک تل ہی آئینہ
درکار کب تجھے مہ کامل ہے آئینہ
اے جان تمہارے رخ کے مقابل ہی آئینہ
اوجھل جو ایک پل نہین ہوتا ہی چشم
تسخیر عکس چہرہ ز رشک پری جو کی
اے جان جان فقیر کی صورت سوال ہے
اوس رخ صفائی کی جو ہم دیکھ پائی ہی چالاک
کیون نہو آئینہ زانو سے آئینہ کو شوق
چین آتا ہے نہین بے تکیہ زانو سے یار
دست مشاطہ مین دے آئینہ اپنے ہاتھ سے
سنبھالے ہین سیر کے بالون کے سنبھالے
مارا پڑا ہون خنجر غفلت شعار سے
سب ہے خوش گردون مین ہر خاور کہ پاہی گلگون کا سبز
نہین ہے مال جہاں کا تل مزا اوس تن کا بدل
روان ہے آنکھون سے لخت خون کہ پانی پانی ہو حسن سے مجھ
دکھا کے دور شمسا سے دل کیا ہو بطلان دور باطل
منہ سے گل اوس جو کی شمع مزار عاشق
غرق سوتے مین رہا سوتے مین مستغرق رہے
چشم قاتل جو ہر خنجر پہ رہتی ہے مدام
رکھتے نہین وہ رشک تو مہکام تکلم
مشتاق سمجھکر مجھے پردے مین ستم کے
گالیان کسطرح یا کسی دیوانہ کی صورت

عوض غنچہ کلاہ تری کلی سپید ا ہو
آئینہ دیکھو اوسکے رخ کے مقابل ہی آئینہ
ہر سمت عکس رخ سے مقابل ہی آئینہ
آئینہ اب دکھانے کے قابل ہی آئینہ
شاید تمہارے چہرے پہ مائل ہی آئینہ
جو ہر دکھا رہے یہ آج کہ عامل ہے آئینہ
یعنی صفا کا آپ سے سائل ہے آئینہ
آئینہ بن جاتی ہے تصویر پشت آئینہ
گلفشان تو اوسمین بیان تصویر پشت آئینہ
کیا نوشتہ ہے مری تحریر پشت آئینہ
خبر ہم دو سیر پہ ہو تحریر پشت آئینہ
فلک اپنی پشت خمیدہ کو تھامے
مانگے وہ بان زخم کو سونے کے تار سے
یہ زیر کاکل ہے اوسکی جھلکی کہ برق رخشان کا سایبان ہے
لب طلب ہان نہ کہو مین سائل زکوۃ مال الصبا ہے
سرشک خونین سے جیتنا گلگون کیا ہی یہ سرخی شہاب مین ہے
ہے جو کہ پیرشان کو حاصل کہان یہ نکتہ کتاب مین ہے
خاک پروانہ سے بلبل کی صدا آتی ہے
خواب و بیداری مین غافل سا وطن سے تو فنا مین ہے
گردش دور انسے پابستہ ہرن اہن مین سکے
مصری کی ڈلی صاف چبا جاتی ہین کیسے
باتین سر محفل وہ سنا جاتے ہین کیسے
تبلاکہ دہان یا صبا جاتے ہین کیسے

حیران ہین اگر آپ تو آئینہ مین دیکھیں — سبزے ہین کسی زلف کے آجاتے ہین کیسے
وہ سبزۂ خط عالم وحشت مین دکہا کر — طوطے مرے ہاتھونکے اوڑا جاتے ہین کیسے

**وحشی** تخلص میر بخشی مرحوم دہلوی مقیم عظیم آباد

اندنون بیقرار ہے یہ دل — کیا ہوا کس سے یار ہے یہ دل
اپنے ملنے سے منع مت کر تو — اسمین بے اختیار ہے یہ دل

**وحید** تخلص مولوی محمد عبد الرؤف مترجم سررشتۂ لیجس لیٹو کونسل ہند ولد منشی احمد علی شاگرد شاہ الفت حسین فریاد باشندۂ کلکتہ بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

بلبل کے لبون پر ہے نہ افسانہ ہوا اوسکا — بو آتی ہے گل سے بھی کہ دیوانہ ہے اوسکا
ہر شے مین اوسی شمع تجلی کا ہے جلوہ — موسی ہی ہے نہ اک طور پہ پروانہ ہے اوسکا
خورشید پہ خورشید ہے یا ماہ پہ ہے ماہ — یا سر پہ رکھا آپ کی ہے تاج زری کا

**وحید** تخلص میر ہادی خلف میر مہر علی انس مرثیہ گوے لکھنوی

دل تم سے نہ پھیریگا وحید جگر افگار — یہ عاشق جانباز کا شیوہ نہین ہوتا

**وحید** تخلص مولوی وحید الدین خلف مولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد بیشتر فارسی کہتے ہین

رنگئی کشتون کے دلمین قتل ہونے کی ہوس — دو ہی ہاتھون مین تجھے اے تیغ زن کیا ہو گیا
آج ہر شہر کے کوچے نظر آتے ہین ویران — کسطرف دگئی وحشت تری دیوانے کو
لڑائی جانے دو بس دور ہی کرو غصہ — ملو وحید سے بہر خدا سنو تو سہی
لاے گی کسطرح سے کہو بوے پیرہن — اوسکی گلی مین جاکے صبا اور ہو گئی

**وحید** تخلص منشی سرفراز علی خان ولد سربلند خان باشندۂ سالار پتیو سے چہارا تواجع نرسنگہ پور نو کہن شاگرد میر وزیر صبا مقیم قصبۂ موہان متعلق لکھنو اسنے سنہ ۱۸۵۷ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

سودا زدۂ زلف کا کیا خوب لقب ہے — فرماتے ہین دیوانۂ شوریدہ سر زلف

چاہئے دل مین اگر سوزش جگر رگ سنگ
تڑپ تڑپ کے نہ ظاہر کرے شرر رگ سنگ

بتون کے نام سے فصاد خاک پتھر سے ہے
بتون کے عشق مین رگ رگ ہے سربسر رگ سنگ

جنیو اوس بت کا نظر کا یاد آتا ہے
وحید سنگ جو ادھر مین دیکھ کر رگ سنگ

ناحق اتنا نہ کر و ظلم و ستم بندے پر
اسے بتو چاہیئے کچھ خوف خدا کا دل مین

ایسی چلے وہ چال کہ کین تیغ ہو گیا
گردن یہ میر سے چل گئی تلوار جن کے پاؤن

سر اونکا آج ٹھوکرین کھاتا ہے راہ مین
رکھتی نہی کل زمین یہ جو لوگ تنکے پاؤن

وحید تخلص حکیم وحید اللہ خان باشندہ بداؤن ولد حکیم سعید اللہ خان ملازم راجہ بھرت پور صاحب دیوان ہین

ارشاد ہے چاہنے والون کو وہ
دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف

گو تیری طرف سے کوئی باتین ہی سنا دو
جنبش نہ کرے پر ترے بچھو سر کی گردن

شکایت دل نالان کچھ اور کیا تجھے
ہوا ہے دشمن جان دوستدار پہلو مین

وزیر تخلص نواب وزیر علیخان متبنای نواب آصف الدولہ بہادر در کلکتہ مین سنہ ۱۲۳۲ بارہ سو بتیس ہجری مین انتقال کیا حال انکا نہایت مشہور ہے حاجت بیان نہین

بعد رنجش کے مزا ملنے سے کچھ حاصل نہین
اگر تمہین الفت نہین اپنا بھی اب وہ دل نہین

وزیر تخلص وزیر علی رامپوری خلف حسن علیخان

دام الفت مین تری پھنسکے رہا دیکھین تو
طایر دل کے تڑپنے کا مزا دیکھین تو

دل مین کاکل کی کہان لے کا جو بل کھینچین
ہاتھہ کافر تری چوٹی کو لگا دیکھین تو

نہی شرط وفا خیر لڑائی ہے سہی
آج وہ آنکھہ کو غیرون سے لڑا دیکھین تو

دل کی تسکین کی صورت یہ وزیر اچھی ہے
اوسکی تصویر کو چھاتی سے لگا دیکھین تو

وزیر تخلص سید وزیر علی باشندہ الہ آباد

قیدی حلقۂ گیسو سے پریشان ہو نہین
پاسے وحشت کو مری حاجت زنجیر نہین

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیر شاگرد امام بخش ناسخ

سلسلہ انکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمہ سے ملتا ہے اپنے طرز پر شعر اچھا کہتے تھے بائیسوین ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین فوت کی دیوان انکا نظر سے گزرا

پھر پھرا کاٹ کے بچتا ئیے گا — سکی پھر جھوٹی قسم کھا ئیے گا
واے محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو — میری اور اسکے درمیان غفلت کا پردا ہو گیا
جسم کیسا یہان لباس جسم آدہا ہو گیا — جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیا ہو گیا
اپنے گناہ آ نہین سکتے حساب مین — زاہد کو خوف چاہیے روز حساب کا
زاہد حرام سے کوثر کہنا وگرنہ مین — جنت مین چھین لونگا پیالہ شراب کا
ہوا ز بسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان — پھر ایک روزن دیوار یار بند ہوا
ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت — دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا
خواب مین تجھسے ہمکنار رہا — مین غفلت مین ہوشیار رہا
حسن عارض عارضی تھا کھل گیا — خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا
خط پہ خط لائے جو مرغ نامہ بر — بوسہ ان مرغون کا دڑبا کھل گیا
خط سیہ سے کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا — غمزہ نہ کیجے سیب ذقن بیر ہو گیا
صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا — اسے بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا
چھپ گیا دوستی کے پردے مین — دشمن جان نے کیا حجاب کیا
آج مجھسے بات اگر کرتی نہین — دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب
زبان کو وصل کے شب گفتگو کی کب تھی فرصت — ہجوم بوسہ لب نے نہ دی اک بات کی فرصت
ہوا کیا دل مین خون آرزو آج — کہ خون آلودہ ہے اسے اشک فراح
فرقت دیدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی — وصل مین آئے ہوئی آنکھون مین شرمائی ہوئی نیند
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین — تو کیا کہتا ہے کچھ اپنی دوا کر
چلا ہے او دل حسرت طلب کیا شادمان ہو کر — زمین کو ہی جانان تیغ دیکھی آسمان ہو کر
انکی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتی تھی — اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہو کر

کیا غیرون کو قتل وسنے موے ہم رشک کے مارے
بناوٹ سے لگا ٹرا باتین سنو امین خموشی سے
وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب اوسنے جب کھینچی
لڑکے ہاتھ اوسکا جہرا تا شمع گل کرنا مرا
گزرا افلاک کے پار گیا لامکان تلک
وہ پری رو حور سے بہتر کہین ہے ای وزیر
اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتی ہین
ذرا سے جرم پہ حجاب ٹکے کنوئین فرشتون کے
وزیر آغوش یہان فرقت مین بھی خالی نہین
آنکھین ہین خونخوار تیری اے مسیح
گوہر اشک سے لبریز ہے سارا دامن
وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو ہے
نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
جا کے ٹھہرے استخوان پر جب لگائی تو ڈ[illegible]
گرا و لٹ کر دکھیئے تصویر پشت آینہ
کیجیئے داخل دل بیتاب یاری کی عوض
عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کر دیا
بیجا تلاش دولت دنیا ہے اے وزیر
چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
ہے آرزوے قتل ابھی دم نہ دو مجھے
جو کہ طایر تری صدقے مین رہا ہوتا ہے
ایک ذرہ [illegible] خورشید [illegible] جنبش [illegible]

اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہوکر
نہ پوچھو ہنسے کیا ہی منہ کی کھائی بنیر بان ہو کر
نکل آئی دہان زخم سے سوکھی زبان ہو کر
وصل کی وہ رات یاد آتی ہے اور وہ چھیڑ [illegible]
او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک
نازمین انداز مین رفتار مین گفتار مین
ہمارے دل مین وہ در پردہ راہ کرتی ہے
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین
نہین ہے یار اگر تو درد ہے مدت سے پہلو مین
کیا ہی بے پہنر یہ بیمار ہین
آج گل دامن دولت ہے ہمارا دامن
پھٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن
حروف جسمین ہون اللہ کا کلام نہین
روزن مور مری نظرون مین اندہیرے ہین
کیون نہ اے قاتل ہٹا کھینچے تری شمشیر کو
سیدہی ہو جائے ابھی تقدیر پشت آینہ
روز سنیئے نالہ شبگیر پشت آینہ
رکھیئے اب سیماب کو اکسیر پشت آینہ
غیر از کفن نجائے گا شاہ و گدا کے ساتھ
موسی کو دید یا ید بیضا خدا کے ہاتھ
چھوٹا ہے تیر تو لگا وہ بڑا ہاتھ کے ہاتھ
اے شوخ حسن وہ اڑتی ہے ہما [illegible]
[illegible]

نگہ وزدیدہ سوئی غیر یون کرتی ہین وہ آنکھین
نہان جسطرح بدپرہیز یان بیمار کرتا ہے

بھر دے عوض شراب کی ساغر کو تنگ سے
کاٹی ہی جھنی ہے ساقی اب اک سبز رنگ سے

آنکھین کھلی ہوئی ہین عجب خواب ناز ہے
فتنہ تو سو گیا ہے در فتنہ باز ہے

کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے

ایک عالم نے جبہہ سائی کی
اسے بتو تم نے بھی خدائی کی

نگئی زاہدون کے پاس کبھی
دختر رز نے پارسائی کی

ہوئی گر صلح بھی تو بھی رہی جنگ
ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑائی

پڑا ہے تفرقہ بہتا ہون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے

یوسف جو کہا اونہین تو بولے
کیا آپ نے مول لے لیا ہے

مے دے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہین ہے
کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے

کچھ معجزۂ خضر آپ کے لب پر تو نہین ہے
عیسی سے ہے تو ہوا پیمبر تو نہین ہے

کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہے
جبریل کا تکیہ مین کوئی پر تو نہین ہے

کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا
منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے

باتین جو چکنی چکنی سنی میرے یار کی
زاہد تو کیا ہے اوسکا فرشتہ پھسل پڑے

قتل بے شمشیر او ظالم کیا
آئینہ دکھلا دیا دو ہو گئے

آرزو جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے
آئینہ بھی پرتو سے مرے چین بجبین ہے

**وزیر تخلص میر وارث علی ابن میر خیر اللہ باشندہ فرخ آباد**

بیگنہ عاشقون کو قتل کیا ہے ظالم
حیف ہے خوف خدا تجھکو نہ زنہار آیا

**وزیر تخلص وزیر خان خلف عبد الرحمن خان متوطن تنجگڈھ**

کچھ بھی تو بتا دیجیے تقصیر ہماری
کس بات پہ ہوئی ہے تعزیر ہماری

**وزیر تخلص وزیر علی خان عظیم آبادی شاگرد نواب جعفر حسن خان فیض**
اس شخص کو موسیقی مین اچھا دخل ہے شعر اپنے تذکرہ کے لیے دیے تھے

سو سواد او تا نہ ہے ایک گام پر
ہم خاک مین ملی تیری طرز خرام پر

عاشق ہوئے ہین ہم ترے ابجان نئے نئے
صدمے دکھانہ دشمن ایمان نئے نئے

آنسو کبھی گرنے سے کبھی چشم سے لہو
لائے ہین رنگ دیدۂ گریان نئے نئے

ایسی جفا سرشت کی عاشق ہوے وزیر
جسنے کئے ہین قتل کے سامان نئے نئے

وزیر تخلص شیخ وزیر علی ولد معین الدین احمد خطیب باشندہ بلگرام شاگرد و خواہرزادہ احمد علیخان احمد فارسی گو صاحب دیوان فارسی و ریختہ ہین

اپنے کوچے سے بھی آخر کو اوٹھایا آخر
آہ نے ہمکو اثر آہ دکھایا اولٹا

ہوا ہے جبسے تم پہ مبتلا دل
ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل

کیونکر سماوے اوسمین کسی اور کا خیال
گھر کر گیا ہے وہ بت سیمبر آنکھین

وسعت تخلص مستقیم خان افغان باشندہ رامپور شاگرد قدرت اللہ شوق

واے قسمت ایک گالی کی ہوس مین تھا جیا
وقت گفتن جب زبان پر اوسکے آئی

وصال تخلص حکیم نصر اللہ خان دہلوی شاگرد و خاص حکیم ثناء اللہ خان فراق علوم متداولہ اور طب مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

آئینہ گہورنے کو سب سے نرالا نکلا
شوخ دیکھو تو پڑا جاتا ہے وہ الا نکلا

بیر نکلے نہ ہرگز اوس شوخ کی جفا سے
ہوگا یہی نہ آخر مرجاینگے بلا سے

وصف تخلص سید شاہ منور علی

نگہ زلف پر کی ختن یاد آیا
جو دیکھین وہ آنکھین ہرن یاد آیا

وصف تخلص سید محمد علی ولد سید محمد حسین شوق آبادی مقیم کانپور شاگرد میر وزیر صبا

کار مانی کیا تصور سے
کھینچی تصویر یار آنکھون مین

وصف تخلص منشی مادہو ابن لالہ گجیند شاگرد مقصود عالم مقصود

ایک شب بھی تو مرے گھر مین نہ آکر رہ گیا
داغ یہ دل مین پڑا اسے ماہ پیکر رہ گیا

وصل تخلص مولوی محمد مظہر خلف قاضی غلام سبحان خان بہادر سابق قاضی القضات صدر عدالت دیوانی کلکتہ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم انکا وطن پنڈوا مولد و مسکن کلکتہ پہلے اوباش تخلص کرتے تھے ہر دو زبان مین

شعر اچھا کہتے ہین انکا نام تاریخی ہے ٭

مرض عشق بدن مین مرض جان ہوگا
ملک الموت بھی یہان آکے پشیمان ہوگا

غم نہین گر نہ ہوئی دولت دنیا حاصل
رتبۂ شاہ و گدا خاک مین یکسان ہوگا

ہوگا کونین مین اسے وصل یقینا و غنی
دل سے جو معتقد حضرت عثمان ہوگا

غیرون کے حق مین زہر ہون یا قند یا ل
اپنے تو کام کے وہ لب شکرین نہین

پارہ پارہ ہوا دل سیماب
دیکھا جو وقت بیقرار ہین

بر مین گر وہ جانی ہو لطف زندگانی ہو
لطف زندگانی ہو بر مین گر وہ جانی ہو

سر سے پا تک ہے کاکل جانان
آج کل رات دن برابر ہے

لعل و الماس و در و مرجان نثار دیدہ ہے
دیکھئے کیا عین گریہ مین بہار دیدہ ہے

**وصل** تخلص سید احمد علی ولد سید اصغر علی باشندہ لکھنؤ مقیم بنارس شاگرد خواجہ وزیر وزیر صاحب دیوان ہین

وصل کی شب سیر آگیا پر ہوا اگر دسترس
مین یہ سمجھون آگئی سونے کی چڑیا ہاتھ مین

وصل سب جاتی رہی دل کی پریشانی ہی
مثل شانہ ہو جو وہ زلف چلیپا ہاتھ مین

**وصل** تخلص مرزا اسحاق ولد حاجی ابراہیم خلف آغا قدیر اصفہانی شاگرد شرف الدین ملول باشندہ لکھنؤ بیشتر مرثیہ کہتے تھے

[illegible] آغوش مین مین تو بولا
ابی چھوڑ کب تک مسلطا رہیگا

[illegible] ہم سے غیرون کا پڑے پھرتی ہی
ہم جو دامن چھوڑین تو آپ جھٹکے جاوین

**وصل** تخلص حکیم محمد علی خان خلف حکیم نصر اللہ خان وصال باشندہ دہلی اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے

[illegible] لب کی ہین پانچ چار وے
ساتھ اوسکی گالیان بھی اگرچہ ہزار وے

[illegible] مین مجھکو بلایا آپ نے
فتنہ کیا بیٹھے بٹھائے یہ اوٹھایا آپ نے

**وصل** تخلص [illegible] میر کرار حسین ابن میر رحیم علی خوشنویس متوطن چھبرامو ضلع فرخ آباد

[illegible] بس وصل سے بولو چاہو
رہے الطاف وہی اگلی عنایات رہے

ویسی

وصی تخلص شاہ وصی احمد پھلواری کے پیرزادے ہین اُنسے پھلواری مین ملاقات ہوئی تھی

سیر اخون گرچہ پایمال ہوا — آستانہ تو اونکا لال ہوا

وفا تخلص لالہ نول رائے برادر کلان راجہ گلاب رائے دیوان نجیب الدولہ نواب نجیب خان بہادر صاحب دیوان گذرے

کہنے لگا وہ سن کے مرا نالہ و فغان — یا رب حیا کرے گا یہ بیمار کب تلک

بکھرا سے کوئی زلف کو اپنے جدا ہو وفا — پھر آہ کسطرح سے ملے میرا سراغ دل

وفا تخلص لالہ شنکر لال الہ آبادی

زر ہے نہ میرے پاس نہ ہے جان و دل مجھے — میان ہے فقط ایک جان [illegible] نام خدا کا

جبتک کہ رہے جان وفا تیرے بدن بیچ — لازم ہے رہے ورد زبان نام خدا کا

وفا تخلص مرزا عبدالعلی خوشنویس شاگرد نصیر وطن انکا [illegible] مولد دہلی کی رہتے تھے

وہ لب زخم جگر ہے عاشق دلگیر کا — جسمین ہو انگشت حیرت ہر وہ پیکان تیر کا

وفا تخلص مرزا داراب بخت مرحوم نبیرہ شاہ عالم بادشاہ [illegible] عبدالرحمن خان جہان

منہ سے تو کچھ کہو تم کسواسطے خفا ہو — اس [illegible] اپنی زبان سے

مین نے کہا حضور و کرم تا ہون تم نہ جاؤ — اک ناز اور ادا سے کہنے لگے وہ کب

وفا تخلص میر حیدر علی مرثیہ خوان باشندہ دہلی مقیم امرتسر

دشمنون سے مل ملکر خاک مین ملاتے ہو — خاک دوستی کا ہوا اب یہ کہا ان اپنا

سینے سے لگے بوسے بھی دے ہمکو وفاؤ — یہ طور [illegible] ہیں وہ تو

وفا تخلص محمد علیخان خلف مولوی احمد علیخان خوشنویس مقیم شاہجہان پور

غافل نہین ہون ذکر سے دم بھر مین اے صنم — حق نے زبان دی ہے ترے نام کے لیے

ولا تخلص مظہر علی خان دہلوی ولد سلیمان علی خان وداد شاگرد نظام الدین ممنون مقیم کلکتہ انکی مثال بھی نظر سے گذری

فوج اشک و لشکر داغ اور علم پھر آہ کا — دھوم سے آنا ہوا ہے عشق عالیجاہ کا

| | |
|---|---|
| یوسف کا جو نقشا در و دیوار پہ کھینچا | کیون ہوئے زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا |

**ولا** تخلص محمد مراد خان ابن منور خان باشندہ الہ آباد

| | |
|---|---|
| ابتو خاموش ہے دل ورنہ قیامت ہوتی | آسمان تک جو پہونچتا کبھی نالہ اپنا |

**ولایت** تخلص مرزا ولایت علی طبیب خاص نواب امیر الدولہ بہادر رئیس [illegible]

| | |
|---|---|
| زندگی بھاری ہے بے تیرے صنم | پتھرون سے سر کو ٹکراتے ہین ہم |
| بے لباسی ہوگئی اپنا لباس | جامے سے باہر ہوئے جاتے ہین ہم |

**ولایت** تخلص ولایت شاہ مقیم کوئل

| | |
|---|---|
| نہ تنہا یہ دل بلکہ جان بیچتا ہون | کہ ہستی کی ساری دوکان بیچتا ہون |

**ولایت** تخلص نواب ولایت علیخان لکھنوی ولد نواب احمد علیخان نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر رک

| | |
|---|---|
| رہا کر اب ہمین صیاد فصل گل آئی | قفس مین ابتو ہوا تنگ حوصلہ دل کا |

**ولی** تخلص مرزا محمد ولی دہلوی مقیم مرشد آباد برادر زادہ شاہ اسرار اللہ صاحب صاحب دیوان گزرے

| | |
|---|---|
| نیم نگہ نے ترے قتل کیا اک جہان | یار مرے مت کہین پہر سے نظر دیکھنا |
| بیکسی پر مری کبھی کہ [illegible] لی | تجھ بن اے نالہ نوحہ گر نہ ہوا |
| تھی آشنا نہ تیغ سے اوسکی کمر ہنوز | ہم تب سے ہاتھ پر لیے پہرتے ہین سر |
| کبھی جو زلف اوٹھاوے تو منہ نظر آوے | اسی امید پہ گزری ہے صبح و شام ہمین |
| بند قبا چمن مین جو وہ یار وا کرے | لے برگ گل کو ہاتھ مین پنکھا صبا کرے |

**ولی** تخلص شاہ ولی اللہ اولاد مین شاہ وجیہ الدین گجراتی علیہ الرحمۃ کے سے تھے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین دلی مین آئے تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا نام ولی محمد لکھا ہے اور انکو موجد ریختہ جانتے ہین لیکن مقتضاے تحقیق یہ ہے کہ انکے زمانے کی آگے بھی دکھن مین شعراے ریختہ گو موجود تھے غرض یہ اپنے وقت کے استاد تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

پھر میری خبر لینے کو صیاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

شغل بہتر ہے عشقبازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا

جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط
کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

ہون گرچہ خاکسار ولے ازرہ ادب
دامن کو تیرے ہاتھ لگایا نہین ہنوز

خط کے آنے سے خبردار کیا گلرو کو
نشۂ ہوش ہے اس بادۂ ریحانی مین

اے جان ولے وعدۂ دیدار کو اپنے
ڈرتا ہون مبادا کہ فراموش کرے تو

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
عشق کا اعتبار کھوتی ہے

ترا آئینہ مشرقی حسن انوری جلوہ جامی ہے
نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے

اے ولی رہنے کو دنیا مین مقام عاشق
کوچۂ یار ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

ترک کر اے رقیب فرعونی
آہ میری عصاے موسی ہے

مرا دل مجھ سے کرکے بیوفائی
پسند خاطر خوبان ہوا ہے

اک دل نہین آرزو سے خالی
برجا ہے محال اگر خلا ہے

**ولی تخلص شیخ ولی محمد رفیق و مصاحب نواب بہادر جنگ والی بہادر گڑھ خلف شیخ منگا کرنیل پلٹن نواب نجابت علی خان بہادر والی جھجھر باشندہ سیالکوٹ شاگرد نصیر دہلوی**

کیونکہ بتلاؤن نشان تجھکو ستمگر اپنا
عالم خانہ بدوشی مین کہان گھر اپنا

رتبہ تھا کیا قمر کا کہ کرتا وہ ہمسری
جب آفتاب رخ کے برابر نہو سکا

**ولی تخلص مولوی امو جان باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرے مین دیکھا تھا**

پردہ جبھی تلک ہے کہ پردے مین ہے وہ شوخ
چہرہ کھلا تو راز چھپایا نہ جائے گا

محشر مین وہ روبرو مرے آکھڑا ہوا
جانا کہ اس سے شور تھمایا نہ جائیگا

غم بیستون نہین ہے کہ آگے سے ٹال دون
سینے کا سنگ ہے یہ ہٹایا نہ جائیگا

**ولی تخلص علی محمد خان ولد قائم علی خان باشندہ لکھنؤ شاگرد نواب ظفریاب خان**

راسخ صاحب دیوان ہین

| | |
|---|---|
| تابع عرفان ہین جو چاہیے وہ سمجھیے | نازیبا آپ کی اے مہربان بالا سر |
| اندوہ و یاس و درد و غم و دوری صنم | کیا کیا سیر آئے ہین آشنای دل |
| شکوہ نہین ہے کچھ فلک پیر سے ہمین | دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سوائے دل |
| دلا یہ حال ہے اب کی خدا پرستون کا | جو دل ہے دیر کی جانب تو قبلہ رو آنکھین |
| چہار یار پیمبر کو ربع مسکون مین | ہمیشہ ڈھونڈھتی ہین اپنی چارسو آنکھین |
| محفل مین ہنسکے بولا جو مجھسے وہ شوخ رو | کیا کیا ہوئے رقیب سیہ رو چراغ پاؤن |
| ثابت ہوا یہ ہمکو رہ عشق سے ولے | پا بنچلے حشر تک نہ ہمارے فراغ پاؤن |

وہم تخلص میر محمد علی خلف میر محمد تقی خیال صاحب بوستان خیال مقیم لکھنؤ ملازم سرکار آصف الدولہ بہادر

| | |
|---|---|
| کو فکر تیرے دل سے کہین سو لگی رہی | پر وہم سے یہ شرط وہی لو لگی رہی |
| جا کے ادس سے آشنا اب کوئی | ہے ترے غم مین جان بلب کوئی |

## حرف ہای ہوز

ہلف تخلص مرزا محمد دہلوی معاصر سودا آزادانہ زیست کرتے تھے

| | |
|---|---|
| جدا ہوئے پہ جس نہ یہ ارمان رہیگا | ایسے جو ملجائے احسان رہے گا |
| مت پوچھ ہمنشین کہ جہان مین کہان رہے | دل جس جگہ کہ لگ گیا اپنا وہان رہے |

ہاتفی تخلص مولوی محمد حسن علی خلف شیخ عبد الغفار باشندہ شاہجہان پور مقیم فرخ آباد صاحب شرح الفص الیقنی و رموز القرآن

| | |
|---|---|
| دیوانہ بہار چمن مین رہا اسیر | موج نسیم سے اوسی زنجیر پا ہوئے |

ہادی تخلص میر جواد علی خان دہلوی عماد الملک مرحوم کے رشتون مین تھے ۱۲۱۱ [illegible] ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

| | |
|---|---|
| [illegible] فریاد و آہ کا | فریاد رس ہے کون تری دادخواہ کا |
| [illegible] ادا زلف سے بیمار | کہ پیچ و تاب مین ہے تار تار بستر کا |
| [illegible] ہادی [illegible] فراق جب | لیا جنون نے رگ گل سے کام نشتر کا |

کچھ آج شکستہ سے بہت رنگ رخ گل | صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا

تو نے پہچانا نہ یارا اوسکو تغیر حال سے | ورنہ کوچے مین ترے ہادی ملک رہ ہوگیا

خندان خندان جدھر پھرا وہ | گریان گریان ادھر گئے ہم

یہان تو نالے نے جگر آب کیا ہے ہادی | پر خدا جانے کہ اوس دلمین اثر ہے کہ نہین

جی مین حسرت نہ رہی زخم کی تیری قربان | قتل کے بعد بھی پھر کیجیو وار کبھی

ہادی تخلص سید محمد مہدی قرابت دار شاہ نور علی مرحوم باشندۂ الہ آباد

ملتی نہین تشبیہ ترے زلف کی جانان | سچ ہے ختا کہیے جو مشک ختنی ہے

ہادی تخلص مرزا غلام فخر الدین بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد آغا جان عیش

آیا نظر وہ ماہ لقا تین دن کے بعد | روشن یہ قصر چشم ہوا تین دن کے بعد

ہادی تخلص مولوی محمد ہادی باشندۂ سنبھل

داغ ہین پیری مین بھی ہادی کو تن پر بیشمار | گریہ کم آتا ہے پھول نخل کہن کی شاخ مین

ہاشمی تخلص محمد نادر حسین خان خلف شیخ فرخ حسین حیران تخلص نائب و اوستاد نواب محمد حسین خان رئیس کالپی

اوس سنگدل سے آج ملاتا ہون اپنا دل | شیشہ مرا مقابلہ کرتا ہے سنگ کا

یہ راز عشق چھپے کسطرح کہ ان روزون | ہمارے بس مین دل خانمان خراب نہین

لوٹی جو مین نے زلف و رخ یار کی بہار | بگڑی ہے شانہ آپ کو آئینہ آپ کو

وا شد مرے دل کی کوئی ممکن ہے صبا سے | کھلتا ہے کہین غنچۂ تصویر ہوا سے

اسقدر کنج قفس مجکو خوش آیا ہے کہ اب | دل مرا نام رہائی سے خفا ہوتا ہے

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم لکھنوی شاگرد سودا

مرا سو بار اوس تک نامۂ بر آرزو پہونچا | ادھر سے پر جواب صاف پہونچا جب کہو پہونچا

دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سے سنبل کے | مشام آرزو مین تو کسی کا کل کے بو پہونچا

کچھ کفر و دین مین شاید رشتہ ہو ابہم | تسبیح شیخ کی ہو زنار درمیان سے

غیرت یہ چاہتی ہے ہم آئینہ کو توڑین | پر کیا کرین کہ روے دلدار درمیان سے

**ہاشمی** تخلص سید اکبر علی الہ آباد میں مختاری کرتے تھے

جام دے ساقی مجھے صہبائے تند و تیز کا — مست ہوں دیکھوں تماشا سبزۂ نوخیز کا

**ہاشمی** تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نشے نے میکشوں کو کیا فلک سر پر اوٹھا لایا ہے — کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن میں جھوم آیا ہے

**ہجر** تخلص سید جمیل الدین خلف میر ابرار علی شاگرد ذوق باشندۂ ڈاسنہ مقیم دہلی

جو ہم نظم سخن میں اپنے لفظ آہ لکھتے ہیں — سر لوح محبت پر بسم اللہ لکھتے ہیں
ہے جو سودا اسے سر کاکل پیچاں ہمکو — خواب کیا کیا نظر آتے ہیں پریشان ہمکو

**ہجر** تخلص مرزا اصغر حسین لکھنوی ولد حکیم مرزا علی نواسہ آغا مرزا چکلہ دار شاگرد خواجہ وزیر

بیقرار ایسا ہوں رکھوں پائے جاناں پر جو ہاتھ — ماہی بے آب ہو مچھلی کا جیسا ہاتھ میں
دست پر نور لیے اوس عیسیٰ کی ہیں معجز نما — ہو ید بیضا اگر لے سنگ موسیٰ ہاتھ میں
پھرا کرتی ہے اوس رو کی جو تصویر آنکھوں میں — زیادہ دیدۂ اختر سے ہے تنویر آنکھوں میں

**ہدایت** تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی کسب باطن و کسب سخن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر صاف و شیرین کہتے تھے ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری میں انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسدم زباں پہ یار ترا نام ہو گیا — کچھ دل کو چین جان کو آرام ہو گیا
ناتوانی کا بھی احسان ہے مری گردن پر — کہ ترے پاؤں سے سر مجھکو اوٹھانے نہ دیا
جاتا رہا میں آپ ہی میں اپنی یاد سے — کیا جانیے کہ کسنے فراموش کر دیا
دیکھ اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا — بس میری جان دو ہی پیالوں میں چھلک گیا
اک دن بھی مہرباں نہ وہ بیوفا ہوا — اے آہ و نالۂ سحری تمکو کیا ہوا
غلط ہے سبزۂ خط کو جو کہیے باغ لگا — میاں یہ چاند سے مکھڑے کو تیرے داغ لگا
کٹتی ہی نہیں یہ ہجر کی شب — یارب کیا آج سو گئی صبح

| | |
|---|---|
| سینے کی تیری کھلتی ہے اسے میری جان شب | آئینہ ساز کر گئے اپنی دکان بند |
| وہ کیا کرے کہ محبت کا مقتضا ہے یہی | وگرنہ فائدہ اوسکو مرے ستانے سے |
| طاقت ہے کسی شرح محبت کے رقم کی | سن حال مرا پھٹ گئی چھاتی بھی قلم کی |
| صبا کوچے سے اوسکی مت اوٹھانا خاک کو میری | مبادا گرد اوسکے چہرہ گلفام پر بیٹھے |
| شب ہجران میں ترے صبح کی ہوتی ہوتی | استخوان شمع صفت بہ گئی زرد ہوتے |

ہدایت تخلص ہدایت علی معاصر فرحت اللہ فرحت تخلص

| | |
|---|---|
| دلی سے پڑے رہتے ہیں باہر ہمارے طفل سرشک | رکھوں میں کب تلک آنکھو سنبھال آنکھوں میں |

ہدایت تخلص ہدایت اللہ ابن شیخ عبد اللہ باشندہ شاہجہان پور مقیم شکارگڈھ

| | |
|---|---|
| دہکاتے ہیں کس بات پہ اے ماہ لقا آپ | کیا جرم ہوا مجھسے جو ہیں آج خفا آپ |

ہد ہد تخلص عبد الرحمن مقیم دہلی شعر انکا قطعہ زعفران کا خواص رکھتا ہے

## رباعی

| | |
|---|---|
| ہد ہد کا مذاق ہے نرالا سب سے | انداز ہے اک نیا نکالا سب سے |
| سر دفتر لشکر سلیمان ہے یہ | اوڑتا بھی ہے یہ تو دیکھو بالا سب سے |

ہر چند تخلص ہر چند کشور نبیرہ راجہ جگل کشور بادہ فروش

| | |
|---|---|
| پردۂ ظلمات دل میں ہے وہیں سب دکھ گو | شمع رونے جب چراغ بزم کو گل کر دیا |

ہر چند تخلص ایک شخص صاحب دیوان کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا غالبا نام بھی ہر چند ہو دیوان انکا نظر سے گزرا

| | |
|---|---|
| ہر سنگ یار جو روسے زمین پر سر ٹپکتا ہے | ہوا سنبل کو کیا سودا تری اس زلف پیچاں کا |
| رخ پر نور رشک ماہ کا گر عکس پڑ جائے | ہر اک مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا |
| ہوئے یوں ہو رہی دیکھ کے حسن مہرو | کیا زمین پر کوئی گردون سے فرشتا اوترا |
| مری طرح سے جو تو بیٹھ جاتی ہے اے گرد | ترے قدم میں کیا طاقت خرام نہیں |

ہلال تخلص امیر علیخان ولد تراب خان باشندہ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان و مثنوی مقفا و مردف و سراپا ہین

مجھسے الگ جو دفن یہ ہوتا تو خوب تھا
پہلو مین میری قبر کے بنتا مزار دل

دیکھین تجھکو تو بنین چشمۂ خورشید آنکھین
صورت خط شعاعی ہون منور پلکین

جلتے ہین خوب وصل مین مجھپر جو اہو پری
کیا آگئی ہے پاؤن کی رفتار ہاتھ مین

یہ ہاتھا پائی بھی کہین دیکھی سنی نہین
لاتون کے ساتھ آپ کی چلتی ہین کہنیان

بڑھ بڑھ کے کیا ہی دار لگائے ہین جی بین ہے
ہاتھونکے بدلے چوم نون اوس تیغزن کی پاون

**ہما** تخلص سید احمد حسین عظیم آبادی شاگرد خواجۂ وزیر شعر اچھا کہتے ہین سنہ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم کے احباب مین ہین

اب مرے اون لب کو لوگون جن پہ خط آئے ہون
اے ہما اس لعل کا کا لانگہبان ہو گیا

لاکھون ہوئے ہین غنچہ دہن خاک کے تلے
ہو لے تو کیا عجب ہے چمن خاک کے تلے

عاشق کو چھوڑتی ہے نہ معشوق کو زمین
گل خاک کے تلے ہے دمن خاک کے تلے

دامن کو جنکے گرد کبھی چھو نہین گئے
کیسے پڑے ہین سیکڑون من خاک کے تلے

**ہمت** تخلص اخوند ہمت رامپوری

عجب گردش مین اپنی اندنون اوقات کٹتی ہے
غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیری سات کٹتی ہے

**ہمت** تخلص سید ہمت علی خلف سید رفعت علی مرحوم باشندۂ بنارس مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ شیخ

پڑی ہے جا بجا لاش شہید ان
ترا کوچہ زمین کربلا ہے

بلائین لیتی ہے زلف دوتا کی
ذرا تقدیر تو دیکھو صبا کی

اوٹھاؤن گا نہ سر قدمون سے تیرے
قسم ہے مجھکو تیرے کفش پا کی

خبر لیتی نہین ہے ہجر مین بھی
قضا نے بھی مگر ہمت قضا کی

**ہمت** تخلص لالہ اندرمن ابن لالہ سیتارام باشندۂ سیالی شاگرد مقصود عالم مقصود

مین مرون صدمۂ فرقت سے یہی ہے منظور
پوچھتے غیر کو ہو میری خبر کچھ بھی نہیان

**ہمدم** تخلص نواب سید احمد خان ساکن رامپور ولد نواب فتح علیخان رئیس لکھنؤ

تو گرفتار ہون کچھ رہ سکے یاد نہین
اسلئے لب پہ مری نالہ و فریاد نہین

کسکو حال دل گلبین مین سناؤن اپنا
قیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

ہمدم تخلص میر محفوظ علی عظیم آبادی مقیم مرشدآباد ولد میر محمد حیات حسرت تخلص شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت

اپنی اِس راستی کا ہون عاشق
ایسے جہوٹی کا اعتبار کیا
نکلتا ہے جی اوسکے نالے پہ یارو
کسی طرح ہمدم تو خاموش ہووے

ہمرنگ تخلص میر عزیز الدین اورنگ آبادی

گراو ہر کو ترا گذارہ ہوا
تو مجھے زندگی دوبارہ ہوا
یار ہنستا ہے چشم تر کو دیکھ
گریہ تک اپنے تو اثر کو دیکھ

ہنر تخلص وارث علیخان خواجہ سرا شاگرد میر نواب ہوش باشندہ لکھنؤ

کب تک رہائی دیکھیے زلفون سے پائے دل
کیا پھنس گیا ہے دام مین بیٹھے بٹھائے دل
الفت نہ کچھ وفا نہ تسلی نہ دلبری
نادان ہے وہ جو آپ سے صاحب لگائے دل

ہنر تخلص مرزا اسلطف علی ولد مرزا امام علی باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد میر وزیر علی صبا انسے کلکتہ کے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی شعر اچھا کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے بھیجے تھے

کنج مرقد مین مجھے کیا خاک نیند آئی بھلا
زیر سر تکیہ نہین بستر نیا گھر دوسرا
ہوگئی پھر گئی تاب و توان آہستہ آہستہ
گھٹا کھنچ کھنچ کے کیا زور کمان آہستہ آہستہ
نشان قبر مجنون ہے نمایان انکے مدفن سے
بنا ہے سائبان قبر پر و شمع روشن سے
نکالا خط نے رونق کہوئی اوسکی روی روشن سے
تعجب ہے گھٹا حسن رخ تصویر روغن سے
آتی نہین وہ ہچکیان آتی ہین دم ہہ دم
مرنے نہین دیتی ہے مجھے یاد کسی کی

جو دیکھے شمع لگن کے جلوے تو بولے پروانے گرد پھر کے
[illegible] ہین سیر راست بھر کے بیٹھے و ہم [illegible] ہین اخر [illegible] نہ تو [illegible]
ترے شہیدون مین آملا ہون تو مجھکو [illegible] خدا [illegible] ہون
یہ خاک و خون مین [illegible] ہون کبھی تھم کبھی [illegible] و [illegible]

نہ دیا مین جب صنم کو پایا حرم مین پھر تلاش آیا
بر امتحانٹ کا ہو خدا یا کہ ٹھوکرین کہاتے ہین در بدر کی
ہزار ہا شمتین دہر ینگے نہ کھاتین سب مری کر ینگے
رقیب کان آپ کے بھرینگے نہ سنیئے باتین ادہر ادہر کی

**ہنر تخلص** مرزا انجا ورسجت دہلوی شاگرد مرزا حاجی شہرت تخلص

اے ہنر دیکھا کچھ اپنے درد پنہان کا اثر
پردہ سے پردے مین اونکو شوق پیدا ہو گیا

ہنر کچھ آپ کی نگاہ مین وہ کرگئین جادو
وگر نہ یون تو ملے آنکھ بار ہا مجھسے

**ہوس تخلص** نواب مرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علیخان بن نواب سالار جنگ باشندہ فیض آباد مقیم لکھنو شاگرد مصحفی انکی اکثر غزلون مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہی صاحب تذکرۂ سراپا سخن نے جو لکھا ہی کہ انکی ہر غزل مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہے غلط ہی اشعار انکے بحر متقارب و بحر متدارک شانزدہ رکنی مین خوب ہوتے ہین مثنوی لیلی مجنون و دیوان انکا نظر گزرا

شمع مین ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا
آئی ہچکی تو کہا اوسنے ہمین یاد کیا

دی درد عشق نے مجھے غم مین بھی اک خوشی
رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا

محفل مین سامنے سے گیا کیون نشان یاس
سینے سے مین نکال کے پیکان خجل ہوا

بلبل نے گل کو رلایا نہ غنچہ گل نے رولایا
مجھکو تو فقط اوسکے تغافل نے رلایا

بالین پہ دم نزع وہ خود کام نہ آیا
مرنا بھی مرا ہائے مرے کام نہ آیا

دے دل سے تو کسی کو ہوس آگاہ نکر
شرط الفت تو یہ ہے جان دے اور آہ نکر

کہتا ہے دیکھ کوچے مین تیرا وہ سنگدل
دیوانے سے کرے کوئی کیا پھر اختلاط

سر کو جھکا لیتی ہین ادھر عشق ملے ہوئے
ہوس گرا کہ فن کی تم ہوئے استاد کیا غلط

پنجہ کشی سے ان دونون نے بھی کیا وقت نکالا
مجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنورتے ہین

کیا کیا نہ ستم ہم پہ ترے ہاتھ سے گزرے گئی
اب جلد آ کہین کہ بہت دن گزر گئے

غلطی یا جو جوانی مین کبھی ہوتی تھی
مطلب اشعار کہانی مین کبھی ہوتی تھی

مجنون نے سدھ نہ ہو سکے جب اسکے مقابل
تھوڑی سی توانائی بھی ہمکو اگر آتی

ہوئے عازم ملک عدم جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی تھی کہ غم سے چھٹے
فراغ الم سے وہان بھی نہ تھا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھٹے
کبھی دیر مین تھے کسی بت پہ فدا کبھی کعبے مین کرتے تھی جا کے دعا
ترے در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے
یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین کہ فراق کی اب او سے تاب نہین
ملون اوس سے کہ تا مرا قیس حزین غم ہجر کے درد و الم سے چھٹے

**ہوش** تخلص غلام مرتضے دہلوی

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن — جان منظور نہین تیری جدائی مجھکو
باغ ہستی کی وہین سو جہہ گئی کیفیت — مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو
زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیے — سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے

**ہوش** تخلص منور علی دہلوی شاگرد خدا بخش جان تنویر

ذبح ہوتے ہین جانکر عاشق — اپنے قاتل کا دل بڑھانے کو

**ہوش** تخلص شیخ عزیز الدین فرخ آبادی خلف شیخ فیض الدین محو تخلص

ہے اسے ہوش ہر شئے مین جلوہ اوسکا — وہ رگ رگ مین اپنے سمائے ہوئے ہین

**ہوش** تخلص سوتی بہاری لال باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہے کونسا وہ دن کہ نہین لب پہ آہ سرد — اور کونسی وہ شب ہے کہ شور و فغان نہین

**ہوشیار** تخلص منشی کیول رام قوم کایتھ باشندہ دہلی صاحب دیوان فارسی گزرے

ملایا خاک مین دکھلا کے تو نے قد بالا کو — سہی کو سرو کو شمشاد کو عرعر کو طوبا کو
خراب چشم میگون ہو گیا اب ہے سلام اپنا — صراحی کو پیالے کو سبو کو خم کو مینا کو

**ہویدا** تخلص میر محمد اعظم مرثیہ گو برادر محمد معصوم باشندہ دہلی معاصر سودا و میر

اوسکے ہاتھون سے ہم اب ربط حنا سنتے ہین — اسنے مرے خون جگر پاہی یہ کیا سنتے ہین

**ہینگا** تخلص میر ہینگا دہلوی کسی محبوب پہ عاشق تھے اسی سبب سے رقیبون سے

ہاتھ سے مارے گئے سودا کے معاصر تھے

ایذا سے کبھی نہ منہ کو موڑا دل نے
شیشہ مری زندگی کا توڑا دل نے
کام اوس بت سنگدل سے ڈالا مجھکو
مارا آخر غرض نہ چھوڑا دل نے

# حرف یای تحتانی

یاد تخلص میر غلام حسین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قرابت داروں میں تھے کسب باطن مولانا فخر الدین طاب ثراہ سے کرتے تھے

ہے کون جو ابروسے خم دار کے آگے
رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یاد تخلص لالہ کاشی رام عملہ عدالت شاہجہان پور باشندہ بہائی شاگرد مقصود عالم مقصود

جب سے گئے میرے حال کے اخبار
تجکو اے بے خبر خبر نہ ہوئی

یاد تخلص امام خان خلف چاند خان فرخ آبادی

وہ کیوں اپنے وعدے پہ آئینگے شب کو
سنا ہے کہ مہندی لگائے ہوئے ہیں

یار تخلص میر احمد یار دہلوی خلف شاہ اللہ یار شاگرد میر تقی میر

آفرین اے دست گستاخ محبت آفرین
یہ گریبان ایک مدت سے گلے کا ہار تھا

یاس تخلص حافظ حفیظ الدین باشندہ دہلی

جب تو نہ ملا تو یاس خستہ
پھر کونسی آرزو کرے کا

بادہ خواری نہ چھوڑ تو اے یاس
یہ بھی اک مشغلہ ہے یاروں کا

میکشوں سے یہ راہ و رسم اور پھر
یاس کہتے ہو پارسا ہیں ہم

یاد آتا ہے ہمیں اپنا دل خون گشتہ
جب کہیں بزم میں ہم جام و سبو دیکھتے ہیں

[illegible] کا شکوہ ہے نہ کرتا اوس سے
بیتابی نے کیا اور بھی بیتاب مجھے

یہ تماشے پڑتے ہیں عدم سے خفتگان خاک بھی
ہمرہ شور قیامت کیا تری رفتار ہے

جب جنون تھا تو تھے گریبان چاک
عشق ہی اب تو سینہ چاک ہوئے

چاک کیونکر نہ ہووے سوسو بار
اسکے ہر تار مین ہے سو شورش

پہر یہ آخر مرا گریبان ہے
رشک محشر مرا گریبان ہے

**یاس** تخلص حسن علی خان قرابت دار نواب عقیدت خان شاگرد جعفر علی حسرت مقیم لکہنو

جی تلک وسے کے خفا وہ تو نہ ہوتا ہرگز
مجہکو یقین ہو چکا تیرا وہ دل رہا نہین

تونے کیا جانئے کیون یاس کو دلگیر کیا
اتنا نہ ناز کر صنم بندی کا کیا خدا نہین

**یاس** تخلص حکیم خیر الدین دہلوی شاگرد مومن خان و محمد ابراہیم ذوق

ہون وہ ثابت رہ الفت مین کہ جون نقش قدم
زانوے یاس کہان اور سر دلدار کہان

جب تلک مٹ نہین لیتا نہین اصلا اٹہتا
ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچہ بہی مہر اون

شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کہانے دو
کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو

ربط غیرون سے بڑہا مجہسے وفا چاہتے ہو
دل مین سمجہو تو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

عشوہ و ناز و ادا ٹہنے سے کہتے ہین مجہے
ایک دل رکہتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو

وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہے
کم ہے ٹہنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہے

دم تو لے تیغ تلے اے طپش دل تہم جا
دیکہہ قاتل کا مرے دہیان بٹا جاتا ہے

گردن غیر پہ خنجر کو ہنسی سے رکہا
وان تجہے کہیل ہے یہان کام ہوا جاتا ہے

**یاس** تخلص تن سکہہ راے ابن راے لچہمی پرشاد قرابت دار راجہ الفت راے شاگرد مقصود عالم مقصود

یار کے آئینہ رخ کی تجلی دیکہو
صاف شیشے کا گمان ہوتا ہے دیوار و نہیں

**یاس** تخلص مولوی انور علی باشندہ قصبہ آرہ ضلع شاہ آباد منصفی عدالت ضلع مذکور ولد شیخ محمد حیات مرحوم شاگرد غلام علی راسخ اٹہارہ اونیس برس ہوئے کہ انتقال کیا دیوان فارسی وارد و الکا نظر سے گزرا

کیونکر کہین مرے تئین رسوا نہ کرینگے
مرغان چمن سب ہی ثنا خوان ہین گل کے

گر دیدہ و دل ہین تو کیا کیا نہ کرینگے
پر یہ نہین معلوم کدہر کان ہین گل کے

یاور تخلص میر امام الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون مصوری مین کمال رکھتے تھے

مدعا کہیے تو کیا کہیے کہ ہم کو ہمنفس | بات بھی کرنے کا اوسکے سامنے یارا نہین

یاور تخلص میر مہدی حسن ابن میر امداد حسین باشندہ نوشہرہ ضلع مین[illegible]ی

کسطرح سے بنے گی کہیے تو | آپ ہر بات مین بگڑتے ہین

یاور تخلص شیخ امداد علی ولد شیخ ولایت علی باشندہ بریلی شاگرد محمد بخش شہید وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ انسے ایک دیوان یادگار ہے

اسس آہ نارسا نے کلیجا پکا دیا | اوس گل کے کان تک نہ گیا نالہ دل
ہوا ہے دفن دل بیقرار پہلو مین | بنا ہے کشتۂ غم کا مزار پہلو مین
کون ہوتا ہے بُری وقت مین اپنا یاور | مرد جو ہین وہ مصیبت مین خبر لیتے ہین

یحیی تخلص منشی یحیی خان متوسل جاٹ کے قلعہ مین رہتے تھے

رشتون کو اسکے ہو ہم جیاہ دل سے | بہلایا ہمین واہ جی واہ دل سے

یقین تخلص مولوی عبد الستار ولد شاہ عبد القادر باشندہ سلہٹ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت عرصہ ہوا کلکتہ سے وطن کو چلے گئے راقم کے احباب مین ہین

بیقراری دل بیتاب کا لکھون جو حال | کیون نہ عالم ہو زمین شعر پہ بھونچال کا
سیلاب اشک سے ترے سمندر کا جوش ہو | گر ہو نہان نظر سے رخ خونفشان دوست

یعقوب تخلص میر یعقوب علی مقیم دہلی مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے یارون مین تھے

جو تو آتے ہین ترے کوچے مین ہی یار کبھو | پر یہ خطرہ ہے کہ چل جاوے نہ تلوار کبھو

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان شاگرد مرزا مظہر جانجانان قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادون مین تھے وطن انکا سرہند مولد دہلی احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین پچیس برس کی عمر مین تہمت زنا سے اپنے والد ماجد کے ہاتھ سے بیگناہ شہید ہو گئے اشعار انکے نہایت پر درد

دیوانہ ہوئے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

آشنا کوئی جہان مین کسیکو بے وفا نہ تھا | ملتی ہے تیرے مجھسے یہ دل آشنا نہ تھا
جو کچھ کہین ہین تجھکو یقین سب ہے سزا تیری | بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تھا
سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا | ہین ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا
مرا دل مر گیا جسدن سے نظارہ ہی باز آیا | یقین پرہیز اگر کرتا نہ یہ بیمار بہتر تھا
شکوہ محسن سے آنسو بہا رہے سوکھ جاتی ہے | یقین سورج کے آگے کب اثر رہتا ہے شبنم کا
اسقدر غرق لہو ہین یہ دل زار نہ تھا | جب خدا کو تری یاد ہی سے سروکار نہ تھا
آنکھ سے نکلے یہ آنسو کا خدا حافظ یقین | گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو ابتر ہو گیا
کہون مین کیونکہ نہ صبح بہار تجھکو کہ آج | جو تو چمن مین نہ تھا گل کے منہ پہ نور نہ تھا
شکوہ جفا سے یار سے کرنا وفا نہین | بندون کو اعتراض خدا پر روا نہین
کعبے بھی ہم گئے نہ گیا پر بتون کا عشق | اس درد کی خدا کی بھی گھر مین دوا نہین
سو سو ہی التفات تغافل مین یار کے | بیگانگی سے اوسکی کوئی آشنا نہین
یقین مارا گیا جرم محبت مین ہی طالع | شہادت اسکو کہتے ہین سعادت اسکو کہتے ہین
کوئی دن اور کرنے دو جنون مجھکو بہاران مین | [illegible] ہوا اوسکو کیا رہا ہے اب گریبان مین
کیا دل ہے اگر جلوہ گہ یار نہ ہووے | ہے طور سے کیا کام جو دیدار نہ ہووے
جور و جفا مین یار بہت ہو گیا ہے ابر | کرتے تو کیا پر اس نے آئی وفا مجھے
حق مجھے باطل آشنا نہ کرے | عشق بتون سے پھر دل خدا نہ کرے
جسکو منظور ہو مرنا اوسے جینا ہے خدا | [illegible] شمشیر مجھے
نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہون | [illegible] فرہاد کو پہنچے
پریشان خاک سے اوگتا ہے سنبل اس [illegible] | [illegible]
ارماستون کی کمتی ہین یقین تاثیر رکھتی ہے | [illegible] جہان [illegible] ہو جاوے
اپنے بندونکو جلا کر ذبح کرتے ہین یقین | ان بتون کی ضد سے ہو جاؤن مسلمان تو سہی

یقین تخلص سید محمد حسین دہلوی

| | |
|---|---|
| پانی ہو آب خضر جو آجائے نام لب | شرمندہ ہو مسیح سنے گر کلام لب |
| خط سیہ نہین لب شیرین پہ ہمنشین | طوطی سبز پر ہے گرفتار دام لب |

**یقین** تخلص میرن صاحب شاگرد امیر

| | |
|---|---|
| وصل کی شب رخ جانان پہ نہ کی مین نے نگاہ | تھا یہی ڈر نظر آئی نہ سحر کی صورت |

**یکتا** تخلص خواجہ معین الدین خان دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

| | |
|---|---|
| برسات مین کہہ ہے کہ یکتا نہ پی شراب | واعظ تجھے کچھ ابر و ہوا پر نظر نہین |
| وہ کون ہے جو اس دل مضطر مین گھر کرے | کسکی مجال ہے کہ ترے گھر مین گھر کرے |

**یکتا** تخلص نوروز علی ولد امان علیخان غالب تخلص باشندۂ عظیم آباد انہین ایک بڑا عیب ہے کہ دوسرے شاعرونکے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے ہین

| | |
|---|---|
| ستارے ہین ثابت تری جوتی کے ستارے | روشن ہے مہ و مہر سے گردونکی پڑی آنکھ |

**یکدل** تخلص دلاور خان برادر کہین و شاگرد مصطفے خان یکرنگ باشندۂ دہلی

| | |
|---|---|
| نہین مطلب مجھے کچھ باغبان سے | ہین دیوانہ ہون گل کی رنگ و بو کا |

**یکرنگ** تخلص مصطفے خان دہلوی معاصر شاہ آبرو نبیرۂ خان جہان خان لودی شاگرد حضرت مظہر جانجانان منصب دار شاہی تھے بعضے تذکرہ والون نے انکو خان آرزو کا شاگرد لکھا ہے

| | |
|---|---|
| تجھکو معلوم ہے ہم [illegible] گل سے | پھول جاتے ہین زر سے دولتمند |
| نہیون ہوئے ہو تم کیو دشمن ہمارے اسقدر | دوست کا ہوتا ہے دشمن کوئی پیارا [illegible] |
| کیا جانیئے وصال ترا ہو کسے نصیب | ہم تو ترے فراق مین اے یار مر چلے |

**یکدل** تخلص عبد القادر دہلوی سارا کلام انکا اسی انداز کا ہے

| | |
|---|---|
| یہ دل قفس سے کہ وہ باز آئی جنگ سے | ہر گز نہین ہین یار بھی کم اوس [illegible] سے |

**یمین** تخلص حکیم احمد علیخان دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم

| | |
|---|---|
| تب کہا مین نے بتا اپنے تجھے گھر کا پتا | کان کا بالا ہتا کر بس دیا بالا بتا |

**یوسف** تخلص یوسف خان ولد رحمت خان غوری باشندۂ لکھنو

## شاگرد آتش

رخ قمر سے زیادہ ہین آب وتاب مین پاؤن
ندیکھے چشم فلک نے کبھی ایسی خواب مین پاؤن
کاٹا پہاڑ دل مین نہ شیرین کو گھر کیا
پتھر پڑے نصیب یہ اسے کوہکن ترے

**یوسف** تخلص مرزا یوسف بیگ ولد مرزا قاسم بیگ لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

تار روز حشر یہ نہین ممکن کہ صبح ہو
اس درجہ سے دراز یہ شبہا ہو تار زلف
نہین ہے جب سوا ای یوسف وہ رشک حور پہلو مین
برنگ مرغ بسمل ہے دل رنجور پہلو مین
بتان سنگدل کی سخت باتین روز سنتے ہین
نہو کسطرح اپنا شیشہ دل چور پہلو مین

**یوسف** تخلص سید امجد علیخان ولد میر فیض علیخان شاگرد احمد علی کامل

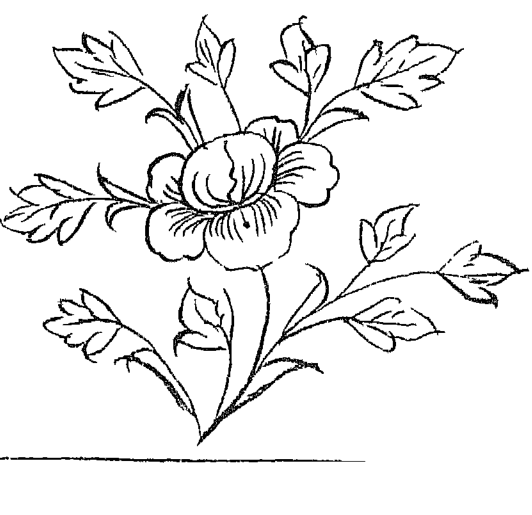
اسے یار تیرے دست حنائی کو دیکھکر
خوبان مصر کاٹتے سب اپنے ہاتھ

**یوسف** تخلص میر یوسف علی باشندہ دہلی شاگرد عزت اللہ عشق

نہین ہے غیر کے قصے سے کچھ ہمکو خبر یوسف
زبان پر رات دن اوس حور کا افسانہ رہتا

**یوسف** تخلص میر یوسف علی شاہ خلف حاجی احمد علی شاہ فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

شراب پینے نے کر دیا ہے یہانتک اوس بت کو بے تکلف
نقاب اوٹھا کر یہ کہ رہا ہے حجاب ہم سے کیا کرینگے



# تذکرۃ الشاعرات

**اچپل** تخلص بینگن جان

ہے عیش اوسکے جی کو اجی غم بہت ہوا یان ۔ شادی وہان رہا کی ہے ماتم جہتا ہی یان

**امیر** تخلص امیر صاحب طوائف ساکنۂ لکھنؤ نازو انداز مین طاق عشوہ وادا مین شہرۂ آفاق ہے راقم الحروف ہوا اس مجموعۂ خوبی سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

بعد مرکے جو نکلنے سے جان زار جاتی ہے ۔ ادہی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے

یہ نقش تھا کہ نہ چھوڑا تمہارے کوچہ مین ۔ صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہے

یہ محو دید رخ گل ہے بلبل شیدا ۔ نہین خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

**آشفتہ** تخلص اور نام [illegible] دہلی کی ایک زن خانگی کا ہے جسکے عشق مین گلاب سنگھ آشفتہ اپنا گلا کاٹ کے مر گیا اور اوسکے خون کا یہ اثر ہوا کہ اسکو بہی اس سانحہ کے بعد کسی سے آشنائی نہ ہوی اور چند روز کے بعد عارضۂ دق اوسکے لاحق ہو گیا اور اوسکو بھی آشفتہ کے پاس پہونچا دیا اوسنے آشفتہ کے فراق مین بہت شعر کہے ہین

چھوڑ کر مجھکو کہان ای بت گمراہ چلا ۔ تو چلا کیا کہ یہ دل بہی ترے ہمراہ چلا

نہ تو موت آتی ہے [illegible] مجھکو ۔ [illegible] آشفتہ [illegible] مجھکو

موت پر بس نہین چلتا ہے [illegible] ۔ [illegible] مجھکو

اب کسے چین کہان [illegible] ۔ نہین [illegible] از بستر خار مجھکو

ہے غضب وہ تو مرے اور [illegible] ۔ موت آجاے تو ہو [illegible] مجھکو

نعش آشفتہ کو پیر [illegible] نے پہونچا [illegible] ۔ آتش غم ہی [illegible] مرگ کی کچھ کم نہ تھی

**بیگم** تخلص دختر میر محمد تقی ساکنۂ لکھنؤ شاگرد [illegible]

[illegible] ان [illegible] مین گرفتار [illegible] ۔ اب [illegible] ہو گیا [illegible] مار [illegible]

[illegible] اور [illegible] نہین کیا ۔ [illegible] یار [illegible] رخسار [illegible]

[illegible]

کیون وصل مین چہپاتا ہے تو ہمسے یار پیٹ / رکہتا ہے سو بہار کی یہ ایک بہار پیٹ

بیگم تخلص رشک محل متوطن پنجاب ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکہنو متخلص بہ اختر بہت روز دن تک کلکتہ مین تہین اب لکہنو کو چلی گئین گانے مین اچّہا دخل رکہتی تہین بیشتر ریختی کہتی تہین یہ شعر اس تذکرے کیلیے بہیجے تہے

ہے منظور باجی ستانا تمہارا / گلہ کرتی ہے جو دوگانا تمہارا
نہ بہونگی سسرال مین تم کو خانم / نہین مجکو دوبہر ہے کہانا تمہارا
مری کنگہی چوٹی کی لیتی خبر ہو / یہ احسان ہے سر پر دوگانا تمہارا
ہوا بال بیکا جو مرزا ہمارا / تو پہر سنگ ہے اور شانا تمہارا
گہر سے گاناکے دوگانا مری مہمان گئی / مین یہ انگارون پہ لوٹی کہ مری جان گئی

جان تخلص صاحب جان طوائف ساکنۂ فرخ آباد

جان جاتی ہے دل ترستا ہے / جلد آجاؤ مینہ برستا ہے
جان و دل بیچتے ہین ہم اپنی / ایک بوسے کو لے سستا ہے

جانی تخلص بیگم جان عرف بہو بیگم بنت نواب قمر الدین خان زوجۂ نواب آصف الدولہ بہادر نقل ہے کہ بیگم صاحبہ بیمار تہین اور ہمدم نام ایک خواجہ سرا اونکے احوال پرسی کو آیا انہون نے فی البدیہہ جواب مین یہ مطلع پڑہکر سنایا

کیا پوچہتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کے / رگ رگ مین نیش غم ہے کہیئے کہان کہان کے
دل خس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی / کچہ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہ آیا

جینا بیگم بنت مرزا بابر مغفور محل خاص مرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ

رونے کا باعث بہانا تہا / مدعا تمکو بیان نہ آنا تہا
یہ کسکی آتش غم نے جگر جلایا ہے / کہ تا فلک مرے شعلے نے سر اوٹہایا ہے

چندا تخلص مہ لقا طوائف ساکنۂ حیدر آباد شاگرد شیر محمد خان ایمان اسپ تازی و نیزہ بازی و تیر اندازی مین مردون کی طرح دخل رکہتی تہی چار پانچ سو سپاہی و شاگرد پیشہ اسکے نوکر تہے شاعرون کی بہت عزت کرتی تہی

یک لخت پارہ پارہ کر ڈالون آئینہ کو
پیر کیا کرون کہ تیرا ائینہ درمیان نہیگا

**تحجاب** تخلص بنی جان ساکنہ بانیر بنارس مین سکونت اختیار کی تھی

نکلے نہ کیونکر بھلا منہ سے سدا واہ واہ
نام خدا اے صنم تیری ادا واہ واہ

**حور** تخلص منا جان طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد محمد رضا طور

جو پہنا پاؤن مین سونیکا توڑا اوس پری پیکر نے
مسلسل پاے دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے

بدی کی جیتنے ہمسے ہمنے اوسکے ساتھ نیکی کی
ہماری خو یہ ہے ہم دوستی کرتی ہین دشمن سے

**دلبر** تخلص چھوٹی بیگم ساکنہ حیدرآباد

قسمت مین ہمارے جو نہ ہوا ہاے صد افسوس
یک روز لپٹ کر شب مہتاب مین سونا

ہے چوکھٹ آپکی اور سر ہمارا
قیامت تک یہین ٹکراینگے ہم

**دلہن بیگم** مشہور نواب جو بیٹیہ نظام الدولہ خان خانان بہادر زوجہ آصف الدولہ بہادر

بہا ہے پھوٹ کے آنکھون سے آبلہ دل کا
تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا

جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتے ہین
مثال لالہ دل داغدار رکھتے ہین

**زہرہ** تخلص منی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن دار الامارت کلکتہ گلرو و گلبدن و گلاندام ہے خوشنحو و خوشگو و خوشخرام ہے سخن سنجی و سخن فہمی و سخن طرازی مین آفت ہے سخن چینی و سخن سازی و سخن پردازی مین قیامت ہے کبھی کبھی موزونی طبع کے سبب فکر سخن کرتی ہے اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہے

دیکھکر جو رنگ دل ہے عاشق دلگیر کا
سبزۂ رخسار سبزہ ہے مگر شمشیر کا

دل ہمارا اور دکا پتلا بنا اے برہمن
ہے تصور وہ صنم جو اوس بت بےپیر کا

ہے جو غنا و رقص کا چرچا بسنت مین
ہنڈ دل کی بہار ہے ہر جا بسنت مین

اب نغمۂ بہار جو ہوتا ہے گوش خورد
جوش جنون ہوا ہے ہوا دانسبت مین

کیا کسی مہوش کا زہرہ اوسکو بھی ہے انتظار
دیدۂ عاشق کی صورت ہے جو ہیدار آئنہ

درد و غم فراق سے شکوہ ہوئی جو بیکلی
دلکی کشش کشان کشان اوسکی گلی مین لیچلی

روتے ہین سر پٹکتے ہین زندگی یک عذاب ہے
جب تم ملے وہ جا نہجان کیون نہو دل کو بیکلی

ہجر مین تیرے گلبدن وقف الم ہو جان تن
بستر خار سے فزون مجھکو ہے فرش مخملی

زہرہ تخلص امراؤ جان عرف چھٹن طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس چھوٹے سے سن مین بڑی طبیعت وار ہے یہ شعر راقم الحروف نے اوسکی زبانی سنے تھے

امتحان ہے اگر مرا منظور
آپ سے آزمایئے دل کو

نہوئی شہر و دشت مین تسکین
اب کہان لیکے جایئے دل کو

زینت تخلص اور نام دہلی کی ایک شاہد بازاری کا تھا جو اپنے عاشق مرزا ابراہیم بیگ مقتول کے ساتھ از راہ وفاداری کے لکھنؤ کو چلی گئی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا تخلص نازک لکھا ہے

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہرو سے اور ہم ہین

ہے نالہ و زاری کا مرے شور فلک پر
یہ وہ صحبت مشہور کوئی کان دہرے ہے

سلطان تخلص شاید دختر نواب معتمد الدولہ بہادر کا ہو لیکن حال انکا تحقیق معلوم ہوا صاحب دیوان ہین

قاتل سے کب کہا تھا کہ آنکھین لڑا مری دل
آخر نہ میری جان پہ آئے بلا سے دل

شرم تخلص شمس النسا بیگم بنت حکیم قمر الدین خان بنارسی ساکنہ لکھنؤ شاگرد وزیر دیوان انکا نظر سے گزرا

جیتے جی نہ آیا اوسے کچھ دھیان ہمارا
مرجانے پہ کیا نکلے گا ارمان ہمارا

گر پڑون یار کے قدمون پہ اگرچہ ہو شرکت
ہاتھ آیا ہے بہانہ مجھے بیہوشی کا

کوئی نا آشنا نہین ایسا
ملے ہین آپ آشنا کیا خوب

وصل مین شرم و حیا شرم کو مشکل ہے بہت
کثرت شوق سے ہو جاتا ہے شور لپٹا

دشمن ہوا وہ جان کا کی جس سے دوستی
سچ ہے مثل کسیکا کوئی آشنا نہین

سو طرح کی جفا تری اے نازنین سہی
اشہر بھی تجھکو قدر نہین تو نہین سہی

فرمایئے تو آپ کے پہلو مین بیٹھ جائین
بیمار سے بجا ہے تکیہ پہلو نہین سہی

**شرم** تخلص چھوٹی صاحب طوائف باشندہ لکھنؤ کلکتہ مین بہی آئی تھی راقم الحروف نے اوسکو دیکھا ہے

مُردے سے زندے ہو گئے پازیب کی جھنکار سے ۔ ہر قدم پر حشر برپا ہے تری رفتار سے
یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے ۔ کہ خورشید آنکھون کا تارا ہوا ہے
ملے غیر سے یار آنکھون کے آگے ۔ مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

**شیرین** تخلص بنگا طوائف ساکنۂ لکھنؤ شاگرد میر محمدی سپہر وامداد علی بحر راقم نے اسکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہے

باتین وہ دلفریب ادائین وہ دلربا ۔ ایسے پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل
شیرین کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گھڑی ۔ جسکو خدا خراب کرے وہ لگائے دل
عاشق کو دیکھتے ہین عداوت کی آنکھ سے ۔ آگاہ وہ نہین ابھی الفت کی آنکھ سے
شیرین ترے کلام کو پھیکا نہ پائیگا ۔ دیکھے گا جو غزل کو عنایت کی آنکھ سے

**صاحب** تخلص امۃ الفاطمہ بیگم عرف صاحبجی ساکنۂ لکھنؤ دہلی کی سیر بہی کی تہی مومن خان دہلوی نے مثنوی قول غمین اسکی تعریف مین کہی ہے

رقیبون کا جانا کہان دیکھتا تو ۔ سمان یہ مرے گھر مین آیا تو دیکھا
گنہ کیا صنم کے نظارے مین زاہد ۔ یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا
کھولے ہین دستے پیرہن یوسفی کو بند ۔ تہ کر رکھے نسیم سے کہدو قبائے گل
نظر ہے جانب اغیار دیکھیے کیا ہو ۔ پھری سی ہے کچھ نگہ یار دیکھیے کیا ہو

**صنم** تخلص درگا شاہد بازاری اکبرآباد قوم ہنود سے ہے

چھپا اگر رخ پر نور اپنا ۔ جیئے گا طالب دیدار کیونکر

**آفت** تخلص دہلی کے ایک زن پردہ نشین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوسکے لب ہین شراب سے بہتر ۔ حسن ہے آفتاب سے بہتر

**عالم** تخلص خاص محل زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندرون مٹیابرج متعلق کلکتہ مین رہتی ہین شعر اچھا کہتی ہین ستار اچھا بجاتی ہین مثنوی اور

دیوان انکے نظر سے گزرے

گیسوے خمدار اوسکے پیچ پہ بل کہانے لگا / سینۂ عشاق پر بس سانپ لہرانے لگا
بیقراری کیا بیان ہو اس دل بیتاب کی / شور و افغان سے ہمارے عرش تھرانے لگا
اوجاڑے دیکھیے کس کسکے آشیانے کو / یہی چمن مین ہے اب چار سو فغان صیاد
اے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے / لو بلبلو چلو کہ دن آگئے بہار کے
وحشی وہ ہون کہ قیس نے بھی لیے تبرکا / گنڈے بنا کے سینے گریبان کے تار کے
عالم وہ طلبگار ترے ہو گئے اوسدن / جب تازہ ستم کوئی بھی ایجاد کرینگے

**عزیز** تخلص عزیز طوائف ساکنۂ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

جبکہ باغ و بہار دیکھین گے / ایک گل کیا ہزار دیکھین گے
تم نہ دیکھو گے گو ہمین یکبار / ہم تمھین لاکھ بار دیکھین گے

**عفت** تخلص نجم النسا بیگم ساکنۂ لکھنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود تخلص

ہم جو اے جانجہان تمسے بچھڑ جاتے ہین / صدمے ہوتے ہین قلق ہوتی ہین گھبراتے ہین

**فرخ** تخلص فرخ بخش ساکنۂ لکھنؤ شاہد بازاری سرگرم دلداری تھی

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے / نگاہِ پاک کی شاہد یہی تاثیر ہوتی ہے

**قمر** تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم بنت مرزا ہمایون بخت ہمشیرہ مرزا محبوب علی
**قوس** تخلص زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ تھی ذہینہ و طبیعت دار و خوش مزاج
و ظریفہ تھین موسیقی مین بھی دخل رکھتی تھین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا
کہتی تھین سنہ ۱۲۸۱ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین انتقال کیا یہ شعر اس
تذکرے کے لیے دیے تھے

دل ناشاد کو تمنے نہ کبھی شاد کیا / بھول کر بیٹھے ہین پہر نہ کبھی یاد کیا
مر کے بھی خو نہ گئی بادہ کشی کی زاہد / حشر مین ساقی کوثر کا نہ دامان چھوٹا
روز و شب کرتی ہے بلبل یہ قفس مین فریاد / اے گیا فصل بہاری مین گلستان چھوٹا
لیگیا قیس یہ بھی ذوق تمہارا وحشی / مر کے بھی دست جنون سے نہ گریبان چھوٹا

دعوی تھا عبث یا مسیحائی کا تم کو
داغ سودا سر ہے پاؤں میں زنجیر کشتہ داغ
گر مقابل ہو تمہاری روئے آتش رنگ سے
سوزش داغ دل بیتاب ہو پایا فروغ
عشق خط صنم کا تھا ابتدا یہ گناہ
گر آب زندگی بھی تو برسائے ابر خاک
اے میکشو تکلف ساقی تو دیکھنا
شیدا ہیں چشم پر فن آہو شکار کے
ہوں وہ سرگشتہ کہ بعد مرگ ہی جوش جنون
تیرے جانبازوں کو بس کافی ہے شمشیر نگاہ
گل سود اشگفتہ ہیں شعلے آتشبار ہی ہے
نہ پوچھ ہمنشیں ہم شب فرقت کی بیتابی
گرے اتنے ستارے کہ فرش ہو پیر ہن تابان

اچھا نہ ہوا ایک بھی بیمار تمہارا
ہے پر یہ تیری الفت میں یہ حال آفتاب
بدر کی صورت گھٹے ہر دم کمال آفتاب
اے قمر کب تھا بھلا ایسا جلال آفتاب
بہر عذاب آئے ہیں مرقد میں مار سبز
کشت امید وصل ہنوز ہیں بہار سبز
شیشے ہیں سرخ جام مے خوشگوار سبز
گلشن میں کب ہے نرگس بیمار کی غرض
لوح مرقد کے لیے سنگ فلاخن چاہیے
قتل عاشق کے لیے کیا تیغ آہن چاہیے
نسیم آہ کا جھونکا سماں باد بہاری ہے
الم ہے درد و حسرت ہے فغاں ہے آہ و زاری ہے
روش گلزار کی ہر ایک فرش زرنگاری ہے

**ماہ** تخلص منجھلی بیگم ساکنہ لکھنؤ

اگر مقابل عارض بتان کے آئے گل
کاکل میں تیرے دل کو نثار کر چلے

شرم سے بلبل کو پھر پھر کر نہ منہ دکھلائے گل
کالی بلا سے اے مجھے مار کر چلے

**محبوب** تخلص محبوب عالم مشہور واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر زندہ ہیں
مٹیا برج متعلق کلکتہ میں رہتی ہیں

اوٹھا سکے نہ مصیبت فراق یار میں روح
جو آتا ہو تجھے نظر تو آئنا لم
نہ نکلی حسرت دل آپ ہی کر موت آئے
ہے آرزو تیرے ابروں کی قتل ہوں میں بھی

نکل گئی تن لاغر سے انتظار میں روح
نکل نہ جائے کہیں تیرے انتظار میں روح
ہمیشہ تڑپے گی تیرے لیے مزار میں روح
لگی ہوئی ہے تری تیغ آبدار میں روح

**مستور** تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنؤ

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت | رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسون

**مشتری** تخلص قمر نجان عرف مجبو طوائف ساکنۂ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس خوش طبع و خوشنویس و خوشگو ہے راقم الحروف سے اس شوخی مجسم سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

| | |
|---|---|
| ناحق ہے ناز حسن سے یہ بے نیاز یان | بندہ نواز آپ کسیکے خدا نہین |
| اوس وقت آپ میری عیادت کو آئے ہائے | جب سن چکے گلے سے اوترتی دوا نہین |
| ناکسون سے ربط بدوضعون سے صحبت واہ واہ | دیکھلی حضرت سلامت میرزائی آپ کی |
| شیخی کی لیا کرین فرشتے | جانے کی وہان مجال بھی ہے |
| غفلت مین ہم اونکو دیکھتے ہین | ہے خواب بھی کچھ خیال بھی ہے |
| باتین تو وہ کرتے ہین خوشی کی | چہرے سے عیان ملال بھی ہے |
| ہین آپس مین وہم و گمان کیسے کیسے | یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے |
| سہے ہمنے جور بتان کیسے کیسے | اوٹھائے ہین کوہ گران کیسے کیسے |
| ملے خاک مین جور گردون دون سے | مکین کیسے کیسے مکان کیسے کیسے |
| دلمین سمجھا چشم کا بیمار ہے | جسنے میری ناتوانی دیکھ لی |
| تیری نظرون مین ہے یکسان نیک و بد | اسنے میری قدردانی دیکھ لی |
| جسنے قربت کر دیا اوس ماہ کو | آسمان کی مہربانی دیکھ لی |
| جیتے رہتے بھی تو مشکل تھی رہائی مجھکو | سینے چھوٹے جو تیر ہو ہاتھہ سے مرکر چھوٹے |
| اس سے تو وصل کے ارمان مین مرنا بہتر | یا الٰہی نہ کسی سے کوئی ملکر چھوٹے |
| مار ڈالا مجھے اے مشتری اس نیت نے | زلفین چھوٹین کمر سے واسطے اژدر چھوٹے |

**ملکہ** تخلص ایک دختر بلاکیر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر کلکتہ ماہرو مشکین مو سمن بو کمان ابرو خوش نگاہ خوش خرام سیمتن نازک بدن قوم انگریز سے ہین موسیقی مین اچھا دخل رکھتی ہین ستار خوب بجاتی ہین کلکتہ مین رہتی ہین کبھی کبھی شعر کہتی ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہین تھوڑے روز ہوے کہ مشرف بہ اسلام ہوگئین

| | |
|---|---|
| سہو نہی نیند بھی ہمسایہ کی تا صبح حرام | سن کے نالہ جو کسی رات سر شام کیا |
| آہ و زاری نہین سنتے بخدا ارانون کو | اوس صنم کو ملک نے ہی مگر رام کیا |
| ہجر مین دل کو بیقراری ہے | جوش فریاد آہ و زاری ہے |
| آنکھین بیچ اسکے ہو گئین ہین سفید | کسی بت کی جو انتظاری ہے |

**مشتاق** تخلص گنا بیگم بنت علی قلی خان ششتش انگشتی زوجۂ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی متخلص بہ نظام شاگرد میر بعض صاحب تذکرہ نے انکا گنا تخلص اور انکے اوستاد کا نام قمر الدین منت لکھا ہے

| | |
|---|---|
| تیرے منہ کی تجلی دیکھکر کل رات حسرت سے | زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع جلتی تھی |
| اب خواب مین گر وصل ترا ہو وے تو ہو وے | ظاہر مین تو ملنے کی ہمین آس نہین ہے |

**مہتاب** تخلص اور نام مہرالی کی ایک شاہد بازاری کا ہے

| | |
|---|---|
| دل اوسکا ستا ہے مرا جور و جفا کیا کچھ | آہ کرتا ہے وہ عیار دغا کیا کیا کچھ |

**ناز** تخلص بیجان شاہد بازاری فرخ آباد

| | |
|---|---|
| زہرہ بلائین لینے لگے آسمان پر | توڑا لیا جو نارنج مینا دستے اوٹھا کر ہاتھ |

**نزاکت** تخلص رمجو طوائف ساکنہ نارنول دہلی مین رہتی تھی شعر اچھا کہتی تھی نواب مصطفے خان شیفتہ اسیر شیفتہ و فریفتہ تھے

| | |
|---|---|
| بسکہ بتا ہے یار آنکھون مین | ہے نظر بیقرار آنکھون مین |
| محفل ناز خان مین وہ عیار | لیگیا دل ہزار آنکھون مین |
| سرمۂ خاک پا عنایت ہو | آگیا ہے غبار آنکھون مین |
| ہون نزاکت وہ لے کوئی کیا ذکر | وہم رخصت تری سنبھال سکے |
| تا منعقد ہوا لے جب بید او گر ایسی | چاہت تری غیرونکو بھی ہوگی مگر ایسی |
| ہمسری دشمن کو جتانا ہی تھا قاصد | کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی |

**نوران** تخلص و نام نوران میر اسن ساکنہ فرخ آباد کا ہے

| | |
|---|---|
| ... نے کل جسکو گلشن | باغ جہان سے آج وہ بیمار اوٹھگیا |

گلزار ہے صبا ہے دلدار ہے اور میں ہوں ‖ ایّام جدائی کی تکرار ہے اور میں ہوں

## قطعهٔ تاریخ ترتیب این تذکرهٔ سخن شعرا چکیده قلم جواهر رقم حاجی حافظ عبد الله متخلص به آشفته شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

طبع موّاج حضرت نسّاخ ‖ هست دریای علم و کان سخن
نوک کلکش بجوش فکر رسا ‖ رگ ابر گهرفشان سخن
مے تراود ز رشحهٔ قلمش ‖ شیرهٔ جان بکام جان سخن
ید املا چه تازه تذکرهٔ ‖ بهر ارباب نکته دان سخن
بیک حرف نکته سنجان را ‖ راست سنجیده در بیان سخن
ن جگرگوشگان پاک نژاد ‖ هر یکی مخزن خاندان سخن
اید گوهر مضمون ‖ تا به آتش گنج شایگان سخن
از پی قوت روح اهل مذاق ‖ داد ترتیب طرفه خوان سخن
دل بذکر جمیلش از سر شوق ‖ هست ناخوانده میهمان سخن
سال تاریخش از سر فضل ‖ گفت آشفته گلستان سخن
۱۲۹۱ هجری

### و له

باملای نسّاخ معجز رقم ‖ چه روشن سواد آمد این تذکره
ز آشفته ای دل بتاریخ آن ‖ بگو در نگه سرمهٔ تبصره
۱۲۹۱ هجری

## قطعهٔ تاریخ نگاشتهٔ حکیم منور حسین متخلص به فیض و حکیم صاحب مثنوی سلسبیل و عمدة الاعجاز و صاعقه و جواهر الحکمت و کنایات منوری و صحیفة الاسرار و وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندهٔ امروهه شاگرد مهدی علی ذکی

صد شکر که این کتاب نسّاخ ‖ معمور ز نظم دلستان شد
بنوشت حکیم مصرعهٔ سال ‖ این بار کلام شاعران شد
۱۲۹۱ هجری

ازحاجی سعید بخت مجموعہ دار متخلص بہ سعید باشندہ سلہٹ
شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

جناب حضرت نساخ ہیں جو جان سخن | جہاں میں کہتے ہیں سب جنکو رازدان سخن
کیا ہے جمع انھوں نے یہ تذکرہ کیا خوب | عجیب ڈھب سے مدون ہوا دستا[illegible]
سعید مجھکو تھی تاریخ کی جو اوسکے فکر | کہا سروش نے آرایش جہ[illegible]

## خاتمۃ الطبع

المنۃ للہ کہ این طلسم جادو نگار گلدستہ گلہای ہمیشہ بہار تذکرہ سخن شعرا
تالیف منیف استاد نازک خیال شاعر عدیم المثال جناب معلی القاب مولوی
بہادر نساخ کہ گلبن سخن بنام نامیش از ثمرہای تازہ و نو شاخ شاخ در ب
گرامی منشی نولکشور لکھنؤ در شہر مبارک رمضان شریف سنہ ۱۲۹۱ ہجری
مطابق ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۷۴ عیسوی بہزار زیب
و تزئین منطبع گردید +

+ + + +